صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

18 تا 20 ۔ اکتوبر 1993ء
(یکم تا تین جمادی الاول 1414ھ)

جلد 1 شمارہ 1 ‘2

جلد 2 شمارہ 1

سرکاری رپورٹ

مندرجات

سوموار 18 ۔ اکتوبر 1993ء
(جلد 1 شمارہ 1)

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ____ 1

اراکین اسمبلی کا حلف ____ 3

جناب سپیکر کا خطاب ____ 13

جناب غلام حیدر وائیں اور چودھری نذیر احمد کے لیے فاتحہ خوانی ____ 16

.... (جاری)

صفحہ

اراکین اسمبلی جو حلف برداری میں شرکت نہ فرما سکے ---------------- 18
اراکین اسمبلی جن کے نام کا اعلامیہ جاری نہیں ہوا ---------------- 19
سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے انتخاب کے بارے میں اعلانات ---------------- 19

منگل 19 اکتوبر 1993ء
(جلد 1 شمارہ 2)

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------------- 21
اراکین اسمبلی کا حلف ---------------- 22
جناب سپیکر کے انتخاب کے بارے میں انتظامات کا اعلان ---------------- 27
جناب سپیکر کے انتخاب کے نتیجے کا اعلان و حلف وفاداری ---------------- 30
نومنتخب سپیکر جناب محمد حنیف رامے کا خطاب ---------------- 30
ڈپٹی سپیکر کے انتخاب کے بارے میں انتظامات کا اعلان ---------------- 32
ڈپٹی سپیکر کے انتخاب کے نتیجے کا اعلان و حلف وفاداری ---------------- 33
جناب سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کو اراکین اسمبلی کی مبارک باد ---------------- 33

بدھ 20 اکتوبر 1993ء
(جلد 2 شمارہ 1)
(خصوصی نشست)

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------------- 50
ایسے رکن کا تعین جسے اراکین کی اکثریت کا اعتماد حاصل ہے ---------------- 51
قائد ایوان منتخب ہونے پر میاں منظور احمد وٹو کو اراکین
اسمبلی کی مبارک باد ---------------- 61
قائد ایوان میاں منظور احمد وٹو کا خطاب ---------------- 69
قائد حزب اختلاف میاں محمد شہباز شریف کا خطاب ---------------- 73

اجلاس کی طلبی کا فرمان

"In exercise of the powers conferred on me by Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Lieutenant General (Retd) **MUHAMMAD IQBAL**, *Acting Governor* of the Punjab, hereby summon the members - elect of the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Monday, October the 18th, 1993 at 10. AM. in the Assembly Chambers, Lahore."

Dated Lahore, the
16th October, 1993.

LT GEN (Retd) MUHAMMAD IQBAL
Acting Governor of the Punjab

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پہلا اجلاس)

پیر 18۔ اکتوبر 1993ء

(دو شنبہ یکم جمادی الاوّل 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 11 بج کر 18 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر سید احمد خان منہیس کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔـوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○

سورۃ البقرہ آیت 255

خدا وہ معبود برحق ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ زندہ ہمیشہ رہنے والا۔ اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ کون ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے۔ جو کچھ لوگوں کے رو برو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہو چکا ہے اسے سب معلوم ہے اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے) اس کی بادشاہی (اورعلم) آسمان اور زمین سب پر حاوی ہے۔ اور اسے ان کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں وہ بڑا عالی رتبہ اور جلیل القدر ہے۔

(وما علینا الا البلاغ)

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر

میاں معراج دین، پوائنٹ آف انفرمیشن سر۔

جناب سپیکر، آج کا اجلاس نو منتخب اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کی حلف برداری کا اجلاس ہے۔ اس میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ جب تک آپ حلف نہیں لیں گے' آپ رکن اسمبلی کس طرح متصور ہوں گے؟---- آپ تشریف رکھیں۔ اس میں پوائنٹ آف انفرمیشن بھی کوئی نہیں ہوگا۔ آج کا اجلاس صرف نو منتخب اراکین کی حلف برداری کا ہے۔ اس کے بعد آپ کو کافی مواقع ملیں گے کہ آپ پوائنٹ آف انفرمیشن بھی پیش کریں اور پوائنٹ آف آرڈر بھی۔

راجہ اشفاق سرور خان، جناب غلام حیدر وائیں کی مغفرت کے لیے دعا کی جائے----

جناب سپیکر، راجہ صاحب! پہلے حلف برداری ہو گی۔ کافی معزز اراکین اس وقت حاضر نہیں ہیں۔ میرے خیال میں دو چار منٹ انتظار کے بعد حلف برداری کی کارروائی شروع کی جائے۔

چودھری اختر رسول، جناب والا! ہم نے ڈیڑھ گھنٹا انتظار کیا ہے۔ گیارہ بج کر پچیس منٹ ہو گئے ہیں۔ آپ نے جو وقت دیا تھا' آپ خود لیٹ آئے ہیں۔ آپ معزز سپیکر ہیں اور پوری قوم کی نظریں آپ پر لگی ہوئی ہیں۔ کورم بھی پورا ہے۔ پھر آپ نے تاخیر کیوں کی؟

جناب سپیکر، سردار صاحب! فرمائیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! حلف برداری کا طریقہ یہ ہے کہ جو معزز اراکین اسمبلی موجود نہ ہوں پہلا راؤنڈ مکمل ہونے کے بعد دوبارہ ان کا نام پکارا جائے گا۔ چونکہ یہاں ممبران کی بھاری تعداد موجود ہے' میرے خیال میں حلف برداری میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر، اسی طرح کر لیتے ہیں۔ جو معزز ممبران گیلری میں موجود ہیں' ان سے درخواست ہے کہ وہ حلف اٹھانے کے لیے ایوان میں تشریف لے آئیں تاکہ حلف برداری کی تقریب شروع کی جا سکے۔ اب حلف برداری کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ حلف نامہ آپ کی نشستوں پر موجود ہے۔ اس کو آپ میرے ساتھ ساتھ پڑھیں گے۔ آپ سے استدعا کی جاتی ہے کہ براہ کرم اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔

اراکین اسمبلی کا حلف

(جملہ فاضل اراکین نے اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر حلف اٹھایا)

اس نشست میں جن اراکین نے حلف اٹھایا ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
1۔	سید ظفر علی شاہ	پی پی 1 راولپنڈی
2۔	جناب بادشاہ میر خان آفریدی	پی پی 2 راولپنڈی
3۔	چودھری تنویر خان	پی پی 3 راولپنڈی
4۔	راجا محمد بشارت	پی پی 4 راولپنڈی
5۔	جناب غلام سرور خان	پی پی 5 راولپنڈی
6۔	چودھری محمد خالد	پی پی 7 راولپنڈی
7۔	راجا اشفاق سرور خان	پی پی 8 راولپنڈی
8۔	جناب شاہد ریاض ستی	پی پی 9 راولپنڈی
9۔	راجا جاوید اخلاص	پی پی 11 راولپنڈی
10۔	جناب تاج محمد خان زادہ	پی پی 13 اٹک
11۔	پیر سید عباس محی الدین گیلانی	پی پی 14 اٹک
12۔	سردار سکندر حیات خان	پی پی 15 اٹک
13۔	چودھری لیاقت خان	پی پی 16 اٹک
14۔	راجا سلطان حیات عظمت	پی پی 17 چکوال
15۔	میاں منظور احمد وٹو	پی پی 47 فیصل آباد
16۔	ملک سلیم اقبال	پی پی 19 چکوال
17۔	چودھری خادم حسین	پی پی 20 جہلم
18۔	چودھری محمد ثقلین	پی پی 21 جہلم
19۔	نواب زادہ سید شمس حیدر	پی پی 22 جہلم

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
20۔	جناب مظہر احمد قریشی	پی پی 23 سرگودھا
21۔	جناب محمد الیاس قریشی	پی پی 24 سرگودھا
22۔	چودھری عبد الحمید	پی پی 25 سرگودھا
23۔	مہر غلام دستگیر خان لک	پی پی 26 سرگودھا
24۔	چودھری فرخ جاوید گھمن	پی پی 27 سرگودھا
25۔	چودھری سراج دین گجر	پی پی 28 سرگودھا
26۔	میاں مناظر علی رانجھا	پی پی 29 سرگودھا
27۔	جناب محمد اسلم مڈھانہ	پی پی 30 سرگودھا
28۔	حاجی احمد خان ہرل	پی پی 31 سرگودھا
29۔	ڈاکٹر ملک اعجاز احمد بھرتھ	پی پی 32 سرگودھا
30۔	ملک مختار احمد اعوان	پی پی 33 خوشاب
31۔	الحاج ملک صالح محمد گنجیال	پی پی 34 خوشاب
32۔	ڈاکٹر کیپٹن محمد رفیق	پی پی 35 خوشاب
33۔	جناب عبد الرحمٰن خان نیازی	پی پی 36 میانوالی
34۔	حاجی محمد اکرام اللہ خان	پی پی 37 میانوالی
35۔	جناب انعام اللہ خان نیازی	پی پی 38 میانوالی
36۔	ملک غلام شبیر جوئیہ	پی پی 39 میانوالی
37۔	جناب سعید اکبر خان	پی پی 40 بھکر
38۔	جناب احمد حسن خان	پی پی 41 بھکر
39۔	ملک نذیر احمد اترا	پی پی 42 بھکر
40۔	ڈاکٹر محمد شفیق چودھری	پی پی 43 فیصل آباد
41۔	ملک نواب شیر وسیر	پی پی 44 فیصل آباد

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
42-	جناب محمد وصی ظفر	پی پی45 فیصل آباد
43-	جناب محمد ظہیر الدین خان	پی پی46 فیصل آباد
44-	سردار غلام عباس خان	پی پی18 چکوال
45-	چودھری شاہد خلیل نور	پی پی48 فیصل آباد
46-	رانا محمد فاورق سعید خان	پی پی49 فیصل آباد
47-	جناب غلام رسول	پی پی50 فیصل آباد
48-	میاں محمد فاروق	پی پی51 فیصل آباد
49-	جناب آفتاب احمد خان	پی پی52 فیصل آباد
50-	جناب امان اللہ خان	پی پی53 فیصل آباد
51-	جناب محمد افضل ساہی	پی پی54 فیصل آباد
52-	راجہ ریاض احمد	پی پی55 فیصل آباد
53-	صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم	پی پی56 فیصل آباد
54-	خواجہ محمد اسلام	پی پی57 فیصل آباد
55-	جناب بدر الدین چودھری	پی پی58 فیصل آباد
56-	جناب محمد انور علی خان بلوچ	پی پی60 فیصل آباد
57-	جناب علی حسن رضا قاضی	پی پی61 جھنگ
58-	ملک غلام عباس نسوانہ	پی پی62 جھنگ
59-	سید محمد طاہر شاہ	پی پی63 جھنگ
60-	جناب محمد نواز خان بھروانہ	پی پی64 جھنگ
61-	میاں ریاض حشمت جنجوعہ	پی پی66 جھنگ
62-	الحاج سردار غلام احمد خان گادھی	پی پی67 جھنگ
63-	میاں محمد اکرم چیلا	پی پی68 جھنگ

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
64-	جناب محمد مظفر علی خان سیال	پی پی69 جھنگ
65-	میاں عمر علی	پی پی70 جھنگ
66-	جناب ریاض فتیانہ	پی پی71 ٹوبہ ٹیک سنگھ
67-	مخدوم سید علی رضا شاہ	پی پی72 ٹوبہ ٹیک سنگھ
68-	ڈاکٹر محمد انوار الحق	پی پی73 ٹوبہ ٹیک سنگھ
69-	سردار محمد مراد خان کاٹھی	پی پی74 ٹوبہ ٹیک سنگھ
70-	جناب احسان الحق چودھری	پی پی75 ٹوبہ ٹیک سنگھ
71-	جناب خالد جاوید وڑائچ	پی پی76 ٹوبہ ٹیک سنگھ
72-	چودھری محمد شاہ نواز چیمہ	پی پی77 گوجرانوالہ
73-	سید محمد عارف حسین بخاری	پی پی79 گوجرانوالہ
74-	میاں انتصار حسین بھٹی	پی پی81 گوجرانوالہ
75-	جناب بشیر احمد	پی پی82 گوجرانوالہ
76-	سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی	پی پی83 گوجرانوالہ
77-	چودھری محمد یوسف بھنڈر	پی پی84 گوجرانوالہ
78-	چودھری محمد اقبال	پی پی85 گوجرانوالہ
79-	جناب امتیاز صفدر	پی پی86 گوجرانوالہ
80-	میاں اظہر حسن ڈار	پی پی87 گوجرانوالہ
81-	جناب عبد الروف مغل	پی پی88 گوجرانوالہ
82-	جناب عثمان ابراہیم	پی پی89 گوجرانوالہ
83-	جناب ایس اے حمید	پی پی90 گوجرانوالہ
84-	میاں عمران مسعود	پی پی91 گجرات
85-	نوابزادہ مظہر علی	پی پی92 گجرات

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
86-	چودھری گل نواز خان وڑائچ	پی پی93 گجرات
87-	چودھری پرویز الٰہی	پی پی94 گجرات
88-	چودھری محمد فاروق	پی پی95 گجرات
89-	جناب اعجاز احمد	پی پی96 گجرات
90-	میاں محمد افضل حیات	پی پی97 گجرات
91-	چودھری محمد اسلم	پی پی98 گجرات
92-	جناب محمد طارق تارڑ	پی پی99 گجرات
93-	حاجی محمد افضل چن	پی پی100 گجرات
94-	چودھری احمد یار گوندل	پی پی101 گجرات
95-	جناب اعجاز احمد شیخ	پی پی102 سیالکوٹ
96-	خواجہ محمد منشاء اللہ بٹ	پی پی103 سیالکوٹ
97-	چودھری خوش اختر سبحانی	پی پی104 سیالکوٹ
98-	رانا شمیم احمد خان	پی پی105 سیالکوٹ
99-	جناب سیف اللہ چیمہ	پی پی106 سیالکوٹ
100-	چودھری صداقت علی	پی پی107 سیالکوٹ
101-	جناب غلام عباس	پی پی109 سیالکوٹ
102-	سید اختر حسین رضوی	پی پی110 نارووال
103-	چودھری غلام احمد خان	پی پی111 نارووال
104-	میاں عبد الحمید	پی پی112 نارووال
105-	جناب امان اللہ خان بابر	پی پی113 نارووال
106-	جناب محمد طارق انیس	پی پی114 نارووال
107-	میاں محمد رشید	پی پی115 نارووال

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
108۔	جناب عبدالواحد ہمایوں	پی پی116 لاہور
109۔	جناب عبیداللہ شیخ	پی پی117 لاہور
110۔	جناب محمد حنیف رامے	پی پی118 لاہور
111۔	جناب ہارون اختر خان	پی پی119 لاہور
112۔	میاں معراج الدین	پی پی120 لاہور
113۔	حاجی عبدالرزاق	پی پی121 لاہور
114۔	شیخ محمد انور سعید	پی پی122 لاہور
115۔	خواجہ ریاض محمود	پی پی123 لاہور
116۔	میاں عبدالستار	پی پی124 لاہور
117۔	میاں محمد شہباز شریف	پی پی125 لاہور
118۔	میاں فضل حق	پی پی126 لاہور
119۔	جناب ارشد عمران سلہری	پی پی127 لاہور
120۔	چودھری اختر رسول	پی پی128 لاہور
121۔	حاجی مقصود احمد بٹ	پی پی129 لاہور
122۔	جناب عبد الرشید بھٹی	پی پی130 لاہور
123۔	ملک کرامت علی کھوکھر	پی پی131 لاہور
124۔	جناب محمد اقبال گھرکی	پی پی132 لاہور
125۔	چودھری محمد منشاء سندھو	پی پی133 لاہور
126۔	بریگیڈیئر(ر) ذوالفقار احمد ڈھلوں	پی پی134 شیخوپورہ
127۔	چودھری بشیر احمد گجر	پی پی135 شیخوپورہ
128۔	میاں سعید احمد	پی پی136 شیخوپورہ
129۔	ملک مشتاق احمد خان اعوان	پی پی137 شیخوپورہ

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
130 -	محترمہ مسرت سلطان	پی پی 12 اٹک
131 -	میاں مشتاق حسین	پی پی 138 شیخوپورہ
132 -	جناب منیر احمد ملک	پی پی 139 شیخوپورہ
133 -	رائے اعجاز احمد	پی پی 140 شیخوپورہ
134 -	جناب ضیاء احمد خان	پی پی 141 شیخوپورہ
135 -	جناب محمد اکبر شاہ	پی پی 142 شیخوپورہ
136 -	مہر سعید احمد ظفر	پی پی 143 شیخوپورہ
137 -	رانا محمد افضل خان	پی پی 144 شیخوپورہ
138 -	حاجی غلام صابر	پی پی 145 قصور
139 -	سردار محمد حسین ڈوگر	پی پی 146 قصور
140 -	چودھری محمد حنیف خان	پی پی 147 قصور
141 -	سردار محمد شریف	پی پی 148 قصور
142 -	رانا محمد اقبال خان	پی پی 149 قصور
143 -	سردار محمد عارف نکئی	پی پی 150 قصور
144 -	راؤ عبد القیوم خان	پی پی 151 قصور
145 -	سردار حسن اختر موکل	پی پی 152 قصور
146 -	رانا اکرام ربانی	پی پی 154 اوکاڑہ
147 -	رائے نور محمد کھرل	پی پی 155 اوکاڑہ
148 -	ملک محمد عباس کھوکھر	پی پی 157 اوکاڑہ
149 -	جناب افضال علی شاہ گیلانی	پی پی 158 اوکاڑہ
150 -	میاں عطا محمد خان مانیکا	پی پی 159 اوکاڑہ
151 -	حافظ محمد اقبال خان خاکوانی	پی پی 160 ملتان

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
152	حاجی سعید احمد انصاری	پی پی 161 ملتان
153	حاجی احسان الدین قریشی	پی پی 162 ملتان
154	رانا نور الحسن	پی پی 163 ملتان
155	سید ناظم حسین شاہ	پی پی 164 ملتان
156	ملک محمد اسحاق بچہ	پی پی 165 ملتان
157	مخدوم زادہ مرید حسین	پی پی 166 ملتان
158	شیخ فضیل احمد	پی پی 167 ملتان
159	رانا سہیل احمد نون	پی پی 168 ملتان
160	ملک مشتاق احمد	پی پی 169 ملتان
161	سید اکبر علی شاہ	پی پی 170 لودھراں
162	نواب امان اللہ خان	پی پی 171 لودھراں
163	میاں محمد رفیق ارائیں	پی پی 172 لودھراں
164	ملک سجاد حسین خان جوئیہ	پی پی 173 لودھراں
165	سید حسین جہانیاں گردیزی	پی پی 174 خانیوال
166	سید مختار حسین	پی پی 175 خانیوال
167	سردار اللہ یار ہراج	پی پی 176 خانیوال
168	حاجی عرفان احمد خان	پی پی 177 خانیوال
169	پیر عارف زمان قریشی	پی پی 178 خانیوال
170	پیر شجاعت حسنین قریشی	پی پی 179 خانیوال
171	جناب خالد اقبال رندھاوا	پی پی 180 خانیوال
172	میاں شیخ محمد	پی پی 181 ساہی وال
173	حاجی ریاض حسین کاٹھیا	پی پی 182 ساہی وال

حلقہ نیابت	نام رکن	نمبر شمار
پی پی 183 ساہی وال	الحاج سید غلام مرتضےٰ شیرازی	174-
پی پی 184 ساہی وال	ملک اقبال احمد خان لنگڑیال	175-
پی پی 185 ساہی وال	جناب محمد منیر ازہر	176-
پی پی 186 ساہی وال	جناب ولایت شاہ کھگہ	177-
پی پی 187 ساہی وال	جناب ٹکا محمد اقبال خان	178-
پی پی 189 ساہی وال	رانا غلام قادر	179-
پی پی 190 پاکپتن	جناب غلام فرید چشتی	180-
پی پی 191 پاکپتن	پیر محمد شاہ کھگہ	181-
پی پی 193 وہاڑی	حاجی محمد اسلم خان	182-
پی پی 194 وہاڑی	حاجی غلام حیدر خان	183-
پی پی 195 وہاڑی	میاں محمد ثاقب خورشید	184-
پی پی 196 وہاڑی	میاں جاوید ممتاز خان دولتانہ	185-
پی پی 197 وہاڑی	جناب عبد الحمید بھٹی	186-
پی پی 198 وہاڑی	جناب محمود اختر گمن	187-
پی پی 199 ڈی جی خان	خواجہ محمد داؤد سلیمانی	188-
پی پی 200 ڈی جی خان	جناب محسن عطا خان	189-
پی پی 201 ڈی جی خان	سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ	190-
پی پی 202 ڈی جی خان	سردار مقصود احمد خان لغاری	191-
پی پی 204 راجن پور	سردار محمد جعفر خان لغاری	192-
پی پی 205 راجن پور	جناب امان اللہ خان	193-
پی پی 206 راجن پور	جناب زاہد محمود مزاری	194-
پی پی 207 مظفر گڑھ	حاجی رسول بخش جتوئی	195-

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
196-	سردار رسول بخش خان جتوئی	پی پی 208 مظفر گڑھ
197-	جناب محمد عبد اللہ شاہ بخاری	پی پی 209 مظفر گڑھ
198-	نواب زادہ منصور احمد خان	پی پی 210 مظفر گڑھ
199-	سردار امجد حمید خان دستی	پی پی 211 مظفر گڑھ
200-	چودھری اصغر علی گجر	پی پی 215 لیہ
201-	مہر فضل حسین سومرا	پی پی 216 لیہ
202-	ملک اللہ بخش سمیتہ	پی پی 217 لیہ
203-	جناب محمد سمیع اللہ شیخ	پی پی 218 بہاول پور
204-	سردار محمد عبد اللہ داھیر	پی پی 219 بہاول پور
205-	میاں شہاب الدین اویسی	پی پی 220 بہاول پور
206-	جناب طارق بشیر چیمہ	پی پی 221 بہاول پور
207-	سید تابش الوری	پی پی 222 بہاول پور
208-	چودھری صفدر حسین	پی پی 223 بہاول پور
209-	جناب ریاض احمد	پی پی 224 بہاول پور
210-	جناب محمد سردار خان	پی پی 225 بہاول نگر
211-	ڈاکٹر نور محمد غفاری	پی پی 226 بہاول نگر
212-	میاں منظور احمد موہل	پی پی 227 بہاول نگر
213-	میاں ممتاز احمد	پی پی 228 بہاول نگر
214-	جناب محمد افضل سندھو	پی پی 229 بہاول نگر
215-	جناب محمد روف خالد	پی پی 230 بہاول نگر
216-	جناب طاہر بشیر چیمہ	پی پی 231 بہاول نگر
217-	خواجہ غلام محمد عاقل کوریجہ	پی پی 232 رحیم یار خان

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
218-	جناب رئیس مشتاق احمد	پی پی 233 رحیم یار خان
219-	سردار محمد نواز خان	پی پی 234 رحیم یار خان
220-	شیخ محمد اسلم	پی پی 235 رحیم یار خان
221-	مخدوم الطاف احمد	پی پی 236 رحیم یار خان
222-	جناب امتیاز احمد	پی پی 237 رحیم یار خان
223-	جناب علی اکبر محمود	پی پی 238 رحیم یار خان
224-	جناب شوکت داؤد	پی پی 239 رحیم یار خان
225-	سردار محمد اظہر خان لغاری	پی پی 240 رحیم یار خان

جناب سپیکر کا خطاب

جناب سپیکر (جناب سید احمد خان منہیس)، تمام معزز اراکین اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم○

یہ امر ہم سب کے لیے باعث صد مسرت ہے کہ کچھ عرصے کے بعد ایوان کی رونقیں پھر لوٹ آئی ہیں۔ اور یہ مقام ایک مرتبہ پھر آپ کے چہروں پر دمکنے والی کامیابی سے جگمگا اٹھا ہے۔ میں آپ سب کو اس کامیابی پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میں آپ کو جمہوری عمل میں براہ راست شریک ہونے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ اور میں اس امر پر بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ آپ اس تاریخی موقع کے شاہد ہیں جب قوم خوش حالی اور ترقی کی جانب اپنے سفر کے دوران، کچھ دیر سستا کر، آپ کی قیادت میں دوبارہ اس راہ پر گامزن ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ یہاں آپ کی موجودگی، توجہ اور دلچسپی سے ایوان کو تسلسل اور استقرار حاصل ہوگا اور صوبہ خوش حالی کی نئی بلندیوں تک پہنچے گا۔

معزز اراکین! گزشتہ چھ سات مہینے ہمارا ملک سیاسی بے یقینی اور خدشات کے جس مد و جزر

سے گزرا ہے ہم اس سے واقف ہیں۔ ملکی اداروں کے مابین بڑھتی ہوئی بے اعتمادی اور سیاسی اختلافات کا ذاتی تنازعوں کی شکل اختیار کر لینا تمام قوم کے لیے ذہنی اور قلبی اذیت کا سبب بنا ہوا تھا۔ ہر صبح کسی برے شگون کے ساتھ آتی تھی اور ہر شام کا سورج ڈوبنے کے ساتھ نا امیدی کے اندھیرے میں اضافہ کرتا تھا۔ جب مفاہمت کے تمام امکانات ختم ہو گئے اور قانونی و آئینی بحثیں بھی کوئی قابل عمل حل تلاش نہ کر سکیں تو تمام جمہوری اداروں کی بساط لپیٹ دی گئی اور قبل از وقت انتخابات منعقد کرانے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ ایک بڑا اہم فیصلہ تھا اور اس پر اب تک بحث و تمحیص جاری ہے۔ لیکن اس کا فیصلہ ایک دم نہیں کیا جا سکتا۔ قبل از وقت انتخابات کرانے کے فیصلے پر حتمی رائے نئے قائم ہونے والے ایوانوں کی کارکردگی اور استحکام پر منحصر ہے۔ یہ فیصلہ آپ کے طرز عمل اور رویوں کا محتاج ہوگا اور مجھے یقین ہے کہ آپ قوم کی توقعات اور ان کے اعتماد پر پورا اتریں گے۔

معزز اراکین! گزشتہ بحران سے ہمیں ایک سبق ضرور ملا ہے ۔ اور وہ یہ کہ سیاسی معاملات میں افہام و تفہیم، رواداری اور فراخ دلی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اس حقیقت سے صرف نظر کرنے ہی کی وجہ سے ہمارے جمہوری ادارے بالآخر توڑنے پڑے۔ جب سیاسی عمل معطل ہو جائے، قومی ادارے باہمی چپقلش کا شکار ہو جائیں، آئینی بحثیں معاملے کو سلجھانے کے بجائے اور الجھا دیں، تمام انتظامی معاملات رک جائیں اور ملکی استحکام کو خطرہ لاحق ہونے لگے تو سوائے انتخابات کے اور کوئی حل ممکن نہیں رہتا۔ اس حقیقت کا شعور جس قدر جلد ہو جائے بہتر ہے۔ اس معاملے میں ضد اور ہٹ دھرمی سے حل تلاش کرنے میں کوئی مدد نہیں ملتی، بلکہ باہمی مشاورت اور افہام و تفہیم ہی روشنی دکھاتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم نے اس سبق کو فراموش نہیں کیا ہوگا۔ معزز اراکین! اب انتخابات کے نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ قومی اور صوبائی ایوانوں نے نئے اور تبدیل شدہ سیاسی ماحول میں آنکھ کھولی ہے۔ ایک مرتبہ پھر ارکان کو ایک مشکل مسئلہ درپیش ہے اور چند حلقے پہلے جیسی مایوسی کی باتیں کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں دو باتیں واضح ہیں۔ ایک تو یہ کہ حالیہ انتخابات کے بارے میں یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ یہ منصفانہ اور شفاف تھے۔ ان میں عوام نے کسی خوف اور رکاوٹ کے بغیر حصہ لیا اور کسی بھی بے قاعدگی اور جانب داری کے تمام امکانات کو ختم کر دیا گیا تھا۔ دوسرے یہ کہ حکومت سازی کے عمل میں بسا اوقات مشکل مرحلے آ جاتے ہیں اور جمہوری معاشروں میں یہ کوئی

غیر معمولی صورت حال تصور نہیں کی جاتی۔ اس موقع پر ارکان دیانت داری اور خلوص کے ساتھ ملکی مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو فیصلہ بھی کریں گے انشاء اللہ درست ہوگا۔ چنانچہ میری دانست میں مایوسی اور ہمت ہارنے کی ضرورت نہیں' بلکہ غور و فکر اور تدبر و فراست کی ضرورت ہے اور اللہ تعالٰی پر مکمل اعتماد کی۔

معزز اراکین! صوبے کے عوام آپ کی طرف متوجہ ہیں کہ آپ کس طرح ان کی امنگوں کی تکمیل کرتے ہیں۔ پنجاب کے عوام زندہ دلی' فراخ دلی اور رواداری کی صدیوں پرانی روایات کے حامل ہیں۔ اس کے دریا ایک سمت بہتے ہیں اور وہ اس ہم آہنگی کی علامت ہیں جو یہاں کے عوام ایک دوسرے سے رکھتے ہیں۔ اسی ہم آہنگی کی برکت سے ان دریاؤں سے یہاں کے کھیت سیراب ہوتے ہیں اور پنجاب کی زمین سونا اور چاندی اگلتی ہے۔ معزز ارکان اسمبلی کو ان روایات کا پاس کرنا ہے اور ان توقعات کو پورا کرنا ہے جو عوام نے ان سے باندھ رکھی ہیں۔ اگر ہمیں یہاں کے لوگوں کی ترقی' خوش حالی اور امن و امان مقصود ہے تو چاہیے کہ ایوان میں بھی اسی ہم آہنگی کی جھلک نظر آئے اور ایوان میں بھی اسی محبت کا عکس نمایاں ہو جو پنجاب کے عوام کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظر انداز کرنا' معمولی اختلافات کو طول نہ دینا اور تعلقات میں گرم جوشی اختیار کرنا ہماری شناخت ہونی چاہیے۔ اگر ہم نے ان عظیم روایات کو برقرار رکھا تو پنجاب کے دریا بھی اسی ہم آہنگی سے بہتے رہیں گے اور یہ زمین اسی طرح سونا چاندی اگلتی رہے گی۔

معزز اراکین! میں ایک مرتبہ پھر آپ کو اس ایوان میں خوش آمدید کہتا ہوں' مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اللہ سے دعا گو ہوں کہ آپ کی قیادت میں صوبہ ترقی کی جانب ایک نئے اور امید افزا دور میں قدم رکھے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، اب سیکرٹری اسمبلی تمام اراکین کے نام باری باری پکاریں گے اور متعلقہ رکن اپنی باری پر حلف کے رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت کریں گے۔

جناب غلام حیدر وائیں اور چودھری نذیر احمد کے لیے فاتحہ خوانی

چودھری خادم حسین، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! یہ حلف برداری کا سلسلہ ہے اس کو پورا ہونے دیں۔

چودھری خادم حسین، جناب سپیکر! ہمارے ایک ساتھی جناب غلام حیدر وائیں ہم سے جدا ہو گئے ہیں۔ انھیں پچھلے دنوں قتل کر دیا گیا تھا۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ ان کی روح کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔ اس کے بعد تمام معزز اراکین دستخط فرمالیں گے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں جو جناب غلام حیدر وائیں کی ہلاکت کے سلسلے میں ہے۔ وہ ہمارے سابق قائد ایوان تھے۔ انھیں الیکشن کے دوران دن دہاڑے سیاسی پس منظر میں وحشیانہ طور پر قتل کر دیا گیا۔ ان کے قتل کی تفتیش کے متعلق کوئی بات سامنے نہیں آئی۔ ساتھ ہی ساتھ آج ان کے لیے فاتحہ خوانی کریں۔ اور ساتھ ہی چودھری نذیر احمد کے لیے بھی دعائے مغفرت ہو جائے۔

جناب سپیکر، آپ درست فرما رہے ہیں۔ یہی بات چودھری خادم حسین فرما رہے تھے۔ آپ کی بات بھی درست ہے۔ تو جناب غلام حیدر وائیں اور چودھری نذیر احمد کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب سپیکر، سیکرٹری صاحب اب حلف کے رجسٹر پر دستخط کی کارروائی شروع کریں۔

سیکرٹری اسمبلی، بسم اللہ الرحمن الرحیمO

(1) سید ظفر علی شاہ' پی پی - 1

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں دستخط سے پہلے کچھ عرض کروں گا۔

جناب سپیکر، اس وقت تو صرف دستخط ہوں گے۔ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوں گے۔

سید ظفر علی شاہ، ابھی ابھی معزز ممبران نے جو حلف لیا ہے میں جناب کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا۔ اس حلف میں جس دستور کو برقرار رکھنے اور جس کے تحفظ اور دفاع کی ہم نے قسم کھائی ہے اس کی کاپیاں ابھی تک ہمیں نہیں دی گئیں۔ لیکن سیلریز' الاؤنسز اور پرویلجز ایکٹ کی کاپیاں

دے دی گئی ہیں۔ جن کا ہماری قسم سے کوئی بالواسطہ تعلق نہیں۔ تو میری استدعا یہ ہے کہ کل سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے انتخابات سے پہلے ہمیں اس دستور کی کاپیاں دی جائیں جس کے تحفظ کی ابھی ابھی ہم نے قسم کھائی ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، آپ چاہتے ہیں کہ Constitution کی کاپیاں آپ کو دی جائیں؟

سید ظفر علی شاہ، جی ہاں۔

رانا اکرام ربانی، مجھے غلط فہمی ہوئی تھی شاید یہ پڑھ کر آئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

سید تابش الوری، جناب سپیکر! مجھے اجازت دیجیے۔ میں ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، تابش صاحب! آج کوئی تحریک پیش نہیں ہوسکتی۔ آپ ماشاء اللہ پرانے اور بہت تجربہ کار سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ آج کا دن صرف حلف برداری کے لیے ہے۔ آج غالباً تحریک پیش نہیں ہوسکتی۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں قاعدہ 202 کو معطل کرنے کی تحریک پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، تابش الوری صاحب! میرے خیال میں یہ Constitution میں provided ہے۔ اگر تو صرف rules of procedure میں ہو تو That can be suspended ۔ لیکن یہ غالباً Constitution میں بھی provided ہے کہ آج کا دن صرف حلف برداری کے لیے ہے۔ تو Constitution کو تو معطل نہیں کیا جاسکتا۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ جہاں تک قواعد انضباط کار کا تعلق ہے تو قاعدہ202 کے تحت یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اگر ہاؤس چاہے تو اس قاعدہ کو معطل کر کے کسی بھی قومی اور بین الاقوامی مسئلے کو زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس وقت پوری قوم اضطراب و اشتعال میں مبتلا ہے۔ سارے ہندوستان اور پاکستان میں احتجاج ہو رہا ہے۔ ہمیں ایک قومی ادارے کی حیثیت سے اس کا نوٹس لینا چاہیے۔

جناب سپیکر، سید تابش الوری! آپ بجا فرما رہے ہیں۔ لیکن اس وقت صرف rules and procedure کی بات نہیں ہے۔ اس وقت تو Constitution بھی ساتھ ہی ہے اور Constitution میں بھی یہ provided ہے کہ آج کا دن صرف حلف برداری کے لیے ہوگا۔ اس

میں کوئی اور بزنس take up نہیں ہوگا۔ تو اسے آپ ایک دو دن pending کر کے اس کے بعد take up کر سکتے ہیں۔ مہربانی۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! یہ کافی دیر کے بعد اسمبلی میں آئے ہیں' اس لیے قواعد و ضوابط بھول چکے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، جی سیکرٹری صاحب! آپ نام پکاریں۔

(سیکرٹری اسمبلی نے ایک ایک کر کے تمام اراکین کے نام پکارے
اور انھوں نے باری باری Roll of Members پر دستخط کیے)

اراکین اسمبلی جو حلف برداری میں شرکت نہ فرما سکے

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
1۔	چودھری نثار علی خان	پی پی6 راولپنڈی
2۔	چودھری محمد ریاض	پی پی10 راولپنڈی
3۔	حافظ محمد اعظم	پی پی65 جھنگ
4۔	جناب حامد ناصر چٹھہ	پی پی 78 گوجرانوالہ
5۔	چودھری مہدی حسن بھٹی	پی پی 80 حافظ آباد
6۔	چودھری شفقت عباس ربیرا	پی پی 153 اوکاڑہ
7۔	ملک عبدالرحمن کھر	پی پی 212 مظفرگڑھ
8۔	ملک غلام مصطفے کھر	پی پی 213 مظفرگڑھ
9۔	ملک طاہر سلطان میلادی کھر	پی پی214 مظفرگڑھ

اراکین اسمبلی جن کے نام کا اعلامیہ جاری نہیں ہوا

مندرجہ ذیل ممبران کے اسمائے گرامی نہیں پکارے گئے کیونکہ ان کا اعلامیہ جاری نہیں ہوا۔

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
1-	جناب سجاد حیدر	پی پی 156 اوکاڑہ
2-	جناب محمد شفیق ارائیں	پی پی 188 ساہی وال
3-	جناب محمود حیات خان	پی پی 192 وہاڑی

سیکرٹری اسمبلی، اگر کوئی ایسے معزز رکن ہوں جنھوں نے حلف اٹھا لیا ہو اور ابھی تک رجسٹر میں دستخط نہ کیے ہوں تو وہ تشریف لائیں اور دستخط فرمالیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! آج کے اخبارات خاص طور پر روزنامہ "خبریں" میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ میں نے پیپلز پارٹی میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔ اور یہ کہ میں بے نظیر صاحبہ کا استقبال کرنے گیا تھا۔ میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میرے جسم کے اگر ہزار ٹکڑے کیے جائیں تو میرا ہرعضو انشاء اللہ میاں نواز شریف کی پکار بلند کرے گا۔(نعرہ ہائے تحسین) میں میاں نواز شریف کے علاوہ کوئی اور تصور بھی نہیں کر سکتا۔ میں صحافی بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ اس خبر کی تردید شائع کریں، ورنہ میں قانونی کارروائی کا حق رکھتا ہوں۔

سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے انتخابات کے بارے میں اعلانات

جناب سپیکر، اب سیکرٹری اسمبلی بسلسلہ انتخاب سپیکر اور ڈپٹی سپیکر پروگرام کا اعلان کریں گے۔

سیکرٹری اسمبلی، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین 1973 کے آرٹیکل 108 اور قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 8 اور 9 کے مطابق سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کا انتخاب کل بروز منگل 19 ۔ اکتوبر 1993ء بذریعہ خفیہ رائے دہی ہو گا جس کا پروگرام حسب ذیل ہے،

1- کاغذات نامزدگی سیکرٹری اسمبلی کے پاس آج 18 اکتوبر 1993ء پانچ بجے شام تک دائر کیے جاسکیں گے۔

2۔ سپیکر کے عہدے کے لیے کاغذات نامزدگی کی پڑتال سیکرٹری اسمبلی کے دفتر میں آج شام ساڑھے پانچ بجے ہو گی۔

3۔ ڈپٹی سپیکر کے عہدے کے لیے کاغذات نامزدگی کی پڑتال سیکرٹری اسمبلی کے دفتر میں آج شام چھ بجے ہو گی۔

4۔ کاغذات نامزدگی آج رات گیارہ بجے تک واپس لیے جا سکتے ہیں۔

5۔ رائے شماری کل بروز منگل 19 ۔ اکتوبر 1993 ، دس بجے صبح ہو گی۔

شکریہ۔

جناب سپیکر: اب اجلاس کی کارروائی مورخہ 19 ۔ اکتوبر 1993، صبح دس بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پہلا اجلاس)

منگل 19 - اکتوبر 1993ء

سہ شنبہ 2 - جمادی الاوّل 1414ھ

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 11 بج کر 18 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر سید احمد محمود کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِى الْاَمْرِ مِنْكُم فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِىْ شَىْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا○

سورۃ النساء آیت 59

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں، پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملے میں نزاع پیدا ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو، اگر تم واقعی اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔

(وما علینا الا البلاغ)

جناب سپیکر، آج کا اجلاس سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے الیکشن کے لیے ہے۔ سب سے پہلے وہ ممبران جو کل حلف نہیں اٹھا سکے ان کا حلف ہوجائے۔ باقی کارروائی بعد میں کی جائے۔ سیکرٹری صاحب باقی ماندہ اراکین جنھوں نے حلف نہیں لیا ان کے نام پکاریں گے تاکہ وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔ ان کا حلف نامہ ان کی نشستوں پر رکھ دیا گیا ہے۔

راجہ اشفاق سرور خاں، جناب سپیکر! کچھ ممبران ابھی تشریف لا رہے ہیں۔ ایک دو منٹ کی تاخیر ہو جائے تاکہ وہ بھی آجائیں۔

مخدوم الطاف احمد، جناب سپیکر! کل میں نے سیشن دو گھنٹے دیر سے شروع ہونے پر اعتراض کیا تھا۔ آج بھی سیشن دیر سے شروع ہوا ہے۔ جو ممبران باہر موجود ہیں وہ باہر کنویسنگ کر رہے ہیں اور ہمارے ممبران کو پیسے کا لالچ دے رہے ہیں۔ انھیں چاہیے کہ وہ ایوان میں تشریف لاکر کارروائی میں حصہ لیں۔

جناب سپیکر، حلف برداری کا سلسلہ شروع ہوگا تو وہ تشریف لے آئیں گے۔

چودھری محمد فاروق، جناب سپیکر! جب ایوان کی کارروائی شروع ہو جائے تو رولز اور روایات کے مطابق کسی ایسے ممبر کے لیے یا کسی ایسے معاملے کے لیے جو اسمبلی سے باہر ہو اس کے انتظار میں اسمبلی کی کارروائی نہ کبھی روکی جاسکتی ہے اور نہ مؤخر کی جاسکتی ہے۔ جو ممبران اسمبلی کے اندر ہوں ان کے حوالے سے اگر کوئی وقفہ ہو تو ہوسکتا ہے۔ ایسا معاملہ جو اسمبلی سے باہر ہو اس کے انتظار میں اسمبلی کی کارروائی کو نہیں روکا جاسکتا۔ جو ممبران اسمبلی کے اندر موجود ہیں ان سے کارروائی شروع کرنی چاہیے۔

اراکین اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر، اب حلف برداری کا کام شروع کرتے ہیں۔ باقی ماندہ جن اراکین نے حلف نہیں لیا وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہوجائیں۔

(جناب سیکرٹری اسمبلی نے درج ذیل باقی ماندہ اراکین جنھوں نے قبل ازیں حلف نہیں اٹھایا تھا ان کے اسمائے گرامی اور حلقہ ہائے نیابت پکارے۔)

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
1-	چودھری محمد ریاض	پی پی 10 راولپنڈی
2-	جناب حامد ناصر چٹھہ	پی پی 78 گوجرانوالہ
3-	چودھری مہدی حسن بھٹی	پی پی 80 حافظ آباد
4-	چودھری شفقت عباس ربیرا	پی پی 153 اوکاڑہ
5-	سید سجاد حیدر کرمانی	پی پی 156 اوکاڑہ
6-	میاں محمد شفیق ارائیں	پی پی 188 ساہی وال
7-	جناب محمود حیات خاں	پی پی 192 وہاڑی
8-	ملک عبدالرحمٰن کھر	پی پی 212 مظفر گڑھ
9-	ملک غلام مصطفےٰ کھر	پی پی 213 مظفر گڑھ
10-	ملک طاہر سلطان میلادی کھر	پی پی 214 مظفر گڑھ

غیر مسلم مخصوص نشستیں

11-	مسٹر جانسن مائیکل	پی پی غیر مسلم
12-	مسٹر عادل شریف گل	پی پی غیر مسلم
13-	مسٹر پیٹر گل	پی پی غیر مسلم
14-	محترمہ راج حمید گل	پی پی غیر مسلم
15-	ڈاکٹر شیلا بی چارلس	پی پی غیر مسلم
16-	مسٹر نعیم الدین خالد	پی پی غیر مسلم
17-	لالہ مہر لال بھیل	پی پی غیر مسلم
18-	مسٹر دریوس پستونجی	پی پی غیر مسلم

جناب سپیکر: جن حضرات کے نام پکارے گئے ہیں میں ان سے استدعا کروں گا کہ وہ اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہوجائیں اور اپنے اپنے مائیک on فرمالیں۔

(مندرجہ بالا اراکین میں سے چودھری محمد ریاض، چودھری شفقت عباس ربیرا، سید سجاد حیدر کرمانی،
میاں محمد شفیق ارائیں، جناب محمود حیات خاں، ملک عبدالرحمٰن کھر، ملک طاہر سلطان میلادی کھر
اور اقلیتی اراکین نے حلف اٹھایا۔)

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! مخدوم الطاف احمد نے ابھی تھوڑی دیر پہلے اس ہاؤس میں ایک سنگین الزام لگایا ہے کہ اس ہاؤس کے بعض ارکان کو ہارس ٹریڈنگ کے ذریعے خریدا جا رہا ہے۔ انھوں نے اگرچہ یہ بات خود اپنے ارکان کے متعلق کہی ہے تاہم میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات بڑی اہانت آمیز ہے کہ اس ہاؤس کے معزز ارکان کی دیانت اور امانت کے متعلق ایسا سنگین الزام عاید کیا جائے جو کہ کسی طرح سے بھی قابل رشک نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اراکین ہمارے رفیق ہیں، ہمارے ساتھی ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

سید تابش الوری، جناب، یہ نکتۂ استحقاق ہے۔

جناب سپیکر، تابش صاحب! شکریہ، آپ تشریف رکھیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! مخدوم الطاف احمد نے اس پورے ایوان کی توہین کی ہے۔ لہٰذا میں مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ ان الفاظ کو واپس لیں ورنہ ....

جناب سپیکر، تابش صاحب! شکریہ۔ میرا خیال ہے کہ آپ ماحول کو صاف رہنے دیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! انھیں اپنے ارکان کی دیانت پر بھی اعتماد نہیں اور اس ہاؤس کے تقدس کا بھی احساس نہیں۔ اگر پہلے دن ہی اس قسم کے الزامات لگائے گئے تو لوگ کیا سوچیں گے جنھیں اس ہاؤس سے بڑی توقعات ہیں۔ جناب سپیکر! اگر یہ تاثر دیا جائے کہ یہ ہاؤس پہلے ہی دن ہارس ٹریڈنگ کا شکار ہو رہا ہے تو آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ اس ملک میں اور پنجاب میں اراکین اسمبلی کے متعلق کیا تاثر پیدا ہو گا۔

جناب سپیکر، اب حلف برداری کے بعد سیکرٹری اسمبلی حلف اٹھانے والے اراکین کے نام باری

باری پکاریں گے اور متعلقہ رکن اپنی باری پر حلف کے رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت کریں گے۔
رانا محمد اقبال خان ، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس حلف نامہ کی تحریر کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں خواتین کے متعلق یہ نہیں لکھا گیا کہ میں " پاکستان کے دفاع کی حفاظت کروں گی" بلکہ لفظ "حفاظت کروں گا" لکھا گیا ہے۔ مہربانی کرکے اس کی درستگی فرمائی جائے۔
جناب سپیکر، رانا صاحب! میرے خیال میں جب آپ نے کل حلف پڑھا ہوگا تو " میں " کے آگے نام بھی نہیں لکھا ہوگا جو کہ آپ نے خود پڑھا تھا۔ لہٰذا اس کی توضیح خود کی جاتی ہے۔
سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! خواتین کے لیے حلف نامہ علیحدہ ہونا چاہیے۔
جناب سپیکر، جی ناظم شاہ صاحب! آپ بھی درست فرما رہے ہیں ۔ لیکن جو خواتین کے لیے حلف نامہ ہے وہ بھی علیحدہ ہے اور اگر آپ چاہیں تو میں اسے پڑھوں۔ اس میں لکھا ہے کہ " میں صدق دل سے حلف اٹھاتی ہوں"۔ رانا صاحب! اگر آپ چاہیں تو یہ میں آپ کو پیش کردوں؛ چونکہ آپ مرد ہیں اس لیے آپ کے سامنے مردوں والا حلف نامہ رکھا گیا ہے۔
سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! آج نکتۂ اعتراض نہیں اٹھایا جاسکتا۔
جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ درست فرما رہے ہیں کہ آج الیکشن کے علاوہ کوئی اور کارروائی نہیں ہو سکتی۔ آج پوائنٹ آف آرڈر بھی raise نہیں ہوسکتا۔ نکتۂ استحقاق بھی آج پیش نہیں ہوسکتا کیوں کہ آج کے دن کوئی اور کارروائی نہیں ہوسکتی۔ اب آپ تشریف رکھیں اور حلف برداری کے سلسلے کو مکمل ہونے دیں۔ اب سیکرٹری صاحب نام پکاریں گے۔
سیکرٹری اسمبلی،

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
1۔	چودھری محمد ریاض	پی پی 10 راولپنڈی
2۔	چودھری شفقت عباس ربیرا	پی پی 153 اوکاڑہ
3۔	میاں محمد شفیق ارائیں	پی پی 188 ساہی وال
4۔	جناب محمود حیات خاں	پی پی 192 مظفر گڑھ
5۔	سید سجاد حیدر کرمانی	پی پی 156 اوکاڑہ

سید ناظم حسین شاہ، محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے 121 ووٹ لے کر کامیابی حاصل کر لی ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں ۔ آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز۔

سیکرٹری اسمبلی،

نمبر شمار	نام رکن	حلقہ نیابت
1-	ملک عبدالرحمٰن کھر	پی پی 212 مظفر گڑھ
2-	ملک طاہر سلطان میلادی کھر	پی پی 214 مظفر گڑھ

غیر مسلم مخصوص نشستیں

3-	مسٹر عادل شریف گل	پی پی غیرمسلم
4-	مسٹر جانسن مائیکل	پی پی غیرمسلم
5-	مسٹر پیٹر گل	پی پی غیرمسلم
6-	بیگم راج حمید گل	پی پی غیرمسلم
7-	ڈاکٹر شیلا بی چارلس	پی پی غیرمسلم
8-	لالہ مہر لال بھیل	پی پی غیرمسلم
9-	مسٹر دریوس پستونجی	پی پی غیرمسلم
10-	مسٹر نعیم الدین خالد	پی پی غیرمسلم

MR. SPEAKER: Sajjad Sahib! Is it regarding the election of Speaker?

SYED SAJJAD HAIDER: Sir, it is regarding my oath.

MR. SPEAKER: Right , it is about your oath. Syed Sajjad Haider

سید سجاد حیدرکرمانی، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ آج کے روز نامہ "جنگ" کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔اس میں لکھا ہوا ہے کہ میں کل یہاں حاضر ہوا اور یہاں میرا حلف نہیں لیا گیا۔ یہ بات حقائق کے بالکل برعکس ہے اور یہ خبر آپ کے سیکرٹریٹ کی طرف سے منسوب کی گئی ہے۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کی تردید کروا دیں ۔ کیوں کہ کل میں حاضر نہیں

ہوا۔ میری کلیرنس چیف الیکشن کمشنر سے آج آئی ہے اور آج ہی حاضر ہوا ہوں۔

جناب سپیکر، شاید کل آپ کا نوٹیفکیشن نہیں ہوا تھا۔

سید سجاد حیدر کرمانی، جی ہاں! میں حاضر ہی نہیں ہوا' لہذا میرے نام سے جو خبر منسوب کی گئی ہے میری درخواست ہے کہ آپ کے سیکرٹریٹ کی جانب سے اس خبر کی تردید کی جائے۔

جناب سپیکر، تو یہ تردید کر دی جاتی ہے ' کیوں کہ کل آپ کا نوٹیفکیشن نہیں ہوا تھا' اس لیے آپ کا حلف نہیں لیا گیا۔

سید سجاد حیدر کرمانی، اور میں آیا بھی نہیں ہوں ۔ مقصد یہ ہے کہ میں حاضر بھی نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ۔

سید سجاد حیدر کرمانی، شکریہ جناب والا !

جناب سپیکر، اب سیکرٹری اسمبلی سپیکر کے انتخاب کے بارے میں انتظامات سے معزز اراکین کو آگاہ کریں گے۔

سپیکر کے انتخاب کے بارے میں انتظامات کا اعلان

سیکرٹری اسمبلی، معزز اراکین ! پروگرام کے مطابق سپیکر کے انتخاب کے سلسلے میں کاغذات نامزدگی داخل کرانے کا وقت کل مورخہ 18 اکتوبر 1993، شام 5-00 بجے تھا۔ مقررہ وقت تک صرف دو امیدواروں سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ اور جناب محمد حنیف رامے کے کاغذات نامزدگی وصول ہوئے جو پڑتال کے بعد درست پائے گئے۔ کاغذات نامزدگی واپس لینے کا وقت کل 11-00 بجے شب تھا۔ مذکورہ وقت گزر جانے تک کسی امیدوار نے بھی کاغذات واپس نہیں لیے۔ لہذا باقاعدہ طور پر نامزد کردہ امیدوار سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ اور جناب محمد حنیف رامے ہیں۔ اس لیے سپیکر کے عہدے کے لیے الیکشن ہوگا جس کا طریق کار یہ ہے کہ حلقہ نیابت کے مطابق جب کسی رکن کا نام پکارا جائے گا تو متعلقہ رکن سیکرٹری اسمبلی سے بیلٹ پیپر وصول کریں گے ۔ وہ جناب سپیکر کی سیٹ کے پیچھے دائیں اور بائیں طرف قائم کردہ بوتھ میں جاکر بیلٹ پیپر پر اپنی پسند کے امیدوار کے نام کے آگے مہر لگائیں گے اور بیلٹ پیپر کو تہ کرکے سیکرٹری اسمبلی کی میز پر رکھے گئے بیلٹ

بکس میں ڈال دیں گے۔بیلٹ پیپربکس میں ڈالنے اور مہر سیکرٹری اسمبلی کو واپس کرنے کے بعد معزز رکن اپنی نشست پر چلے جائیں گے اور پولنگ کے اختتام تک اپنی سیٹ پر تشریف فرما رہیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر ! جیسا کہ آپ کے سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے ' سپیکر صاحب کا الیکشن ہونا ہے اور ہمیں اس چیز کا خدشہ ہے کہ کہیں کوئی رکن جعلی بیلٹ پیپر استعمال نہ کرسکے ۔ اس لیے میری یہ استدعا ہے کہ جب سیکرٹری صاحب بیلٹ پیپر جاری کریں تو اس پر سیکرٹری صاحب مہر لگادیں اور جب بھی معزز رکن اپنی پسندیدہ شخصیت کو ووٹ دیں اور جب بیلٹ پیپر بیلٹ بکس میں ڈالیں تو وہ مہر واضح ہونی چاہیے ۔ اس طریقے سے جعلی بیلٹ پیپر کے استعمال کا احتمال نہیں رہے گا۔

جناب سپیکر، جی سیکرٹری صاحب!

سید ناظم حسین شاہ، سیکرٹری صاحب آپ کی وساطت سے معزز اراکین سے استدعا کریں کہ جب وہ بیلٹ پیپر کو تہ کریں تو جو سیکرٹری صاحب کی مہر لگی ہوئی ہو .That should be visible

جناب سپیکر،شاہ صاحب! اس پر تو already مہر لگی ہوئی ہے ۔ مقصد یہ ہے کہ بیلٹ بکس تو آپ کے سامنے ہی ہو گا۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! جب معزز رکن بیلٹ پیپر کو بیلٹ بکس میں ڈالے تو جو مہر سیکرٹری صاحب کی ہو۔ That should be visible

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ۔ معزز اراکین اس بات کو نوٹ کرلیں۔ اس کے علاوہ اگر کسی دوست کو طریق کار کے بارے میں ابہام ہے تو وہ پوچھ سکتے ہیں۔

راجہ اشفاق سرور خان، جناب سپیکر! شاہ صاحب نے اتنی لمبی تقریر کی ہے لیکن یہ اپنی سیٹ پر نہیں تھے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! آپ بھی ------

راجہ اشفاق سرور خان، میں بھی اپنی سیٹ پر نہیں بیٹھا۔

جناب سپیکر، سیکرٹری صاحب! اب پولنگ کا سلسلہ شروع کریں۔ جی راجہ صاحب۔

راجہ اشفاق سرور خان، جناب والا! ایک تو میں رپورٹر صاحبان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے ہماری گزارش پر اوپر پریس گیلری کی پہلی رو خالی کردی ہے چونکہ نیچے پولنگ بوتھ ہے۔ دوسری میری یہ گزارش ہے کہ پولنگ بوتھ کے پیچھے جتنے بھی لوگ کھڑے ہیں وہاں کوئی بھی شخص نہیں ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، بجا ہے۔ جو صحافی حضرات پریس گیلری میں تشریف رکھتے ہیں میں ان سے استدعا کروں گا کہ بیلٹ کی secrecy کی خاطر آپ سامنے والی گیلریز میں تشریف لائیں۔

سیکرٹری اسمبلی، اب پولنگ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ جناب سپیکر نے دو حضرات کو باری سے پہلے ووٹ دینے کی اجازت دی ہے۔

1۔ رانا شمیم احمد خاں پی پی105 سیالکوٹ

چودھری اختر رسول، جناب سپیکر! میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ایوان سے باہر سپیکر چیمبر کے نزدیک بعض اراکین اسمبلی کو کچھ افراد نے محبوس کر رکھا ہے۔

آوازیں، یہ چھانگا مانگا اور میریٹ ہوٹل والے ہیں۔

چودھری اختر رسول، جناب والا! پہلے اراکین اسمبلی کو آپ نے اسلام آباد ہوٹل میں یرغمال بنایا ہوا تھا۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔

جناب غلام سرور خان، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن کی خدمت میں عرض کروں گا کہ تمام اراکین پنجاب اسمبلی میں موجود ہیں۔ انھیں چھانگا مانگا اور میریٹ ہوٹل یاد آرہا ہے۔

چودھری اختر رسول، جناب والا! چھانگا مانگا ان کو یاد رہتا ہے لیکن سوات بھول جاتا ہے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! تشریف رکھیں۔ ووٹنگ ہاؤس کے اندر ہو رہی ہے باہر نہیں۔

چودھری اختر رسول، جناب والا! آپ کا یہی رویہ ہے جس کی وجہ سے آپ کے حلقے والوں نے آپ کو شکست سے دوچار کیا ہے۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ آپ پولنگ کو جاری رہنے دیں۔ جو معزز اراکین یہاں تشریف رکھتے ہیں وہ اپنا ووٹ آزادانہ طریقے سے استعمال کر رہے ہیں۔ ووٹنگ ایوان کے اندر ہو رہی ہے باہر

نہیں۔ (قطع کلامیاں) ۔ سیکرٹری صاحب پولنگ جاری رکھیں ۔ (اس کے بعد ووٹنگ شروع ہوگئی۔)

جناب سپیکر کے انتخاب کے نتیجے کا اعلان و حلف وفاداری

جناب سپیکر، نتائج موصول ہوئے ہیں اس میں کل 238 ارکان نے انتخاب میں حصہ لیا ۔ ایک ووٹ reject ہوا ہے ۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے 107 اور جناب محمد حنیف رامے صاحب نے 130 ووٹ لیے ہیں (نعرہ ہائے تحسین) تو جناب محمد حنیف رامے کامیاب قرار دیے جاتے ہیں۔ میں ان کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ حلف کے لیے تشریف لائیں۔

(اس مرحلے پر جناب سعید احمد خان منہیس نے نو منتخب سپیکر جناب محمد حنیف رامے سے حلف لیا)

(اس مرحلے پر جناب محمد حنیف رامے بطور سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

نو منتخب سپیکر جناب محمد حنیف رامے کا خطاب

جناب سپیکر (جناب محمد حنیف رامے)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ۝ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ۝ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا۝

معزز اراکین اسمبلی! السلام علیکم۔

میں آپ سب دوستوں کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے اعتماد کے قابل سمجھا اور آج مجھے اکثریت کے ساتھ اس ایوان کے سپیکر کے طور پر منتخب کیا ہے۔ جیسا کہ میں نے کلام پاک کی چند آیات تلاوت کی ہیں۔ سب سے پہلے شکریہ میرا اور آپ کا ، سب کا اللہ تعالیٰ کو واجب ہے جس نے ہم سب کو یہ شرف بخشا کہ ہم پنجاب جیسے بڑے اور عظیم صوبے کے عوام کی طرف سے منتخب ہوکر اس ایوان میں جمع ہوئے ہیں۔ یہ اسمبلی ، اس کے در و دیوار ایک لمبی تاریخ یاد دلاتے ہیں۔ یہ تاریخ عوام کی امنگوں سے لدی ہوئی ہے ۔ یہ اسمبلی ہنستے مسکراتے خوبصورت چہروں پر مشتمل ہے۔ ہم سب اپنی کامیابیوں پر بڑی حد تک خوش ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس کا شکریہ بھی ادا کرتے ہیں۔ لیکن اکثر و بیشتر تاریخ گواہ ہے کہ اس اسمبلی سے باہر وہ کروڑوں لوگ جنھوں نے نہایت قیمتی دعاؤں کے ساتھ اور بہت گہری امیدوں کے ساتھ ہمیں یہاں بھیجا ہوتا ہے وہ ہماری

کارکردگی سے پوری طرح مطمئن نہیں ہوتے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آج اس ایوان کو پھر جمع ہونے کا جو شرف عطا کیا ہے ہم یہاں بیٹھ کر اس ملک کے عوام ' اس صوبے کے عوام کی ضرورتوں' امنگوں اور دعاؤں کے مطابق وہ کام کرسکیں جو ہمیں بہت پہلے سے شروع کر دینا چاہیے تھا اور لوگوں کے خیال کے مطابق ہم آج بھی شروع نہیں کر پائے۔ آج جہاں میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر اور اس کی عطا کی ہوئی فتح کے ساتھ ہی یہ ذکر کر رہا ہوں کہ جب فتح نصیب ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ تسبیح اور حمد کی جائے اور اللہ کے سامنے توبہ کی جائے۔ اس لیے میں اس فتح کو جو اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے اس کو انکسار اور عاجزی میں بدلتا ہوں اور میں اپنے رب سے دعا کرتا ہوں کہ ہم سب جو اس کے عوام کی پسند کے مطابق یہاں اکٹھے ہوئے ہیں عوام کی ضرورتوں کے مطابق اور ان کے حقوق کے مطابق خدمات سرانجام دے سکیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) معزز اراکین اسمبلی! میرے سامنے آپ دوست بیٹھے ہیں۔ میرے سامنے ایک اور ہستی بیٹھی ہے جس کا نام قائد اعظم محمد علی جناح رحمتہ اللہ علیہ ہے۔ وہ عوام جو ہمیں یہاں بھیجتے ہیں اور جنھیں اکثر نظر انداز کر دیا جاتا رہا ہے۔ یہ ہستی ان عوام کی طرف سے ہمارے لیے اس ایوان میں جواب دہ رہی ہے اور جواب دہ رہے گی۔ میں اس ہستی کے سامنے یہاں بیٹھا ہوا محسوس کروں گا کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی جواب دہ ہوں۔ اس کی مخلوق اس صوبے کے عوام کے سامنے بھی جواب دہ ہوں۔ آپ کے سامنے بھی جواب دہ ہوں اور اس ہستی محمد علی جناح رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے بھی جواب دہ ہوں جس نے ہماری قیادت کی قسمت کو بنایا۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس صوبے کو جو پاکستان میں سب سے بڑا صوبہ ہے خوش حال سمجھا جاتا ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں پنجاب کے پرانے دیرینہ ترجمان اور وکیل کے طور پر " پنجاب کا مقدمہ " پیش کرنے والے انسان کے طور پر کہ اس لاہور کی چمکاتی سڑکوں سے باہر کتنی غربت اور کتنا افلاس ہے۔ ہم سب ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے مشوروں سے آپ کی کوششوں سے اس بارے میں کامیاب ہوں گے کہ جو منصب ہمیں عطا کیا گیا ہے وہ خدا کی طرف سے اور عوام کی طرف سے ہے ہم اس پر پورا اتریں گے۔ عزیزان اراکین اسمبلی! ان شاء اللہ تعالیٰ جس منصب کے لیے آپ نے مجھے آج چنا ہے جس منصب کے لیے میری پارٹی کی قائد محترمہ بے نظیر بھٹو نے مجھ پر اعتماد کرتے ہوئے مجھے نامزد کیا۔ میں دل و جان سے کوشش کروں گا کہ اس منصب کے تقاضوں کو پورا کرسکوں اور آپ سب کے ساتھ برابری کا سلوک کروں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اس ایوان کو چلانے کے لیے آپ ہمیشہ مجھے اپنا رفیق اور دوست پائیں گے اور میں آپ سب کے تعاون کے لیے درخواست گزار

ہوں۔ میں آپ کے تعاون کے بغیر کچھ بھی نہیں کرسکتا۔ مجھے آپ میں سے ہر ایک دوست کے تعاون کی بے حد ضرورت ہے۔ مشوروں کی ضرورت ہے ۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ مجھے رب العزت سے یقین ہے کہ وہ ہم سب کو اپنے منصب میں سرخرو کرے گا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)۔

ایک معزز رکن، میں آپ کو ہاؤس کا سپیکر منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اور اس کی وساطت سے معزز اراکین اسمبلی ....

ڈپٹی سپیکر کے انتخاب کے بارے میں انتظامات کا اعلان

ایک معزز رکن، جناب سپیکر کا انتخاب ہوا ۔ اس کے بعد ایجنڈے پر جو آئٹم ہے وہ ڈپٹی سپیکر کے انتخاب سے متعلق ہے۔ لہذا جناب سپیکر سے میری درخواست ہے کہ اب ڈپٹی سپیکر کا انتخاب کروائیں۔

جناب سپیکر، اب سیکرٹری اسمبلی ڈپٹی سپیکر کے انتخاب کے بارے میں انتظامات سے معزز اراکین اسمبلی کو آگاہ کریں گے۔

سیکرٹری اسمبلی، معزز اراکین! پروگرام کے مطابق ڈپٹی سپیکر کے انتخاب کے سلسلے میں کاغذات نامزدگی داخل کروانے کا وقت کل مورخہ 18 ۔اکتوبر 1993ء پانچ بجے شام تھا۔ مقررہ وقت تک صرف دو امیدوار سردار حسن اختر موکل اور میاں منظور احمد موہل کے کاغذات نامزدگی موصول ہوئے۔ سردار حسن اختر موکل کے تجویز کنندگان میں میاں عمران مسعود اور چودھری تنویر خان شامل تھے۔ جبکہ میاں منظور احمد موہل کے تجویز کنندگان میں جناب ریاض فتیانہ ' چودھری صداقت علی ' چودھری محمد شاہ نواز چیمہ' میاں محمد افضل حیات ' جناب محمد افضل سندھو' ملک اقبال احمد' جناب منظور احمد خان شامل تھے۔ تمام کاغذات کی پڑتال کی گئی اور درست پائے گئے۔ کاغذات نامزدگی واپس لینے کا وقت کل مورخہ 18 ۔اکتوبر 11 بجے شب تھا۔ مذکورہ وقت گزر جانے تک کسی امیدوار نے بھی کاغذات نامزدگی واپس نہیں لیے۔ لہذا باقاعدہ طور پر نامزد کردہ امیدوار سردار حسن اختر موکل اور میاں منظور احمد موہل ہیں۔ اس لیے ڈپٹی سپیکر کے عہدے کے لیے الیکشن ہوگا جس کا طریق کار یہ ہے کہ حلقہ نیابت کے مطابق جب کسی معزز رکن کا نام پکارا جائے گا تو متعلقہ رکن سیکرٹری اسمبلی سے بیلٹ پیپر وصول کریں گے۔ جناب سپیکر کی سیٹ کے پیچھے دائیں اور بائیں جانب قائم کردہ بوتھ میں جاکر بیلٹ پیپر

پر اپنی پسند کے امیدوار کے نام کے آگے مہر لگائیں گے اور بیلٹ پیپر کو تہ کرکے سیکرٹری اسمبلی کی میز پر رکھے گئے بیلٹ بکس میں ڈال دیں گے۔ بیلٹ بکس میں ڈالنے اور مہر سیکرٹری اسمبلی کو واپس کرنے کے بعد معزز رکن اپنی نشست پر واپس چلے جائیں گے اور پولنگ کے اختتام تک اپنی سیٹ پر تشریف فرما رہیں گے۔

معزز اراکین! اب ڈپٹی سپیکر کے عہدے کے لیے ووٹنگ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

(آغاز ووٹنگ برائے انتخاب ڈپٹی سپیکر)

جناب ڈپٹی سپیکر کے انتخاب کے نتیجے کا اعلان و حلف وفاداری

جناب سپیکر، معزز اراکین اسمبلی! ڈپٹی سپیکر کے انتخاب کا نتیجہ حسب ذیل ہے۔

کل 236 ووٹ پڑے ہیں۔ سردار حسن اختر موکل نے 105 اور میاں منظور احمد موہل نے 131 ووٹ حاصل کیے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

Hon'ble Members of the House! I declare that Mian Manzoor Ahmad Mohal stands elected as Deputy Speaker

میں منتخب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل کو ڈائس پر آنے کی دعوت دیتا ہوں تاکہ وہ حلف اٹھائیں۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر! نے نو منتخب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل سے حلف لیا۔)

جناب سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کو اراکین اسمبلی کی مبارک باد

جناب سپیکر، سید تابش الوری۔

سید تابش الوری، میرا یہ خوش گوار فرض ہے کہ میں اپنی اورمسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کی جانب سے آپ کو پنجاب اسمبلی کا سپیکر اور میاں منظور احمد موہل کو ڈپٹی سپیکر منتخب ہونے پر دل کی گہرائیوں اور ذہن کی وسعتوں کے ساتھ ہدیہ تہنیت پیش کروں۔ سب جانتے ہیں کہ ادب، صحافت اور سیاست کے حوالے سے آپ ایک معروف شخصیت ہیں اور انہی حوالوں سے مجھے بھی آپ سے دیرینہ رفاقت کا اعزاز حاصل ہے۔ پھر سیاسی سطح پر کنونشن مسلم لیگ سے لے کر پیپلز پارٹی تک اور پیپلز پارٹی سے

مسلم لیگ تک اورمسلم لیگ سے مساوات پارٹی تک اور مساوات پارٹی سے پیپلز پارٹی تک آپ کی جو سیاسی خدمات ہیں ان کی اپنی ایک الگ تاریخ ہے ۔ پنجاب کی وزارت خزانہ اور وزارت اعلیٰ کی دستار بھی آپ کے سر کی زینت رہی ہے اور اس اعتبار سے بھی پورا پنجاب آپ کی صلاحیتوں کا معترف رہا ہے۔ اس پس منظر اور پیش منظر میں سیاسی و پارلیمانی نشیب و فراز ' نزاکت ' اہمیت اور سادگی و پرکاری کے تمام پہلوؤں پر آپ کی نظر ہے۔ اور آپ بخوبی سمجھتے ہیں کہ اس اہم منصب کی کیا ذمہ داریاں اور کیا تقاضے ہیں۔ اور ہم بہتر طور پر دیکھ رہے ہیں کہ یہ ہاؤس روایتی ہاؤس نہیں ہے۔ یہ ہاؤس حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں اعتبار سے بے حد منظم' بے حد مؤثر اور بے حد طاقتور ہے۔

جناب غلام سرور خان،جناب والا! میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ اپنی بات مختصر کریں ۔ باقی لوگوں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر، میں معزز رکن سے خاص طور پر گزارش کروں گا کہ وہ اپنی بات مختصر کریں۔ بہت وقت ہوچکا ہے ۔ چھ بجے عملے کو دوسرے انتخاب کے سلسلے میں بھی تیاری کرنی ہے ۔ لہٰذا میری یہ گزارش ہے کہ وہ اپنی بات مختصر کریں۔

سید تابش الوری،مجھے اعتراف ہے کہ وقت بہت قلیل ہے لیکن اس سارے عمل نے جتنا وقت لیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے تناسب سے میں نہایت اختصار کے ساتھ چند باتیں کہہ رہا ہوں ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اقتدار کے دونوں فریق بڑے مضبوط ' بڑے منظم اور بڑے طاقت ور ہیں۔ اس اعتبار سے اس ہاؤس میں سپیکر کو تلوار کی دھار پر چلنا ہے ....

چودھری گل نواز خان وڑائچ، جناب والا! اورممبران نے بھی آپ کو مبارک باد دینی ہے ۔ اگر یہ اسی طرح تقریر کرتے رہے تو ہم کیا کریں گے ؟ انھیں بٹھا دیں اور ہر رکن کے لیے وقت مقرر کریں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔ میں نے ان سے گزارش کی ہے کہ وہ اپنی بات مختصر کریں گے۔ انھیں خود بھی احساس ہے ۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، وہ بیٹھنے والے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں' یہ بات نہیں۔ انھیں اس ایوان میں زور خطابت کا بہت موقع ملے گا۔ انھیں اس بات کا اندازہ ہے کہ بہت سے مواقع آئیں گے اور وہ سارا زور آج صرف نہ کریں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ سپیکر کو تلوار کی دھار پر چلنا ہے اور اس کا اندازہ آپ کو ہو رہا ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ اپنے ماضی کے تجربہ اور حالات کے تقاضے کے مطابق اس ایوان کو دونوں جانب کے اعتماد ' احترام اور تعاون کے ساتھ آگے بڑھائیں گے۔ بلاشبہ آپ ایک جماعت کی نامزدگی اور حمایت کی بنیاد پر منتخب ہوئے ہیں۔ لیکن اب آپ سب کے سپیکر ہیں اور آپ کو اس پورے ہاؤس کا custodian ' امین اور نگہبان رہنا ہے۔

جناب سپیکر، ویسے یہ نام کا سپیکر ہوتا ہے بے چارہ بول تو سکتا نہیں۔ بولتے تو آپ ہیں۔ یہ تو سنتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید تابش الوری، جناب سپیکر! ماضی میں اس ہاؤس کے حوالے سے بعض تلخ اور ناگوار واقعات رونما ہوئے ہیں ۔ بعض مرحلوں میں آئین اور قانون کی بالا دستی کو مد نظر نہیں رکھا گیا۔ ایوان کے تقدس کی پامالی بھی ہوئی اور ایسے منظر بھی دیکھنے میں آئے جو ہماری رسوائی کا اشتہار بن گئے۔ مجھے یقین ہے کہ آئندہ آپ کی موجودگی میں ایسے کسی واقعے کا اعادہ نہیں ہوگا۔ ابھی کچھ دیر پہلے بعض دوستوں نے شکایت کی کہ ہاؤس کے باہر بعض لوگوں نے ہمارے اراکین کے ساتھ نازیبا سلوک کیا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! تابش الوری صاحب کی ادب کی جو خدمات ہیں ہم اس کا بھی اعتراف کرتے ہیں اور ان کی گل ریزی و رنگینی ' بہار افشانی' الفاظ کا شکوہ' معنی' فقروں کی چستی' مضامین کی بلندی ہم دیکھ رہے ہیں ۔ مگر آج یہ سماں ایسا ہے کہ یہاں پر مختصر طور پر عرض ہے کہ ان کو تقریریں کرنے کے مواقع بعد میں بھی ملیں گے اور ان کی ظرافت کے پھولوں کو ہم اپنا دامن پھیلا پھیلا کر چنیں گے ۔ آج یہ مختصر کریں کہ بات مبارک باد تک ہی محدود رہے ۔

جناب سپیکر ، جی ہاں۔ یہ بھی مختصر کریں اور وہ بھی مختصر کریں ۔ تقریباً وہ مکمل کر چکے ہیں بس آخری فقرہ کہنے والے ہیں ۔

سید تابش الوری،۔ ناظم صاحب کو تو تہنیت بھی پسند نہیں تنقید کیا پسند ہو گی ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مجھے یقین ہے کہ اعادہ نہیں ہو گا ۔ اور ابھی کچھ دیر پہلے بعض اراکین نے شکایت کی ہے کہ اسمبلی کے باہر بعض ارکان سے ناروا سلوک ہوا ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ نے اس کا سختی سے نوٹس

لیا ہو گا اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ آئندہ اس طرح سے ہاؤس کے اعتماد کے ساتھ اس ایوان کی سابقہ روایات کو نہ صرف برقرار رکھیں گے بلکہ اسے آگے بڑھائیں گے ۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ آئین کی بالا دستی' قانون کی حکم رانی اور انصاف کی خاطر ہر مرحلے پر ہمارا تعاون آپ کو حاصل رہے گا ۔ اسی طرح سے ہم میاں منظور احمد موہل کا بھی خیر مقدم کرتے ہیں۔ وہ ہمارے دیرینہ رفیق ہیں' تجربہ کار پارلیمنٹیرین ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ کی رفاقت میں وہ بھی اس ایوان کا تقدس برقرار رکھنے میں ایک نئی روایت قائم کریں گے ۔ شکریہ ۔

جناب سپیکر، آپ کا بہت بہت شکریہ۔ جناب غلام عباس ۔

جناب غلام عباس، جناب والا ! میں سب سے پہلے آپ کو اور ڈپٹی سپیکر کو منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور فاضل مقرر کی اس بات پر کہ باہر ایسی نازیبا بات کی گئی ہے میں صرف ایک بات یہ کہوں گا کہ کاش 1977ء سے لے کر آج تک یہاں اس اسمبلی ہال کے باہر جو انسانیت کی تذلیل ہوتی رہی ہے جس طرح سے بیٹیوں پر لاٹھیاں برسائی جاتی رہی ہیں وہ اب بھی یاد آتا ہے کہ انسانیت کے ساتھ کیا مذاق اڑایا جا رہا تھا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ 1977ء سے لے کر آج تک ایک سیاہ تاریخ ہے جو کہ پنجاب اسمبلی پر محیط ہے۔ یہاں پر وقت کے سب سے بڑے ڈکٹیٹر اور آمر کو مدعو کیا گیا اور جناب والا!

جناب سپیکر، جی ۔

ایک معزز ممبر، جناب والا ! مسلم لیگ نے آج اپنی طاقت منوائی ہے اور یہ بارہ مصالحوں کی چاٹ جو آج ایوان میں اکثریت سے بیٹھی ہے اسے بھی شائستگی اور تہذیب اختیار کرنی چاہیے۔ ہم نے کبھی بھی شائستگی کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا۔ اگر یہ آج یہاں ایوان سے باہر ہمیں دھمکی دے رہے ہیں تو ہم بھی اسی زبان میں جواب دینا جانتے ہیں۔ لیکن ہم نے پارلیمانی فیصلوں کو تسلیم کیا ہے اور ہم یہاں پارلیمانی فیصلوں کو تسلیم کرتے آئے ہیں۔انھیں بھی پارلیمانی انداز اپنانا چاہیے ۔ ماضی کے حوالے سے دھمکی آمیز طریقے اختیار نہیں کرنے چاہییں ۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں آپ سنیے ۔ جو کچھ آپ کہیں گے وہ سنیں گے اور میں سب اراکین اسمبلی سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں جو کچھ ہوتا ہے سپیکر اس کا ذمہ دار ہے ۔ باہر جو کچھ ہوتا ہے اگر وہ اچھا نہیں ہوتا تو اس کا افسوس کیا جا سکتا ہے ۔

لیکن باہر تو بہت بڑا باہر ہے' اس لیے میری ذمہ داری اس ایوان کے اندر ہے ۔ اس کے آس پاس جو بھی ہے اور اس کی سیڑھیوں پر ہے میں نے اس کا اہتمام کیا ہے اور یہ نوٹس لیا ہے اور آئندہ بھی اس ایوان کے اندر اور اس کے آس پاس جو ماحول ہو گا' وہ اچھا ہو گا' بہتر ہو گا۔ سب کے لیے یکساں ہو گا۔ جی' آپ اپنی بات مکمل کیجیے ۔

جناب غلام عباس :۔ میں آخر میں صرف یہ کہوں گا ۔

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن تو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

جناب سپیکر: جناب ریاض حشمت جنجوعہ ۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ : اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

اللہ رب العزت کی حمد و ثنا کے بعد' قبل اس کے کہ میں پنجاب کے ایک روشن خیال دانش ور کو' ایک نام ور مفکر کو پنجاب اسمبلی کی صدارت کے عہدے پر منتخب ہونے پر ہدیۂ مبارک باد پیش کروں اور پنجاب اسمبلی کے معزز اراکین کو اس حسن انتخاب پر داد کا تحفہ پیش کروں۔ میں جناب صدر! آپ کو آپ کے وہ تاریخی الفاظ یاد دلانا چاہتا ہوں جب آپ نے ایک موقع پر یہ فرمایا تھا، "میں صرف غریب کا دوست ہی نہیں بلکہ غریب کے دشمن کا دشمن بھی ہوں" اور آج جب کہ پنجاب کے غریبوں' پنجاب کے مظلوموں اور پنجاب کے حقوق سے محروم لوگوں کے ووٹوں سے منتخب ہونے والے معزز ارکان کے قدموں کی چاپ سے یہ ایوان گونج رہا ہے اور ہم لوگ پنجاب بھر کے مزدوروں' کسانوں' غریبوں اور مظلوموں کی تقدیروں کو پانچ سال تک اپنی مٹھی میں بند کر کے یہاں پر بیٹھے رہیں گے۔ میں آپ کی وساطت سے معزز اراکین اسمبلی اور آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ پہلے تو آپ "پنجاب کا مقدمہ" ایک وکیل کی حیثیت سے پیش کرتے رہے ہیں اور آج وہ وقت آن پہنچا ہے کہ آپ ایک منصب قضا پر فائز ہو گئے ہیں ۔ میزان عدل آپ کے ہاتھ میں ہے اور ہم لوگ پنجاب کے مزدوروں کا' محنت کشوں کا غریبوں کا اور مظلوموں کا مقدمہ آپ کی عدالت میں پیش کریں گے اور آپ کو انصاف کرنا ہے ۔ آپ کے ہاتھ میں میزان عدل ہو گا۔ آپ کو انصاف کرنا ہو گا ۔ آپ منتخب ہوئے ہیں اکثریت کی رائے سے' اور آپ کو احترام کرنا ہے یہاں پر منتخب ہو کر آنے والے ہر رکن اسمبلی کا خواہ اس کا تعلق کسی بھی سیاسی دھڑے کے ساتھ ہو ۔

اس کا تعلق خواہ کسی بھی مکتب فکر کے ساتھ ہو اور میں اپنے ان تمام اراکین اسمبلی کی خدمت میں جنھیں کل پنجاب کے ایک اعلیٰ عہدے کا فیصلہ کرنا ہے آپ کے توسط سے صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں۔

دے رہے ہیں جو لوگ تم کو رفاقت کے فریب
ان کی تاریخ پڑھو گے تو دہل جاؤ گے
اپنی مٹی پہ بھی چلنے کا سلیقہ سیکھو
سنگ مرمر پہ چلو گے تو پھسل جاؤ گے

(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری گل نواز خاں وڑائچ ۔ جناب والا! میں بڑا ہی مختصر بیان کروں گا۔ کوئی تقریر کی نہیں بلکہ مبارک باد کہنے کی ضرورت ہے ۔ میں آپ کو اور میاں منظور احمد موہل کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ خدا کے لیے اس ہاؤس کو خدا کی مرضی اور اس کے احکام کے مطابق چلائیں۔ یہ اسمبلی پہلے کبھی خدا کے احکام کے ماتحت نہیں چلی جس کی وجہ سے اس پر اس کا عذاب نازل ہوا۔ میں استدعا کرتا ہوں کہ خدا کے احکام کو پیش نظر رکھیں ۔ خدا آپ کو توفیق دے ۔

جناب سپیکر ۔ جی۔ چودھری محمد فاروق۔

چودھری محمد فاروق۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

میں آپ کو اس عہدے پر منتخب ہونے کے موقع پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور میاں منظور احمد موہل کو بھی ڈپٹی سپیکر منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور عرض کرنا چاہوں گا کہ بے شک یہ مبارک اور خوشی کا موقع ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں جمہوریت کے خلاف کچھ سازشیں بھی ہوتی رہی ہیں۔ ملک مسلسل بحرانوں کا شکار چلا آ رہا ہے۔ جمہوریت کے بارے میں ہر دور میں ہر بار خطروں کی گھنٹی سنائی جاتی ہے۔ جناب سپیکر! اس ایوان میں سیاست دان ہی بیٹھے ہوئے ہیں ۔ عوام کے منتخب نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم جمہوریت کو لے کر چلنے والے لوگ ہیں ۔ ہمیں ہی نے جمہوریت کے دور کو اس منزل تک لے کر جانا ہے جس کی ترجمانی کے لیے عوام نے ہمیں منتخب کر کے یہاں بھیجا ہے۔ جناب سپیکر! ماضی کے حوالے سے عرض کروں گا کہ ہم اس اسمبلی میں

آ کر فریقین پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس ایوان میں بیٹھ کر ایک دوسرے کو برا کہنے کی روایت پڑی ہوئی ہے۔ ماضی کے حوالے سے دوسرے فریق کو برا کہا جاتا ہے' اسے برا ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ میری آپ سے اور آپ کے ذریعے معزز اراکین سے گزارش ہے کہ کاش! آج سے ہم ایک عہد کریں۔ یہ نیا دور شروع ہوا ہے ' اس نئے دور میں جمہوری تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے دھاندلیوں سے پاک صاف اور شفاف الیکشن کے ذریعے منتخب عوام کے نمائندے آج اس ایوان میں موجود ہیں اور آج انھوں نے اپنا نیا سپیکر اور ڈپٹی سپیکر منتخب کر لیا ہے ۔ ہم یہ عہد کریں کہ ہم دوسروں کو برا کہنے کے بجائے دوسرے کے ماضی پر الزامات عاید کرنے کے بجائے' ماضی کے حوالے سے دوسروں کو برا ثابت کرنے کے بجائے' مستقبل کی طرف دیکھیں گے اس لیے کہ عوام نے ہمیں اس ایوان میں مستقبل کے حالات بہتر بنانے کے لیے' غریبوں کو انصاف مہیا کرنے کے لیے اور غریبوں کے حقوق کی ترجمانی کے لیے بھیجا ہے ۔ ان کی ترجمانی ہم اسی صورت میں کر سکتے ہیں کہ ہم صبر' حوصلے اور برداشت سے ایک دوسرے کو ساتھ لے کر چلیں اور پنجاب کے لیے ' ملک اور قوم کے لیے متحد ہو کر افہام تفہیم کے ذریعے کام کرنے کی کوشش کریں ۔ شکریہ' مہربانی۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا ! آج آپ کا بحیثیت سپیکر انتخاب کیا گیا ۔ میں اس پر آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ آپ عدل و انصاف کے ساتھ ایوان کو چلائیں گے۔ میں یہ بھی توقع رکھتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کا جو 1970ء سے پہلے کا دور تھا جس میں گورنر ہاؤس میں معصوم بہو بیٹیوں کی عزت لوٹی جاتی تھی وہ نہیں دہرایا جائے گا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ، دیکھیے' آپ خود اپنی بات کی تردید کر رہے ہیں ۔

جناب بادشاہ میر خاں آفریدی، ۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس بات کو دہرایا نہیں جائے گا' کیونکہ مسلم لیگیوں کی کچھ تعداد ان کے ساتھ شامل ہے ----

جناب سپیکر ، معزز رکن سے درخواست ہے کہ بحث کو طوالت نہ دیں ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، میں آخر میں ایک گزارش کروں گا ۔

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

ایک فاضل رکن، یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ یہ اسمبلی کو نہیں چلنے دیں گے۔

شیخ محمد انور سعید، جناب والا! یہاں جو بھی رکن ہے اس کے خلاف بڑی سخت اور گندی زبان باہر استعمال کی جا رہی ہے اور انتظامیہ ان کو روک نہیں رہی۔ جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ کل جس وقت قائد ایوان کا انتخاب ہوگا تو اگر آج آپ کے جیالوں کا یہ عالم ہے تو کل ہمارے جان باز جب وہاں آئیں گے تو پھر آپ کے لیے اس اسمبلی کو چلانا اور اس کو سنبھالنا دوبھر ہو جائے گا۔ اس لیے میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ پہلے اپنے ان جیالوں کو سنبھالیں۔ میرے دوست نے بجا فرمایا۔ وہ اپنے الفاظ کیوں واپس لیں؟ باہر جا کر اپنے جیالوں کے الفاظ سن لیں۔

جناب سپیکر، میری بات سنیے۔ معزز اراکین اسمبلی! اگر اسمبلی کے اندر عوام کے نمائندے یہ زبانیں استعمال کریں گے تو باہر بھی یہی کچھ ہو گا۔ آپ حضرات بھی اس بات کو یاد رکھیے کہ تشدد سے تشدد پیدا ہوتا ہے۔ جب آپ الزام دیں گے تو جواب میں الزام آئے گا۔ اگر آپ الزام نہیں چاہتے تو الزام تراشی نہ کیجیے۔ جناب افضل سندھو صاحب۔

چودھری محمد افضل سندھو، جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کو اور جناب میاں منظور احمد موہل کو بطور سپیکر اور ڈپٹی سپیکر منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میں اپنی جانب سے، اپنی جماعت کی جانب سے اور اپنے حلقۂ انتخاب کی جانب سے دوبارہ آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کو ہمارا تعاون ہمیشہ حاصل رہے گا۔ میں ایک بات بڑے ادب کے ساتھ، دل کی گہرائیوں سے اور جذبات سے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر بیٹھ کر الفاظ کی جنگ لڑنے کے بجائے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے بجائے خدا کے واسطے شہروں سے نکل کر ذرا ہمارے جیسے پس ماندہ علاقوں میں جا کر دیکھیں کہ لوگوں کو پینے کا پانی مہیا نہیں۔ جا کے دیکھیں کہ جانور اور انسان ایک جگہ پر پانی پیتے ہیں۔ دیکھیں کہ انسان اور جانور ایک چھت کے نیچے رہتے ہیں۔ خدا کے واسطے کوشش کریں ---حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں سے میری گزارش ہے ---جا کے دیکھیں کہ انسانیت، پنجاب میں خاص طور پر کس طریقے سے رل رہی ہے، کس طریقے سے پامال کی جا رہی ہے۔ انسان جانوروں کی طرح رینگ رہے ہیں۔ انسانوں کے پینے کے لیے پانی نہیں ہے۔ اگر بیمار ہو جائے تو اس کو شہر لے جانے کے لیے ذرائع آمد و رفت نہیں جناب والا! کسی کو دوائی اور کسی کو ڈاکٹر کی سہولت میسر نہیں۔ میں دوستوں، کو اور خاص طور پر اٹھ کر

جانے والے دوستوں کو بڑی عاجزی کے ساتھ کہوں گا جنھوں نے یہاں سولہ سال تک حکم رانی کی ہے کہ جا کے دیکھیں کہ سولہ سال تک میرا ملک، میرے غریب عوام کس طریقے سے پیچھے چلے گئے ہیں۔ کس طریقے سے ان کے سولہ سال ضائع ہوئے ہیں۔ میں اس کو کسی اور طریقے سے نہیں دہرانا چاہتا۔ میں کوئی الزام نہیں لگانا چاہتا۔ میں کوئی بدمزگی پیدا نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن یہ ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہاؤس مل کے، ایک متحد قوت ہو کے کم ازکم پنجاب کی اس غربت کا خیال کریں اور لوگوں کو کم ازکم پینے کا پانی تو دے سکیں۔ جناب سپیکر! بڑی مہربانی۔ میں آپ کا شکرگزار ہوں۔

چودھری صداقت علی، جناب والا! میں معزز ممبران کا شکرگزار ہوں جنھوں نے ہمارے alliance کی طرف سے نامزد سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کو ووٹ کاسٹ کیا۔ میں یہ امید کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ ہمارے ڈپٹی سپیکر اور سپیکر بڑے باوقار انداز سے اس ہاؤس کو چلائیں گے۔ میں ایوان کے معزز ممبران سے یہ بھی توقع کرتا ہوں کہ جس طرح انھوں نے ہماری طرف سے نامزد سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کو واضح اکثریت سے کامیابی دلائی ہے، ان شاء اللہ ہماری طرف سے نامزد وزیر اعلیٰ وٹو صاحب کو بھی اسی طرح کامیاب کرائیں گے۔ کیونکہ وہ صحیح معنوں میں پنجاب کے عوام کے ترجمان ہیں اور ان کا یہ منشور ہے،

حیات لے کے چلو ، کائنات لے کے چلو
چلو تو سارے زمانے کو ساتھ لے کے چلو

ان شاء اللہ اس دفعہ پنجاب میں عوام کی فتح ہو گی، کسی چور، کسی ڈاکو یا کسی لٹیرے کی فتح نہیں ہو گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر! مینوں اجازت دتی جائے کہ میں پنجابی وچ بول سکاں۔

جناب سپیکر، اجازت ہے۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، میں سپیکر صاحب نوں کامیابی دی اور میاں منظور صاحب میرے پیارے دوست دی کامیابی دی اونھاں نوں دلی مبارک باد دیناں واں۔ میرا ایمان اے کہ قول تے فعل وچ تضاد نئیں ہونا چاہی دا۔ ایس دھرتی پنجاب دے دچ نعرہ وجدا سی کہ اج پگ نوں لگ گیا داغ۔ کتھے گئے اوہ داغ کتھے گئے اوہ لوگ جب تک انصاف اس ملک وچ نئیں ہووے گا، ایمان داری

نئیں ہووے گی' دیانت داری نئیں ہووے گی ' حاکم دیانت دار نئیں ہووے گا جس ملک دا حاکم تاجر ہووے گا۔ اس ملک دا نک با قمیت ہونا چاہیے۔جناب سپیکر! ایہہ تاریخ دسے گی کہ جیہڑی اسمبلی ہن آئی اے ایہہ اسمبلی بہتر اسمبلی ہووے گی۔ ایہہ تاریخ دسے گی کہ پچھلے حکم راناں نالوں ایہہ حکم ران جیہڑے پنجاب دے باسی نیں'پنجاب دے رہن والے نیں' ان شاء اللہ تعالےٰ خدا دے فضل وکرم دے نال ایس پنجاب دی تقدیر بدلے گی۔ کیونکہ اساں بولنا وی پنجابی وچ اے۔ گل وی پنجابی وچ کراں گے اور ساڈا ایمان اے کہ پاکستان تاں اے کہ پنجاب اے ' تے ایہدا ہر صوبہ اے ۔ جناب سپیکر! ساڈا قول تے فعل اک ہووے گا ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ خدا دے فضل و کرم دے نال ایہناں کسے نوں نئیں گھبرانا چاہی دا کیونکہ ساڈے وچ معاف کرن دا جذبہ بہت اے ۔ شکریہ ۔

جناب سپیکر ، سید ظفر علی شاہ پہلے کھڑے ہوئے ہیں لہذا وہ پہلے دو منٹ کے لیے بول لیں ۔

سید ظفر علی شاہ، اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

جناب معزز سپیکر! معزز ممبران اسمبلی ! میں سب سے پہلے تو آج کے منتخب ہونے والے سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کو مبارک باد دیتا ہوں اور ساتھ ہی پاکستان کے عوام اور بالخصوص پنجاب کے عوام کو بھی مبارک باد دیتا ہوں جنھوں نے جنوری 1993ء میں پاکستان میں ہونے والی سازشوں جن میں بیرون ملک لوگوں کا ہاتھ تھا یا اندرون ملک لوگوں کا ہاتھ تھا میں اس طرف نہیں جانا چاہتا۔ لیکن آج ان طاقتوں کی اور ان لوگوں کی آنکھیں کھل جانی چاہییں جو پاکستان کے پولٹیکل سسٹم کو خراب کرنا چاہتے تھے جو پاکستان کے سسٹم کو تباہ کرنا چاہتے تھے ' جن کا یہ خیال تھا کہ انھوں نے روس جیسی بڑی طاقت کے پولٹیکل سسٹم کو خراب کر کے اس کے حصے بخرے کر دیے ' شاید پاکستان کو بھی ہم اس سازش کا شکار کر کے اس کا بھی تیا پانچا کر دیں گے۔ آج ان کے لیے ہمارا یہ جمہوری نظام' یہ ہمارا جمہوری پولٹیکل سسٹم بہت بڑا طمانچہ ہے۔ پاکستان کے عوام اور پنجاب کے عوام یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ اسی طرح جس طرح دنیا کے کسی بھی مہذب ملک کو اپنے پولٹیکل سسٹم پر ناز ہے اسی طرح آج ہمیں بھی ناز ہے اور پاکستان کے عوام بھی اتنا ہی سیاسی شعور رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر ! میں آخر میں آپ کی وساطت سے صرف اتنی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ جس طرح یہ بات غلط ہے کہ حزب اختلاف ہنگامے کا نام نہیں ہے ' حزب اختلاف کسی طوفان بدتمیزی کا

نام نہیں ہے ' تو اسی طرح میں حزب اقتدار کی خدمت میں بھی یہ عرض کروں گا کہ حزب اقتدار بھی کسی بدمست گھوڑے کا نام نہیں۔ اگر حزب اقتدار نے بدمست گھوڑے کا رول ادا کیا تو یقیناً حزب اختلاف ایک مضبوط' مہذب اور آنریبل لگام کے طور پر اس کے لیے کام کرے گی۔

میں ایک بار پھر تمام معزز ممبران' منتخب سپیکر ڈپٹی سپیکر اور دونوں دھڑوں کو ان کے جمہوری رویے پر مبارک باد دیتا ہوں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر ، پیشتر اس کے کہ میں میاں منظور احمد وٹو کو دعوت خطاب دوں آپ ایک اعلان سن لیجیے۔

جناب گورنر نے آئین کے آرٹیکل 130 شق 2 (الف) کے تحت ایسے رکن کا تعین کرنے کے لیے جسے اراکین اسمبلی کی اکثریت کا اعتماد حاصل ہو ' اسمبلی کا خصوصی اجلاس مورخہ 20۔ اکتوبر 1993ء صبح دس بجے طلب فرمایا ہے۔ کوئی بھی رکن مورخہ 19۔ اکتوبر 1993ء کو 6 بجے شام سے قبل کسی وقت قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ 16۔ اسے کے مطابق سیکرٹری اسمبلی کو مذکورہ اجلاس میں ایک ایسی تجویز پیش کرنے کا نوٹس دے سکتا ہے جس کے تحت ایسے رکن کا تعین کرنا مطلوب ہو جسے اراکین اسمبلی کی اکثریت کا اعتماد حاصل ہے۔ اس ضمن میں تجویز نامہ اور دیگر تفصیلات کے لیے سیکرٹری اسمبلی سے رجوع فرمائیں۔ کاغذات کی پڑتال میرے چیمبر میں 7 بجے کی جائے گی۔ نامزد امیدوار تجویز کنندگان و تائید کنندگان پڑتال کے وقت تشریف لا سکتے ہیں۔ متذکرہ خصوصی اجلاس کی فہرست کارروائی قواعد کے مطابق جاری کی جا رہی ہے۔

جب یہ اجلاس جاری تھا انتخاب کی کارروائی ہو رہی تھی تو ہم نے کاغذات نامزدگی وصول کرنے کے لیے انتظام کیا تھا۔ چونکہ وہ چھ بجے ختم ہو جانا تھا اس لیے میں نے چھ بجے سے پہلے یہ آرڈر آپ کو سنایا ہے اور چونکہ اب 7 بجے یہ ساری کارروائی ہونی ہے تو اس لیے میں اب میاں منظور احمد وٹو کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ جو فرمانا چاہتے ہیں فرمائیں اور اس کے بعد میرا خیال ہے کہ صرف دو ایک تقاریر اور کرنے کی گنجائش ہے۔ اب میں چاہوں گا کہ اگر کوئی اقلیت سے تعلق رکھنے والے دوست بھی کچھ کہنا چاہیں تو ان کو موقع ملنا چاہیے۔ تو پہلے جناب میاں منظور احمد وٹو بات کریں گے۔

میاں منظور احمد وٹو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر ! میں آج اس قومی زندگی کے اہم موڑ پر ایک تاریخی روز اس اعتبار سے کہ آج پنجاب اسمبلی کے معزز اراکین نے اپنا آئینی حق استعمال کرتے ہوئے آپ کو اور میاں منظور احمد موہل کو سپیکر اور ڈپٹی سپیکر منتخب کیا ہے۔ جہاں آپ کو اور جناب ڈپٹی سپیکر کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں وہاں اس معزز ایوان کے معزز ممبران کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے آج کے انتخاب میں پاکستان کے ایک ممتاز دانشور' ایک تجربہ کار' سیاستدان' ایک ممتاز پارلیمنٹیرین اور ایک منجھے ہوئے شائستہ انسان کو اس معزز ایوان کا سپیکر منتخب کیا اور میاں منظور احمد موہل کی صورت میں انھوں نے ایک نہایت تجربہ کار پارلیمنٹرین کو ڈپٹی سپیکر منتخب کیا جن کو روز آف بزنس اور آئین کا اگر ایک انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو یہ بات نامناسب نہ ہو گی۔ جناب سپیکر! آپ کو اور میاں منظور احمد موہل کو آج سپیکر کے لیے اور ڈپٹی سپیکر کے لیے اس معزز ایوان کا منتخب کرنا میں سمجھتا ہوں اس بات کی دلالت ہے کہ یہ معزز ایوان اپنی مستقبل کی کارکردگی کے اعتبار سے ان شاء اللہ تعالیٰ بہترین روایات چھوڑے گا اور یہ جمہوری اور پارلیمانی روایات میں گراں قدر اضافہ کرے گا۔ اس معزز ایوان نے آج میرے نزدیک اور بھی کارہائے نمایاں سر انجام دیے ہیں اور اس میں سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے انتخاب میں اس معزز ایوان کے ممبران کی شمولیت ' ان کی شرکت اور اس میں ان کی بھرپور دل چسپی معزز ممبران کی طرف سے اس ملک میں جمہوریت کے پودے کی نشوونما کرنے کے لیے ان کے بہترین جذبات اور بہترین احساسات کی غمازی کرتی ہے' کیونکہ سپیکر کے انتخاب میں اس معزز ایوان کے تمام معزز اراکین نے ماسوائے اسلامک فرنٹ کے ان معزز اراکین کے' کہ جنھوں نے اپنی پارٹی لائن کو اختیارکرتے ہوئے ووٹنگ میں حصہ نہیں لیا باقی سو فی صد معزز اراکین نے ووٹنگ میں حصہ لیا اور یہ ایک بہت بڑی بات ہے۔ اس کے علاوہ آج جو چیز میرے نزدیک آپ کے انتخاب کے بعد سب سے زیادہ اس معزز ایوان کی حسن کارکردگی پر دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس ایوان میں موجود سیاسی جماعتوں نے اور اس ایوان میں موجود معزز آزاد اراکین نے اور minority کے معزز اراکین نے اپنی commitment کے مطابق ' اپنی سوچ کے مطابق ' جو فیصلہ باہر کیا وہی فیصلہ آپ کے بیلٹ پر مہریں لگاتے وقت کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کے اس معزز ایوان کی یہ کارکردگی زبردست خراج تحسین کی مستحق ہے کہ انھوں نے اپنے ضمیر اور اپنی سوچ کے مطابق' اپنے حق رائے دہی کا اظہار کیا اور جو بات ان کے دل میں تھی اس کا انھوں

نے اظہار کیا۔(نعرہ ہائے تحسین) میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ جہاں اس ایوان کے وقار میں آج معزز اراکین نے اضافہ کیا ہے وہاں انھوں نے اپنے ذاتی وقار میں بھی اضافہ کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جمہوریت کا یہ پودا جو ابھی نشو و نما پکڑ رہا ہے اس کی آب یاری کرنے' میں اس کو ایک تناور درخت بنانے میں پنجاب اسمبلی کے معزز اراکین نے آج بھرپور کردار کا مظاہرہ کیا ہے۔

جناب سپیکر ! میں آپ کو اور جناب ڈپٹی سپیکر کو اپنی طرف سے اپنے ساتھیوں کی طرف سے اور اپنے alliance کی طرف سے یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس ایوان کے تقدس میں اضافہ کرنے کے لیے' اس ایوان کی روایات کو مزید درخشندہ بنانے کے لیے اور پنجاب کے مظلوم عوام کی خدمت کرنے کے لیے یہاں جو بھی آپ کے فیصلے ہوں گے 'جو بھی آپ بطور سپیکر فرائض انجام دیں گے ہماری طرف سے ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو اور میاں منظور احمد موہل کو بھر پور تعاون حاصل رہے گا۔ شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب جانسن مائیکل ، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، جی ارشاد فرمائیے ۔

جناب جانسن مائیکل ، جناب سپیکر! میں اپنی طرف سے تمام اقلیتوں کی جانب سے ' پاکستان کے مسیحی عوام کی جانب سے ' آپ کو بحیثیت سپیکر اور میاں منظور احمد موہل کو بحیثیت ڈپٹی سپیکر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں توقع کرتا ہوں کہ آپ بحیثیت سپیکر معزز ارکان کے مساوی حقوق کا خیال رکھیں گے اور نہ صرف اپنی پارٹی بلکہ تمام پارٹیوں' آزاد اراکین اور اقلیتی اراکین کے مساوی حقوق کا تحفظ کریں گے ۔

میں مسیحی عوام کی جانب سے اس بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ ماضی کی حکومت کی غلط پالیسی کی وجہ سے ہمارے ساتھ جو ناانصافیاں ہوتی رہی ہیں مجھے امید ہے کہ آنے والی حکومت اس بات کا خاص طور پر خیال رکھے گی ۔ ماضی میں جس طرح وزیر اور ان کے نمائندے باہر جا کر یہ کہتے رہے ہیں کہ وہاں پاکستان میں سب اچھا ہے آئندہ اس بات کو نہیں دہرایا جائے گا اور اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ آنے والی حکومت اس بات کا خاص طور خیال رکھے گی اور آپ بھی بحیثیت سپیکر یہاں ہاؤس میں اقلیت کی طرف سے پیش کیے گئے مسائل پر خصوصی طور پر توجہ دیں گے۔ شکریہ۔

حاجی محمد افضل چن ، جناب سپیکر !

جناب سپیکر، جی ' آپ فرمائیں -

حاجی محمد افضل چن، جناب سپیکر ! آج کا دن نہایت ہی اہم اور ایک تاریخ ساز دن ہے جب کہ آج ملک کی وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے بھی وزارت عظمٰی کا حلف اٹھایا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) ہمارے اراکین اسمبلی نے جس انداز میں جناب' آپ کو منتخب کیا ہے یا ہمارے ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل کو چنا ہے میں ان کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتا ہوں۔ لیکن میں ایک عرض کروں گا کہ آج آپ نے ہاؤس کا ماحول دیکھا ہے - یہ گلہ ہم سے کرتے ہیں - خدا کی قسم' ہم نے نہ کبھی پہلے ہاؤس کا ماحول خراب کیا ہے' نہ پھر کریں گے - لیکن آج گھبراہٹ کیوں محسوس ہو رہی ہے؟ اس لیے کہ مظلوموں کے حقوق لینے والے آ چکے ہیں - صرف اصل وجہ یہ ہے اور کوئی وجہ نہیں ہے - صرف گھبراہٹ یہ ہے کیونکہ انھوں نے حزب اختلاف کے بچ دیکھے نہیں ہیں - ان کے طور طریقے کچھ نرالے ہیں۔ صرف گھبراہٹ ہے ہم ان شاء اللہ تعالیٰ ہر اچھے انسان کی اور ہر شریف شہری کی قدر جانتے ہیں۔ ہم خود شریف لوگ ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری پارٹی کی طرف سے اس ہاؤس کا نہایت ہی احترام کیا جائے گا - میں آخر میں پھر مبارک باد دیتا ہوں - بہت بہت شکریہ -

جناب امان اللہ خان، جناب سپیکر ! میں آپ کو اور میاں منظور احمد موہل کو سپیکر اور ڈپٹی سپیکر منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں - میں آپ کی وساطت سے ایک گزارش کر دوں کہ اگر کسی نے فرعون بننے کی کوشش کی تو موسیٰ پیدا ہو گا - اگر کسی نے راجہ داہر بننے کی کوشش کی تو محمد بن قاسم آئے گا - ابھی بات ہو رہی تھی پگ کے داغ کی - وہ اللہ کے فضل سے ہم نے 5 لاکھ ووٹ زیادہ لے کر دھو دیا ہے اور دوپٹے کو لگا ہوا داغ کبھی دھویا نہیں جاتا۔ ابھی میرے دوست سابق حکومت کی کارکردگی پر فرما رہے تھے - تو میں واضح کر دوں کہ ابھی کل اخبار میں ایک خبر تھی اور ساتھ میں فوٹو بھی کہ لانگ مارچ کے لیے پتا نہیں 5 لاکھ اور کتنے ڈنڈے ابھی یہاں پر پڑے ہیں۔

میں گزارش کروں گا کہ اگر انسانیت اور شرافت کے دائرے میں رہ کر کسی نے ہمارے ساتھ سلوک کیا تو ہم ان شاء اللہ تعالیٰ دل کی گہرائیوں سے اس کا احترام کریں گے اور اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں گے - شکریہ -

جناب سپیکر، میں گزارش کرتا ہوں کہ اراکین اسمبلی میں بہت سے نئے چہرے ہیں۔ اگر از راہ کرم اسمبلی کی عملے کی سہولت کی خاطر اپنا نام بھی بتائیں تو دوسرے دوستوں سے بھی تعارف ہو گا اور ان کے لیے کارروائی کو لکھنے میں کچھ آسانی ہو گی۔

سردار حسن اختر موکل، جناب سپیکر! میں آج کے انتخاب میں آپ کو اور میاں منظور احمد موہل کو ڈپٹی سپیکر منتخب ہونے پر اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ آج موقع تو صرف مبارک باد کا ہی ہے لیکن دوستوں کے جذبات ہیں اور یہی ایک جمہوری عمل ہے۔ آپ نے بڑی خوبصورت بات کہی کہ اگر ہم یہاں پر غلط زبان استعمال کریں گے تو یہ کیسے توقع رکھ سکتے ہیں کہ اس ہال سے باہر جو کچھ ہو رہا ہے اس پر تنقید کریں۔

مجھے یہاں پر اپنے ایک مرحوم دوست کی بات یاد آ رہی ہے۔ یہاں پر میرے کچھ دوست بیٹھے ہوں گے جو اس وقت بھی اس ہاؤس کے معزز اراکین تھے۔ ہمارے یہاں پر ایک دوست صدر الحق (مرحوم) تھے سال 1988ء کی بات ہے۔ تلخیاں بڑھیں۔ یہاں پر ایک طرف سے ایک لیڈر کو غلط کہا گیا دوسری طرف سے دوسرے لیڈر کو غلط کہا گیا تو اس نے یہ بات کہی تھی کہ "دوستو مرنے والے تو مر گئے زندوں کی بات کیجیے"۔ میں آج تمام دوستوں سے یہ عرض کروں گا یہ جمہوری عمل ہے۔ اگر ایک دوسرے پر تعمیری تنقید نہ ہو اور وہ اسے برداشت نہ کرے تو پھر جمہوری عمل کس چیز کا نام ہے جو تعمیری تنقید ہوتی ہے وہی آنے والے وقت میں اچھائیوں کے لیے راستہ کھولتی ہے۔ لیکن اگر تعمیری تنقید کے بجائے غلط زبان یا الزامات کی سیاست کو اپنایا جائے تو اس کا نتیجہ وہی نکلتا ہے جو ہم ماضی میں بھگت چکے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس ہاؤس میں بلکہ دنیا میں جتنی بھی پارلیمنٹس ہیں وہاں پر تنقید برداشت کرنے کے لیے بھی ہوتی ہے ہمیں بھی ویسے ہی حوصلے پیدا کرنے ہوں گے۔ ہمیں ماضی سے سبق سیکھنا ہو گا۔ میں تو یہ کہتا ہوں۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تم کسی کے جھوٹے خدا کو برا نہ کہو ورنہ وہ تمہارے سچے خدا پر تنقید کریں گے۔

جناب سپیکر، یہ اللہ کا حکم ہے۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! جب ہم کسی بھی جماعت کے لیڈر پر تنقید کریں گے یا غلط زبان استعمال کریں گے اور یہ توقع رکھیں گے کہ وہ ہمارے لیڈر پر کوئی کیچڑ نہیں اچھالیں گے تو یہ

غلط بات ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تعمیری تنقید جمہوریت کا حصہ ہے اور یہ یہاں پر ہونی چاہیے لیکن اس کا مقصد صرف یہ ہونا چاہیے کہ ماضی میں ہم سے جو غلطیاں ہوئی ہیں ان کو مستقبل میں نہ دہرائیں ۔

میں ان الفاظ کے ساتھ ایک بار پھر آپ کو اپنی پارٹی کی طرف سے یقین دلاتا ہوں کہ ہمارا تعاون اس ایوان کی کارروائی کو اچھے اور احسن طریقے سے چلانے کے لیے آپ کے ساتھ ہو گا اور ہم آپ سے توقع کریں گے کہ اس ایوان کے custodian ہونے کی حیثیت سے ہمارے تمام ارکان کے حقوق کا بلا تمیز تحفظ کریں گے۔ اگر ایسا ہوا تو آپ ہماری طرف سے یقیناً تعاون پائیں گے اور مجھے یقین ہے کہ ان شاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔ بڑی مہربانی ۔ شکریہ ۔

جناب سپیکر، میں آخر میں میاں منظور احمد موہل سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں ۔

میاں منظور احمد موہل (ڈپٹی سپیکر) ، جناب سپیکر ! میں آپ کو اپنے دل کی گہرائیوں سے مبارک باد دیتا ہوں اور تمام اراکین اسمبلی کو جنھوں نے مجھے اپنا ووٹ دیا ہے یا جنھوں نے جمہوریت کی خاطر اختلاف کیا ہے ان سب کو بھی میں اپنے دل کی گہرائیوں سے مبارک باد دیتا ہوں۔ انھوں نے اس ایوان میں بطور ڈپٹی سپیکر میرا انتخاب کیا ہے ۔

جناب والا ! میرے دوست جناب محمد فاروق نے بڑی اچھی بات کی ہے اور میں بھی اس پر ذرا تبصرہ کرنا چاہتا ہوں ۔ ہم لوگ جو یہاں پر منتخب ہو کر آئے ہیں وہ اپنے اپنے علاقے کے عوام سے ایک قسم کا سرٹیفکیٹ لے کر آئے ہیں اور ہم ہاؤس میں آ کر ان کی تکالیف' ان کے درد اور ان کی دشواریوں کا کوئی مداوا کریں گے ۔ اگر ہم یہاں پر بیٹھ کر ایک دوسرے سے ایسی گفتگو کریں گے' ماضی کی باتیں کریں اور ان کو اس طرح سے بیان کریں گے۔ تو حالات خرابی کی طرف جائیں گے۔ میں اپنے تمام ساتھیوں کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم ایسا نہ کریں' بلکہ ہم مستقبل کی طرف دیکھیں اور ہم نے اس ایوان میں رہتے ہوئے ایک ایسا لائحہ عمل مستقبل کے لیے تیار کرنا ہے اور رولز اور قانون کے اندر رہتے ہوئے اور جو ہمارے یہاں پر اختیارات ہیں ان کے اندر رہتے ہوئے یہ عمل تیار کرنا ہے اور ہم ایسا کام کر جائیں جو صوبے کے غریب اور دکھی لوگوں کے لیے بہتر ہو۔ اگر ہم نے یہاں پر کچھ کرنا ہے تو میں آنے والی حکومت کو بھی یہ عرض کروں گا کہ وہ اس طرح سے

وقت ضائع نہ کرے ۔

جناب والا ! میرے ذہن میں تین باتیں ہیں۔ اگر ہم یہ کر جائیں تو اس صوبے کی بہت بڑی خدمت ہو گی ۔

جناب والا ! پہلی بات بے روزگاری کی ہے ۔ بے روزگاری علاقے میں بڑھی ہے اس کا ہمیں کوئی حل سوچنا چاہیے ۔

دوسری کرپشن ہے۔ جب تک ہم کرپشن کو دور نہیں کریں گے اس وقت تک ہم عوام کا کوئی فائدہ نہیں کر سکتے ۔ لہٰذا ہم پر ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ ہم اسے ختم کریں ۔

تیسری بات یہ ہے کہ جو غریب آدمی ہیں اور جن کے پاس کچھ بھی نہیں ہے اگر ہم ان کے لیے کچھ کر جائیں تو یہ ہمارا سب سے بڑا کارنامہ ہو گا اور یہ صدیوں تک یاد رکھا جائے گا ۔

آخر میں میں ایک بار پھر آپ کو مبارک باد دیتا ہوں اور اپنے ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے ہم پر اعتماد کیا ہے۔ لہٰذا میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے اس اعتماد پر پورے اتریں گے اور ہم غیر جانب داری سے کام کریں گے تاکہ کسی کو ہم پر انگلی اٹھانے کا موقع نہ ملے ۔ شکریہ۔

جناب سپیکر ، اب میں گورنر پنجاب کا حکم آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں ۔

اجلاس کی طلبی کا فرمان

"In exercise of the powers conferred on me by Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Lieutenant General (Retd) **MUHAMMAD IQBAL**, *Acting Governor* of the Punjab hereby summon the Provincial Assembly of the punjab to meet on Wednesday, October the 20th, 1993 at 10.00 AM at the Assembly Chambers, Lahore for the purpose set out in clause (2A) of Article 130 of the Constitution.

Dated Lahore, the
19th October, 1993.

LT GEN (RETD) MUHAMMAD IQBAL
Acting Governor of the Punjab"

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا دوسرا اجلاس)

بدھ - 20 اکتوبر 1993ء

چہار شنبہ 3 - جمادی الاول 1414ھ

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 10 بج کر 42 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيم

وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ أَبَدًا وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ٥ لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَآ أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ٥ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ٥

سورۃ النساء آیت 122 تا 124

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان کو ہم بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ابد الآباد ان میں رہیں گے۔ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے اور خدا سے زیادہ بات کا سچا کون ہو سکتا ہے ○ (نجات) نہ تو تمہاری آرزوؤں پر ہے۔ اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر۔ جو شخص برے عمل کرے گا اسے اسی (طرح) کا بدلہ دیا جائے گا اور وہ خدا کے سوا نہ کسی کو حمایتی پائے گا اور نہ مددگار ○ اور جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان بھی ہوگا تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کی تل برابر بھی حق تلفی نہ کی جائے گی (وما علینا الا البلاغ)

ایسے رکن کا تیقن جسے اراکین اسمبلی کی اکثریت کا اعتماد حاصل ہے

جناب سپیکر، آئین کے آرٹیکل (2-A)130 کے تحت ارکان اسمبلی کی اکثریت کے حامل رکن کی ascertainment کرنے کے لیے تجویز نامے داخل کرنے کا وقت مورخہ 19-10-1993 کو 6 بجے شام تک تھا۔ پہلے پانچ تجویز نامے میاں محمد شہباز شریف پی پی -125 کے حق میں موصول ہوئے۔ یہ تجویز نامے مندرجہ ذیل ارکان کی طرف سے ہیں،

1۔	چودھری پرویز الٰہی	(پی پی 94)
2۔	میاں عبدالستار	(پی پی 124)
3۔	جناب پیٹر گل	(ریزرو سیٹ)
4۔	جناب ایس اے حمید	(پی پی 90)
5۔	جناب افضل ساہی	(پی پی 54)

کل گیارہ تجویز نامے میاں منظور احمد وٹو کے حق میں موصول ہوئے ہیں جو مندرجہ ذیل ارکان کی طرف سے ہیں،

1۔	مہر سعید احمد ظفر	(پی پی 143)
2۔	جناب امان اللہ خان	(پی پی 53)
3۔	جناب غلام عباس	(پی پی 109)
4۔	جناب طاہر بشیر چیمہ	(پی پی 231)
5۔	سید ناظم حسین شاہ	(پی پی 164)
6۔	نواب زادہ منصور احمد خان	(پی پی 210)
7۔	چودھری گل نواز خان	(پی پی 93)
8۔	جناب ظہیر الدین خان	(پی پی 46)
9۔	جناب عبدالرشید بھٹی	(پی پی 130)
10۔	رانا اکرام ربانی	(پی پی 154)
11۔	سردار محمد عارف نکئی	(پی پی - 150)

7-00 بجے شب میرے دفتر میں تجویز ناموں کی پڑتال کی گئی۔ دونوں امیدواروں کے

تجویز نامے درست پائے گئے۔ تا حال یعنی ascertainment کا عمل شروع ہونے تک کسی امیدوار نے اپنا نام واپس نہیں لیا لہذا صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ 16(E) کے تحت اب ایوان ان دونوں امیدواروں میں سے ایسے رکن کا تیقن کرے گا جسے رکن اسمبلی کو اکثریت کا اعتماد حاصل ہے۔ سیکرٹری اسمبلی سے میں یہ کہوں گا کہ وہ اس کے مفصل طریق کار کے متعلق ارکان اسمبلی کو مطلع کریں۔

سیکرٹری اسمبلی(جناب سعید احمد)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

معزز اراکین! تیقن کی کارروائی کے آغاز میں پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں گی تاکہ اراکین اپنی نشستیں سنبھال سکیں۔ گھنٹیوں کے خاتمے کے بعد لابیوں کے تمام دروازے مقفل کر دیے جائیں گے۔چونکہ میاں محمد شہباز شریف کے حق میں پہلے تجویز نامے موصول ہوئے ہیں اس لیے قواعد کے مطابق جو اراکین میاں محمد شہباز شریف کی حمایت کرنا چاہتے ہیں وہ ایک قطار میں اس مقصد کے لیے متعین شمار کنندہ کے پاس سے گزریں گے جو ان کی رائے درج کریں گے۔ شمار کنندہ کے پاس پہنچ کر ہر رکن اپنی باری پر اپنا الاٹ کردہ ڈویژن نمبر پکارے گا اور شمار کنندہ اسی وقت متعلقہ رکن کا نام پکار کر ڈویژن لسٹ میں اس کے نمبر کو ٹک مارک کرے گا۔ ارکان کی سہولت کے لیے ان کا پی پی نمبر ہی ان کا ڈویژن نمبر ہے ۔ کوئی معزز رکن اس وقت تک شمار کنندہ کے پاس سے نہیں ہٹیں گے جب تک وہ اپنی رائے کے صحیح اندراج کا اطمینان نہ کرلیں۔ اپنی رائے درج کرانے کے بعد متعلقہ رکن لابی میں چلے جائیں گے اور اس وقت تک چیمبر میں واپس نہیں آئیں گے جب تک دوبارہ گھنٹیاں نہ بجائی جائیں۔جب میاں محمد شہباز شریف کے حق میں جانے والے تمام اراکین اپنی رائے کا اندراج کرالیں گے تو پھر میاں منظور احمد وٹو کے حق میں جانے والے اراکین اسی طریق کار کے مطابق اس عمل میں حصہ لیں گے۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔(گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر، گھنٹیاں بند کی جائیں اور اب لابیز کے دروازے بند کیے جائیں گے۔ اب تعین کے لیے کارروائی کا آغاز ہوتا ہے۔ جو معزز اراکین میاں محمد شہباز شریف کو اپنا ووٹ دینا چاہتے ہیں وہ آہستہ آہستہ teller کی طرف جائیں گے اور اپنے ووٹ کا اندراج کرائیں گے۔

(معزز اراکین ووٹ کا اندراج کرانے کے لیے قطار میں شمار کنندہ کی طرف گئے)

I call the House to be in order آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ کوئی معزز رکن رہ تو نہیں گیا جو میاں شہباز شریف کو ووٹ ڈالنا چاہتا ہو؟۔۔۔۔نہیں۔ تو اب وہ اراکین اسمبلی جو میاں محمد شہباز شریف کو ووٹ ڈالنا چاہتے تھے ووٹ ڈال چکے ہیں تو وہ اگلی لابی میں شفٹ ہو جائیں اور اس لابی کو خالی کردیں اور تیقن کی جو لسٹ ہے وہ سیکرٹری اسمبلی کو پیش کردی جائے۔(لسٹ پیش کردی گئی)

اب جو معزز اراکین میاں منظور احمد وٹو کو اپنا ووٹ دینا چاہتے ہیں وہ آہستہ آہستہ قطار میں شمار کنندہ کے پاس جائیں گے اور اپنے ووٹ کا اندراج کرائیں گے۔

(معزز اراکین ووٹ کے اندراج کے لیے قطار میں شمار کنندہ کے پاس گئے)

کوئی معزز رکن جو میاں منظور احمد وٹو کو ووٹ ڈالنا چاہتے تھے اور وہ رہ گئے ہوں تو وہ اپنا ووٹ ڈال لیں۔ اور اگر تیقن مکمل ہوگیا ہے تو اس کی فہرست سیکرٹری اسمبلی کو پیش کر دی جائے۔ (لسٹ پیش کر دی گئی)

دو منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔(گھنٹیاں بجائی گئیں)

یہ گھنٹیاں اس لیے بجائی گئی ہیں کہ معزز اراکین ہاؤس میں تشریف لے آئیں۔

جناب سپیکر، معزز ارکین اسمبلی! اس ایوان کے ایسے شخص کے لیے جسے پورے ایوان کا اعتماد حاصل ہو ascertainment کا رزلٹ آگیا ہے ۔ جس کے مطابق میاں محمد شہباز شریف کو 105 (نعرہ ہائے تحسین) اور میاں منظور احمد وٹو کو 131 ووٹ ملے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

DIVISION LIST
FOR
THE PURPOSE OF ASCERTAINMENT OF A MEMBER COMMANDING CONFIDENCE OF THE MAJORITY OF THE MEMBERS OF THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB UNDER ARTICLE 130(2 - A) READ WITH RULE 16 - E OF THE RULES OF PROCEDURE OF THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB 1973 HELD ON 20-10-1993

Support showing names of the members recorded in favour of
MIAN MANZOOR AHMED WATTOO

Sr. No.	Div. No.	Name of MPAs
1.	5	Mr. Ghulam Sarwar Khan
2.	7.	Ch. Muhammad Khalid
3.	14.	Pir Ghulam Abbas Mohyuddin
4.	15.	Sardar Sikandar Hayat Khan
5.	18.	Sardar Ghulam Abbas Khan
6.	20.	Ch. Khadim Hussain
7.	21	Ch. Muhammad Saqlain
8.	26.	Mehr Ghulam Dastgir Lak
9.	28.	Ch. Siraj Din Gujjar
10.	29.	Mian Manazir Ali Ranjha
11.	30.	Mr. Muhammad Aslam Madhana
12.	36.	Mr. Abdur Rehman Khan Babli
13.	37.	Haji Ikram Ullah Khan
14.	40.	Mr. Saeed Akbar Khan
15.	41.	Mr. Ahmed Hassan Khan
16.	42.	Malik Nazir Ahmed Utra
17.	44.	Malik Nawab Sher Waseer
18.	45.	Ch. Muhammad Wassi Zafar
19.	46.	Mr. Muhammad Zaheer-ud-Din
20.	47	Mian Manzoor Ahmed Wattoo
21.	48	Ch. Shahid Khalil Noor
22.	49.	Rana Muhammad Farooq Saeed
23.	52.	Mr. Aftab Ahmed Khan
24.	53.	Mr. Aman Ullah Khan
25.	55.	Raja Riaz Ahmed
26.	58.	Mr. Badaruddin Chaudhry
27.	61.	Mr. Ali Hassan Raza Qazi
28.	62.	Malik Ghulam Abbas
29.	63.	Syed Muhammad Tahir Shah

54

Sr. No.	Div. No.	Name of MPAs
30.	64.	Mr. Muhammad Nawaz
31.	66.	Mian Riaz Hashmat Janjua
32.	68.	Mian Muhammad Akram Chela
33.	70.	Mian Umar Ali
34.	71.	Mr. Riaz Fatiana
35.	72.	Makhdoom Syed Ali Raza Shah
36.	75.	Mr. Ihsan-ul-Haq Chaudhry
37.	76.	Ch. Khalid Javed Warraich
38.	77.	Ch. Muhammad Shah Nawaz Cheema
39.	81.	Mian Intisar Hussain Bhatti
40.	83.	Syed Muhammad Khalil-ur-Rehman
41.	84.	Mr. Muhammad Yousaf Bhinder
42.	86.	Mr. Imtiaz Safdar
43.	87.	Mian Azhar Hassan Dar
44.	92.	Nawabzada Mazhar Ali
45.	93.	Ch. Gul Nawaz Khan Warraich
46.	95.	Ch. Muhammad Farooq
47.	97.	Mian Muhammad Afzal Hayat
48.	98.	Ch. Muhammad Aslam
49.	99.	Ch. Muhammad Tariq Tarar
50.	100.	Haji Muhammad Afzal Chan
51.	104.	Ch. Khush Akhtar Subhani
52.	105.	Rana Shamim Ahmed Khan
53.	106.	Ch. Saif - Ullah Cheema
54.	107.	Ch. Sadaqat Ali
55.	109.	Mr. Ghulam Abbas
56.	115.	Mian Muhammad Rashid
67.	130.	Mr. Abdur Rashid Bhatti
58.	131.	Malik Karamat Ali Khokhar
59.	132.	Haji Muhammad Iqbal Ghurki
60.	135.	Ch. Bashir Ahmed Gujjar
61.	137.	Malik Mushtaq Ahmad
62.	138.	Mian Mushtaq Hussain Dogar
63.	140.	Rai Ijaz Ahmad Khan
64.	142.	Mr. Muhammad Akbar Shah
65.	143.	Mehr Saeed Ahmad Zafar.
66.	144.	Rana Muhammad Afzal Khan
67.	146.	Sardar Muhammad Hussain Dogar
68.	148.	Sardar Muhammad Sharif Dogar

Sr. No.	Div. No.	Name of MPAs
69.	150.	Sardar Muhammad Arif Nakai
70.	151.	Rao Abdul Qayyum Khan
71.	154.	Rana Ikram Rabbani
72.	155.	Rai Noor Muhammad Kharl
73.	159.	Mian Ata Muhammad Khan Maneka
74.	164.	Syed Nazim Hussain Shah
75.	165.	Malik Muhammad Ishaque Bucha
76.	166.	Makhdoomzada Mureed Hussain Qureshi
77.	167.	Sheikh Khalil Ahmed
78.	168.	Rana Sohail Ahmed Noon
79.	170.	Syed Akbar Ali Shah
80.	171.	Nawab Amanullah Khan
81.	172.	Mian Muhammad Rafiq Arain
82.	173.	Malik Sajjad Hussain Khan Joyia
83.	174.	Syed Hussain Jahanian Gardezi
84.	175.	Syed Muhammad Mukhtar Hussain Shah
85.	176.	Sardar Allah Yar Khan Hiraj
86.	178.	Pir Arif Zaman Qureshi
87.	179.	Pir Shujaat Hasnain Qureshi
88	180	Mr. Khalid Iqbal Randhawa
89.	182.	Haji Riaz Hussain Kathia
90.	183.	Alhaj Syed Ghulam Murtaza Shah Shirazi
91.	184.	Malik Iqbal Ahmad Khan Langrial
92.	185.	Ch Muhammad Munir Azhar
93.	186.	Pir Walayat Shah Khagga
94.	187.	Tikka Muhammad Iqbal Khan
95.	188.	Mr. Muhammad Shafique Arain
96.	191.	Pir Muhammad Shah Khagga
97	192	Mr. Mahmood Hayat Khan
98.	193.	Haji Muhammad Aslam Khan Khichi
99.	197.	Mr Abdul Hameed Bhatti
100.	198.	Mr. Mahmood Akhtar Ghuman
101.	199.	Khawaja Muhammad Dowood Sulemani
102.	202	Sardar Maqsood Ahmed Khan Leghari
103.	204.	Sardar Muhammad Jaffar Khan Leghari
104.	205.	Sardar Muhammad Amanullah Khan Dreshak
105.	206.	Mr. Zahid Mahmood Mazari
106.	209.	Syed Muhammad Abdullah Shah Bokhari
107.	210	Nawabzada Mansoor Ahmad Khan

Sr. No.	Div. No.	Name of MPAs
108.	212	Malik Abdur Rehman Khar
109.	214.	Mr. Tahir Sultan Miladi Khar
110.	216.	Mr. Fazal Hussain Soomra
111.	217.	Malik Allah Bakhsh
112.	218.	Maj (Retd) Samiullah Sheikh
113.	220.	Mian Shahab-ud-Din Owaisi
114.	221.	Mr. Tariq Bashir Cheema
115.	223.	Ch. Safdar Hussain
116.	224.	Mr. Riaz Ahmad
117.	227.	Mian Manzoor Ahmed Mohal
118.	228.	Sahibzada Mian Mumtaz Ahmed
119.	229.	Ch. Muhammad Afzal Sindhu
120.	230.	Mr. Muhammad Rauf Khalid
121.	231.	Ch. Tahir Bashir Cheema
122.	232.	Khawaja Ghulam Muhammad Aqil Koreja
123.	233.	Rais Mushtaq Ahmed
124.	234.	Sardar Muhammad Nawaz Khan
125.	236.	Makhdoom Altaf Ahmed
126.	240.	Sardar Muhammad Azhar Khan Leghari
127.	PP - NM	Mr. Johnson Michael
128.	PP - NM	Dr. Sheila B. Charles
129.	PP - NM	Malik Naeem-ud-Din Khalid
130.	PP - NM	Mr. Darayus Pestonji
131.	PP - NM	Lala Mehr Lal Bheel

DIVISION LIST
FOR
THE PURPOSE OF ASCERTAINMENT OF A MEMBER COMMANDING CONFIDENCE OF THE MAJORITY OF THE MEMBERS OF THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB UNDER ARTICLE 130(2 - A) READ WITH RULE 16 - E OF THE RULES OF PROCEDURE OF THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB 1973 HELD ON 20-10-1993

Support showing names of the members recorded in favour of
MIAN MUHAMMAD SHAHBAZ SHARIF

Sr. No	Div. No.	Name of MPAs
1.	1.	Syed Zafar Ali Shah
2.	2.	Mr. Badshah Mir Khan Afridi
3.	3.	Ch. Tanveer Khan
4.	4.	Mr. Muhammad Basharat Raja
5.	8.	Raja Ashfaq Sarwar Khan
6.	9.	Mr. Shahid Riaz Satti
7.	10.	Ch Muhammad Riaz
8.	11.	Raja Javed Ikhlas
9.	12.	Mst Musarrat Sultan
10.	13.	Mr. Taj Muhammad Khanzada
11.	16.	Ch. Liaqat Ali
12.	17.	Raja Sultan Azmat Hayat
13.	19.	Malik Saleem Iqbal
14.	22.	Nawazbzada Syed Shamas Haider
15.	23.	Mr. Mazhar Ahmed Qureshi
16.	24.	Mr. Muhammad Ilyas Qureshi
17.	25.	Ch. abdul Hameed
18.	27.	Ch. Farrukh Javed Ghuman
19.	31.	Haji Ahmad Khan Haral
20.	32.	Dr. Ijaz Ahmad Malik Bhart
21.	33.	Malik Mukhtar Ahmad Awan
22.	34.	Alhaj Malik Saleh Muhammad Ganjial
23.	38.	Mr. Inam Ullah Khan
24.	39.	Malik Ghulam Shabbir Joyia
25.	43.	Dr. Muhammad Shafique Chaudhry
26.	50	Ch. Ghulam Rasul
27.	51.	Mian Muhammad Farooq
28.	54.	Ch. Muhammad Afzal Sahi
29.	56.	Sahibzada Haji Muhammad Fazal Kareem

58

Sr. No.	Div. No.	Name of MPAs
30.	57.	Khawaja Muhammad Islam
31.	60.	Mr. Muhammad Anwar Ali Khan Baloch
32.	67.	Mr. Ghulam Ahmed Khan
33.	69.	Mr. Muhammad Muzaffar Ali Khan Sial
34.	73.	Dr. Muhammad Anwar-ul-Haq
35.	74.	Sardar Muhammad Murad Khan Gadhi
36.	79.	Syed Muhammad Arif Hussain
37.	82.	Ch. Bashir Ahmed
38.	85.	Ch. Muhammad Iqbal
39.	88.	Mr. Abdur Rauf Mughal
40.	89.	Mian Usman Ibrahim
41.	90.	Mr. S. A. Hameed
42.	91.	Mian Imran Masood
43.	94.	Ch. Pervaiz Elahi
44.	96.	Mr. Ijaz Ahmed
45.	101.	Ch. Ahmed Yar Gondal
46.	102.	Mr. Ijaz Ahmed Sheikh
47.	103.	Khawaja Muhammad Manshaullah Butt
48.	110.	Syed Akhtar Hussain Rizvi
49.	111.	Ch. Ghulam Ahmed Khan
50.	112.	Mian Abdul Hameed
51.	113.	Mr. Amanullah Khan
52.	114.	Mr. Muhammad Tariq Anees
53.	116.	Mr. Abdul Wajid Hamayun
54.	117.	Mr. Ubaidullah Sheikh
55.	119.	Mr. Haroon Akhtar Khan
56.	120.	Mian Mairaj Din
57.	121.	Haji Abdur Razzaq
58.	122.	Sheikh Muhammad Anwar Saeed
59.	123.	Khwaja Riaz Mahmood
60.	124.	Mian Abdul Sattar
61.	125.	Mian Muhammad Shahbaz Sharif
62.	126.	Mian Fazal Haq
63.	127.	Ch. Arshad Imran Sulehri
64.	128.	Ch. Akhtar Rasool
65.	129.	Haji Maqsood Ahmed Butt
66.	133.	Ch. Muhammad Mansha Sindhu
67.	134.	Brigadier (Retd) Zulfiqar Ahmad Dhilun

Sr. No.	Div. No.	Name of MPA's
68.	136.	Mian Saeed Ahmed
69.	139.	Mr. Munir Ahmed Malik
70.	141.	Mr. Zia Ahmed Khan
71.	145.	Haji Ghulam Sabir Ansari
72.	147.	Ch. Muhammad Hanif Khan
73.	149.	Rana Muhammad Iqbal Khan
74.	152.	Sardar Hassan Akhtar Mokal
75.	153.	Ch. Shafqat Abbas Rabera
76.	156.	Syed Sajjad Haider Kirmani
77.	157.	Malik Muhammad Abbas Khokhar
78.	158.	Syed Afzaal Ali Shah
79.	160.	Hafiz Muhammad Iqbal Khan Khakwani
80.	161.	Haji Saeed Ahmed Ansari
81.	162.	Mr. Ihsan-ud-Din Qureshi
82.	163.	Rana Noor-ul-Hassan
83.	177.	Haji Irfan Ahmed Khan Daha
84.	181.	Mian Sheikh Muhammad
85.	189.	Mr. Ghulam Qadir Rana
86.	190.	Mian Ghulam Farid Chishti
87.	194.	Haji Ghulam Haider Khan Khichi
88.	195.	Main Muhammad Saqib Khurshid
89.	196.	Mian Javed Mumtaz Khan Daultana
90.	200.	Sardar Mohsin Ata Khan Khosa
91.	201.	Sardar Zulfiqar Ali Khan Khosa
92.	207.	Haji Rasul Bakhsh Jatoi
93.	208.	Sardar Nazar Muhammad Khan Jatoi
94.	211.	Sardar Amjad Hameed Khan Dasti
95.	219.	Sardar Muhammad Abdullah
96.	222.	Syed Tabish Alwari
97.	225.	Mr. Muhammad Sardar Khan Wattoo
98.	226.	Dr. Noor Muhammad Ghaffari
99.	235.	Seth Muhammad Aslam
100.	237.	Mr. Imtiaz Ahmed
101.	238.	Syed Ali Akbar Mahmood
102.	239.	Ch. Shaukat Dawood
103.	NM	Adil Sharif Gill, Mr.
104.	NM	Mrs. Raj Hameed Gill
105.	NM	Mr. Peter Gill

جناب سپیکر۔ گیلری میں تشریف رکھنے والے خاموشی اختیار کریں۔ I call this House to be in order میں میاں منظور احمد وٹو کے قائد ایوان منتخب ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور انھیں اپنی مخصوص سیٹ پر تشریف لانے کے لیے کہتا ہوں۔ (اس مرحلے پر میاں منظور احمد وٹو قائد ایوان کی سیٹ پر تشریف فرما ہوئے) (نعرہ ہائے تحسین۔) I call the House to be in order. اگر کوئی صاحب behave نہیں کریں گے تو انھیں گیلری سے نکال دیا جائے گا۔ (مداخلت) آپ تشریف رکھیں۔ آپ مہربانی سے تشریف رکھیں۔ اگر میں اس بات کو نظر انداز کر رہا ہوتا تو آپ کہہ کرتے۔ جناب سردار غلام عباس کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

قائد ایوان منتخب ہونے پر میاں منظور احمد وٹو کو اراکین اسمبلی کی مبارک باد

سردار غلام عباس خاں، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میں جناب میاں منظور احمد وٹو کو اس منصب جلیلہ پر پنجاب کا وزیر اعلیٰ منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اس صوبے کے ان لوگوں کے حالات بہتر ہوں جن کے بچے بغیر سکول کے' بغیر چھت کے تعلیم حاصل کر رہے ہیں جو کہ باہر اپنی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر دوا کے منتظر ہیں۔ جو ہماری بہنیں اپنے سروں پر گھڑے اٹھائے اپنے امیدواران کی طرف سوالیہ انداز سے دیکھتی ہیں کہ یہ ہمارے لیے کیا لاتے ہیں؟ میں دعا گو ہوں کہ پروردگار میاں صاحب کو ان طبقات کی آواز اٹھانے کی توفیق دے اور اپنے اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے بھائیوں کو گزارش کروں گا کہ میں نے مرحوم سید حسن محمود کے ساتھ اپنی سیاسی زندگی کا آغاز اس سامنے والے دروازے سے داخل ہوکر کیا تھا اور ہم ان مشکلات سے بھی بخوبی آگاہ ہیں جو اپوزیشن میں بیٹھ کر ہم نے دیکھیں۔ان شاء اللہ ہم ان کے جذبات کا بھی احساس کریں گے۔ ان دعائیہ کلمات کے ساتھ میں اپنی گفتگو کو ختم کرتا ہوں کہ پروردگار ہمیں' میاں صاحب کو اور اس گروپ کو ان طبقات کی آواز اٹھانے میں ہمارا مددگار ہو کہ جو واقعی اس صوبے میں مظلومیت کی چکی میں پس رہے ہیں۔ شکریہ۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین۔

اللہ کریم کی پاک ذات کا کروڑہا شکر ہے کہ جس نے آج ہمیں یہ موقع عطا کیا کہ پورے

ایوان نے میاں منظور احمد وٹو کو اپنا ووٹ دیا اور ہمیں اس پاک کریم نے یہ حق عطا کیا کہ ہم خود ہی انھیں ووٹ دے کر قائد ایوان مقرر کریں اور خود ہی انھیں مبارک دیں۔ یہ اللہ کریم کا کرم ہے اور اللہ کریم کا انعام ہے۔ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک مقدس حدیث پاک ہے جو حضور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جنگ تبوک میں ایک صحابی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑے مبارک کا پہرا کرتے تھے انھیں تیر لگا اور وہ شہید ہوگئے تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان کی نماز جنازہ پڑھائیے۔ لیکن میرے آقا و مولا نے فرمایا کہ اے صحابہ! میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھاؤں گا۔ صحابہ کرام کے چہرے متغیر ہوگئے۔ وہ پریشان ہوگئے۔ تو عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کی نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھائیں گے؟ تو آپ نے ان کے چہرے کا رنگ دیکھ کر فرمایا کہ اس نے بیت المال میں خیانت کی ہے۔ اس کی جیب کی تلاشی لیجیے' اس کی جیب کی تلاشی لی گئی تو اس میں سے ایک تختی نکلی' موتیوں کا ہار نکلا اور اس موتیوں کے ہار کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جھوٹے موتیوں کا ہار ہے۔ اس نے بیت المال میں خیانت کی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے قائد ایوان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ لوگ جنھوں نے پچھلے سالوں میں بددیانتی کی ہے' خیانت کی ہے' پہلے ان کا حساب کیجیے۔ (نعرہ ہائے تحسین) آڈٹ کروائیے اور جو کروڑوں روپیہ' اربوں روپیہ اس ملک کا لوٹا ہے اس کو واپس لائیے اور پھر میرے فاضل دوست نے یہ جو فرمایا ہے کہ جناب والا! ہسپتال والے انتظار کر رہے ہیں' مریض کراہ رہے ہیں۔ وہ تبھی پورا ہو گا جب آپ یہ کریں گے۔

اس کے بعد میری ایک اور گزارش ہے کہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد بلدیات کے الیکشن آپ کروانے والے ہیں۔ بلدیات کے الیکشن اس وقت تک نہ کروائیے گا جب تک کہ ان کے سابقہ چیئرمینوں اور سابقہ کونسلرز کا آڈٹ نہ ہو جائے۔ تیسری بات میں یہ عرض کرنے والا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: تیسری اور آخری بات۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی: جی تیسری اور آخری بات۔ وہ یہ کہ جتنی بھی ووٹرز کی فہرستیں بنی ہوئی ہیں ان کو دوبارہ چیک کروایا جائے اور ان کو صحیح کروا کر پھر الیکشن کروایا جائے۔ میں ایک بار پھر جناب کی وساطت سے میاں منظور احمد وٹو جیسے منجھے ہوئے سیاست داں کو قائد ایوان مقرر ہونے

پر مبارک باد دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، میاں محمد افضل حیات۔

میاں محمد افضل حیات، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے میاں منظور احمد وٹو کو قائد ایوان منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میرا میاں صاحب سے پہلا واسطہ سال 1985ء میں ہوا جب وہ سپیکر تھے اور میں اپوزیشن بنچوں پر بیٹھا تھا۔ اس کے کچھ عرصے بعد ہی 'مخدوم زادہ صاحب کی وفات کے بعد میں قائد ایوان بن گیا۔۔۔۔

آوازیں، قائد حزب اختلاف ۔

میاں محمد افضل حیات، قائد حزب اختلاف بن گیا۔ sorry (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، جناب میاں افضل حیات ۔

میاں محمد افضل حیات، جناب! اس دور میں ان کی جمہوری روایات کی پاس داری اس حد تک تھی کہ انھوں نے کبھی بھی مجھے یا میرے ساتھیوں کو شکایت کا موقع نہ دیا اور جب بھی کوئی شکایت پیدا ہوئی تو انھوں نے اسی دن اسے ختم کرنے کی کوشش کی ۔ آج میاں صاحب قائد ایوان ہیں اور میں ان کی جمہوریت پسندی کو سامنے رکھتے ہوئے یہ توقع کرتا ہوں کہ وہ اس صوبے سے جہالت' بے روز گاری اور سب سے بڑھ کر کرپشن کا خاتمہ کریں گے۔ کرپشن کے خاتمے کے لیے ہمیں چاہیے کہ ہم ایسا نظام پیدا کریں کہ جس سے ہم اپنا احتساب خود کر لیا کریں۔ بجائے اس کے کہ آنے والے ہمارا احتساب کریں۔ ہم خود ہی ایک ادارہ قائم کریں اور اس میں کسی قسم کی کوئی تمیز نہ ہو۔ ہر ایک اس کے سامنے جواب دہ ہو ۔ جو بھی کرپشن ہو اس کی سزا بھی ہو اور وصولیابی بھی کی جا سکے۔

میں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے کچھ کہنے کا موقع فراہم کیا۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، میں سب سے پہلے میاں محمد شہباز شریف سے کہتا ہوں کہ وہ قائد حزب اختلاف کی سیٹ پر تشریف لائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلے پر میاں محمد شہباز شریف قائد حزب اختلاف کی سیٹ پر تشریف فرما ہوئے)

جناب سپیکر، چودھری محمد شاہ نواز چیمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر! میں منظور احمد وٹو کو دلی مبارک باد دیتا ہوں۔

آوازیں، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب بادشاہ میر خاں آفریدی، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ یہ تقریر کر رہے ہیں۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر! مجھے یہ سن کر بہت افسوس ہوا ہے کہ میاں محمد شہباز شریف آج قائد حزب اختلاف بن گئے ہیں۔ اس سے پہلے چودھری پرویز الٰہی کل تک یہ کہہ رہے تھے کہ میں قائد حزب اختلاف ہوں گا۔ میں نہیں سمجھتا کہ آج یہ ہاؤس میں کیا ہوا ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، شاہ نواز چیمہ صاحب! اس میں آپ کو کیا اعتراض ہے؟ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! میں اپنی پوزیشن واضح کرنا چاہوں گا۔ میری کوئی ایسی گفتگو جناب شاہ نواز چیمہ سے نہ آج ہوئی ہے نہ کل ہوئی تھی اور نہ اس سے پہلے کبھی ہوئی۔ (آوازیں----- شیم-----شیم) مجھے سب سے زیادہ خوشی ہے کہ میاں محمد شہباز شریف اپوزیشن لیڈر بنے ہیں اور انشاء اللہ میرا تعاون پہلے بھی ان کے ساتھ تھا، آج بھی ہے اور کل بھی رہے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، جناب وصی ظفر ---

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! سب سے پہلے میں میاں منظور احمد وٹو کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ جن کو پنجاب کے منتخب نمائندوں نے اپنا لیڈر منتخب کیا اور اس ایوان کے اس عہدے پر فائز کیا۔ جناب والا! پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (جونیجو گروپ) اور بالخصوص آزاد ارکان، این ڈی اے، اقلیتیں، انھوں نے بڑی ہوش مندی سے اپنے ووٹ کا استعمال کیا۔ ان کو پچھلی طرح جیسا کہ میریٹ ہوٹل اور چھانگا مانگا میں ہوتا رہا جو بھی آفرز کی گئیں۔ سب کو معلوم ہے ہوٹلوں میں جا جا کر بڑی بڑی رقموں کی آفرز کی گئیں لیکن انھوں نے ان کو ٹھکرا کر اور اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ وہ اسی ملک میں جمہوری عمل اور استحکام چاہتے ہیں اور جو سلجھے ہوئے لوگ ہیں جنھوں نے سیاست کو کاروبار اور تجارت نہیں بنایا ان کا ساتھ دینا چاہتے ہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب سپیکر! فاضل رکن اپنی گفتگو میں چھانگا مانگا اور میریٹ ہوٹل کا ذکر کر رہے ہیں۔ اب یہ بات پرانی ہوچکی ہے اب انھیں انٹرنیشنل ہوٹل کی بات کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر، جناب وصی ظفر۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! انٹرنیشنل ہوٹل لاہور میں ہی موجود ہے۔ جب سے الیکشن ہوئے ہیں اس کے کمرے خالی پڑے ہوئے ہیں اور سب کو علم ہے کہ 1988ء میں چھانگا مانگا میں کیا ہوتا رہا اور سب کو یہ بھی علم ہے کہ 1993ء میں میریٹ ہوٹل میں کیا ہوتا رہا اور اس مہینے میں ہوٹلوں میں کیاہوتا رہا۔ میں تو جناب ' ان کا شکرگزار ہوں کہ انھوں نے اتنی اچھی سوچ رکھی کہ انھوں نے صوبے کے ساتھ جو عمل کیا گیا اور جو تجربات کیے گئے ان کو رد کرتے ہوئے اپنے ضمیر کی آواز سے اس دفعہ ہارس ٹریڈنگ کو شکست دی۔ (نعرہ ہائے تحسین) انھوں نے جمہوریت کے عمل کو فروغ پہنچایا اور جن لوگوں نے سیاست کو تجارت بنا لیا تھا ان کو شکست دی۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر! ایوان میں جو آج ماحول ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے اُدھر جو ممبران بیٹھے ہوئے ہیں اور جو اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ لیڈر آف دی ہاؤس منتخب ہوگئے ہیں۔ لہذا ان سب کو ماحول کو اچھا بنانا چاہیے ۔ یہ جو باتیں کر رہے ہیں یہ آئندہ بھی ہوسکتی ہیں۔ بہت کچھ ہوسکتا ہے ۔ Floor of the House is there. مختصر سی بات کی جائے تاکہ دوسروں کو بھی موقع دیا جائے۔ میں نے جو مشاہدہ کیا ہے میں آپ کی اجازت سے عرض کرنا چاہوں گا کہ ہماری طرف سے بھی کچھ لوگ بات کرنا چاہتے ہیں۔ جو اقتدار میں پارٹی آئی ہے اسی کے آدمی کھڑے ہوکر بولنا شروع کر دیتے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ آپ ------

جناب سپیکر، جس طرح آپ کھڑے ہیں اور بول رہے ہیں۔

میاں فضل حق، میرا خیال ہے کہ آپ نے جو مجھے اجازت دی ہے آپ کی بڑی مہربانی۔ اور میں آپ کا بہت مشکور ہوں لیکن ہوٹل کی اور دوسری ایسی باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے۔ یہ مختصر سی بات کریں۔ اگر مبارک باد دینی ہے تو دیں ' کیونکہ ہم لوگ بھی کچھ بات کرنی چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، ایسا ہی کیا جائے گا۔ اور میں معزز اراکین سے خود درخواست کرتا ہوں کہ ------

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں اپنے دونوں الفاظ واپس لیتا ہوں اور جناب والا! میری صرف اتنی گزارش تھی کہ منتخب نمائندوں نے بہترین سوچ رکھتے ہوئے اپنا اچھا فیصلہ کیا ہے۔

جناب شوکت داؤد، جناب سپیکر! ایوان کی روایات یہ ہیں---- (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، میں نے شوکت داؤد صاحب کو اجازت دی ہے ۔ آپ سب صاحبان تشریف رکھیں ۔ جی شوکت صاحب۔

جناب شوکت داؤد، جناب والا! میں یہ پوائنٹ اٹھانا چاہتا تھا کہ ایک تو روایت یہ ہوتی ہے کہ الیکشن کے بعد قائد حزب اختلاف کو بولنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ اور جناب والا! میں ذاتی طور پر پانچ چھ بار اٹھا ہوں۔ لیکن آپ نے وقت ان ہی لوگوں کو دیا ہے جو اقتدار میں ہیں۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ آپ پہلے ہمارے قائد حزب اختلاف کو وقت دیں۔

جناب سپیکر، معزز رکن کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں نے خود محترم محمد شہباز شریف صاحب کو پیغام بھیجا ہے کہ آیا وہ کچھ کہنا چاہیں گے ؟ مجھے احساس ہے ۔ میں سب کو موقع دوں گا۔ ابھی تو موقع شروع ہوا ہے۔

جناب شوکت داؤد، جناب والا! ایوان کی پہلے ایک روایت ہے اسے ملحوظ خاطر رکھا جائے تو یہ میرے خیال میں بہت بہتر ہے۔

جناب سپیکر، روایت کو نہ صرف نبھایا جائے گا' بلکہ اچھی روایات قائم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا-----

جناب سپیکر، وصی صاحب! مجھے امید ہے کہ آپ چند کلمات پر اپنی بات ختم کریں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میرے چند ہی کلمات رہتے ہیں اور یہ مجھے بات ہی نہیں کرنے دیتے۔

جناب سپیکر، آپ کے دو کلمات رہتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں اس کے ساتھ ہی صوبے کے تمام عوام کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ شاید یہ پہلا موقع ہوگا کہ انھیں انتظامیہ کے دباؤ سے باہر نکل کر حقوق اور انصاف ملے گا اور وہ آزادانہ طور پر ساتھ دے سکیں گے ۔ اور میاں صاحب کو میں دوبارہ مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، چودھری اصغر علی گجر ' پارلیمانی لیڈر ' پاکستان اسلامک فرنٹ ۔

چودھری محمد فاروق، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس ایوان کے تقدس اور احترام کو برقرار رکھنے کے لیے یہ ہدایات ہیں کہ لابی، گیلری اور boxes میں جو حضرات بیٹھے ہوئے ہیں وہ ایوان کی کارروائی پر نہ تو دادتحسین دیتے ہیں نہ کوئی آواز نکالتے ہیں اور نہ ہی وہ بولا کرتے ہیں۔ اس ایوان کے تقدس کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے ۔ اس لیے براہ کرم گیلری میں بیٹھے ہوئے حضرات سے یہ درخواست ہے کہ ایوان میں ہونے والی تقاریر پر نہ تو کوئی comments دیں نہ تالیاں بجائیں اور نہ ہی کوئی آوازے کسیں مشکور ہوں گا۔

جناب سپیکر، آپ کو یاد ہوگا' ایسا کیا جاچکا ہے ۔ آئندہ اگر کوئی ایسی بات ہوگی تو اس کا بھی تدارک کیا جائے گا ۔ اور میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان حضرات اور خواتین سے جو گیلری میں اوپر تشریف رکھتے ہیں ان سے ہمیشہ کے لیے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ کارروائی میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرسکتے۔ وہ صرف دیکھ سکتے ہیں، سن سکتے ہیں اور خاموش رہ سکتے ہیں۔

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: (*On point of order*) Sir! After my experience of forty years in this House it is the first time that the demonstration which all of us have been given in this House and as already explained by my comrade and my friend Ch. Muhammad Farooq, the people who have come to support a certain party are sitting in the gallery, have no right to make a mockery of this Organ. This is an august House which represents 60% of the population of the country. (Interruptions) I am on point of order, please keep quite. (Interruptions)

MR. SPEAKER: Your point is well taken.

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: With such a strong opposition a gentleman should get up, dressed in three piece suit, and he is trying to malign the Honorable Members of this House. I think he is making a very wrong start for the decorum of this House. The first speech here should have been to congratulate the democratically elected Leader of this House and after that there should have been so much speeches and there should have been no unnecessary criticism to something like Changa Manga. Decorum in this House must be maintained and those who do not, please give them a course in one of the schools so they behave like Legislators and not like people.

Sir, thank you very much. I will make a speech on the election of Mian Manzoor Ahmad Wattoo as Leader of the House later, but this is just a point of order to see that decorum is maintained.

جناب سپیکر، چودھری صفر علی گجر۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! شکریہ۔ پہلے تو میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں اور اگر آپ بہتر سمجھیں----

چودھری طاہر بشیر چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں اپنے دوستوں سے اس چیز کی وضاحت چاہوں گا کہ جب بھی چھانگا مانگا کا یہاں پر ذکر ہوا تو انھوں نے کہا کہ ابھی موقع نہیں ہے۔ آج بھی جو صاحب بات کرتا ہے یہ تلخ حقیقتیں ہیں یہ تلخ باتیں ہیں جو ہمارے صوبے کے عوام سے وابستہ ہیں لیکن یہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی بہت سے مواقع آئیں گے۔ ایسی کون سی باتیں یا حقیقتیں ہیں جن سے یہ راہ فرار حاصل کرنا چاہ رہے ہیں؟ یہ ایک حقیقت ہے اور ہم نے اپنی ماؤں کو بہنوں کو اس سے آگاہی دلانی ہے۔ یہ ایوان ہے۔ اس میں اس قسم کی باتیں ہوں گی۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایسی باتیں نہ ہوں اور یہ کہیں کہ بہت سے مواقع آئیں گے۔ اللہ کا شکر ہے کہ بہت عرصے کے بعد ہمیں موقع ملا ہے، تاکہ ہم ان کا کردار لوگوں کو بتائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، I call the House to order. طاہر بشیر چیمہ صاحب۔ آپ کی بات ہوگئی ہے۔ آپ کا پوائنٹ ہوگیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں----چودھری اصغر علی گجر۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! میری تجویز یہ ہے کہ پہلے قائد حزب اقتدار کو وقت دے دیا جائے اس کے بعد قائد حزب اختلاف کو وقت دیا جائے۔

جناب سپیکر، آپ کی بات تسلیم کی جاتی ہے۔ اور میں میاں منظور احمد وٹو سے کہتا ہوں کہ وہ ہاؤس کو خطاب کریں۔

قائد ایوان میاں منظور احمد وٹو کا خطاب

قائد ایوان (میاں منظور احمد وٹو)، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر! میں آج اس تاریخی موقع پر رب العزت کے حضور سربسجود ہوں کہ اس نے اپنی بے پایاں عنایات اور اپنے فضل و کرم سے مجھ کو نوازا اور مجھے اس نہایت محترم ایوان کا قائد ایوان منتخب ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ میں اس معزز ایوان کا شکرگزار ہوں اور اسے خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس معزز ایوان نے اس انتخابی عمل کے آخری حصے میں بھر پور شرکت کی اور جمہوری عمل کو آگے بڑھایا۔ اور آج انھوں نے انتہائی خوش اسلوبی سے مجھے اپنا قائد ایوان منتخب کیا۔ میں Rules of Procedure اور آئین پاکستان کے مطابق قائد ایوان کے انتخاب پہ سارے معزز ایوان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جناب والا! میں شکرگزار ہوں اپنی پارٹی پاکستان مسلم لیگ (جونیجو گروپ) کے قائد جناب حامد ناصر چٹھہ کا اور محترمہ بے نظیر بھٹو کا اور پاکستان پیپلز پارٹی کے قائدین کا ' نواب زادہ نصراللہ خاں این ڈی اے کے قائد کا ' معزز آزاد اراکین کا اور معزز اقلیتی اراکین کا اور سپاہ صحابہ کا اور ان کے معزز رکن کا کہ جنھوں نے اپنے جمہوری حق کو استعمال کرتے ہوئے آج ڈویژن کے ذریعے مجھے پنجاب اسمبلی کا باضابطہ طور پر قائد ایوان منتخب کیا۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنے ان کرم فرماؤں کا ' اپنے مہربانوں کا ' اپنے ساتھیوں کا اور اپنے محسنوں کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے میاں محمد شہباز شریف ' قائد حزب اختلاف کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے اس جمہوری عمل میں حصہ لیا اور اس جمہوری عمل کے نتیجے میں وہ قائد حزب اختلاف کے عہدہ جلیلہ پر متمکن ہوئے ۔ میں قائد حزب اختلاف کا مقام ' قائد حزب اختلاف کی اہمیت اور حزب اختلاف کی اہمیت کو سمجھتا ہوں اور دلی طور پر محسوس کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جہاں حزب اقتدار نے حکومت کو چلانے میں اہم رول ادا کرنا ہے' جہاں حزب اقتدار کے اراکین نے ایک ٹیم ورک کرتے ہوئے حکومت کے معاملات کو چلانا ہے اور صوبے کے عوام کی تقدیر کو بدلنا ہے وہاں میرا یہ ایمان ہے کہ حزب اختلاف نے اپنی جمہوری رول کو ادا کرتے ہوئے اس صوبے کی تعمیر میں ' اس صوبے کے عوام کی بھلائی کے لیے مثبت اور تعمیری رول ادا کرنا ہے اور جناب سپیکر! حزب اختلاف کے رول کے بغیر کوئی جمہوریت

پنپ نہیں سکتی ' کوئی جمہوری ادارے پھل پھول نہیں سکتے اور معاشرہ صحیح معنوں میں ترقی نہیں کرسکتا جب تک حزب اختلاف کے رول کو تسلیم نہ کیا جائے اور ان کو بھر پور رول ادا کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ یہ ان کا آئینی استحقاق اور رول ہے ۔جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے قائد حزب اختلاف کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے جہاں اپنے ان ساتھیوں کی رہنمائی کی ضرورت ہے ' مجھے جہاں میرے ساتھ دینے والے میرے محسنوں کی مشاورت اور ان کی رہنمائی کی ضرورت ہے اسی طریقے سے مجھے قائد حزب اختلاف اور حزب اختلاف کی معاونت اور رہنمائی کی بھی ضرورت ہے اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے مثبت اور بھر پور رول کے لیے میری حکومت ان کی اس ایوان کے اندر بھی اور اس ایوان کے باہر بھی ان کی معاونت کرے گی۔ ہم ان کی تنقید کو اور حکومتی معاملات کے بارے میں ان کی کوششوں کو ' ان کی کاوشوں کو اور ان کی طرف سے تنقید کو مثبت انداز میں ٹیک اپ کریں گے اور ان کی حوصلہ افزائی کریں گے اور اس سلسلے میں ان کے بھر پور کردار ادا کرنے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کریں گے ۔

جناب سپیکر! آج میں اس فورم پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ 1993ء کے الیکشن پاکستان کی تاریخ کے اس نازک موڑ پر اتنے اہم الیکشن ہیں کہ ان میں نہ صرف بارہ کروڑ پاکستانیوں نے دل چسپی لی ہے اور حصہ لیا ہے بلکہ بیرونی ممالک نے ان انتخابات میں بڑی دلچسپی لی ہے اور انھوں نے اس پر نگاہ رکھی ہے کہ پاکستان میں انتخابات کیسے ہو رہے ہیں۔ کیوں کہ پاکستان میں انتخابات کی credibility مشکوک ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اس لیے آج دنیا بھر کے ملکوں نے اور ان کے حساس اداروں نے پاکستان کے حالیہ انتخابات کو منصفانہ ' غیر جانبدارانہ ' دیانتدارانہ اور صاف ستھرا قرار دیا ہے۔ جناب سپیکر! اس سے نہ صرف یہ کہ ان الیکشنز کی credibility بڑھی ہے اور جمہوری اداروں کی credibility میں اضافہ ہوا ہے بلکہ پاکستان کی عزت و توقیر میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ اور اس کے لیے میں یہ کہوں گا کہ موجودہ پاکستان کی کیئر ٹیکر گورنمنٹ پاکستان کی عدلیہ ' پاکستان کی انتظامیہ اور پاکستان کی محب وطن مسلح افواج خراج تحسین کی مستحق ہیں کہ جنھوں نے اس الیکشن کے انتظامات بہت عمدہ کیے اور اس الیکشن کو پاکستان کی تاریخ کا صاف ستھرا اور شفاف ترین الیکشن بنا دیا۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ آج اگرچہ اس معزز ایوان کے کچھ معتدد ساتھیوں نے میرا ساتھ دے کر مجھے منتخب کیا ہے اور کچھ دوستوں نے میری مخالفت میں ووٹ دے کر قائد حزب اختلاف کا ساتھ دیا ہے اور ان کو منتخب کیا ہے۔ لیکن یہ جمہوری روایات ہیں اور یہ ہمارے آئین کے مطابق ہے کہ جس کو ایوان کی

اکثریت کا اعتماد حاصل ہو وہی قائد ایوان ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! میں یہاں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ آج منتخب ہوکر میں صرف ان اپنے ساتھیوں اور مہربانوں کا قائد نہیں بلکہ میں سارے اس معزز ایوان کا قائد ہوں۔ جن میرے ساتھیوں نے میرا ساتھ نہیں دیا اور مجھے اپنے ووٹ سے نہیں نوازا میری نگاہوں میں وہ بھی محترم ہیں' وہ بھی معزز ہیں اور ہرلحاظ سے مقتدر ہیں اور میں ان کی عزت و احترام کا خیال رکھوں گا۔ قائد ایوان کی حیثیت سے اور ان کے اس جمہوری حق کو تسلیم کرتے ہوئے میں ان کی عزت اور توقیر میں اضافے کا باعث بنوں گا۔ آج اس معزز ایوانے مجھے قائد ایوان منتخب کیا ہے۔ تو میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آج میں پنجاب جو پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور جو پاکستان کا ساٹھ فی صد سے زیادہ حصہ ہے' میں اس بڑے صوبے کے قائد ایوان اور چیف ایگزیکٹو کی حیثیت سے یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ میں آج سارے پنجاب کے ساڑھے چھ کروڑ عوام کا نمائندہ ہوں اور ساڑھے چھ کروڑ عوام کے نمائندے کی حیثیت سے میں اپنی ذمہ داریوں کو اپنی بہترین صلاحیتوں کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کروں گا اور ساڑھے چھ کروڑ انسان ' اللہ تعالیٰ کی مخلوق جس خدا نے مجھے یہ عزت اور مرتبہ عطا کیا ہے میں اس کے بندوں اور اس کی مخلوق کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کروں گا اور اس میں کسی قسم کی تمیز نہیں کروں گا۔
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کافی عرصے کے بعد یہ ایک موقع ملا ہے کہ جس میں ' میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جمہوری ادارے پنپ سکیں گے اور پھلیں پھولیں گے اور جمہوری عمل مستحکم ہوگا۔ اس لیے کہ آج پاکستان میں جس الائنس کی حکومت قائم ہوئی ہے اور محترمہ بے نظیر بھٹو کی سربراہی میں جو حکومت پاکستان میں قائم ہوئی ہے ' جس میں پاکستان مسلم لیگ بھی شامل ہے اور دوسری جماعتیں بھی ' جس الائنس کی پاکستان میں حکومت قائم ہوئی ہے اسی الائنس کی پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب میں حکومت قائم ہوئی ہے اور اسی جماعت کے ہم خیال یا اسی جماعت کی حکومت سندھ اور بلوچستان میں بھی قائم ہونے کے امکانات ہیں اور اسی طریقے سے صوبہ سرحد کے معاملات بھی چل رہے ہیں۔ میرے خیال میں ملک کی حکومت اور صوبوں کی حکومت میں ہم آہنگی اور ان میں تعلقات کار کا بہتر ہونا ' ان میں انڈر سٹینڈنگ کا ہونا ' آپس میں عزت و احترام کے تعلقات کا ہونا اس بات کی دلالت ہے کہ پاکستان میں جمہوری عمل جڑ پکڑے گا اور یہ جمہوری ادارے جس میں ہماری قومی اسمبلی ' ہماری صوبائی اسمبلیاں ' ہمارا سینٹ ہے یہ

ادارے اور ان کی مضبوطی ملک کی تقدیر بدلنے کے لیے ضروری ہے ۔ موجودہ حالات میں 1993ء کے الیکشن کے نتیجے میں ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ادارے مستحکم ہوں گے ، یہ پھلیں پھولیں گے ، یہ بڑھیں گے اور یہ جمہوریت کا پودا ایک تناور درخت بنے گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ 1993ء کی یہ اسمبلیاں اپنی میعاد پوری کریں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اپنی پالیسی statement بعد میں دینا چاہوں گا اور میں اپنے ساتھیوں کی مشاورت سے چاہوں گا کہ کل ہم اعتماد کے ووٹ کے لیے جناب گورنر کو لکھیں گے اور جناب گورنر کی اجازت کے بعد میں چاہوں گا کہ یہ معزز ایوان جس نے مجھے آج قائد ایوان منتخب کیا ہے یہ جو ایک آئینی ضرورت ہے اسے بھی ہم کل ہی مکمل کرلیں اور اعتماد کے ووٹ کے لیے میں چاہوں گا کہ کل دس یا گیارہ بجے اسمبلی کا اجلاس منعقد ہو جس کی اجازت جناب گورنر دیں گے۔ تو کل میں اعتماد کے ووٹ کے موقع پر ان شاء اللہ تعالیٰ اپنی تفصیلی پالیسی statement دوں گا کہ ہماری ترجیحات کیا ہیں ، ہم اس صوبے کے عوام کی کس انداز میں خدمت کرنا چاہتے ہیں اور اس صوبے کے دکھیارے لوگوں کی خدمت کرنے کا کس طرح کا ہمارا پروگرام اور ہمارا منشور ہے ۔ ان ترجیحات کا تعین ہم کرچکے ہیں اور اس کی تفصیلی پالیسی statement کل کے اجلاس میں اعتماد کے ووٹ کے موقع پر میں اس معزز ایوان میں دوں گا۔ آج میں آخری بات عرض کرنے کے بعد آپ سے اجازت لوں گا کہ اس معزز ایوان نے جمہوری روایات کو جس طریقے سے قائم رکھا ہے ہمیں اس کو آگے بڑھانا ہے اور ہمیں ان روایات کو زیادہ باوقار بنانا ہے ، ان کو زیادہ خوبصورت بنانا ہے ۔ اس لیے اس تاریخی موقع پر میں اس معزز ایوان کے معزز اراکین سے کہوں گا کہ controversial باتیں، دل آزاری کی باتیں ہمیں نہیں کرنی بلکہ دل جوئی کی باتیں کرنی ہیں، ہمیں مفاہمت کی باتیں کرنی ہیں ، ہمیں پیار کی باتیں کرنی ہیں، ہمیں understanding کی باتیں کرنی ہیں، ہمیں دوستوں کی طرح چلنے کی باتیں کرنی ہیں۔ ہمیں بھائیوں کی طرح اس ایوان میں بیٹھنے اور اس ایوان کو چلانے کی باتیں کرنی ہیں۔ اس لیے میری یہ گزارش ہوگی کہ اس میں آج controversial باتیں نہیں ہونی چاہییں۔ اپوزیشن کو تنقید کی باتیں کرنے کے بڑے مواقع ملیں گے اور ہم ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی تنقید کو خوش دلی سے سنیں گے بھی ، برداشت بھی کریں گے اور اپنی اصلاح بھی کریں گے اور اس کا جواب بھی آپ کو دیں گے۔

اس کے ساتھ ہی میں پھر دوبارہ اپنے مہربانوں کا اپنے ساتھیوں کا جنھوں نے مجھے یہ عزت

بخشی، جنھوں نے مجھے یہ اتنا بڑا اعزاز بخشا ان کا دلی طور پرشکریہ ادا کرتا ہوں اور جناب سپیکر! میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے قائد ایوان کے انتخاب کو نہایت خوبصورت انداز میں، نہایت جمہوری انداز میں، آئین کی روح کے مطابق، رولز کے مطابق conduct کیا اور آپ نے خوبصورت انداز میں قائد ایوان کے انتخاب کو مکمل کیا۔ بہت بہت شکریہ جناب والا۔

قائد حزب اختلاف میاں محمد شہباز شریف کا خطاب

جناب سپیکر: اب میں قائد حزب اختلاف جناب میاں محمد شہباز شریف کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمد شہباز شریف): شکریہ جناب سپیکر! آج قومی تاریخ کے اس اہم موقع پر میں اس معزز ایوان کے فیصلے پر سرتسلیم خم کرتا ہوں اور جناب میاں منظور احمد وٹو کو قائد ایوان منتخب ہونے پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! یہ مبارک باد ان نیک تمناؤں کے ساتھ ہے کہ قائد ایوان جو پروگرام لے کر آئے ہیں وہ صوبے کے مفاد میں اس پر عمل درآمد کرائیں اور یہ نیک تمنائیں پیپلز پارٹی کے لیے بھی ہیں جو اپنے منشور پر ووٹ حاصل کرکے منتخب ہوئے ہیں اور یقیناً انھی کے ووٹ سے جناب میاں منظور احمد قائد ایوان منتخب ہوئے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ پیپلز پارٹی کے اپنے ووٹروں اور سپورٹروں کے ساتھ جو وعدے وعید ہوئے ہیں وہ ان وعدوں کو پورا کرکے عوام کے سامنے سرخرو ہوں گے۔

جناب سپیکر! آپ کی ذات کی حیثیت ایک دانشور اور مدبر کی ہے۔ میں آپ کو اس ہاؤس کا سپیکر منتخب ہونے پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ آپ ایک تجربہ کار سیاست دان ہیں اور بڑے عرصے بعد اس منتخب ایوان میں تشریف لائے ہیں۔ ہم آپ کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ گو آج آپ پیپلز پارٹی میں ہیں لیکن حقائق یہ ہیں کہ ماضی قریب اور بعید میں آپ مسلم لیگ سے بھی وابستہ رہے ہیں۔ لہذا مسلم لیگی ہونے کے ناتے ہمارا حق بھی فائق ہے، ان شاء اللہ۔

جناب سپیکر! آپ اس معزز ایوان کے custodian ہیں اور پورے ہاؤس کا آپ پر اعتماد ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کی کارروائی کو مؤثر اور فعال بنانے میں آپ کا کلیدی رول ہو سکتا ہے اور ہمیں امید واثق ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ اپنی صلاحیتوں سے اس ہاؤس کو بڑے عمدہ انداز میں چلائیں گے۔ اور آپ کا یہ اچھا فرض بھی ہے کہ آپ اس پورے ہاؤس کو مساوی

وقت میں تمام پارٹیز کو equal treatment دیں تاکہ وہ بھرپور اور موثر انداز میں اپنے عوام کی ترجمانی اس ہاؤس میں کرسکیں۔جناب سپیکر! آج کے انتخاب کے بعد وہ crisis اپنے انجام کو پہنچا جس نے تقریباً دس ماہ اس قوم کو اپنی لپیٹ میں لیے رکھا تھا اور اس درمیانی عرصے میں پوری قوم پر ظلم ڈھایا گیا۔ سرمایہ کاری منجمد ہوکر رہ گئی۔ معاشی اور سیاسی پالیسیاں بے اثر ہوگئیں اور نتیجتاً اسلامی بلاکس کے حوالے سے قومی مفادات پر ہم موثر قوت سے آواز نہ اٹھا سکے ۔ الحمد للہ' اللہ کا بڑا بے پایاں فضل و کرم ہے کہ آج اس جمہوری عمل کے مکمل ہونے کے بعد پوری قوم دوبارہ جمہوریت کی راہ پر گامزن ہے اور میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس process میں سابق وزیر اعظم میاں نواز شریف کی اڑھائی سالہ اقتدار کی قربانی اس لیے تھی کہ پوری قوم جمہوریت کے راستے پر گامزن رہے ۔ آج جمہوری راہیں قائم ہو چکی ہیں۔ آج ان ایوانوں میں رونق لوٹ چکی ہے' اس لیے میں اس رونق کو دیکھ کر یہ ضرور کہوں گا کہ اس میں پاکستان مسلم لیگ (نواز گروپ) فخر سے کہہ سکتی ہے کہ،

ہمارا خون بھی شامل ہے تزئین گلستان میں

جناب سپیکر! آج ہم ایک نئے دور کا آغاز کر رہے ہیں ۔ آج میں اس ایوان کے ان تمام ساتھیوں کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنھوں نے آج مجھے اپنی محبت اور اعتماد سے نوازا۔ جیت اور ہار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوتی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے لیے یہ بڑے فخر اور عزت کا مقام ہے کہ میں آج قائد حزب اختلاف منتخب ہو کر اس معزز ایوان کو خطاب کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میں اپنے طور پر اور اپنی پارٹی کی طرف سے آپ کو گزارش کر رہا ہوں اور آپ کے توسط سے اس پورے ہاؤس کو بھرپور الفاظ میں اس بات کا اعتماد دیتا ہوں کہ ان شاء اللہ ہماری پارٹی ایک مؤثر مگر مثبت اپوزیشن کا رول ادا کرے گی۔ ہم اس ایوان کا وقت ضائع نہیں کریں گے۔ ابھی جناب قائد ایوان نے فرمایا ہے کہ وہ کل اپنی پالیسی statement دیں گے ۔ ہم اس پالیسی statement کو ضرور غور سے سنیں گے اور آئندہ گورنمنٹ کے کردار اور اقدامات پر پورا جائزہ رکھیں گے اور وہ تمام اقدامات جو اس صوبے کی فلاح و بہبود کے لیے ' اس صوبے سے غربت اور افلاس کو ختم کرنے کے لیے ' بیماری کو ختم کرنے کے لیے اس صوبے میں تعلیم اور علاج کو فروغ دینے کے لیے' اس صوبے میں مظلوم کو انصاف دینے کے لیے ' اس صوبے میں ظالم کی بیخ کنی کرنے کے لیے ' اس صوبے میں ان بیٹیوں اور بہنوں کے ہاتھ پیلے کرنے کے لیے جن کے ماں باپ کے پاس وہ ذرائع نہیں کہ وہ اس معاشرے میں باعزت طور پر ان کی شادیاں کرسکیں' بیواؤں اور یتیموں

کے سر پر دست شفقت رکھنے کے لیے ' اس صوبے میں صحیح معنوں میں ایک اسلامی سوشل آرڈر لانے کے لیے جتنے بھی اقدامات یہ حکومت کرے گی ہم کھلے دل سے اس کی تائید اور حمایت کریں گے۔ لیکن ایسے وہ تمام اقدامات اور باتیں جس سے صوبے کے مفاد کو ٹھیس پہنچتی ہو جس سے وفاق پاکستان کو ذرا سی تکلیف پہنچتی ہو' ہم اپنی اخلاقی اور دینی ذمہ داری جانتے ہوئے ان تمام اقدامات کی نہ صرف بھر پور مخالفت کریں گے بلکہ موثر طریقے سے اس کی مزاحمت بھی کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) مگر جناب سپیکر! یہ مخالفت یہ احتجاج وہ نہیں ہوگا جس کو "لانگ مارچ" کہتے ہیں ۔ کل قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف نے برملا طور پر اس بات کا اظہار کیا تھا کہ وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ دینے کے معاملے میں ان پر کسی قسم کا کوئی دباؤ نہیں تھا۔

جناب سپیکر! میں اسی زمانے میں قومی اسمبلی کا ایک رکن تھا اور عینی شاہد کے طور پر اور انتہائی ذمہ داری سے یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ کے معاملے میں افواج پاکستان کا کوئی دباؤ نہیں تھا۔ ہاں دباؤ تھا اور وہ پاکستان کے مفادات کے تحفظ کے لیے دباؤ تھا۔ وہ دباؤ پاکستان کے بارہ کروڑ عوام کے روشن مستقبل کو مخدوش ہونے سے بچانے کے لیے تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین) وہ دباؤ ملک کے اندر جمہوریت کو بچانے کے لیے تھا ۔ جناب سپیکر! اس معاملے میں اب ہر قسم کی چہ مگوئیاں ختم ہوجانی چاہییں ۔ اس سلسلے میں دو آراء نہیں ہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ سے یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ جہاں تک حزب اختلاف کا تعلق ہے قائد ایوان ان تمام اقدامات کی حمایت میں ہمیں اپنے ساتھ پائیں گے جو اس صوبے اور عوام کی بہتری کے لیے ہوں گے۔ ہم ایک عزم اور ولولے کے ساتھ اس معزز ایوان میں داخل ہوئے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ ہمیں ماضی کی تمام تلخیاں تاریخ کے اوراق میں بند کرکے مل جل کر پاکستان کی تعمیر اور صوبے کی خدمت کے لیے ان شاء اللہ تعالیٰ کمر بستہ پائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرے معزز ساتھیوں نے کچھ ایسی باتیں بھی کی ہیں جس کا موثر ترین جواب دیا جا سکتا تھا ۔ ایک انتہائی محترم بزرگ نے بیت المال کی بات بھی کی ۔ بیت المال کی امانت کے بارے میں انتہائی مؤثر جواب دیا جاسکتا ہے۔ لیکن یقین مانیے' آج کے دن میں نہیں چاہتا کہ کسی اختلافی بات کو یہاں پر چھیڑا جائے۔ کیوں کہ اس سے فوراً ہی ایوان میں پھر وہ تلخیاں جنم لیں گی جس کی وجہ سے پہلے بھی تین اسمبلیاں ٹوٹ چکی ہیں۔ ہم یہاں [illegible]

عوام نے پانچ سال کے لیے یہاں منتخب کرکے بھیجا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ یہ اسمبلیاں اپنی میعاد پوری کریں۔

جناب سپیکر! آپ بھی ہمارے طرز عمل کے گواہ رہیں کہ ہم کسی طرح کی خرید و فروخت یا کسی سازش کے ذریعے اس نظام کو قطعاً کسی طور پر بھی destabilize نہیں ہونے دیں گے۔ یہ میرا آپ سے وعدہ ہے اور میں اس پورے ایوان کو گواہ بنا کر یہ وعدہ کرتا ہوں۔ مگر میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ ان شاء اللہ ہم پر امن طریقے سے' بڑے مہذب طریقے سے بڑی بردباری اور صبر سے تمام معاملات کو نبھائیں گے ۔ تنقید کریں گے لیکن مثبت اور تعمیری تنقید کریں گے۔ جناب سپیکر! منفی سیاست ہماری ڈکشنری میں موجود نہیں ۔ وہ قوم کا ضیاع ہے۔ وقت کا اور پیسے کا ضیاع ہے۔ ہمارے صوبے کے ساڑھے چھ کروڑ عوام نے اس لیے منتخب کرکے ہمیں نہیں بھیجا کہ ہم یہاں آکر منفی سیاست کریں۔ ہمیں پنجاب کے غیور عوام نے' ماؤں اور بہنوں نے اپنا ووٹ امانت کے طور پر دیا ہے اور اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم اس امانت کی پاس داری کریں اور حتی المقدور شبانہ روز محنت کرکے صوبے کے عوام کی توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کریں۔

جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کا آج زیادہ وقت نہیں لوں گا ۔ کیوں کہ باقی معزز دوست بھی اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہیں گے۔ میں آخر میں دو تین باتیں کرکے آپ سے اجازت چاہوں گا۔ جہاں تک حالیہ انتخابات کا تعلق ہے اس سلسلے میں کوئی دو آرا نہیں ہیں۔ یہ انتخابات پاکستان کی تاریخ کے انتہائی منصفانہ اور شفاف ترین الیکشن تھے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اس سلسلے میں عدلیہ' افواج پاکستان' انتظامیہ اور تمام وہ لوگ جنھوں نے ان انتخابات کو منصفانہ اور شفاف بنانے میں کام کیا ہے پوری قوم ان کی شکر گزار ہے ' کیوں کہ آج مشرق سے لے کر مغرب تک پاکستان کا وقار بلند ہوا ہے۔ پاکستان کی عزت ان کی نظروں میں بڑھی ہے کہ ہمارے ملک میں بھی الیکشن fair and free ہو سکتے ہیں اور امن و سکون کے ماحول میں ہوسکتے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں تقریر کے حوالے سے یہ کہوں گا اور قائد ایوان کی خدمت میں یہ گوش گزار کروں گا کہ ہمارے اور ہم سب کے رفیق جناب غلام حیدر وائیں جو کہ تحریک پاکستان کے ایک ممتاز رکن تھے' جو کہ سچے پاکستانی تھے عظیم مسلم لیگی تھے وہ الیکشن کے دوران قتل کر دیے گئے۔ نئی منتخب حکومت سے میرا یہ مطالبہ ہے کہ غلام حیدر وائیں کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے اور ان کا مقدمہ سپیڈی ٹرائل کورٹ میں چلا کر انصاف کے تقاضے پورے کیے جائیں۔

جناب سپیکر! میں ایک مرتبہ پھر آپ کا اور آپ کے توسط سے اس پورے ایوان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان اشعار کے ساتھ اپنی بات ختم کروں گا۔

تمنا آبرو کی ہے اگر گلزار ہستی میں
تو کانٹوں میں الجھ کر زندگی کرنے کی خو کر لے
نہیں یہ شان خود داری چمن سے توڑ کر تجھ کو
کوئی دستار میں رکھ لے کوئی زیب گلو کر لے

جناب سپیکر، ڈاکٹر شیلا بی چارلس۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، جناب سپیکر! میں مسیح کے نام سے اپنی تقریر شروع کرتی ہوں اور سب سے پہلے میں پورے پنجاب کے مسیحی عوام کی شکرگزار ہوں جنھوں نے مجھے اپنا قیمتی ووٹ دیا اور آج اس قیمتی ووٹ کی وجہ سے میں اس ایوان میں حاضر ہوں۔

جناب والا! میں ایک آزاد ممبر تھی اور بغیر کسی لالچ کے، بغیر کسی وجہ کے میں نے مسلم لیگ (جونیجو گروپ) میں شمولیت اختیار کی اور میاں منظور احمد وٹو کے پاس میں خود چل کر گئی اور ان کو میں نے یہ کہا کہ میری خدمات پورے مسیحی عوام کے لیے ہیں۔ میں نے ایک عہد کیا تھا کہ میں انکے ساتھ چلوں گی جو میرے مسیحی عوام کی تکالیف دور کریں گے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں اپنے مسیحی عوام کی طرف سے اور اپنی طرف سے میاں منظور احمد وٹو کو چیف منسٹر منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کرتی ہوں۔ جناب والا! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ پہلے الیکشن ہیں جس میں ہم نے انصاف دیکھا۔ میں یہ کہوں گی کہ ہم اس کی مبارک باد سابق وزیر اعظم کو دیتے ہیں۔ آرمی کو اور انتظامیہ کو مبارک باد دیتے ہیں کہ جنھوں نے اتنا اچھا طریقہ اپنایا کہ اس دفعہ ہم نے یہ الیکشن بڑے اچھے طریقے سے جیتے ہیں۔ جناب والا! میرے کچھ بھائی یہ فرما رہے تھے کہ یہ (جونیجو گروپ) بے نظیر گروپ ہے۔ یہ پیپلز پارٹی گروپ ہے۔ ان کے علم کے لیے میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ میں پہلے بھی مسلم لیگ میں تھی اور آج بھی میں اس فلور پر مسلم لیگ میں ہی ہوں۔

جناب والا! کئی لوگوں نے یہ فرمایا کہ یہ حکومت صرف چھ مہینے چلے گی۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا وہ اس پاکستان کے ہمدرد ہیں؟ میں تو کہتی ہوں کہ یہ حکومت چھ مہینے کے

بجائے چار مہینے چلے۔ لیکن خدارا ' اقلیت کے لیے کوئی حلقہ بندی ہونی چاہیے۔ مردم شماری ہونی چاہیے اور اقلیتوں کے شناختی کارڈ صحیح طریقے سے بننے چاہییں۔ ہمارے لیے پورا پنجاب اور پورا پاکستان پھرنا ناممکن ہے۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ اگر یہ الیکشن ایسے ہی ہوتے رہے تو پھر میں نہیں سمجھتی کہ اقلیت یہ الیکشن لڑ سکتی ہے۔جناب والا! پہلی حکومتوں میں یہ اقلیت ' اقلیت رہی ہے۔ میری میاں منظور احمد وٹو سے استدعا ہے کہ وہ ایک مثال قائم کر دیں کہ یہ اقلیت اب اقلیت نہیں رہے گی' بلکہ یہ اقلیت اب اکثریت رہے گی۔ جناب والا! مہربانی فرما کر ایوان سے کہیں کہ وہ میری بات کو سنیں۔

جناب سپیکر، آپ کے اپنے مفاد میں ہے کہ آپ بات کو مختصر کریں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، جناب والا! میں میاں محمد شہباز شریف کی بڑی شکر گزار ہوں۔ ان کے یہ الفاظ ہیں کہ یہ حکومت پانچ سال چلے گی۔ میں خدا کے گھر میں یہ دعا کرتی ہوں کہ کاش یہ حکومت پانچ سال چلے۔میں آخر میں پھر میں میاں منظور احمد وٹو کو مبارک باد پیش کرتی ہوں۔ میں سپیکر صاحب کو بھی مبارک باد پیش کرتی ہوں اور ڈپٹی سپیکر صاحب کو بھی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، میں ہاؤس کو prorogue کرنے کا آرڈر سنانے سے پہلے معزز اراکین کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ نئی حکومت گورنر صاحب سے کل کے اجلاس کے لیے گزارش کر رہی ہے۔ اس کے لیے تمام اراکین اپنی توجہ رکھیں ' اخبارات کے ذریعے سے اس کا واضح اعلان ہوجائے گا۔

چودھری محمد افضل سندھو، جناب والا! کچھ گزارشات ہیں۔ آپ اگر مجھے اجازت دیں کیوں کہ چیف منسٹر صاحب کل اپنی پالیسی statement جاری کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ' میں صرف ایک منٹ میں عرض کروں گا۔ کچھ گزارشات ہیں' کچھ ترجیحات ہیں۔ وہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب چیف منسٹر کو آنے والے وقت میں پانچ بڑے مسئلے ہیں۔ میں ان کی نشان دہی کرنا چاہتا ہوں۔(1) بے روز گاری (2) مہنگائی (3) کرپشن (4) بڑھتی ہوئی آبادی اور (5) ماحول کی آلودگی۔

جناب والا! اس وقت میں بڑا ضروری سمجھتا ہوں اور یہ پانچ ترجیحات جناب چیف منسٹر صاحب کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں جناب چیف منسٹر کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور یہ سمجھتا ہوں کہ ان پر یہ بڑی بھاری ذمہ داری ہے کہ ملک اس وقت جس نازک دور سے گزر رہا ہے ملک کی جو اس وقت پس ماندہ حالت ہے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے اور ان ترجیحات کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے میں انھیں ایک اور مبارک باد پیش

کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ یہ خوش قسمتی ہے کہ صوبے میں اس وقت حکومت جس جماعت کی ہے اس کی حکومت مرکز میں ہے اور مرکز میں حکومت جس personality کے پاس ہے وہ محترمہ بے نظیر بھٹو کی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی سرپرستی میں ہماری اس صوبے کی حکومت ان ترجیحات کو اور باقی تمام برائیوں کو سامنے رکھتے ہوئے آگے بڑھے گی۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: آرڈر سنیئے۔ جناب گورنر پنجاب کی طرف سے میں آرڈر پڑھ رہا ہوں۔

In exercise of the powers conferred on me by Article 109 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, I, Lieutenant General (Retd) **Muhammad Iqbal**, *Acting Governor of the Punjab*, hereby prorogue the Provincial Assembly with effect from Wednesday, the 20th October, 1993, after completion of the business envisaged in clause (2A) of Article 130 of the Constitution of Pakistan.

اجلاس کی طلبی کا فرمان

"In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Lieutenant General (Retd) **MUHAMMAD IQBAL**, *Acting Governor* of the Punjab hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Thursday, the 21st of October, 1993 at 11.00 A. M., in the Assembly Chambers, Lahore.

Dated Lahore, the
the 20th October, 1993.

LT GEN (RETD) MUHAMMAD IQBAL
Acting Governor of the Punjab."

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیسرا اجلاس)

جمعرات 21۔اکتوبر 1993ء

پنج شنبہ 5۔جمادی الاوّل 1414ھ

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں دوپہر 12 بج کر 20 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ ج فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًاo لِیَجْزِیَ اللّٰہُ الصّٰدِقِیْنَ بِصِدْقِهِمْ وَ یُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًاo

سورۃ الاحزاب آیت 23 تا 24

مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے خدا سے کیا تھا اس کو سچ کردکھایا تو ان میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے اپنے قول کو ذرا بھی نہیں بدلا تاکہ خدا سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے اور منافقوں کو چاہے تو عذاب دے یا(چاہے)تو ان پر مہربانی کرے۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

وما علینا الا البلاغo

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! آج کے اجلاس کا وقت 11-00 بجے کا تھا لیکن یہ اجلاس 12 بج کر 20 منٹ پر شروع ہوا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ معزز اراکین کا وقت بہت قیمتی ہے اور بھی بہت سارے قومی کام نمٹانے ہوتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ آئندہ اجلاس وقت پر ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، کوشش کی جائے گی۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، جناب والا! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ مہربانی کرکے آپ پریس کو یہ کہیں کہ ہم چھوٹی سی minority ہیں لیکن جو بات ہم ہال میں کرتے ہیں اس کے بارے میں یہ قطعاً اخبار میں نہیں دیتے۔ کل میں نے اپنی تقریر میں اعلانیہ کہا اور آج بھی کہہ رہی ہوں کہ میں مسلم لیگ جونیجو گروپ کی ممبر ہوں اور میں نے پہلے دن سے ہی جونیجو گروپ کو قبول کیا ہے۔ مہربانی کرکے پریس سے کہا جائے کہ جو minority کی بات ہوتی ہے..................

جناب سپیکر، جو پوائنٹ آف آرڈر ہے اس کو business of the House سے تعلق رکھنا چاہیے۔اس لیے آپ کی یہ جو بات ہے یہ آپ کے استحقاق سے تعلق رکھتی ہے اس کا خیال کیا جائے گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد اسحاق بچہ، جناب والا! میں نے آپ کی وساطت سے استدعا کرنی ہے چونکہ چیف منسٹر پنجاب آج اپنا پالیسی بیان دینا چاہتے ہیں ۔ میں چاہوں گا کہ وہ اپنے پالیسی بیان میں پنجابی کے فروغ کے لیے ابتدائی تعلیم میں اقدامات کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر نئی حکومت کے قیام کے موقع پر قیدیوں کو رعایت دی جاتی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے جناب قائد ایوان سے درخواست کرنا چاہوں گا کہ جو لوگ قید میں ہیں ، جیلوں میں بند ہیں ان کے لیے رعایت کا اعلان بھی کروایا جائے۔ مہربانی ہو گی۔

جناب عبیداللہ شیخ، اس سے پہلے ایک معزز رکن اس بات کی طرف نشان دہی کرچکے ہیں کہ آج کا یہ اجلاس پہلے ہی تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تاخیر سے شروع ہوا ہے اب اصل business کی طرف آیا جائے۔

پینل آف چیئرمین

جناب سپیکر، اصل business کی طرف آیا جائے۔ میں سیکرٹری صاحب سے کہتا ہوں کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

سیکرٹری اسمبلی، معزز اراکین، جناب سپیکر نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 14 کے تحت اسمبلی کے اس اجلاس کے لیے مندرجہ ذیل پینل آف چیئرمین مقرر فرمایا ہے۔

1۔	میاں محمد افضل حیات	پی پی 97
2۔	جناب تاج محمد خان زادہ	پی پی 13
3۔	سردار مقصود احمد خان لغاری	پی پی 202
4۔	ڈاکٹر شیلا بی چارلس	غیر مسلم

وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو
پر اعتماد کے اظہار کے لیے قرار داد

جناب سپیکر، آج کی یہ نشست اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے آرٹیکل 130 (3) کے تحت وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو پر اعتماد کے ووٹ کے اظہار کے لیے مخصوص ہے۔ اس ضمن میں ایک قرار داد جناب محمد افضل سندھو، سردار محمد عارف نکئی، رائے نور محمد کھرل، چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب عبدالحمید بھٹی، رائے اعجاز احمد اور جناب محمود اختر گھمن کی جانب سے موصول ہوئی ہے۔ جناب محمد افضل سندھو اپنی قرار داد پیش کریں۔ جو ان سب حضرات کی طرف سے تصور کی جائے گی۔

جناب محمد افضل سندھو، جناب سپیکر! میں اپنے لیے یہ بہت اعزاز سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے سامنے ایک قرار داد پیش کرتا ہوں کہ،

"یہ ایوان میاں منظور احمد وٹو پر بحیثیت وزیر اعلیٰ پنجاب
اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔"

شکریہ۔ جناب والا!

(نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ،

"یہ ایوان میاں منظور احمد وٹو پر بحیثیت وزیر اعلیٰ پنجاب
اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"یہ ایوان جناب میاں منظور احمد وٹو پر بحیثیت وزیر اعلیٰ
پنجاب اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔"

جو اراکین اس قرارداد کے حق میں ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔

(اس مرحلہ پر اراکین کھڑے ہو گئے)

I call the House to order گنتی کی جائے۔ میں معزز اراکین سے درخواست کروں گا کہ گنتی ہو رہی ہے لہذا آپ براہ کرم اپنی سیٹوں پر کھڑے رہیں اور خاموشی کو بھی ملحوظ رکھیں۔ (گنتی----) جو صاحب بیٹھے ہوئے ہیں 'معذور ہیں ان کو بھی پوچھ لیا جائے۔ (خاموشی) گنتی کی گئی ہے۔ 133 اراکین نے جناب قائد ایوان میاں منظور احمد وٹو پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ لہذا قرارداد منظور ہوئی۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ آپ کو 133 اراکین کی مطلوبہ تعداد مل گئی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں لیکن قواعد کے مطابق جو حضرات قرارداد کے مخالف ہیں آپ کو ان سے بھی پوچھنا چاہیے تھا کہ وہ کتنے ہیں۔ قرارداد کے for اور against دونوں باتیں پوچھنی چاہییں۔

جناب سپیکر، میں نے تو کوشش کی تھی کہ بھرم بھرم رہے تو اچھا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو تشریف رکھیں۔ ویسے اس کی provision نہیں ہے۔ اور اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

ایک معزز ممبر، جناب والا! انھوں نے چیلنج نہیں کیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر، اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

جناب خلیل الرحمٰن چشتی

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب خلیل الرحمٰن چشتی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں آج اجلاس میں شریک نہیں ہو سکوں گا۔براہ کرم مجھے رخصت عنایت فرمائی جائے۔ گھر میں انتہائی مجبوری ہے۔"

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو پر اعتماد کے بعد اراکین اسمبلی کی مبارک باد

جناب سپیکر۔ جی رانا سہیل احمد نون۔ آپ فرمائیں۔

رانا سہیل احمد نون۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

میں سب سے پہلے قائد ایوان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ آج پورے پنجاب کی جو ذمہ داری ان کے کندھوں پر آ پڑی ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں انھیں کامیاب و کامران فرمائے۔ اس کے علاوہ آج جو انھوں نے اپنا پالیسی بیان جاری کرنا ہے اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ ہمارا ملک زرعی ملک ہے اور پنجاب کی پوری معیشت زراعت پر چلتی ہے۔ پچھلی حکومت نے جو اپنی پالیسیاں جاری کی تھیں ان کی وجہ سے ہماری زرعی معیشت تباہ و برباد ہوکر رہ گئی ہے۔میری ان سے گزارش ہے کہ کپاس کی قیمت کم از کم پانچ سو روپے فی من مقرر کی جائے۔ کیوں کہ کھاد اور سپرے کی مہنگائی کی وجہ سے کسانوں کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔یہ اپنے پالیسی بیان میں سب سے زیادہ زراعت کو اور کسانوں کو فوقیت دیں۔شکریہ۔

جناب سپیکر۔ چودھری محمد افضل سندھو۔

چودھری محمد افضل سندھو۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کے توسط سے معزز ایوان کا

شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے میری اس تجویز کو اکثریت بلکہ بھاری اکثریت سے پذیرائی بخشی۔ میں ان کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے بعد میری گزارش ہوگی کہ میاں منظور احمد وٹو جن پر اس معزز ایوان نے ایک بھاری ذمہ داری ڈالی ہے اور اعتماد کا اظہار کیا ہے تو مجھے ان سے امید ہے کہ انشاء اللہ تبارک و تعالیٰ وہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس ایوان کے اعتماد پر پورا اتریں گے۔ اس کے ساتھ ہی جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں جناب قائد ایوان سے گزارشکروں گا کہ اپنی policy statement پر پانچ نکات کو سر فہرست رکھیں ،(1) بے روز گاری (2) مہنگائی (3) رشوت ستانی (4) بڑھتی ہوئی آبادی اور (5) ماحولیاتی آلودگی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج کے حوالے سے یہ پانچ ایسے' میں ان کے لیے لفظ استعمال کروں گا' جو monsters ہیں ۔ ہمارے ملک میں ان کے ہوتے ہوئے کسی قسم کی ترقی نہیں ہوسکتی ۔ اگر ہم ان پانچ monsters کو کسی طریقے سے بند کرنے میں جناب وزیراعلیٰ پنجاب کامیاب ہوسکتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ انشاء اللہ کامیاب ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہی میں تھوڑا سا خود غرض ہوتے ہوئے ایک عرض کروں گا کہ جناب وزیر اعلیٰ خود جس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اور ان سے آگے جیسے جیسے جنوبی پنجاب شروع ہوتا ہے اس علاقے کی خاص طور پر دیہاتی علاقوں کی جو پس ماندگی ہے اور بری حالت ہے اور جس علاقے نے جناب کو اس ایوان میں اس منصب پر منتخب ہونے پر سب سے زیادہ ووٹ دیئے ہیں اس کے لیے میں آپ کی خصوصی توجہ کا ملتجی ہوں گا۔ آپ کی بڑی مہربانی شکریہ۔

جناب سپیکر، جناب ریاض حشمت جنجوعہ ۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ ، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

حالات کے قدموں میں قلندر نہیں گرتا
ٹوٹے بھی اک تارا تو زمیں پر نہیں گرتا
گرتے ہیں سمندر میں بڑے شوق سے دریا
لیکن کبھی دریا میں سمندر نہیں گرتا

صدر مدوح و مکرم! آج میرا سرفخر سے بلند ہے کہ مجھے وفاق پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ منتخب ہونے پر جناب منظور احمد وٹو کو ھدیۂ مبارک باد پیش کرنے کا موقع ملا ہے اور اس کے ساتھ ہی پنجاب کے باشعور با اصول اور با کردار اراکین اسمبلی جنھوں نے قحط

الرجال کے اس دور میں جب کہ اقتدار کے سوداگروں نے ضمیروں کو جنس بازار بنا دیا ہے۔ انھوں نے ہر قسم کی ریاکاری سے اور ہر قسم کی سودا بازی سے بالاتر ہوکر ایک ایسا تاریخی فیصلہ صادر کیا کہ جب دراصل جمہوریت ہمارے ملک میں سربلند ہوئی بلکہ عوامی نمائندوں کے وقار اور ان کی عزت میں بھی اضافہ ہوا۔ جناب سپیکر! ماضی کو برا کہنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ ماضی کو برا کہہ کر ہم لوگ حال کے تقاضوں سے اور مستقبل کی ضرورتوں سے راہ فرار اختیار نہیں کر سکتے۔ میرے قابل احترام سپیکر صاحب! آج میرا صوبہ مسائل کی آگ میں جل رہا ہے۔ مہنگائی' رشوت ستانی اور بے روزگاری کے مسائل سر فہرست ہیں۔ پنجاب کی پیاسی زمینوں کے لیے ہم نے اپنے حصے کا پانی طلب کرنا ہے۔ وفاق پاکستان سے ہم نے پنجاب کے حقوق طلب کرنے ہیں۔ پنجاب میں غربت اور افلاس کا یہ عالم ہے کہ شمالی پنجاب کے پہاڑوں میں اور جنوبی پنجاب کے ریگستانوں میں آج بھی میری مائیں اور بہنیں سر پر پانی کے مٹکے اٹھائے میلوں کا سفر کرکے پینے کا صاف پانی بھرکر اپنے گھروں میں لاتی ہیں۔ آج پنجاب کے کاشت کار کا بچہ جس وقت صبح اپنی بغل میں بستہ دبائے سکول کی طرف روانہ ہوتا ہے تو اس کے پاؤں میں جوتا نہیں ہوتا۔ وہ سکول جاتا ہے تو وہاں اسے بیٹھنے کے لیے ٹاٹ کا ٹکڑا نہیں ملتا۔ استاد آسمان کی چھت کے نیچے بیٹھ کر تعلیم دینے پر مجبور ہے۔ آج بھی کاشت کاروں اور زمین داروں کی بچیاں سارا دن گاؤں کی گلیوں میں ننگے سر اور ننگے پاؤں پھرتی ہیں۔ آج بھی پنجاب کے محنت کشوں کے گھروں میں ایسی لاتعداد بیٹیاں بیٹھی ہوئی ہیں جن کے باپ کے پاس' جن کے بھائی کے پاس ان کے ہاتھ پیلے کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ آج بھی ہسپتال کے دروازوں پر غریبوں' مزدوروں اور محنت کشوں کے بچے اس لیے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے ہیں کہ ان کی جیبوں میں ڈاکٹروں کی فیسیں ادا کرنے کے لیے اور مہنگی دوائیں خریدنے کے لیے پیسہ تک نہیں ہوتا۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب قائد ایوان کو یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ لوگ جو گروہی سیاست سے غریق ہوئے جنھیں اقتدار کے راج محلوں سے بے دخل کیا گیا انھوں نے پنجاب کے ان مسائل کی طرف کوئی توجہ نہیں دی ۔ میں ان لوگوں سے گزارش کروں گا کہ اب یہ فیصلہ کرنے کا وقت ہے کہ ہم نے پنجاب کو اس کے حقوق لے کر دینے ہیں۔ ہم نے غریبوں کے حقوق کو بحال کرنا ہے۔ جمہوریت نام ہے ایک دوسرے پر بحث کرنے کا۔ جمہوریت نام ہے ایک دوسرے کے نکتہ نظر کو سننے کا اور سوچنے کا۔ اگر ہم ایک دوسرے سے دست و گریباں رہے تو جمہوریت کے راستے کھلنے کی بجائے مسدود ہو جائیں گے۔ اور ان ساتھیوں سے

جنھیں اقتدار سے بے دخل کیا گیا ہے' ان لوگوں نے جو ستم رانیاں میرے صوبے کے ساتھ روا رکھیں اتنی گزارش کروں گا کہ -----

بھیڑیے رعشہ بر اندام ہیں کیوں آج بتا
چھا گئی موت کی زردی تیرے رخساروں پر
تو نے لگوائے غریبوں کی کمر پر کوڑے
اور کبھی رحم نہ آیا تجھے بیماروں پر
چلچلاتے ہوئے بچوں کی صدائیں نہ سنیں
دودھ بھی چھین لیا ماؤں کے پستانوں سے
بھوک کی آگ میں بیواؤں کے تن جلتے رہے
تو نے کیوں جینے کا حق چھینا تھا انسانوں سے
شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، جناب محمد افضل چن۔

حاجی محمد افضل چن، جناب سپیکر! میں میاں منظور احمد وٹو کو جن پر آج ہمارے ایوان نے اتنا اعتماد کیا ہے دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ جتنا اہم عہدہ ان کو ملا ہے ' اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے جتنی ذمہ داریاں ان پر عائد ہوتی ہیں یہ ان کو پورا کریں۔ میری عرض یہی ہے کہ آج تک پنجاب کے حقوق کی بات نہیں کی گئی۔ جناب ہمارے ایوانوں میں جاگ پنجابی جاگ کے نعرے تو بہت لگائے گئے ہیں لیکن مجھے سمجھ نہیں آئی کہ اس وقت پنجاب کو جگا کر اس کو کیا ے کر دیا گیا۔ پنجاب کو آج تک اپنے حقوق سے محروم رکھا گیا۔ تاریخ گواہ ہے۔ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے ۔ ہمارا کاشت کار جو سب سے زیادہ مظلوم ہے پانی کی بوند بوند کو ترس رہا ہے ۔ آج ہمارے ملک میں زراعت کی یہ پوزیشن ہے کہ یہ پچھلا دور دیکھ لیں جتنی بھی زرعی پالیسیاں آئیں' زراعت کے لیے ایک آنے کی بھی آج تک مراعات نہ دی گئیں۔ لیکن یہاں کل بھی بہت اچھے الفاظ میں یہ پیش کیا گیا کہ جیسا کہ سابقہ حکومتوں نے بہت اچھا کام کیا ہے وہ تو ایسا ہی ہے کہ .....

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

جناب یہاں صرف لفاظی سے کام نہیں چلے گا۔ ماضی ہمارے سامنے ہے ۔ ہمارا کسان پانی کے لیے ترس رہا ہے۔ اس پر ڈبل آبیانہ کر دیا گیا ہے ۔ یہ عبوری حکومت نے زرعی ٹیکس کا تحفہ دیا ہے۔ میں اپنے چیف منسٹر سے یہ آج گزارش کروں گا کہ ہم مظلوم لوگوں پر، ہمارے کاشت کاروں پر جو ظلم ڈھائے جا رہے ہیں ان کو فوراً بند کیا جائے اور زرعی ٹیکس میں جو 10% آبیانہ بڑھایا گیا ہے اس کو فوری واپس کروایا جائے۔ اگر واپس نہ ہوگا تو یہ ہمارے پنجاب کے کاشت کار کے ساتھ سب سے زیادہ ظلم ہوگا۔ آپ ہمارے دیہات دیکھ سکتے ہیں۔ نہ پینے کاپانی ہے، نہ بجلی ہے۔ پاکستان کو آزاد ہوئے سنتالیس اڑتالیس سال ہوگئے ہیں ۔ ہم آج ان عوام کو کیا جواب دے سکتے ہیں کہ پنجاب کے باسیو ! تمھیں آج تک پانی بھی نہیں دیا گیا، تمھیں آج تک بجلی بھی نہیں دی گئی! جب بھی کوئی آیا، یہی کہتا چلا گیا کہ بڑی کامیاب حکومت جا رہی ہے ۔ اگر کامیابی کا یہی نام ہے کہ نہ پانی ہو، نہ بجلی ہو، نہ صنعت ہو اور نہ ہی کوئی ذریعہ تعلیم ہو۔ میں میاں منظور احمد وٹو سے یہ عرض کروں گا کہ ماضی سے ہم نے سبق سیکھنا ہے۔ماضی سے ہم نے رہ نمائی حاصل کرنی ہے اور جو ماضی میں کوتاہیاں سرزد ہوئی ہیں ان کو ہم نے دور کرنا ہے۔ ہم سب کی دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب کے حقوق کے لیے ہم ان کے شانہ بہ شانہ چلیں گے اور اگر کوئی بھی ہم سے ٹکرائے گا ہم اس کو پاش پاش کردیں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، احسان الحق چودھری۔

چودھری احسان الحق، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کی وساطت سے میاں منظور احمد وٹو کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آج انھیں اس ایوان میں ایک دفعہ پھر سرخرو کیا اور انھیں اعتماد کا ووٹ حاصل ہوا ۔ ساتھ ہی ساتھ میں اپنے محترم میاں منظور احمد وٹو کو یہ بھی گزارش کروں گا کہ جناب، دیانت داری کا کوئی بدل نہیں۔ دیانت داری سب سے عظیم چیز ہے۔ جب تک آپ دیانت داری کو ہاتھ میں رکھیں گے اللہ کے فضل سے آپ کی گورنمنٹ کا کوئی بدل نہیں۔ آپ کا کوئی بدل نہیں اور اللہ کے فضل سے دیانت داری لازوال چیز ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے میاں منظور احمد وٹو کو یہ بھی یاد دلانا چاہتا ہوں کہ یہ اعزاز' یہ منصب' یہ عزت اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کی ہے اس میں پاکستان پیپلز پارٹی کا صرف ہاتھ ہی نہیں بلکہ مکمل طور پر عمل دخل ہے۔ آخر میں' میں صرف اور صرف اس شعر پر یہ بات ختم کرتا ہوں۔

ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں تیرا نام رہے
ہم رہیں نہ رہیں بھٹو پھر بھی تیرا نام رہے

جناب سپیکر، سردار سکندر حیات۔

سردار سکندر حیات خاں، جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں اپنی علاقائی زبان میں بات کروں گا اور کچھ لفظ اگر انگریزی کے ہوں تو معذرت چاہوں گا۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کو اپنی طرف سے اور فتح جنگ و پنڈی گھیب کے لوگوں کی طرف سے مبارک دیتا ہوں۔ آج ہمارا دن ہے۔ آج کے معراج میاں منظور وٹو صاحب ہیں۔ میں ان کو مبارک دیتا ہوں اور اپنے پیپلز پارٹی کے بھائیوں کو مبارک دیتا ہوں۔ آزاد ساتھی جو ہیں ان کو مبارک دیتا ہوں۔ جو ہمارے اقلیتی ساتھی رکن ہیں۔ ان کو مبارک دیتا ہوں اور جونیجو گروپ والے ساتھی اور جو دیگر جماعتوں والے رکن بیٹھے ہیں ان کو بھی مبارک دیتا ہوں۔ آج جناب سپیکر! آپ سے اجازت لے کر ساری باتیں منظور وٹو صاحب سے کیں۔ ہم نے ان سے ملتے رہنا ہے انھوں نے کام بھی کرتے رہنا ہے۔ آج میں نے آپ کی وساطت سے تقریر کرنی ہے۔

جناب شہباز شریف اور ان کے دوسرے ممبران کو میں کہتا ہوں کہ آج کا آدھا دن صرف شہیدوں کے خون سے لکھنے والا نہیں۔ شہیدوں میں جو نام خون سے لکھایا ہے وہ اس نے لکھوایا ہے جس نے ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو قائد مانا اور ان کے طریقوں کو اپنایا۔ جنھوں نے بے نظیر کے طریقوں کو مانا جنھوں نے قربانیاں دیں۔ خون جو ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ شہید بابا بن جائے اپنے آپ سولی چڑھ جانا غریبوں کے لیے پھر کہا کہ جمہوریت کے لیے اور پاکستان کے لیے بے نظیر صاحبہ نے جو قید کاٹی اور اپنے والد کو تختہ دار پر چڑھوایا۔ اپنے بھائی کو شہید کروایا اور قربانیاں دیں پیپلز پارٹی کے ان غریب عوام کی قربانیاں جو انھوں نے سڑکوں پر نکل کر دیں۔ جو کوڑے کھاتے رہے یہ ان کی قربانیاں ہیں جو آج یہ شہیدوں کے نام کے ساتھ لکھنا چاہتے ہیں۔ میرے بھائی آپ اس میں ضرور نام لکھوائیں اور شامل ہوں۔ لیکن قربانی تو یہ ہے کہ آپ جیلوں میں جائیں۔ کوڑے

کھائیں کالی کوٹھیاں دیکھیں۔ پھر ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ پاکستان کے خیر خواہ ہیں۔ بلکہ آپ جمہوریت کے خیر خواہ ہیں۔

جناب سپیکر، مختصر کریں - سردار صاحب مختصر کریں۔

سردار سکندر حیات خاں: جناب آپ کی اجازت سے میرے لیے یہ باتیں ضروری ہیں - تب ہی میں نے کہیں۔ آج شہباز شریف اور دوسرے حزب مخالف کے ممبر ہیں۔ ان کو میں کہتا ہوں کہ ہمارے مسائل پنجاب کے مشترکہ مسائل ہیں۔ اگر کسی جگہ پولیس رشوت لیتی ہے یا حرام کھاتی ہے یا غریبوں کو تنگ کرتی ہے تو وہ پھر ان کے لیے بھی ایسی ہی ہے جس طرح وہ ہمارے علاقوں کے لیے ہے چاہے وہ شہر ہو' گاؤں ہو یا قصبہ وہ سب کا مشترکہ مسئلہ ہے - اگر جمہوریت کے لیے جدوجہد کرنی ہے تو پھر ہم سب کو مل کر کرنی چاہیے۔ میں سب کو کہتا ہوں کہ تنقید چھوڑ کر پاکستان کے حامی بنیں -اصلی مسلم لیگ وہ تھی جو قائد اعظم کے حامیوں نے قائم کی تھی۔ ہم اس اصلی مسلم لیگ کو سلام کرتے ہیں جو عملاً اسلام کے طریقے پر ہو۔ ہم اصلی مسلم لیگ کو سلام پیش کرتے ہیں نقلی مسلم لیگ کو نہیں ہم اس مسلم لیگ کو سلام پیش کرتے ہیں جو اسلام کے طریقوں پر کار بند ہے۔ اسلام کا جو عملی طریقہ ہے اسلام نے قرآن پاک میں زور دیا ہے کہ میرے بندوں کے ساتھ پیار کرو میں آپ کو کہتا ہوں اور پیپلز پارٹی اور بے نظیر صاحبہ بھی یہی کہتی ہیں۔ ہم اس پر عمل کر کے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ بھی ہمارے ساتھ شریک ہوں۔ پنجاب کو مضبوط بنائیں اور پاکستان کو مضبوط بنائیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے منظور وٹو صاحب کو اپنے علاقے کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا علاقہ بہت پس ماندہ علاقہ ہے۔ ہم کو صرف پس ماندہ یا under developed علاقہ نہ کہا جائے بلکہ فی الحال disaster area کہا جائے۔ یہاں پینے تک کو پانی نہیں۔ یہاں لوگ بھوکے سو جاتے ہیں۔ اور یہ علاقہ اسلام آباد سے 30 میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ وفاقی دارالخلافہ کے نزدیک ہے۔ اس پر خصوصی توجہ دی جائے۔ یہاں بہت غریب مسکین و عاجز لوگ بستے ہیں۔ ان کی ہمیں مدد کرنی چاہیے اور ان لوگوں پر خصوصیت وجہ و خصوصی مہربانی کرنی چاہیے۔ ان دیہی علاقوں میں بسنے والوں کے اپنے مکان تک نہیں ہیں۔ یہاں پر یہ لوگ پچاس پچاس سال سے قابض ہیں۔ حکومت ان کو مالکانہ حقوق دینے کے لیے اعلان کرے۔ جناب میں اپنی تقریر کے اختتام پر یہ عرض کرتا ہوں کہ

جناب وٹو صاحب آپ کے ساتھ مل کر چلنے کا پختہ یقین کرتے ہیں کہ ہر حال میں آپ کا ساتھ دیں گے۔میں اپوزیشن والوں کو بھی کہتا ہوں کہ ہیروئین اور عورتوں کی زیادتیوں کے خلاف کارروائی میں ہمارا ساتھ دیں جو کہ آپ اپنے دور میں نہیں کرسکے/انشاء اللہ ہم ڈٹ کر ان کارروائیوں کے خلاف کام کریں گے اور آپ بھی اس سلسلے میں ہماری امداد کریں۔ مہربانی۔

جناب سپیکر، سید ناظم حسین شاہ۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں صرف یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ جو یہاں پر تقریر کا موقع دے رہے ہیں اس کا طریق کار کیا ہے؟

جناب سپیکر، کچھ دوستوں نے مجھے چٹیں بھیجی ہیں اور میرے پاس ایک فہرست بن گئی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میری گزارش ہے آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم اپنے نام آپ کو بھیجیں آپ نے کل جو طریقہ اپنایا تھا ہم تو اسی انتظار میں رہے کہ جیسے جیسے آدمی اٹھتے رہیں گے آپ ان کو موقع بخشتے رہیں گے یہ جو چٹیں آپ کے پاس پہنچی ہیں یہ ہماری بے خبری میں پہنچی ہیں اور ہمیں معلوم نہیں تھا کہ ہم نے نام بھجوانے ہیں۔

جناب سپیکر، بہرحال میں نے خبردار کردیا ہے اگر آپ اپنا نام دینا چاہتے ہیں تو دے دیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا نام سعید اکبر خان ہے۔ لکھ لیں۔

جناب سپیکر، میں نے سید ناظم حسین شاہ کا نام پکارا تھا ان کی جگہ آپ تقریر کریں۔

جناب سعید اکبر خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع بخشا کہ میں یہاں کچھ کہہ سکوں۔ میں میاں منظور احمد وٹو کو اس ایوان میں اعتماد کا ووٹ لینے اور ان کی شان دار کامیابی پر ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اس کے بعدمیں اس ایوان کے معزز اراکین کو بھی مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں اور بتانا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ نہایت ہی خوش قسمت لوگ ہیں کہ جن کے الیکشن نگران حکومت کی نگرانی میں ہوئے اگر سابقہ حالات میں الیکشن ہوتے تو مجھے کافی چہرے نظر آرہے ہیں جو اس ایوان میں نہ پہنچتے کیوں کہ سابقہ روایات کے مطابق ہوتا رہا ہے کہ جو جیتنے والے تھے ان کو ہرایا گیا اورجو ہارنے والے تھے ان کو جتایا گیا میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں اگر ویسے ہی حالات ہوتے تو کم از کم ہمیں یقین تھا کہ ہم اس ایوان میں نہ پہنچ سکتے، چاہے پوری عوام بھی ہمیں ووٹ دیتی۔ کیوں کہ ہم اس

زد میں آنے اور رہے اس کے بعد میں یہ بھی توقع کرتا ہوں کہ آئندہ جو بھی کارروائی اس ہاؤس میں ہوگی وہ اسی طرح ہوگی کہ ہم نے سابقہ تلخیوں کو نظر انداز کرکے آگے بڑھنا ہے اور ہم نے اچھی روایات کا آغاز کرنا ہے اور اچھے آدمیوں کو ہم نے ساتھ لے کر چلنا ہے سابقہ تلخیوں کو بھول کر اس صوبے کی بہتری کے لیے اور اس صوبے کی اچھائی کے لیے ہم نے پیار محبت سے کام کرنا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ہر اچھی بات پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گے۔

جناب والا! ہمارا صوبہ نہایت پس ماندہ صوبہ ہے اور خاص طور پر وہ علاقے جن علاقوں سے ہم تعلق رکھتے ہیں نہایت ہی پس ماندہ ہیں مجھے اپنے لیڈر آف دی ہاؤس پر یقین ہے کہ جس تدبر اور جس قابلیت کے وہ مالک ہیں انشاء اللہ اس صوبے کے غریب عوام خاص طور پر ترقی کریں گے اور ان کی بہتری کے لیے انشاء اللہ وہ بہتر سے بہتر پالیسیاں بنائیں گے مجھے اس بات پر یقین ہے۔ آخر میں پھر ان کو ان کی شاندار کامیابی پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ شکریہ!

جناب سپیکر: جناب ریاض احمد فتیانہ۔

جناب ریاض احمد فتیانہ: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں میاں منظور احمد وٹو کو وزیر اعلیٰ پنجاب منتخب ہونے پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ 23 برس کے بعد پاکستان میں اور پنجاب میں آزادانہ، منصفانہ اور شفاف الیکشن کروانے پر میں پاکستان الیکشن کمیشن، پاکستان کی سابقہ نگران انتظامیہ اور پاکستان کی مسلح افواج کو مبارک باد پیش کرنا چاہوں گا۔

جناب والا! ہمارے ملک کی یہ بدقسمتی رہی ہے کہ یہاں پر سیاست دانوں اور اراکین اسمبلی کی منظم سازش کے تحت کردار کشی ہوتی رہی اور عوام کی نگاہوں میں اراکین اسمبلی اور سیاست دانوں کے وقار میں کمی لائی گئی لیکن خدا کا فضل و کرم اور شکر ہے کہ موجودہ انتخابات کے بعد جب اسمبلیاں وجود میں آئیں تو قومی اسمبلی میں اور خاص طور پر پنجاب اسمبلی میں تمام معزز اراکین نے اپنے اعتماد جماعتی اور وابستگی اور اپنے وعدوں کا پاس رکھتے ہوئے جس طرح ہر قسم کی چمک دمک اور دباؤ سے بالا تر ہوکر اپنے ضمیر کے مطابق ووٹ دیئے ہیں اس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ عوام کی نگاہوں میں ایک مرتبہ پھر سیاست دانوں اور اراکین اسمبلی کا وقار، عزت، تکریم پہلے سے بہتر ہوئی ہے اور یہ نوخیز جمہوریت کے لیے خوش آئند ہے۔

جناب والا! حکومت اور اپوزیشن جمہوریت کے دو پہیے ہیں ان دونوں کے درمیان اشتراک عمل ہونا چاہیے ان دونوں کے درمیان بہتر تعلقات کار ہونے چاہئیں ماضی میں محاذ آرائی کی بنا پر پاکستان میں عوام الناس تک پریشان رہے پاکستان میں سرمایہ کاری میں کمی واقع ہوئی ۔ میں حزب اختلاف کے بھائیوں سے خاص طور پر یہ اپیل کروں گا یہ ہمارے لیے محترم ہیں ' ہمارے لیے باعث عزت ہیں ہم ان کے احترام میں کبھی کمی نہیں لانا چاہیں گے یہ اس موقع پر محاذ آرائی کو ترک کرکے اس ملک میں جمہوریت کی گاڑی کو آگے بڑھانے کے لیے ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔

جناب والا! جناب محمد خان جونیجو کی شخصیت اس ملک کی سیاسی تاریخ میں ہمیشہ ایک منفرد مقام رکھے گی اور ان کی شرافت اور ان کی دیانت داری کی بنا پر پاکستان میں جمہوری عمل شروع ہوا اور ہم یہ چاہیں گے کہ اسی طرح پاکستان میں مسلم لیگ (جونیجو گروپ) پیپلز پارٹی' آزاد ارکان' این۔ ڈی۔اے' دینی محاذ اور دوسرے اراکین کے اشتراک عمل سے جو حکومت وجود میں آئی ہے یہ پنجاب کے حقوق کے لیے'غریب اور نادار افراد کے مسائل حل کرنے کے لیے 'بے روزگاری دور کرنے کے لیے اور کرپشن دور کرنے کے لیے اور خاص طور پر جناب والا! استحصال اور مہنگائی دور کرنے کے لیے اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لائے گی اور یہاں پر ایک بہتر نظام ہوگا۔ جناب والا! برطانیہ میں کنزرویٹو پارٹی صرف ایک ووٹ کی اکثریت سے اگر پورے پانچ سال حکم ران رہ سکتی ہے اور وہاں پر کسی بھی شخص نے فلور کراس کرنے کی کوشش نہیں کی اور نہ ہی کسی شخص نے کوشش کی کہ حکومت کو متزلزل کیا جائے تو کیا وجہ ہے کہ پاکستان جیسے ملک میں جہاں ارکان کی تعداد زیادہ ہے رسہ کشی کی جائے اس فرق کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے میں اپوزیشن سے خاص طور پر اپیل کروں گا کہ وہ براہ کرم یہاں پر جمہوری نظام کے چلنے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں اور پانچ سال تک یہ اسمبلیاں اپنا وجود برقرار رکھیں اسی میں پاکستان کی بقا ہے اسی میں عوام کی فلاح ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: سید محمد اکبر شاہ۔

جناب عبید اللہ شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہاں اس ایوان میں بار بار اصلی اور نقلی اسمبلی کی بات ہو رہی ہے کل جب اس ایوان میں میاں منظور وٹو کو قائد ایوان منتخب کیا گیا تھا تو اس کے بعد کسی نے محمد خاں جونیجو کا یا جو اس کے بارے میں ابھی میرے فاضل دوست کہہ رہے تھے کہ اصلی مسلم لیگ جس کے سربراہ حامد ناصر چٹھہ ہیں ان کا کوئی نعرہ نہیں لگایا گیا تھا بلکہ مسلم لیگ کا

نام استعمال کرکے جب منظور احمد وٹو کو منتخب کیا گیا تو اس وقت جئے بھٹو کے نعرے لگائے گئے تھے لہذا اصلی مسلم لیگ کے سربراہ میاں نواز شریف ہیں اور اصلی اور نقلی مسلم لیگ کا نام استعمال نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر، یہ غیر متعلقہ بحث ہے۔ میں اراکین اسمبلی سے درخواست کرتا ہوں کہ اس طرح کی غیر متعلقہ بحثوں میں نہ الجھا جائے۔

جناب عبیداللہ شیخ، جناب سپیکر! یہ غیر متعلقہ بحث نہیں۔ میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ یہ نام استعمال نہ کرنے دیا جائے۔ قائد ایوان منظور احمد وٹو جو بقول ان کے اصلی مسلم لیگ کے وزیر اعلیٰ مقرر ہوئے تھے تو کوئی مسلم لیگ کا نعرہ نہیں لگایا گیا تھا حامد ناصر چٹھہ کا نعرہ نہیں لگایا گیا تھا۔ یہاں ہاؤس میں صرف جئے بھٹو کے نعرے لگائے گئے تھے۔

جناب سپیکر، ہاؤس کے اندر نعرہ لگانے کی اجازت نہیں' میں نے اس کو روکا ہے۔ میں نے نعرے لگانے کی اجازت نہیں دی۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب عبیداللہ شیخ، میں نے آپ کی توجہ اس وقت مبذول کرائی تھی جب وہ لوگ پورے اسمبلی چیمبرز پر قابض تھے۔ کوئی انتظامیہ کا کنٹرول نہیں تھا۔ آپ نے کوئی توجہ نہیں دی۔

جناب سپیکر، آپ غیر متعلقہ گفتگو کر رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ معزز ممبر تشریف رکھیں۔ میں ہاؤس کے اندر توجہ دیتا ہوں اور دی ہے۔ میرے رویے سے کسی کو شبہ نہیں ہونا چاہیے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ آپ جو رویہ اندر اختیار کریں گے اسی کا اثر باہر جائے گا۔ مجھے معزز اراکین اسمبلی سے امید ہے کہ اندر بھی اپنے لب و لہجے کو تہذیب کے دائرے میں رکھیں گے۔ نعرے لگانے کی کسی کو اجازت نہیں۔ اگر کسی نے لگایا ہے تو وہ میرے نوٹس میں آئے گا اور میں اسے روکوں گا۔ اس پر بہت بات ہو چکی ہے آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد شہباز شریف، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں۔

میاں محمد شہباز شریف، جناب سپیکر! آج کا دن قائد ایوان کے حق میں اعتماد کے ووٹ کے لیے مختص تھا جو کہ ہو چکا ہے اور پھر یہ کہ قائد ایوان نے ایک اہم سٹیٹمنٹ ایوان میں دینی ہے۔ بد قسمتی سے آج کا اجلاس کل اور پرسوں کی طرح ڈیڑھ گھنٹہ تاخیر سے شروع ہوا ہے۔ یہاں پر بے شمار

اراکین بجا طور پر قائد ایوان کو مبارک باد دینا چاہیں گے اور وہ ضرور دیں۔ مگر میری آپ سے استدعا ہے کہ ان تمام معاملات سے اہم پالیسی سٹیٹمنٹ ہے۔ جس کا تعلق براہ راست نئی حکومت کی ترجیحات اور پنجاب کے مسائل حل کرنے سے ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ براہ کرم پالیسی سٹیٹمنٹ شروع کروائیں اور بعد میں جتنے بھی معزز اراکین تعریفی کلمات ادا کرنا چاہیں وہ بڑے شوق سے کریں۔

جناب سپیکر: جناب قائد حزب اختلاف کی بات کے بعد اور میرے اپنے ارادے کے مطابق ڈیڑھ بجے جناب قائد ایوان کو اپنی پالیسی سٹیٹمنٹ کے لیے بلاؤں گا۔ اس سے قبل میری آپ سے درخواست ہوگی کہ آپ بھی کچھ کہیں' دو لفظ میں بھی کہوں گا اور اسے پہلے پہلے صرف پانچ چھ منٹ کی اور گنجائش ہے اس میں جو دوست بات کرنا چاہتے ہیں وہ کریں گے ۔ اس ہاؤس کو ایک حد سے زیادہ لمبا نہیں کیا جاسکتا ۔ جناب سید اکبر۔

سید محمد اکبر شاہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے جناب منظور احمد وٹو کو مبارک باد پیش کروں گا۔۔۔۔۔

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA:- Point of order, Mr Speaker Sir, we have expressed our full faith in you You are responsible to maintain discipline inside and outside the Assembly. I would like to bring it to your notice yesterday certain undersirable people within the precincts of the Assembly raised some uncalled for remarks against an august member of the Assembly. Sir, we share your view and we have full confidence in you You are the custodian of the rights and privilege of the Members of this august House inside and outside the House and it is your responsibility to maintain discipline.

MR. SPEAKER: Definitely it is my responsibility Rest assured, I will take all possible measures to safeguard the interests and dignity of the Members of this august House.

SARDAR SIKANDAR HAYAT: Sir, yesterday a senior Member of this House rose up in his seat asking about criticism by one member or the other. When the honourable Speaker took notice, he kept quiet, but when Mr. Shehbaz Sharif stood up another member of the opposition also stood up. I told him that very moment if they are talking of principles and asking the speaker to do this thing or that then both sides of the House should equally be benefitted.

MR. SPEAKER: I will take notice of it.

جناب محمد ظہیر الدین خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ ہمارے روز کے مطابق جب بھی کسی معزز رکن کو ایوان میں گفتگو کرنے کے لیے قومی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان کا سہارا لینا ہو تو جناب سے اجازت طلب کرنی چاہیے۔ کل بھی ایسے ہوا اور آج بھی ایسے ہی ہوا کہ براہ راست کسی دوسری زبان میں گفتگو شروع کردی گئی۔ آپ اجازت فرمادیں تو وہ بے شک بولیں۔ یہ روز کی بات ہے کہ جب کسی دوسری زبان میں بات کرنی ہو تو آپ سے اجازت لینی پڑے گی۔

سید محمد اکبر شاہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب سے پہلے میں جناب میاں منظور احمد وٹو کو مبارک دوں گا کہ وہ آج قائد ایوان چنے گئے ہیں ان پر پنجاب کے نمائندوں نے اپنے اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی وہ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے پنجاب کو ایک ایسے گرگروہ سے چھڑانے میں اہم کردار ادا کیا جو عرصہ دراز سے اس صوبہ کے وسائل پر چھائے ہوئے تھے۔ نہ اس صوبے کا کوئی انتظام رہا۔ ڈکیتیاں اور چوریاں اس حد تک عروج پر تھیں کہ اپنے آپ ہی سر شرم سے جھک جاتے تھے۔ کسی شریف آدمی کا گھر محفوظ تھا نہ عزت محفوظ تھی اور خاص طور پر پنجاب کے کاشت کاروں سے انھیں اس حد تک نفرت تھی کہ انھوں نے انھیں پانی سے بھی محروم کیا۔ وہ کاشت کار جسے ایوب خاں نے جس سطح سے اوپر اٹھایا تھا یہ انھیں اسی سطح پر واپس لے آئے ہیں۔ وہ ٹیوب ویل سکیم جو ایوب خاں کے دور میں بنی تھی وہ انھوں نے ختم کرادی۔ جناب سپیکر! میں اس ایوان میں یہ کہتے ہوئے جھجک محسوس نہیں کرتا کہ جہاں پر ششماہی سہ ماہی نہریں چلتی ہیں ان گاؤں میں پانی پینے کو بھی نہیں ہے۔ سرکاری ٹیوب ویل بند ہونے پر جانوروں کو پینے کے لیے پانی بھی

میسر نہیں آتا۔ پنجاب میں ٹیوب ویل سکیم بند کی گئی ہے جس پر حکومت کا اربوں روپیہ لگا تھا اور چھ چھ لاکھ کا ٹیوب ویل لگا تھا جسے چار چار ہزار میں فروخت کر دیا گیا۔

جناب سپیکر. آپ ذرا مختصر کریں۔

سید ناظم حسین شاہ. جناب سپیکر! میں آپ سے ایک درخواست کروں گا کہ سید عبداللہ شاہ تقریر کرنا چاہتے ہیں چونکہ ان کو تکلیف ہے اس لیے مہربانی فرماتے ہوئے آپ ان کو ٹائم دے دیں۔

سید تابش الوری. کیا یہ تمام اوقات آپ نے سرکاری پارٹی کے لیے مخصوص کیے ہوئے ہیں۔ آپ نے ڈیڑھ بجے کا وقت مختص کردیا ہے اور ابھی مجھے بھی اظہار خیال کرنا ہے۔

سید محمد اکبر شاہ. میں اسی لیے مختصر کر رہا ہوں۔ آپ پھر بھی مداخلت کر رہے ہیں۔ آپ سنیں بھی۔ آہستہ آہستہ عادت پڑ جائے گی دو چار دن کی بات ہے۔

جناب سپیکر. میری معزز رکن سے درخواست ہے کہ وہ مختصر کرتے ہوئے اپنی بات کو سمیٹیں۔

سید محمد اکبر شاہ. ٹیوب ویل سکیمیں جنھوں نے پنجاب کے کاشت کار کو برباد کیا اور آئندہ گندم کی فصل جو لاکھوں ' ہزاروں ایکڑ پر مشتمل تھی وہ سینکڑوں میں آجائے گی اگر ٹیوب ویل سکیم یا نہروں سے پانی دیہات میں نہ دیا گیا تو پنجاب کا کوئی کاشت کار کسی فصل کو بھی نہیں اگا سکے گا۔

جناب سپیکر. میں معزز ممبر سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مختصر کریں۔

سید محمد اکبر شاہ. جناب والا! میں اپنی تقریر کو ایک منٹ میں ختم کرتا ہوں۔ جناب والا! یہ اپنی جیبیں دیکھتے ہیں اگر کوئی کاروباری آدمی ہے تو اس کی جیب سے بیس پچیس ہزار سے کم نکلتا نہیں ہے اور اگر کوئی کاشت کار ہے تو وہ آڑھتیوں سے ایک ہزار یا پانچ سو روپے لے کر نکلتا ہے اور وہ اسی میں رہتا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے کاشت کاروں کا کچھ بھی خیال نہیں کیا۔ اب میں وزیر اعلیٰ جناب منظور احمد وٹو سے درخواست کروں گا کہ وہ ٹیوب ویل سکیم اور دوسری ایسی سکیمیں جو کاشت کاروں کے لیے مفید ہیں ان پر خاص توجہ دیں تاکہ پنجاب کا یہ حصہ برباد ہونے سے بچ جائے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر. شکریہ! اب جناب عبداللہ شاہ ۔

جناب محمد عبداللہ شاہ. بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں جناب وزیر اعلیٰ

میاں منظور احمد وٹو کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اس کے بعد ایوان میں جو دوسرے ممبر صاحبان بیٹھے ہیں ہر آدمی نے برد باری اور استحکام کا مظاہرہ کیا ہے اور ہر آدمی نے اپنی اپنی طرف سے اپنی پارٹی کو ووٹ دیا ہے۔میں ان سب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔اس کے بعد گزارش ہے کہ میرا تعلق لوئر پنجاب سے ہے پنجاب نے ہمیشہ پاکستان پر جب بھی کوئی آڑا وقت آیا ہے تو قربانی دی ہے پنجاب کو ہمیشہ پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی سمجھا جاتا ہے۔چونکہ میرا تعلق لوئر پنجاب سے ہے اور لوئر پنجاب میں جتنے ہماری پارٹی کے لوگ منتخب ہوئے ہیں میرے خیال میں اپر پنجاب سے اتنے منتخب نہیں ہوئے۔ہم نے اپنی قربانی دی ہے اور ہم نے کسی قسم کا کوئی بڑا مطالبہ نہیں کیا ہم نے سپیکر' ڈپٹی سپیکر اور وزیر اعلیٰ پر پنجاب سے منتخب کیے ہیں۔ہمیں اس چیز پر فخر ہے لیکن ہم ساتھ ساتھ یہ بھی امید کرتے ہیں کہ ہمارے جو مسائل ہیں ان کی طرف آپ ضرور توجہ دیں گے۔ہمارا صرف ایک مسئلہ نہیں ہے۔ہمارے ہاں دوسری پارٹی کو کیوں ووٹ نہیں ملے؟ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ ہمارے ساتھ سوتیلی ماں والا سلوک کیا گیا تھا وہاں پر ٹیوب ویل ہیں جو کہ بند پڑے ہیں لیکن ان کا آبیانہ ہم سے موصول کیا جاتا ہے ہمارے پاس سڑکیں نہیں ہیں' ہمارے پاس سکول نہیں ہیں۔ سڑکوں کا یہ عالم ہے کہ نواب زادہ نصراللہ خاں جو کہ پاکستان کے مانے ہوئے سیاسی لیڈر ہیں اس کے علاقہ کو دیکھیے تو معلوم ہوگا کہ وہاں پر کوئی کار بھی نہیں جا سکتی۔روزانہ ٹرک اور بسیں ٹکرائی ہوئی ہوتی ہیں تو میری گزارش ہے کہ بے شک آپ ایک ٹیم مقرر کریں وزیر اعلیٰ سے میری آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ وہ ایک ٹیم مقرر کردیں کہ اپر پنجاب کے مقابلہ میں لوئر پنجاب میں سڑکوں کا،سکولز کا،پانی کا اور تعلیم کا نظام ان سے کئی درجے نیچے ہے۔ان سے میں یہی گزارش کروں گا کہ مہربانی کرکے ہمیں برابر کے حقوق دیئے جائیں۔ہمارے ساتھ بہت زیادہ ظلم ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے ہاں کاٹن اور گندم کاشت ہوتی ہے۔

جناب سپیکر،براہ کرم مختصر کریں۔

سید محمد عبداللہ شاہ،میں حضور مختصر ہی کر رہا ہوں۔میری گزارش ہے کہ اس وقت کاٹن کا ریٹ ساڑھے تین سو روپے چل رہا ہے جب کہ کاٹن کارپوریشن نے پچھلے سال سے کاٹن نہیں اٹھائی کاٹن فیکٹریوں سے اس کی بھی ایک وجہ ہے۔ایک تو سب سے پہلے مہربانی کرکے سی سی والوں کو آرڈر کیے جائیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، جناب سپیکر! میں استدعا کرتا ہوں اپنے فاضل ممبران سے کہ یہ باتیں پارٹی میں کرنے کی ہیں لہٰذا یہ باتیں پارٹی میٹنگ میں کی جائیں۔ یہ باتیں ہاؤس میں کرنے کی نہیں ہیں۔ جب پارٹی میٹنگ ہوگی تو وہاں پر یہ باتیں دہرائی جائیں۔

سید محمد عبداللہ شاہ، جناب والا! گزارش ہے کہ یہ بات یہاں پر ہوسکتی ہے۔ ہم جمہوریت پر اعتماد رکھتے ہیں۔ کل آپ میں سے بھی کوئی وزیر اعلیٰ بن سکتا ہے ' ہمارا وزیر بن سکتا ہے۔ میں توقع کرتا ہوں کہ آپ ہمیں اپنا بھائی سمجھتے ہوئے ہمارا ساتھ دیں گے۔ اور ہمارے علاقے کی بہتری کے لیے سوچیں گے۔ کیا یہ ظلم نہیں کہ ہمارے لوگوں میں احساس محرومی ہے کیوں کہ ہمارے پاس کوئی چیز نہیں ہے نہ سڑک ہے ' نہ سکول ہیں جتنے اچھے سکولز یا سڑکیں ہیں یا باقی چیزوں کا تعلق ہے وہ صرف پنجاب میں ہیں کیا ہمارے ہاں لوگ نہیں رہتے کیا وہ پنجاب سے باہر ہیں؟ تو میں سب ممبران سے یہی گزارش کروں گا کہ جب بھی بجٹ کا وقت آئے تو ہمیں بجٹ کا حصہ اپنے حلقوں سے بھی زیادہ دیا جائے تاکہ وہ لوگ جن کو احساس محرومی ہے ان کا احساس محرومی ختم ہو اس کے ساتھ ہی میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور سب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور میں ہر ممبر سے توقع کرتا ہوں چاہے وہ مسلم لیگ سے تعلق رکھتے ہوں ' آزاد گروپ سے تعلق ہو یا جو باقی ہیں سب سے توقع کرتا ہوں کہ وہ ہمارے پنجاب کی اجتماعی ترقی میں کبھی بھی کھینچا تانی نہیں کریں گے بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جناب صاحب زادہ فضل کریم صاحب۔۔

صاحب زادہ محمد فضل کریم، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں اپنی جماعت جے یو پی کی طرف سے میاں منظور احمد وٹو وزیر اعلیٰ پنجاب کو ہر جائز کام پر اپنے مکمل تعاون کا یقین دلاتا ہوں اور ان سے یہ توقع کرتا ہوں کہ یہ ہاؤس کے تقدس کو یا جو آپ یہاں پر فیصلہ فرمائیں گے اس کے برعکس فیصلہ کرنے کی بجائے ' پسند یا نا پسند کی بجائے ' آئین کی بالا دستی ' اسلام کی سربلندی اور جمہوریت کے فروغ کے لیے اہم کردار ادا کریں گے۔ جناب والا کہ مجھ سے قبل ہمارے معزز محترم ارکان نے یہ فرمایا کہ کل قائد حزب اختلاف کے ساتھ جو ا

گیا ہے وہ انتہائی گھناؤنا فعل ہے اس پر ہم سراپا احتجاج کرتے ہیں اور آپ سے یہ توقع کرتے ہیں قائد ایوان سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کیوں کہ انتظامیہ کے افراد وہاں پر موجود تھے جس گھناؤنے فعل کا ارتکاب کیا گیا ہے اور جو افراد اس میں ملوث ہیں ان کو قرار واقعی سزا دی جائے دوسرا جناب والا! میں آپ سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ یہ ہاؤس انتہائی مقدس ہاؤس ہے اس میں اپنی پسند اور نا پسند پر فیصلے کرنے کے بجائے اگر موجودہ کارروائی کی طرف توجہ دی جائے تو یہ بہتر ہوگا۔ ابھی بہت سے ارکان نے یہاں پر یہ ارشاد فرمایا اور ایک قائد کا نام لیا جب کہ ہمارا تعلق دوسرے قائد سے ہے۔ کیا میں یہاں پر یہ کہنے میں حق بجانب نہیں ہوں کہ ایسی پارٹی کے قائد کی بات کی جاتی ہے جس نے تحریک نظام مصطفےٰ کے دور میں علماء پر، مشائخ پر لاٹھیاں برسائی تھیں اور بے گناہ افراد پر لاٹھیاں برسا کر ان کو رسوائی تک پہنچایا اور میاں طفیل محمد کے ساتھ جو ظلم وستم ہوا وہ بھی کسی سے مخفی نہیں اور پھر اسلام مردہ باد کے نعرے اسی پنجاب میں لگے اور کراچی نشتر پارک میں جو کچھ ہوا۔۔۔

جناب سپیکر: میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ایسا کرے گا آپ مہربانی کریں اور اشتعال سے گریز کریں۔ کون مسلمان ایسا کہہ سکتا ہے؟ آپ مہربانی سے اشتعال انگیز باتیں نہ کریں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم: جناب آپ بالکل صحیح فرما رہے ہیں لیکن جناب سپیکر! یہ بھی ایک حقیقت ہے جو میں عرض کر رہا ہوں مثلاً ایک پارٹی کا concept ہے کہ "روٹی، کپڑا اور مکان مانگ رہا ہے ہر انسان" یہ مملکت اسلام کے نام پر معرض وجود میں آئی تھی اور بحیثیت مسلمان ہمارا یہ ایمان ہے کہ کسی پارٹی کا کوئی سیاسی لیڈر یا کوئی حکمران یا کوئی قائد ایوان یا کوئی سپیکر کسی کے روٹی، کپڑے اور مکان کا رازق نہیں ہے۔ روٹی، کپڑے اور مکان کی مالک صرف اللہ کی ذات مقدسہ ہے اس کے علاوہ اور کوئی ذات روٹی کپڑے اور مکان کی مالک نہیں ہے۔ یہ ہاؤس انتہائی محترم ہاؤس ہے میں اس ہاؤس سے گزارش کروں گا۔

جناب سپیکر: معزز رکن غیر متعلقہ باتیں کر رہے ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ اگر وہ مبارک باد دینا چاہتے ہیں یا آج کی کارروائی سے متعلق کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔ اور اپنی بات کو مختصر کریں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم: میں قائد ایوان سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ علاقائی ترقی کے سلسلے

21

میں اپنی پارٹی اور حزب اختلاف کے جتنے بھی ارکان ہیں ان میں مساوی رویہ اپنائیں۔ پنجاب کو جو مسائل درپیش ہیں ان کے حل کے لیے ان کا ترازو ایک طرف زیادہ اور دوسری طرف کم نہیں ہونا چاہیے بلکہ انصاف کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کا ترازو کام کرے۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! میری پارٹی پرسنگین الزامات لگائے گئے ہیں میں ان کی تردید کرنا چاہتا ہوں اور آپ مجھے اس کے لیے موقع فراہم کیجئے۔

جناب سپیکر، میں نے خود اس سلسلہ میں ان کو تنبیہ کی ہے۔ آپ تسلی رکھیں اس ہاؤس میں اس طرح کی اختلافی اور اشتعال انگیز باتیں نہ کی جائیں اور نہ میں ان کو برداشت کروں گا۔ لہذا آپ تشریف رکھیں۔ اب میں قائد حزب اختلاف میاں شہباز شریف کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

میاں محمد شہباز شریف، شکریہ۔ جناب سپیکر!

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں نے کل بھی چٹ بھیجی تھی، تقریر کے لیے درخواست کی تھی۔ آپ نے اجازت نہیں دی۔ آج بھی میں نے آپ کو چٹ بھیجی، آپ سے درخواست کی، آپ نے اجازت نہیں دی۔ اس ہاؤس میں اب تک جو تقریریں ہوئی ہیں ان میں سے 99% وقت آپ نے حزب اقتدار کو دیا ہے اور حزب اختلاف کو وقت نہیں دیا۔ یہ کسی طرح سے بھی مناسب رویہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر، جناب تابش الوری، آپ کل اس ایوان میں ایک طویل تقریر فرما چکے ہیں۔ میں نے کوشش کی ہے کہ جن لوگوں کو موقع نہیں ملا ان کو بھی موقع ملے۔ آپ ایک مفصل تقریر اس ایوان کی خدمت میں کر چکے ہیں۔ اب میں قائد حزب اختلاف میاں شہباز شریف کو فلور دیتا ہوں۔

میاں محمد شہباز شریف، جناب سپیکر! میں کل باقاعدہ طور پر جناب قائد ایوان کو مبارک باد پیش کر چکا ہوں اور آپ ہم سب متمنی ہیں کہ وہ سٹیٹمنٹ آف پالیسی سے ہمیں نوازیں۔ میں ایوان کا ایک سیکنڈ بھی زیادہ نہیں لینا چاہتا۔ چونکہ جناب تابش الوری صاحب کوئی اہم بات کرنا چاہتے ہیں میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ انھیں ایک دو منٹ عنایت فرمادیں تاکہ اس کے بعد ہم پالیسی سٹیٹمنٹ کو سنیں۔

جناب سپیکر، جناب تابش الوری۔

ایک معزز رکن، ان کے لیے وقت مخصوص کر دیں۔

جناب سپیکر، قائد حزب اختلاف نے ان کے لیے ایک دو منٹ کا وقت مخصوص کر دیا ہے۔
سید تابش الوری، ایک منٹ میں تقریر نہیں کی جاسکتی۔ اگر آپ کرسکتے ہیں تو مجھے بتا دیجئے گا۔
جناب سپیکر، میں تو ایک سیکنڈ میں سب کچھ کہہ دیتا ہوں۔ آپ اپنی بات فرمائیں۔
سید تابش الوری، قائد حزب اختلاف نے اپنا وقت مجھے دیا ہے اس لیے آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں حزب اختلاف کا نقطہ نظر آج آپ کے سامنے پیش کروں۔
چودھری محمد شاہنواز چیمہ، قائد حزب اختلاف خود بات نہیں کرسکتے۔ انہوں نے کھڑے ہوتے ہی فرمایا ہے کہ ہماری طرف سے سید تابش الوری بات کریں گے۔ جناب میری گزارش ہے کہ قائد حزب اختلاف اپنے خیالات اپنی زبان میں بیان فرمائیں تاکہ قوم کو پتہ چل سکے۔
جناب سپیکر، قائد حزب اختلاف نے آپ کے سامنے جو تقریر کی تھی اس کے بعد آپ یہ کہنے کے حق دار نہیں ہیں۔ انہیں بات کرنی آتی ہے انھوں نے بڑی اچھی باتیں کیں۔ اور آج انھوں نے اپنی طرف سے تابش صاحب کو وقت دیا ہے اور میں تابش صاحب سے گزارش کروں گا کہ جس طرح مختصر لکھنا ایک فن ہے، طویل لکھنے سے مختصر بولنا بھی ایک بہت بڑا فن ہے۔ اور انشاء اللہ آج وہ ہمیں اپنی مختصر تقریر سے نوازیں گے۔
سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے میاں منظور احمد وٹو کو منتخب وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے اعتماد کا ووٹ لینے پر ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ انھوں نے اتنی عجلت کے ساتھ بروقت اطلاع دیے بغیر اعتماد کا ووٹ لینا کیوں ضروری سمجھا اور کن اندیشوں اور وہموں کے پیش نظر انھوں نے آج کے اجلاس میں اعتماد کو اہمیت دے کر اپنی پارٹی کے آئندہ فیصلوں پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ جناب وٹو ایک فطین سیاست کار اور آزمودہ کار پارلیمنٹیرین ہیں اور سابق سپیکر اور سابق وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے ہماری پارلیمانی تاریخ کا حصہ رہے ہیں۔ سیاسی جوڑ توڑ، پارلیمانی نشیب و فراز اور اسمبلی کی راہداریوں میں بدلتی وفاداریوں کے رموز و نکات ان سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔
جناب سپیکر! پیچ در پیچ سیاسی سفر کے بعد آج وہ اس منزل پر پہنچے ہیں جو ایک نئے چیلنج اور نئے امتحان کی حیثیت رکھتی ہے ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ اقتدار کے ایک ایسے اسپ تازی پر سوار ہیں جس کی باگیں مستقبل میں ان کے ہاتھ میں نہیں ہوں گی لیکن تمام تر شاہ سوارانہ ذمہ داری ان

کی کامیابی اور ناکامی انھیں کے کندھوں پر ہوگی۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ نازک ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے نئی توانائیوں اور نئی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہوگا۔ ہمیں معلوم نہیں کہ وہ مسلم لیگی وزیر اعلیٰ کہلوانا پسند کریں گے یا پیپلز پارٹی کے وزیر اعلیٰ کا حوالہ پسند فرمائیں گے۔ تاہم ہم یہ چاہتے ہیں کہ چاہے مسلم لیگ کا منشور ہو یا پیپلز پارٹی کا منشور پنجاب کے عوام کے حقوق کی خاطر وہ پنجاب کی ترقی و خوش حالی کی خاطر ایک ایسی حکمت عملی مرتب کریں جس سے پنجاب کی محرومیوں کا مداوا ہوسکے۔ جناب سپیکر! پنجاب اس وقت مسائل کی سلگتی ہوئی چنگاریوں سے جھلس رہا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ماضی میں وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی محاذ آرائی کے نتیجے میں پنجاب کو غیرمعمولی نقصانات برداشت کرنے پڑے ہیں اور سیاسی و ترقیاتی سطح پر اسے بہت سی محرومیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس وقت بھی پنجاب چار بڑے بحرانوں میں مبتلا ہے۔ پنجاب کا پہلا بحران مالی بحران ہے۔ پنجاب کا خزانہ خالی نظرآتا ہے اور تنخواہوں کی خاطر بھی سٹیٹ بنک سے over draft لیا جا رہا ہے۔ سابق نگران وزیر اعلیٰ نے کہا ہے کہ ساڑھے چھ ارب روپے کے over draft سے تنخواہیں چلائی جا رہی ہیں۔ ہمارے ترقیاتی کام بند پڑے ہیں۔ ترقیاتی منصوبے منجمد کر دیے گئے ہیں اور پنجاب کی سطح پر ترقی کا عمل معطل ہوکر رہ گیا ہے۔ اس عالم میں یہ بھی محسوس کیا جا رہا ہے کہ وفاقی پول سے پنجاب کو جو رقم ملنی چاہیے تھی وہ بھی ابھی پورے طور پر نہیں مل سکی۔ اس لیے ان کا بنیادی فرض یہ ہے کہ وہ پنجاب کی مالیات کو مستحکم کرنے کے لیے اور مرکز سے اپنی گرانٹ کا پورا حق حاصل کرنے کے لیے موثر طور پر اقدامات کریں گے۔

پنجاب کا دوسرا بحران بجلی کا بحران ہے۔ لاہور کے حضرات اس سے پورے طور پر واقف نہیں ہیں لیکن دیہات میں جس طرح سے لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے اور وہاں بجلی نہ ہونے کی وجہ سے جس طرح سے صنعتی تجارتی اور زرعی نقصانات ہو رہے ہیں وہ بھی پنجاب کی معیشت کو بری طرح سے متاثر کر رہے ہیں۔ ان کی تلافی کے لیے ہمارے مستقبل کا مسئلہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا مسئلہ ہے۔ جسے حل کرانے کے لیے ترجیحی طور پر ایک نئی حکمت عملی تیار کرنی ہوگی اور دوسرے صوبوں کے تعاون سے پنجاب کے اس اہم ترین مسئلہ کو طے کرانے کے لیے اہم ترین فیصلے کرنے ہوں گے۔

جناب والا! تیسرا بحران پانی کا بحران ہے۔ ہماری ہزاروں ایکڑ مزروعہ زمین اس وقت بھی پانی کی قلت کی وجہ سے ترس رہی ہے۔ وہ پیاسی ہے اور ہم ضرورت کے مطابق پانی نہ ملنے کے

باعث ضروری غذائی اجناس بھی پیدا کرنے سے قاصر ہیں۔ پھر چولستان کی ساٹھ لاکھ ایکڑ زمین اور تھل کی لاکھوں ایکڑ زمین بھی پیاسی ہے۔

جناب سپیکر، میاں اظہر حسن ڈار پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں اظہر حسن ڈار، یہ پالیسی سٹیٹمنٹ انھیں 1988ء یا 1990ء میں دینی چاہیے تھی اس وقت تو صرف وزیر اعلیٰ صاحب کو مبارک باد دینے کا وقت ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔میں ان سے گزارش کر رہا ہوں۔ اصل میں وہ خود تنقید کر رہے ہیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! حزب اختلاف کا کام صرف مبارک سلامت نہیں ہے۔ میں نے تہنیت بھی پیش کی ہے اور ان نکات کی طرف بھی اشارہ کرنا میرا فرض ہے۔ جو ان کی پالیسی سٹیٹ منٹ کا حصہ ہونے چاہئیں۔

ملک اقبال احمد خاں لنگڑیال، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر، جی ملک صاحب۔

ملک اقبال احمد خاں لنگڑیال، اگر سپیکر کوئی رولنگ دے دیں تو اس کے بعد اس کی کوئی خود ہی خلاف ورزی کر سکتا ہے۔ آپ نے خود فرمایا تھا کہ ڈیڑھ بجے وزیر اعلیٰ اپنی پالیسی سٹیٹمنٹ دیں گے۔ اب دس منٹ گزر گئے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں، میں جناب تابش الوری سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی بات کو مختصر کریں۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں مختصر ترین الفاظ میں اپنی ضروری باتیں ان تک پہنچانا چاہتا ہوں، کیوں کہ یہ خود میرے مفاد میں ہے۔

جناب والا! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ دریائی پانی اور آبپاشی کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے سب سے بنیادی ضرورت اس وقت یہ ہے کہ میاں نواز شریف کی حکومت کے دور میں جو دریائی پانی کی تقسیم کا تاریخی سمجھوتہ ہوا تھا اور اس میں پنجاب کا جو حصہ مختص کیا گیا تھا ہمیں اس مختص حصے کے مطابق پانی ملنا چاہیے اور اس سمجھوتے پر فوری طور پر عمل درآمد کیا جانا چاہیے۔

جناب والا! صوبے میں چوتھا بحران امن عامہ کا بحران ہے پوری قوم دیکھ رہی ہے کہ اس وقت پنجاب جو کبھی خطہ امن تھا اب پھر دھماکوں اور دہشت گردی کی زد میں ہے ۔ قتل و غارت ڈکیتی اور سنگین جرائم نے پنجاب کی صورت حال کو تشویش ناک بنا دیا ہے اور عام آدمی کی جان ومال غیر محفوظ ہو کر رہ گئی ہے نوبت یہاں تک آگئی ہے کہ اسی ایوان کے سابق قائد ' سابق وزیر اعلیٰ میاں غلام حیدر وائیں کو الیکشن کے دوران دن دھاڑے سفاکانہ طور پر قتل کر دیا گیا اور ابھی تک ان کے قاتلوں کا پتہ نہیں چلایا جاسکا۔

میاں اظہر حسن ڈار، ملک ظفر اقبال کے قاتلوں کو بھی یاد رکھا جائے۔

جناب غلام عباس، آصف نواز کے قاتلوں کو بھی گرفتار کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں ۔ جناب تابش الوری کے پاس صرف دو آخری فقرے کہنے کا وقت ہے' اگر وہ یہ وقت ضائع کردیں گے۔۔۔

سید تابش الوری، جناب والا! یہ وقت تو دوسرے لوگ ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ اپنے آخری فقرے کہیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! جناب غلام حیدر وائیں کی روح ہم سے سوال کر رہی ہے کہ۔

میں کس کے ہاتھ میں اپنا لہو تلاش کروں
تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے

جناب غلام عباس، آصف نواز کی روح بھی ہم سے سوال کر رہی ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، جناب تابش الوری آپ کا وقت ختم ہوا۔ (شور و غل) غلام عباس صاحب تشریف رکھیں۔ تابش الوری صاحب آپ بھی تشریف رکھیں ۔ میں قائد ایوان جناب میاں منظور احمد وٹو کو دعوت خطاب دینے سے پہلے دو ایک گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ اعتماد کا ووٹ ایک آئینی ضرورت ہے ' یہ اسی وقت سے آئینی ضرورت بنی جب وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کو نامزد کیا جاتا تھا۔ اب اس کا انتخاب ہوتا ہے حقیقتاً اس کی کوئی ضرورت نہیں لیکن جب مرکزی اسمبلی یعنی قومی اسمبلی اس کو take up کرے گی تو اس کی شاید ضرورت ہی نہ رہے۔ کیوں کہ کل جو ہوا وہ انتخاب تھا' وہ بھی اعتماد ہی کا ووٹ تھا لیکن چونکہ یہ بات آئین میں موجود تھی اس لیے یہ کیا گیا ہے اور اچھا ہے کہ جتنی جلدی یہ آئینی ضرورت پوری ہوگئی ' میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کی صحت کے لیے یہ بہت اچھا

ہے۔ سید تابش الوری نے بہت اچھی روایت قائم کی ہے ' اپنی سولہ سالہ کارگزاری پر جو انہوں نے self criticism کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھی روایت ہے۔میں جناب قائد ایوان منظور احمد وٹو کو آج اعتماد کا ووٹ لینے پر اپنی طرف سے بھی اور اس ہاؤس کی طرف سے بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اس ہاؤس کو بہترین طور پر چلانے کے لیے وہ نہ صرف میرے ساتھ تعاون کریں گے بلکہ قائد حزب اختلاف بلکہ پوری حزب اختلاف کے ساتھ تعاون کریں گے ۔ جس طرح ہم یہ کہتے ہیں کہ جمہوریت کی گاڑی حزب اختلاف اور حزب اقتدار دو پہیوں پر چلتی ہے اسی طرح یہ ایوان بھی دونوں پہیوں پر چلتا ہے۔ اگر اس کو ایک پہیے پر چلانے کی کوشش کی جائے گی تو گاڑی الٹ جائے گی۔ لیکن اس سلسلے میں میری ایک observation ہے جو میں ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ میاں منظور احمد وٹو اور ان کے ساتھی جن کا تعلق مسلم لیگ (جونیجو) گروپ سے ہے وہ تو گزشتہ سولہ سال کے دوران بھی ایوان ہائے اقتدار میں رہے ہیں لیکن ان کے جو ساتھی پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں انھوں نے سولہ سال اپوزیشن میں گزارے ہیں۔ سولہ سال بہت لمبا عرصہ ہوتا ہے۔ اپوزیشن میں رہتے رہتے اپوزیشن کی عادتیں پڑ جاتی ہیں' زبان بدل جاتی ہے' لہجہ بدل جاتا ہے' کچھ درشتی' کچھ تندی لب و لہجے میں آ جاتی ہے۔ سولہ سال کا عرصہ معمولی نہیں ہوتا۔لیکن اب میں محترم منظور احمد وٹو اور ان کے ساتھیوں جن کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے خاص طور پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اب اللہ نے انھیں اقتدار میں پہنچا دیا ہے' اقتدار میں اور فتح میں اصول یہی بہتر رہتا ہے' آپکے مفاد میں بات کر رہا ہوں کیوں کہ یہ ایوان صحیح چلے گا۔ ایوان میں محبت اور آشتی کی زبان استعمال کی جائے۔ اگر آپ سختی زور تندی جو سولہ سال سے اپوزیشن نے آپ کو سکھائی ہے اس کے ساتھ اگر ایوان میں بات کریں گے تو ایوان میں اس کا ردعمل ہوگا آپ کے سامنے کافی مضبوط اپوزیشن بیٹھی ہوئی ہے ان کے منہ میں بھی زبانیں ہیں میرا فرض ہے کہ جہاں میں آپ کو بولنے کا حق دوں میں انھیں بھی بولنے کا حق دوں گا آپ امن کی بات کریں گے' آپ آشتی کی بات کریں گے بھائی چارے اور تعاون کی بات کریں گے تو اس کا ردعمل بھی اچھا ہوگا۔ اگر ان کا رویہ ماضی میں آپ سے اچھا نہیں رہا تو آپ ثابت کریں کہ آپ ان کے سامنے بہتر رویہ رکھیں گے ۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ برائی کو اچھائی سے ختم کیا جائے۔ اور اس سلسلے میں ' میں حزب اختلاف سے جو آج حزب اختلاف ہے انھیں بھی کہنا چاہتا ہوں کہ انہیں بھی سولہ سال کے بعد اپوزیشن میں آنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اپوزیشن میں آنا اپوزیشن میں رہنا ' اپوزیشن کو برداشت

کرنا یہ سب جمہوریت کا ایک حصہ ہے ۔ آپ بھی اقتدار کے عادی رہے ہیں۔ آپ بھی تھوڑا تحمل ' تھوڑی رواداری تھوڑی بردباری سے کام لیجئے۔ اقتدار میں گردنوں کے اندر سریا آجاتا ہے۔ اس سریے کو تھوڑا سا ڈھیلا کیجئے۔ اگر دونوں طرف سے یہ رویہ ہوگا پھر یہ ہاؤس چلے گا یہ صوبہ چلے گا یہ ملک چلے گا اور اس ایوان کے علاوہ ' اس ایوان کے ارد گرد جو ماحول ہے اسے بھی ہم نے ٹھیک رکھنا ہے' میری یہ ذمہ داری ہے کہ میں ہاؤس میں امن و امان قائم رکھوں میری ذمہ داری ہے کہ ہاؤس کے باہر جس حد تک میری jurisdiction ہے اور اس ہاؤس کی تحویل ہے وہاں بھی امن و امان رکھوں۔ لیکن میں قائد ایوان سے یہ کہوں گا کہ آج ہاؤس نے آپ کو اعتماد کا ووٹ دیا ہے جب آپ اعتماد کا ووٹ لے لیتے ہیں تو آپ صرف ان لوگوں کے قائد نہیں ہوتے جن لوگوں نے آپ کے حق میں ووٹ دیا ہے' آپ قائد ایوان ہوتے ہیں' آپ کا ذمہ ہے کہ وزیر اعلیٰ کے طور پر امن و امان قائم رکھنا ہے آپ اس ایوان کے باہر ہر رکن کی عزت کے محافظ ہیں اور میں آپ سے توقع رکھتا ہوں کہ اسی طرح سے جن لوگوں کو ان کے علاقے کے لوگوں نے منتخب کرکے بھیجا ہے وہ آپ کی پارٹیکی لوگ ہیں یا آپ کے مخالف بیٹھے ہوئے ہیں سب لوگوں کا حق ہے کہ ان کے علاقے میں بھی ترقیاتی کام ہوں اور میں آپ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ آپ ان کے ساتھ برابری برتیں گے اور میں سارے ہاؤس کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ جس طرح یہ ہاؤس ہے جہاں آپ بات کر سکتے ہیں اسی طرح سپیکر کا ایک چیمبر بھی ہے آپ وہاں تشریف لا سکتے ہیں' اپنی تکالیف اپنی پرابلم ' اپنے مسائل بیان کر سکتے ہیں ۔ میری یہ کوشش ہوگی کہ باہمی افہام وتفہیم سے بہت سے مسائل ایوان کے علاوہ چیمبر میں بھی طے ہو جائیں ۔ میں قائد ایوان کے ساتھ ساتھ قائد حزب اختلاف سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ سپیکر کا چیمبر آپ کے لیے کھلا ہے وہاں پر بھی بہت سے معاملات پر افہام وتفہیم ہو سکتی ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں قائد ایوان جناب میاں منظور احمد وٹو کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اظہار اعتماد کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب

میاں منظور احمد وٹو کا خطاب

وزیر اعلیٰ پنجاب(میاں منظور احمد وٹو) ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ شکریہ جناب سپیکر !

میں آج اپنی بات کا آغاز رب کریم کی حمد و ثنا سے کرتا ہوں کہ جو ساری عزتوں اور عظمتوں کا مالک ہے اور وہ جس کو چاہے بہت بڑی عزت سے نواز دے اور جس کو چاہے ذلت کے گڑھوں میں پھینک دے۔ میں اس معزز ایوان کے اپنے رفقائے کار کا بے حد مشکور ہوں کہ مجھے قائد ایوان منتخب کرنے کے بعد اگلے روز ہی مجھے اعتماد کا ووٹ دیا اور ایک آئینی ذمہ داری جو اس معزز ایوان کی تھی وہ اس نے پوری کی۔ اور میں شکرگزار ہوں کہ کل مجھے 131 ووٹوں کی اکثریت سے منتخب کیا گیا۔ اور آج مجھے 133 ووٹوں کی اکثریت سے اعتماد کا ووٹ دیا گیا۔ جناب خلیل الرحمن چشتی ہمارے 134 ویں ساتھی ہیں جو اپنی نہایت اہم مجبوری کی وجہ سے آج رخصت پر ہیں وہ تشریف نہیں لا سکے۔ تو آج مجھے میرے رفقاء نے جس عزت سے نوازا ہے اپنی مہربانیوں سے مجھے نوازا ہے اپنا اعتماد مجھے دیا ہے اور اپنی طرف سے میری ذات پر جو بھروسہ کیا ہے میں آپ کے اعتماد کو ، آپ کے یقین کو ، آپ کے بھروسے کو اور آپ کے انتخاب کو بڑی اہمیت دیتا ہوں اور میں لفظوں کی حد تک اہمیت نہیں دیتا' میں اس اہمیت کو اپنے دل میں محسوس کرتا ہوں اور میں اس اہمیت کا عملی مظاہرہ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے کردار اور عمل سے کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! یہ اعتماد کا ووٹ ایک constitutional requirement ہے اور مرکز میں میرے علم کے مطابق 24 اکتوبر 1993ء کو نو منتخب وزیر اعظم بھی اعتماد کا ووٹ ایوان سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور آج سندھ کے نو منتخب چیف منسٹر سید عبداللہ شاہ صاحب بھی سندھ میں اعتماد کا ووٹ حاصل کر چکے ہیں اس لیے اعتماد کا ووٹ حاصل کرنا آئینی ذمہ داری کو پورا کرنے والی بات ہے اور ذمہ داری کو جتنی جلدی پورا کرلیا جائے ۔ جتنی جلدی مکمل کر لیا جائے وہ تحسین اقدام ہے ۔ کسی لحاظ سے بھی یہ قابل تنقید اقدام نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) تو جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آج جو نقشہ 1993ء کے انتخابات کے بعد پاکستان کے سیاسی افق پہ ابھرا ہے اس میں مرکز کی حکومت پاکستان پیپلز پارٹی ، پاکستان مسلم لیگ جونیجو گروپ اور دیگر جماعتوں کے اتحاد سے coalition government قائم ہوئی ہے ۔ پنجاب میں بھی اسی طریقے سے coalition

government قائم ہوئی ہے ' سندھ میں پاکستان پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ قائم ہوئی ہے۔ اور فرنٹیئر میں پاکستان مسلم لیگ اور اے این پی کی حکومت قائم ہوئی ہے اور بلوچستان میں ایک آزاد امید وار وزیر اعلیٰ منتخب ہوگئے ہیں۔ یہ جو سیاسی نقشہ سامنے ابھرا ہے اس کے بہت دور رس اثرات مرتب ہوں گے اور میں نے جو فوری طور پر محسوس کیا ہے وہ یہ ہے کہ ملک میں جہاں ان الیکشنوں کے نتیجے میں سیاسی استحکام آیا ہے ' جہاں یہ ادارے مستحکم ہوئے ہیں ' جہاں جمہوری روایات کو فروغ حاصل ہوا ہے وہاں ملکی معیشت نے بھی ' جناب سپیکر! سنبھالا لیا ہے ۔ اور مرکزی حکومت کے ساتھ جونہی پنجاب میں ہماری گورنمنٹ قائم ہوئی ہے اور سندھ میں پاکستان پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ قائم ہوئی ہے۔ اس سے مرکز اور صوبوں میں تضاد کے اندیشے ' instability کے اندیشے ' سیاسی سسٹم نہ چلنے کے اندیشے ختم ہوگئے ہیں اور پاکستان میں عوام نے محسوس کیا ہے کہ اب وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک روشن مستقبل کی طرف رواں دواں ہیں اور اس سے ہمارے کارو باری ادارے متاثر ہوتے ہیں اور بہتر انداز میں متاثر ہوئے ہیں اور آپ دیکھیں کہ سٹاک ایکسچینج میں انتہائی فرق آ گیا ہے کہ پہلے کی نسبت سٹاک ایکسچینج کی حالت تبدیل ہوکر رہ گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ جو الیکشنز ہیں اس کے نتیجے میں قائم ہونے والی حکومتوں سے پاکستان کے عوام نے ' پاکستان کے تاجروں نے ' پاکستان کے مزدوروں نے ' پاکستان کے کسانوں نے ' پاکستان کے غریب عوام نے نیک اور مثبت توقعات وابستہ کی ہیں اور یہ بہت خوش آئند بات ہے کہ پاکستان کی عوام میں موجودہ انتخابات کے نتیجہ میں ایک اعتماد پیدا ہوا ہے ' موجودہ حکومتوں کے قائم ہونے کے نتیجہ میں لوگوں کے ذہنوں میں مثبت سوچ آئی ہے پاکستان کے روشن مستقبل کی ' پاکستان کی سلامتی کی ' پاکستان کی عظمت کی اور پاکستان کو روشن راہوں پر متعین کرنے کی سوچ لوگوں کے ذہنوں میں اجاگر ہوئی ہے۔

جناب سپیکر ! میں آج کے vote of confidence کے حوالے سے یہ عرض کروں گا کہ مجھے ایوان نے جو اعتماد اور عزت عطا کی ہے ' انشاء اللہ تعالیٰ ' میں اس عزت اور اس مقام کو سارے معزز اراکین کی عزت اور احترام سمجھتا ہوں (نعرہ ہائے تحسین) اور مجھے یہ مقام میرے ساتھیوں نے عطا کیا ہے میں اس اقتدار کو ' میں اس مقام کو ' میں اس احترام کو اور میں اس عزت کو ان سب میں بانٹوں گا۔ میں اس عزت کو انشاء اللہ تعالیٰ صوبہ پنجاب کے عوام میں بانٹوں گا۔ اور میرا ایمان ہے کہ عزت کو جتنا آپ اپنے ساتھیوں میں ' اپنے رفقائے کار میں ' اپنے عوام میں تقسیم کریں گے اتنا ہی

آپ کی عزت میں اضافہ ہو گا(نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے ساتھیوں کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں جنھوں نے جو باتیں اراکین اسمبلی سے عرصہ دراز سےمنسوب کی جا رہی تھیں۔ جس طریقے سے ایک منظم کوشش کے ذریعے اراکین اسمبلی اور سینٹ کی کردارکشی کی جا رہی تھی۔ جس طرح سے اراکین اسمبلی اورممبران پارلیمنٹ کو ملک میں ایک گالی بنایا جا رہا تھا آج پنجاب اسمبلی کے معزز اراکین نے اپنی commitment سے ' اپنی وفاداری سے اور اپنی پارٹیوں کے ساتھ اپنی وفا کا رشتہ نبھانے سے انھوں نے یہ ثابت کردیا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے اراکین کسی تحریک میں آنے والے نہیں' کسی لالچ میں آنے والے نہیں اور دنیا کی بڑی سے بڑی لالچ انھیں اپنی طرف راغب نہیں کرسکتی۔جناب سپیکر! اٹھارہ آزاد اراکین منتخب ہوئے ہیں جنھوں نے میرا ساتھ دیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) اور آج آٹھ کے آٹھ اقلیتی ممبران نے vote of confidence میں میرا ساتھ دیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) پاکستان مسلم لیگ (جونیجو گروپ) سے تعلق رکھنے والے ساتھیوں نے ' پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے میرے ساتھیوں نے ' این ڈی اے سے تعلق رکھنے والے میرے ساتھیوں نے اور دینی محاذ سے تعلق رکھنے والے میرے دیرینہ رفیق کار نے میرا ساتھ دیا ہے۔ میرے پاس تو محبت اور احترام کے علاوہ دینے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے میں ان کو عزت دے سکتا ہوں' میں ان کو محبت دے سکتا ہوں' میں ان کو دعا دے سکتا ہوں۔ اس کے علاوہ میرے پاس ان کو دینے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ جناب سپیکر! میں آج اس فلور پر آپ کے توسط سے دل کی گہرائیوں سے ان معزز اراکین کے کردار کو ' ان کی روشن ضمیری کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) کہ انھوں نے اپنی commitment پر قائم رہ کر یہ ثابت کردیا کہ انھیں دنیا کی کوئی لالچ خرید نہیں سکتی۔ وہ جو بات کرتے ہیں اس کو نبھاتے ہیں۔ان کے اس عمل نے نہ صرف ان کی عزت میں اور ان کے وقار میں اضافہ کیا ہے بلکہ ان ایوانوں کے وقار میں اضافہ کیا ہے۔ پاکستان میں جمہوری عمل کو فائدہ پہنچایا ہے اور اس کو مستحکم اور مضبوط کیا ہے۔

جناب سپیکر! آپ نے بجا ارشاد فرمایا کہ اب میں صرف ان کا نمائندہ نہیں ہوں جنھوں نے مجھے ووٹ دیا۔ اب میں سارے ایوان کا نمائندہ ہوں اور سارے ایوان کا قائد ایوان ہوں جنھوں نے مجھے منتخب کیا ہے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں اور میں اب پنجاب کے ساڑھے چھ کروڑ عوام کا نمائندہ ہوں اور ان کا وزیر اعلیٰ ہوں۔جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے جہاں اپنے ساتھیوں اپنے

مہربانوں اور اپنے محسنوں کو اپنی بہترین خواہشات اور اپنے بہترین تعاون کا یقین دلاتا ہوں اور اپنی بہترین صلاحیتوں سے اس صوبے کے عوام کی خدمت کا آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ وہاں میں آپ کے توسط سے ان سب لوگوں کو یقین دلاتا ہوں جنھوں نے مجھے ووٹ نہیں دیے یا جنھوں نے میرے رفقائے کار کو ووٹ نہیں دیے۔ پنجاب کے سارے انسانوں کو یقین دلاتا ہوں۔ جو میرے ساتھی نہیں رہے جنھوں نے ووٹ میں مخالفت کی اور جنھوں نے میرے ساتھیوں کی مخالفت کی کہ میں ان کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ (نعرہ ہائے تحسین) اور ان کو میری حکومت بن جانے کے بعد کسی قسم کا خوف دامن گیر نہیں ہونا چاہیے۔ میں ان کو اپنا بھائی اور اپنا ساتھی سمجھوں گا۔ وہ مجھے ووٹ نہیں دے سکے تو اب مجھے ان کی دعاؤں کی اور نیک تمناؤں کی ضرورت ہے۔ مجھے ان کے اتفاق کی ضرورت ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں جہاں اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر چلوں گا وہاں میں ان کو بھی اپنے ساتھ لے کر چلوں گا۔ اور ان سے راہ نمائی حاصل کرکے پنجاب کے عوام کے مسائل حل کرنے کی کوشش کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں آپ کی راہ نمائی میں ایوان کے معاملات کو چلانے کے لیے قائد حزب اختلاف کا تعاون چاہتا ہوں اور قائد حزب اختلاف کو ہر ممکن تعاون دینا چاہتا ہوں۔ میری یہ خواہش ہوگی کہ ہم ایوان کے معاملات کو افہام وتفہیم سے چلائیں۔ جناب سپیکر! میری یہ خواہش ہے کہ ہم ایوان کے جملہ معاملات کو چلانے کے لیے آپ کی سربراہی میں اجلاس سے پہلے اکٹھے ہوں گے اور آپ کے پاس بیٹھ کے اس معزز ایوان کو چلانے کے جملہ معاملات کو افہام وتفہیم سے حل کریں گے اور اس میں قائد حزب اختلاف اور ان کے رفقائے کار کے تعاون اور ان کی مدد اور راہ نمائی کی ہمیں شدید ضرورت ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ ہم اس ایوان کے وقار میں اضافہ کرنے کے لیے، اس میں اچھی روایات کو جنم دینے کے لیے اور اس کے تقدس کو بحال کرنے کے لیے مل جل کر اس ایوان کے معاملات کو چلانے کے لیے کوشش کریں گے تو یقیناً ہم اچھی روایات کو جنم دیں گے اور ہم یہاں ایسی تاریخ مرتب کریں گے جس تاریخ پر آنے والی نسلیں رشک کرسکیں۔ جناب سپیکر! میں کوشش کروں گا کہ میں collective decisions کے ذریعے، collective wisdom کے ذریعے، اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کے، اپنی پارلیمانی پارٹی کے فیصلوں کو احترام دے کے، ان کو عزت دے کے اور اپنے رفقائے کار کے فیصلوں پر عمل درآمد کرکے اپنے معاملات کو آگے بڑھاؤں۔ میری خواہش ہوگی کہ ہم کوئی ایسا کام نہ کریں کہ جس کو پارلیمانی

32

گروپ کے فیصلے کی اور ان کی تائید حاصل نہ ہو۔ ہم ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہیں گے اور میں ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہوں کا جس فیصلے کو میری کابینہ کی تائید حاصل نہ ہو' کیوں کہ میں collective wisdom پر یقین رکھتا ہوں اور میں اپنے قائد نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کو اپنا راہ نما مانتا ہوں کہ میری قوم کبھی کسی غلطی پر متفق نہیں ہوسکتی۔ لہذا اتفاق رائے قائم کرنا ضروری ہے معاملات کو چلانے کے لیے اور خصوصی طور پر یہ جمہوریت کی روح ہے کہ ہم اپنے ساتھیوں اور رفقائے کار کی آراء کو اہمیت دیں اور ان کی رائے سے جو فیصلے ہوں ان پر عمل درآمد کیاجائے۔

جناب سپیکر! میری یہ خواہش ہے کہ ہم اس قانون ساز ادارے کو صحیح معنوں میں ایک قانون ساز ادارہ بنائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) مجھے اس بات کا مشاہدہ کرنے کا موقع بیرون ممالک میں ملا ہے کہ وہاں قانون سازی کے ذریعے وہ لوگ اپنے معاملات کو آگے بڑھاتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے issues، چھوٹے چھوٹے معاملات وہ لا کر ہاؤس کے سامنے رکھتے ہیں' وہاں سے اجازت حاصل کرتے ہیں قانون سازی کرتے ہیں اور پھر ان معاملات کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔ ہمارے اکثر قوانین بوسیدہ ہو چکے ہیں۔ جو موجودہ اکیسویں صدی کی ضروریات کو پورا نہیں کرتے۔ ہمارے عوام کی ضروریات کے مطابق نہیں ہیں۔ وہ ان کی آرزو اور امنگوں کے مطابق نہیں ہیں۔ اور قوانین میں ترمیم کرنے کی ضرورت ہے۔ اور کئی نئے قوانین بنانے کی ضرورت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ہاؤس میرے ساتھ اس معاملے میں تعاون کرے گا اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس 1993ء کے الیکشن کے نتیجہ میں قائم ہونے والی اس اسمبلی میں قانون سازی کے سلسلے میں نئی اور ایسی روایات کو جنم دیں گے کہ جس سے اس قانون ساز ادارے کا اصل کام جو ہے وہ ان کو واپس لوٹائیں گے۔اور ہم قانون سازی کی نئی راہوں کا تعین کرکے زبردست طریقے پر قانون سازی کریں گے۔ اور قانون سازی کر کے ہم اس صوبے کے عوام کی تقدیر کو بدلنے کی کوشش کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ سٹینڈنگ کمیٹی کے رول کو مؤثر بنایا جائے۔ پنجاب میں اس کو ہم نے initiate کیا تھا۔ میں نے بطور سپیکر اس کو initiate کیا تھا اور ہم نے پچھلے دور میں شروع کیا تھا کہ ہمارے رولز اینڈ پروسیجر نئے بنائے جائیں۔ تاکہ موجودہ requirements کے مطابق اس میں ترامیم کی جائیں۔ اور یہ ہاؤس اپنے رولز اینڈ پروسیجر کو خود adopt کرے۔ پہلے ہمارے رولز جناب گورنر کے بنے ہوئے ہیں۔ اس پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔ قومی اسمبلی نے اپنے رولز

33

نئے بنا لیے ہیں۔ اور سینیٹ نے بھی اپنے نئے رولز بنا لیے ہیں۔ میری یہ خواہش ہے کہ ہم اپنے نئے رولز بنائیں جسے یہ سارا ایوان متفقہ طور پر پاس کرے۔ اس میں جو کوتاہیاں یا کمزوریاں ہیں انھیں ہم دور کریں۔ اور اس ایوان کی متفقہ رائے سے ہم نئے رولز اینڈ پروسیجر بنائیں جس میں سٹینڈنگ کمیٹی کے رول کو اجاگر کیا جائے۔ موثر کیا جائے۔ اور سٹینڈنگ کمیٹی کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ مختلف معاملات کی suo-moto cognizance لے سکیں اور سٹینڈنگ کمیٹیاں مقننہ کو initiate کرسکیں۔ سٹینڈنگ کمیٹی کا رول جیسے قومی اسمبلی میں ہے' سینٹ میں ہے اس رول کو ہم یہاں پنجاب اسمبلی میں بھی لاگو کریں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری یہ خواہش ہے کہ ہماری حکومت پنجاب کے کروڑوں انسانوں کو عزت اور آبرو کی زندگی' امن و انصاف کی زندگی اور امن عامہ کی حالت جس میں بہتر ہو' جس میں انسان بےفکر ہو کر اپنی جان و مال اور اپنے مال مویشیوں کی فکر انھیں دامن گیر نہ ہو۔ انھیں ایک ایسا معاشرہ' ایک ایسا اسلامی اور فلاحی معاشرہ مہیا کیا جائے کہ جس میں غریب سے غریب انسان کو بھی انصاف میسر ہو اور انصاف کے مطابق اس کے معاملات کو deal کیا جائے۔ میری یہ خواہش ہے کہ ہم ایک دیانت دار موثر اور ایک منظم انتظامیہ پنجاب کے صوبے کے عوام کی خدمت کے لیے انھیں دیں۔ مجھے امید ہے جناب سپیکر! کہ میں اپنے ساتھیوں کی مدد اور ان کی راہ نمائی سے انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب کے صوبے کے عوام کو ایک ایسی انتظامیہ دینے میں کامیاب ہو جائیں گے کہ جو موثر اور فعال ہو' دیانت دار ہو اور خدمت کو اپنا شعار بنائے اور صوبے کے عوام کو سکھ کی نیند میسر ہو۔ مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنے عزم سے' ہم اپنی قوت ارادی سے اور خدمت کے لازوال جذبات کو اپنا راہ نما بنا کر اس صوبے میں امن عامہ کی حالت کو بہتر بنائیں گے۔انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب سپیکر! اس موقع پر یہاں اس سلسلے میں محترم قائد حزب اختلاف کی طرف سے جو نشان دہی کی گئی تھی یعنی جناب غلام حیدر وائیں کے اندوہناک قتل کے سلسلے میں ان کے قاتلوں کی گرفتاری کے بارے میں تو میں نے اس سلسلے میں انتظامیہ سے بات کی ہے۔ اس میں کچھ چیزیں سامنے آئی ہیں اور مجھے امید ہے کہ جناب غلام حیدر وائیں جو اس معزز ایوان کے قائد ایوان رہے۔جنھوں نے ایک کارکن کی حیثیت سے اپنی زندگی کا آغاز کیا اور جنھوں نے ایک کارکن کی حیثیت میں رہتے ہوئے ایک اتنا بڑا منصب اور اتنا بڑا مرتبہ اور مقام حاصل کیا۔ غلام حیدر وائیں جیسے لوگ صدیوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین) وہ commitments کے آدمی تھے۔ وہ

اپنی سوچ کے آدمی تھے۔ اور انھوں نے اپنی شرافت سے اپنی دیانت سے اور اپنی حب الوطنی سے ایک بڑا مقام حاصل کیا ہے جن کو مدتوں یاد رکھا جائے گا۔ غلام حیدر وائیں آج ہم میں نہیں ہیں ہم ان کے چلے جانے سے مغموم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے اور میں جناب سپیکر! آپ کو اور آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ غلام حیدر وائیں کے قاتلوں کی گرفتاری کے سلسلہ میں ہم کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔ اور ان کی گرفتاری جلد عمل میں آئے گی اور ان سے کسی قسم کی رو رعایت برتنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان مجرمان کو قرار واقعی سزا ملے گی اور آپ سب ساتھی اورقائد حزب اختلاف سمیت جو غلام حیدر وائیں کے ساتھی ہیں وہ سب اس سے اطمینان حاصل کریں گے۔ کہ موجودہ انتظامیہ نے میری سربراہی میں ان کے قاتلوں کو عبرت ناک سزا دینے کے لیے موثر اقدامات کیے ہیں۔

جناب سپیکر! تعلیم کا شعبہ جس کو پنجاب میں ہم سب سے زیادہ اہمیت دینا چاہتے ہیں۔ کیوں کہ کوئی ملک کوئی صوبہ اور اس کے عوام اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتے جس وقت تک وہ تعلیم کے زیور سے مزین نہیں ہوتے اورتعلیم کی روشنی ان کے ذہنوں کو روشن نہیں کر دیتی۔ جناب سپیکر! دنیا کے کسی بھی ترقی یافتہ ملک کے لوگوں سے آپ دریافت کریں اور صرف ایک بات دریافت کریں کہ ان کی ترقی کا راز کیا ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ ہماری ترقی کا راز تعلیم ہے۔ تو تعلیم کے میدان میں ہمارے ہاں بڑے دوہرے standards ہیں۔ جناب سپیکر! ہمارے ہاں طبقاتی نظام تعلیم ہے۔ اس طبقاتی نظام تعلیم کو جس میں ایک امیر آدمی کا بیٹا جسے پاکستان میں رہتے ہوئے تعلیم کے حصول میں دنیا کے دوسرے ممالک سے بھی زیادہ بہتر سہولیات حاصل ہیں۔ لیکن ایک غریب کے بچے کو ٹاٹ پر بیٹھ کر بھی تعلیم حاصل کرنے کی اس وقت سہولتیں میسر نہیں ہیں۔ اور آپ دیکھیں کہ اس دوہرے معیار میں کہ جہاں امراء کے بچے جس انداز سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور غریب مزدور کا بچہ، ایک دہقان کا بچہ جس طریقے سے پرائمری سکول کے ٹاٹ پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہا ہے جس کو انگریزی کی تعلیم چھٹی جماعت میں دینی ہوتی ہے، وہ مقابلہ کیسے کرسکتا ہے؟ پبلک سروس کمیشن کے امتحانوں میں وہ کیسے compete کرسکتا ہے؟ کالج میں داخلے کے لیے دیہات کا دور افتادہ غریب کا بچہ کیسے compete کرسکتا ہے؟ میڈیکل کالج میں داخلے کے لیے وہ کیسے compete کرسکتا ہے؟ انجینئرنگ یونیورسٹی میں داخلے کے لیے وہ کیسے compete کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر! اس دوہرے معیار نے محروم طبقوں کو اور محرومیوں سے دوچار کر دیا ہے اور

ان کے دکھوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ وہ اپنے بچوں کو تعلیم بھی دوسرے لوگوں کے مقابلے میں نہیں دلا سکتے ۔ اس معاشرے میں اس پہلو سے انصاف لانا ہوگا اور اس دوہرے معیار کو ختم کرنا ہوگا۔ میری یہ خواہش ہے کہ ہماری حکومت اس سلسلہ میں اپنے محدود وسائل میں رہتے ہوئے کچھ پیش رفت کرے تاکہ دیہات کے دور افتادہ پرائمری سکولوں میں ٹاٹ پر پڑھنے والے غریب کے بچے کو بھی ہم پہلی جماعت سے انگریزی کی تعلیم دلوا سکیں اور وہ اچھے سکولوں میں پڑھنے والے بچوں سے compete کرسکے۔ اس سلسلے میں موثر اقدامات کرنے کی میری خواہش ہے جو میں اپنے رفقائے کار سے مل کر کروں گا اور اس طبقاتی تعلیمی فرق کو ہم دور کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں گے کہ آج کافی دیہاتوں میں پرائمری سکول قائم ہوگئے ہیں' مڈل سکول قائم ہوگئے ہیں اور ہائی سکول بھی کئی دیہاتوں میں قائم ہو گئے ہیں' شہروں میں ہائی سکول قائم ہیں پرائیویٹ ادارے قائم ہیں لیکن میرا مشاہدہ ہے کہ دیہاتوں میں اور شہروں میں ایک مزدور کا بچہ تعلیم حاصل کرنے کی بجائے مزدوری کرتا آپ کو نظر آئے گا۔ دیہاتوں میں ایک غریب کسان کا بچہ سکول میں جانے کی بجائے اپنے باپ کے مویشیوں کو چارہ ڈالتے ہوئے نظر آئے گا۔ وہ کھیت میں مزدوری کرتا ہوا نظر آئے گا۔ پنجاب کے دور افتادہ دیہات کی کچی آبادیوں میں بسنے والے غریبوں کے بچے سکولوں میں جانے کی بجائے محنت مزدوری کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے کہ آج جو بچے زیور تعلیم سے آراستہ نہیں ہو رہے ہیں وہ 20 سال کے بعد پاکستان کے کیسے ذمہ دار شہری بنیں گے اور ہمارا ملک کیسے ترقی کی منزلیں طے کرے گا؟ اس کے لیے بہت سی تجاویز دی جا سکتی ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے صرف ایک قانون پرائمری تک لازمی تعلیم کا بنانا ہوگا۔ والدین کو اپنے بچے کو لازمی سکول میں بھیجنا پڑے گا۔ یہ لازمی تعلیم ہم enforce کرنا چاہتے ہیں۔ میرے علم میں ہے کہ آج سے بیس سال پہلے یہ پریکٹس تھی جو آدمی اپنے school going age کے بچے کو سکول بھیجنے کی بجائے محنت مزدوری کے لیے بھیجتا تو سکول کا ٹیچر مجسٹریٹ کو اس کا قلندرہ بنا کر بھیج دیتا تھا کہ اس آدمی نے اپنے بچے کو محنت مزدوری کے لیے بھیجا ہے اور سکول نہیں بھیجا۔ اس پریکٹس کو اگر ہم لاگو کرلیں تو اس میں تھوڑی سی سختی کا پہلو آتا ہے لیکن میں یہ کہوں گا کہ یہ سختی اصلاح کے لیے ہے۔ یہ سختی ہماری آئندہ آنے والی نسل کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے ہے اور یہ پاکستان کی بھلائی میں ہے۔ یہ پنجاب کے عوام کی بھلائی ہے۔ ہمیں لازمی تعلیم کا بل پاس کرنا چاہیے اور اس کو enforce کرنا

چاہیے۔(نعرہ ہائے تحسین) علاوہ ازیں بہت سی باتیں ہیں جو تعلیم کے میدان میں کی جاسکتی ہیں جو جناب سپیکر! ہماری سوچ میں موجود ہیں' جس پر ہم نے ہوم ورک کیا ہوا ہے لیکن ایک چیز جو بہت زیادہ اندوہ ناک ہے وہ یہ ہے کہ اس وقت ہمارے صوبے میں امتحانوں کا تقدس موجود نہیں۔ لڑکے میٹرک پاس ہیں' ایف اے پاس ہیں' بی اے پاس ہیں' ڈگریاں لے رہے ہیں لیکن ڈگریوں کا تقدس نہیں ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ ڈگریاں جعلی ہیں' یہ ڈگریاں نقل کے ذریعہ حاصل ہوئی ہیں' یہ ڈگریاں جعلی کارروائی کے نتیجے میں حاصل کی گئی ہیں' نتیجہ یہ ہے کہ جو والدین اپنے بچوں پر توجہ دیتے ہیں اور جو بچے محنت کرتے ہیں ان کی بھی حوصلہ شکنی ہو رہی ہے کہ اگر ایک مچھلی خراب ہے تو وہ سارے تالاب کو گندہ کرتی ہے۔ اگر ایک ڈگری جعلی ہے تو دوسری ڈگریوں کے جعلی ہونے پر بھی شک ہو سکتا ہے۔اس لیے جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے رفقائے کار کا تعاون حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میں ان کی مدد اور ان کی راہ نمائی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ 1993ء کے الیکشن میں پنجاب میں جو گورنمنٹ قائم ہوئی ہے وہ کم از کم اپنی اولادوں کی بھلائی کے لیے اس بات کو یقینی بنا دیں کہ امتحانوں میں نقل نہ ہو۔اگر ممتحن گڑبڑ کرنے والا' پیسے لینے والا ہو تو اس کو معاف نہ کیا جائے اور ڈگریوں کے تقدس کو بحال کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنے بھائیوں سے تعاون چاہوں گا۔ ان کی مدد اور راہ نمائی چاہوں گا اور پھر میں آپ کو یقین دلاؤں گا کہ ہم صوبہ پنجاب میں انشاء اللہ تعالیٰ تعلیم کی ڈگری کے تقدس کو بحال کرکے دکھائیں گے اور اس کو یقینی بنائیں گے کہ جو بچے یہاں پنجاب میں ڈگری حاصل کریں گے ان پر انگلی نہ اٹھائی جا سکے ہم امتحانوں میں بچوں کو ایک ایسا ماحول مہیا کریں گے کہ جہاں وہ صرف اپنے علم کے نور سے روشنی حاصل کریں اور اس سے راہ نمائی حاصل کرکے وہ اپنے پرچے حل کرسکیں۔ اس کے علاوہ اورکسی قسم کی ان کو وہاں مدد میسر نہ ہو۔ میں اس بات کو یقینی بنانا چاہتاہوں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس مسئلہ کو حل کرنا تعلیمی معاملات میں میری حکومت کی سب سے پہلی ترجیح ہو گی۔

جناب سپیکر! زراعت اور زرعی طبقے کے مسائل کی بات کرتے ہوئے مجھے بڑا دکھ محسوس ہو رہا ہے کہ آج پنجاب کے کاشت کاروں کی جو ناگفتہ بہ حالت ہے' آج جن غلط پالیسیوں کے نتیجہ میں پنجاب کا کاشت کار تباہ حال ہے' آج پنجاب کا کاشت کار اور زمیندار جس کس مپرسی کی زندگی گزار رہا ہے اس کا ایک نقشہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ پچھلے دنوں جب نگران حکومت نے

اسے ذی بی پی کے قرضوں، نیشنل بینک کےقرضوں، حبیب بنک کے قرضوں کی وصولی شروع کی انھوں نے اس وصولی کے سلسلے میں سختی شروع کی تو جناب سپیکر! آپ پنجاب کے دور افتادہ دیہات میں تحصیلوں کی جو جیلیں ہیں ان کا نظارہ کرتے تو آپ کو یہ محسوس ہوتا کہ پنجاب کے تمام غریب کاشت کاروں کو پکڑ کر جیلوں میں بندکر دیا گیا ہے اور اس لیے بند کر دیا گیا ہے کہ ان کے ذمہ قرضے واجب الادا ہیں اور وہ قرضے نہیں دے سکتے۔ ان کی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ قرضے ان بینکوں کو واپس کر سکیں جن کے نتیجے میں ان کو پکڑ کر جیلوں میں بند کر دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! قرضے نہ دینے کی پاداش میں پاکستان کے قانون کے مطابق اورکسی کو بندنہیں کیا جاتا کسی اور طبقے کو پکڑ کر جیلوں میں بندنہیں کیا جاتا ان کے ذمہ کروڑوں روپے کے قرضے کیوں نہ ہوں لیکن اگر غریب کاشت کار کھاد کے لیے قرضہ لے اور وہ قرضہ واپس نہ دے سکے اور اگر وہ ٹریکٹر کے حصول کے لیے قرضہ لے اور اگر وہ pesticides کے لیے قرضہ لے اگر وہ بیج کے لیے قرضہ لے اگر وہ پاکستان میں زرعی پیداوار کو بڑھانے کے لیے قرضہ لے اگر وہ پاکستان میں گندم اگانے کے لیے قرضہ لے اگر وہ پاکستان میں کپاس کی پیداوار بڑھانے کے لیے اور پاکستان میں زرمبادلہ بڑھانے کے لیے قرضہ لے تو اس کاشت کارکو اپنے خدمت کی پاداش میں اور چند دنوں کی تاخیر سے قرضہ ادا کرنے کی پاداش میں ان کو جیلوں میں بند کر دیا جاتا ہے اور جیلوں کی سلاخوں کے پیچھے بند کر دیا جاتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) اور یہ اس قدرظلم اور زیادتی کی بات ہے کہ جس کی نظیر دنیا کے مہذب ممالک میں کہیں نظر نہیں آتی ۔یہاں یہ حالت ہے کہ کاشت کار کو ملاوٹ ملتی ہے تو اس میں ملاوٹ ہے pesticides اس کو اگر لینی پڑے تو اس میں ملاوٹ ہے اس کو اگر بیج لینے پڑیں تو ان میں ملاوٹ ہے اور دیگر چیزیں لینی پڑیں تو ان میں ملاوٹ ہے جس کے نتیجے میں اس کی مشینری تباہ حال ہے اس کی فصلوں میں پیداوارنہیں ہوتی اور جو وہ کرم کش ادویات (pesticides) ڈالتا ہے تو اس سے کوئی اچھا نتیجہ نہیں نکلتا۔ فصلوں کو کیڑے لگ جاتے ہیں دوسرے اس کو پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے اور اس کو پیداوارنہیں ملتی جناب سپیکر! اس کی یہ حالت ہے کہ اگر کوئی چیز اپنی کاشت کاری کے لیے وہ خریدتا ہے تو اس کو کاروباری طبقے کی مقرر کردہ قیمت ادا کرنی پڑتی ہے اور جب وہ اپنی جنس بیچتا ہے تو اس کو حکومت کی مقرر کردہ قیمت پر بیچنی پڑتی ہے اور حکومت میں اس جنس کی قیمت کون مقرر کرتا ہے؟ وہ کرتا ہے جو کاشت کارنہیں ہوتا انٹرنیشنل مارکیٹ میں اس کی produce کی قیمت کچھ اور ہے یہاں پاکستان کی منڈیوں میں اس produce کی قیمت

کچھ اور ملتی ہے نتیجہ اس کا کیا ہے نتیجہ اس کا یہ ہے کہ یہ کاشت کار تباہ حال ہے اور جناب والا! اس کا نتیجہ صرف یہی نہیں ہوگا کہ صرف کاشت کاری ہی تباہ نہیں ہوئی بلکہ صنعت بھی تباہ ہوکر رہ گئی۔ یہاں کپاس نہیں ہے آپ نے اپنی ملوں کو چلانے کے لیے پچھلے سال کپاس باہر سے منگوائی ہے آپ کے پاس گندم نہیں ہے جناب والا! ایک زرعی ملک ایک زرعی صوبہ جس کا دارو مدار ہی زراعت پر ہے' اس ملک میں گندم نہیں ہے ہم نے زرمبادلہ دے کر اسے سعودی عرب سے امپورٹ کیا ہے ہم نے دوسرے ملکوں سے گندم درآمد کی ہے اور جناب والا! اس وقت حالت یہ ہے کہ اگر گنا نہیں ہوگا تو ہم شوگر ملیں کیسے چلائیں گے تو جناب والا! اگر ہم نے ترقی کرنی ہے تو ہمیں زراعت اور صنعت کو برابر رکھنا ہوگا اگر اس ملک نے صنعت میں ترقی کرنا ہے تو زراعت کو ترقی دینا ہوگی۔ تب ہی جاکر صنعت اپنے پاؤں پر کھڑی ہوسکے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اب نگران حکومت نے زرعی ٹیکس لگا دیا ہے اور اب ویلتھ ٹیکس لگانے کا پروگرام ہے نگران حکومت کے کافی اقدام بر وقت ہیں اور بڑے مستحسن اقدام ہیں ان کا الیکشن کروانے کا اقدام بہت بڑا اقدام تھا یہ بہت بڑی قومی خدمت ہے لیکن ان کو کچھ اقدام آئندہ اسمبلی پر چھوڑ دینے چاہئیں تھے ان کو ایسے اقدامات نہیں کرنے چاہئیں تھے منتخب حکومت (elected government) کا prerogative ہے تو اس سلسلے میں میری حکومت اپنے رفقائے کار سے مشورہ کرنے کے بعد اس چیز پر غورکرے گی کہ پنجاب کے کاشت کار پر زرعی ٹیکس لگنا چاہیے یا نہیں لگنا چاہیے اس کا ہم از سر نو جائزہ لیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! وقت کافی ہوگیا ہے لیکن میں ایک'دو معاملات کے بارے میں عرض کروں گا زراعت کے فیلڈ کوترقی دینے کے لیے اور زرعی پیداوار میں خود اعتمادی پیدا کرنے کے لیے ہمارے پاس ٹھوس منصوبہ بندی ہے ہم اس منصوبہ بندی کو بروئے کار لاتے ہوئے زرعی طبقے میں اعتماد پیدا کریں گے اس کو از سر نو سنبھالا دیں گے اور یہ ملک جس میں کسان کو ریڑھ کی ہڈی تصور کیا جاتا ہے اس کسان کی حالت زار کو تبدیل کریں گے اس میں خود اعتمادی پیدا کریں گے اور ہم چھوٹے صنعت کار کو ایک incentive دینا چاہتے ہیں اور جو پچھلے incentives ہیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ آپس میں مشورہ کرکے جو مراعات چھوٹے طبقے کو حاصل ہیں ان کو برقرار رکھیں گے اور ان کو کچھ ایسی مراعات بھی دیں گے کہ جس سے چھوٹی صنعتیں فروغ پاسکیں اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر لیول پر' تحصیل ہیڈ کوارٹر لیول پر اور پنجاب کے کونے کونے میں ہم چھوٹی صنعتوں کا جال بچھا دیں گے اور ہم ایسا طریق کار اختیار کریں گے جناب والا! کہ جس سے زراعت اور صنعت ساتھ ساتھ

پنپ سکے اور ساتھ ساتھ ترقی کر سکے۔ جناب والا! دفتری اور عدالتی انصاف اس صوبے کا بہت بڑا مسئلہ ہے مجھے امید ہے کہ ہم ایک اچھی انتظامیہ کے ذریعے ایڈمنسٹریٹیو آرڈرز اور موثر آرڈرز کر کے لوگوں کو جلدی انصاف مہیا کریں گے اور اس میں وقت مقرر کریں گے۔ جناب والا! کچھ دیگر معاملات ہیں جن کے بارے میں ہم غور کر رہے ہیں ان کی روشنی میں ہم عام آدمی کو جو دفتروں میں جاتا ہے اور جس کو انصاف مہیا نہیں ہوتا اور جو دفتر سرخ فیتے کا شکار ہو جاتے ہیں ان کو ہم دفتری انصاف مہیا کریں گے۔

جناب سپیکر! میری حکومت عدلیہ کا بے حد احترام کرتی ہے عدلیہ کی عزت اور وقار کے بغیر کوئی معاشرہ باعزت اور باوقار نہیں ہوسکتا عدلیہ کے اونچے مقام کے بغیر کسی معاشرے کا اونچا مقام نہیں ہو سکتا۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ عدلیہ کا وقار اور اس کا مقام مزید بلند کرنے کے لیے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے اور ان کو ہر قسم کی سہولتیں مہیا کریں گے اور موثر اور سپیڈی ٹرائیل بنائیں گے اور لوگوں کو جلد انصاف مہیا کرنے کے لیے عدلیہ کی جو بھی ضروریات ہوں گی میری حکومت ان ضروریات کو مہیا کرے گی اور بھر پور تعاون کے ذریعہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ عوام کو جلد انصاف مہیا کرنے کے لیے بھر پور اور موثر اقدام کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ایک ' ایک ایڈیشنل سیشن جج ہر سب ڈویژن لیول پر تعینات کر دیں اور ہر سب ڈویژن کو ایک سیشن ڈویژن میں تبدیل کر دیں اور centralize کردیں اس وقت ہر ضلع میں ایک سیشن جج موجود ہے تین ' چار یا پانچ ایڈیشنل ججز موجود ہیں اور تحصیل لیول اور سب ڈویژن لیول پر ایڈیشنل سیشن ججز نہیں ہیں صرف چند ایک تحصیلیں اور سب ڈویژن ہیں جہاں ایڈیشنل ججز ہیں میری یہ رائے ہے اور اس سلسلے میں کافی سوچ بچار کر بیٹھا ہوں لیکن میں اپنے رفقائے کار سے از سر نو مشورہ کروں گا کہ اگر ہم فوری طور پر کم از کم ایک ' ایک ایڈیشنل جج ہر سب ڈویژن لیول پر تعینات کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ بغیر کچھ خرچ کیے سب ڈویژن میں رہنے والے لوگوں کو اپنے دروازے پر ہی انصاف مہیا کر دیں گے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہمیں ان کی رہائش کا بندوبست کرنا ہوگا۔ ہمیں ان کے لیے دفاتر اور عدالتوں کا بندوبست کرنا ہوگا جو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ لوکل لیول کی ایڈمنسٹریشن کو ہدایت کی جائے گی جو ان کے لیے بندوبست کرے گی۔ مجھے امید ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کی راہ نمائی میں اور جناب چیف جسٹس پنجاب کے ساتھ مشاورت کر کے ہم ایک ایسا نظام عدل قائم کرنے کی کوشش کریں گے۔ کہ جس میں سسٹم وہی موجود ہو لیکن تھوڑی سی

تبدیلی کرکے آپ عوام کو جلدی اور فوری انصاف مہیا کرسکیں کہ سب ڈویژن لیول پر ایک ایڈیشنل سیشن جج کا تقرر ہو جائے۔ اور جو سپیشل رپورٹڈ کیس ہیں ' جو قتل کے کیس ہیں اور جو ڈکیتی کے کیس ہیں اور جو robbery کے کیس ہیں جو لوگوں کی عصمتوں سے کھیلنے کے کیس ہیں جہاں یہ وقوعہ ہو وہاں جاکر ایڈیشنل سیشن جج پہنچ کر بیان قلمبند کرلیں تو میں سمجھتا ہوں کہ پچاس فیصدی کرپشن کے chances کم ہو جائیں گے،پولیس کی گڑ بڑ کے chances لوگوں کے جھوٹ کے chances اور جھوٹے گواہوں کے chances کم ہو جائیں گے اور لوگوں کو انصاف مہیا ہو گا۔

جناب سپیکر! منشیات کے خلاف ہم نے جہاد کرنا ہے۔ منشیات، فروشوں کے خلاف ایک ایسی commitment کے ساتھ اور ایک ایسے عہد کے ساتھ جہاد کرنا ہوگا کہ اس کالے دھندے میں ملوث چاہے ہمارا کوئی بھائی ہو' چاہے ہمارا کوئی عزیز ہو چاہے کوئی ہمارا ساتھی ہو ' چاہے وہ حزب اقتدار سے ہو یا حزب اختلاف سے ہو جو بھی اس کالے دھندے میں مصروف ہے وہ پنجاب کی عزت سے کھیل رہا ہے اور ہماری آنے والی نسلوں کی جڑیں کاٹ رہا ہے۔ کیا ہم اجازت دے سکتے ہیں کہ ہم اپنی نسلوں کی تباہی کروالیں اس شخص سے جو ہمارا ووٹر بنا ہوا ہے یا جعلی سپورٹر بنا ہوا ہے اور جو اس کالے دھندے میں مصروف ہے اور منشیات کا کاروبار کرکے ہماری نسلوں کو تباہ کر رہا ہے۔ ہم اس کی اجازت ہرگز نہیں دیتے۔ مجھے اس سلسلہ میں آپ کی مدد کی ضرورت ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ میرا ساتھ دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ منشیات کا اور منشیات فروشوں کا پنجاب میں خاتمہ کرکے دکھادوں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ ہمارے سرکاری ہسپتال جہاں غریب لوگ علاج کی سہولتیں تلاش کرنے کے لیے جاتے ہیں کیوں کہ متمول اور کھاتے پیتے لوگ تو پرائیویٹ ہسپتالوں میں بھی علاج کروا سکتے ہیں۔ لیکن سرکاری ہسپتال ایسے ہیں کہ جہاں غریب جس کے پاس وسائل نہیں ہیں وہ علاج کی سہولت تلاش کرنے کے لیے وہاں جاتا ہے لیکن ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ ان میں علاج کی وہ سہولتیں دستیاب نہیں جو ایک مہذب معاشرے میں ہونی چاہئیں۔ میری گورنمنٹ کی ترجیحات میں یہ بات شامل ہے کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان ہسپتالوں کی حالت بہتر بنائیں گے اور ان میں ریفارمز لائیں گے۔ایسی ریفارمز کہ جس میں ڈاکٹر دیہاتوں میں جا کر نوکری کرنے میں عار نہیں سمجھیں گے۔ ہماری لیڈی ڈاکٹرز دور افتادہ دیہات میں نوکری کرنے میں تحفظ سمجھیں گی اور اپنے آپ کو فائدے میں بھی سمجھیں گی۔ ہم ایسی پالیسی بنائیں گے کہ جس میں ان کو لازماً دیہاتوں میں جاکر نوکری

کرنی پڑے۔ ہم ایسی پالیسی بنائیں گے کہ جس سے شہروں کے ہسپتال ہیں یا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہیں یا تحصیل ہسپتال ہیں ان میں علاج کی سہولتیں بہتر انداز میں لوگوں کو مہیا کی جائیں گی اور خاص طور پر سرکاری ہسپتالوں میں غریب لوگوں کو علاج کی سہولتیں مہیا کی جائیں اس کے لیے ہم خاص طور پر ریفارمز کرنا چاہتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ میں اپنے رفقائے کار کے ساتھ مل کر یہ ریفارمز کروں گا۔ جناب سپیکر! کواپریٹو سکینڈل اور تاج کمپنی کے متاثرین کی رقوم کے لیے ابھی تک وہ موثر اقدامات نہیں کیے گئے جو کرنے چاہئیں تھے۔ وہ لوگ در در کے دھکے کھا رہے ہیں۔ لاکھوں روپے کواپریٹو بنکوں اور ان اداروں میں لگا کے بیٹھے ہیں لیکن ان کی واپسی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ ہم انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ ان لوگوں کو کہ جن کی رقوم رکی ہوئی ہیں اور جو تباہ حال ہیں اور جن کے پاس ان کے علاوہ کوئی وسائل نہیں ہیں کہ جن سے وہ اپنے بچوں کی کفالت کرسکیں اور اپنی زندگی کے دن گزار سکیں' فوری طور پر کواپریٹو سکینڈل اور تاج کمپنی کے متاثرین کو ان کی رقوم ان کو واپس دلانے کے لیے از سر نو ٹھوس منصوبہ بندی کی جائے۔ جو پہلے اقدامات کیے گئے ہیں وہ ان کی حق رسی کے لیے کافی نہیں ہیں۔ انشاء اللہ ہم ٹھوس اور بہتر منصوبہ بندی کے ذریعے کواپریٹو بنکوں اور تاج کمپنی کے متاثرین کو ان کی رقوم واپس دلانے میں بھر پور رول ادا کریں گے اور فوری طور پر انشاء اللہ تعالیٰ ان کی رقومات کو واپس دلائیں گے۔

جناب سپیکر! اب میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم میں سے کسی کے پاس دس مرلہ کا مکان ہے' کسی کے پاس چار مرلہ کا مکان ہے کسی کے پاس ایک ایکڑ کی کوٹھی اور کسی کے پاس ہزاروں ایکڑ زمین ہے اور کسی کے پاس سینکڑوں ایکڑ زمین ہے اور کسی کے پاس ایک مربع زمین ہے لیکن پنجاب کے دیہاتوں میں لاکھوں بسنے والے ایسے انسان ہیں اور ان کے پاس رہنے کے لیے کوئی ایسا گھر بھی نہیں ہے کوئی ایسا مکان بھی نہیں ہے کہ جس کو وہ کہہ سکیں کہ یہ میرا گھر ہے' یہ میری اولاد کا گھر ہے۔ جناب میں یہ کہتا ہوں کہ یہ میری زمین ہے' یہ میرا گھر ہے' یہ میری اولاد کا گھر ہے۔ لیکن ایک غریب انسان دیہات میں بسنے والا ایسا انسان جو اگر میرے کام نہیں آتا جو میرے بلانے پہ میرے حکم کی تعمیل نہیں کرتا تو اگلے دن میں اسے کہتا ہوں کہ مکان خالی کر دو اور یہاں سے بوریا بستر گول کر جاؤ۔ اس معاشرے میں جس کا خواب جناب قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے دیکھا تھا اور جس کو اسلامی معاشرہ بنانے کے لیے ہم میں سے ہر کسی نے عہد کیے وعدے کیے اور بلند بانگ دعوے کیے۔ اس میں غریب کو انصاف مہیا کرنے کے لیے اور اس کی آرزوؤں اور

امنگوں کے مطابق کہ پاکستان اس کی آرزوؤں کی آماج گاہ ہے۔ اس کو اس کے مطابق بنانے کے لیے لوگوں نے بہت باتیں کیں۔ لیکن عملی طور پر یہ صورت ہے کہ اس وقت بھی لاکھوں انسان ایسے ہیں کہ جن کو ایک دن کے نوٹس پر ان کے گھر سے بے دخل کر دیا جاتا ہے لیکن اس کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ جناب سپیکر! میں یہ ایمان داری کے ساتھ سمجھتا ہوں کہ اگر مجھے اس ملک میں حق حاصل ہے کہ میں اس ملک میں اپنی جائیداد ' اپنی کوٹھی بنا کر رہ سکوں' میرے پاس زمینیں ہوں جس پر میں کاشت کاری کر سکوں ' میں اپنی فیکٹریوں میں ہر سال ایک نئی فیکٹری کا اضافہ کروں تو ایک غریب آدمی کو کیا یہ بھی حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے مکان کو اپنا مکان کہہ سکے اور اس مکان کو اپنی اولاد کا مکان کہہ سکے؟ یہ حق ہمیں غریبوں کو دینا ہوگا ورنہ یہ کوٹھیاں' یہ جائیدادیں' یہ بڑی بڑی زمینیں' بڑی بڑی بلڈنگز' بڑی بڑی فیکٹریاں ان کو خطرہ لاحق رہے گا اس لیے میری حکومت کی ترجیحات میں یہ بات شامل ہوگی ہم یہ فیصلہ کریں گے اور میں اپنے رفقاء کار سے اس بات کی اجازت لینے میں کامیاب ہو جاؤں گا کہ ہم اس ملک میں بسنے والے غریبوں کو جو کہ دور افتادہ دیہات میں بستے ہیں چاہے وہ میری زمین میں بیٹھے ہیں چاہے وہ "زید" کی زمین میں بیٹھے ہیں چاہے وہ "بکر" کی زمین میں بیٹھے ہیں ' چاہے گاؤں میں وہ کسی کی بھی پتی ہے چاہے الف اور ب کی پتی ہے چاہے وہ کسی کی زرعی زمین میں بیٹھے ہیں جو آدمی جس مکان میں بیٹھا ہے ' جو غریب جس جگہ پر بیٹھا ہے۔ اسے اس کے مکان کے حقوق کی ملکیت میری گورنمنٹ بحال کرے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ (نعرہ ہائے تحسین) اور میں اس غریب کی زبان سے کہلواؤں گا کہ یہ مکان اب میرا مکان ہے اور یہ مکان میری آئندہ آنے والی نسلوں کا مکان ہے اس پر اور کسی کا قبضہ اب نہیں ہوسکتا۔ چاہے میں کسی کو بیگار دوں یا نہ دوں' چاہے میں کسی کا کام کروں یا نہ کروں اس مکان کا مالک میرے علاوہ اور کوئی شخص نہیں ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں ' میں ڈویلپمنٹ کی بات کرنا چاہوں گا۔ یہاں پر سکارپ ٹیوب ویلوں کے نظام کے بارے میں بات کی گئی ہے کہ اس نظام کو بحال کرنا ہے میرے ذہن میں یہ بات ہے ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو examine کریں گے اور یہ سکارپ ٹیوب ویل جس پر بے پناہ اخراجات اٹھ چکے ہیں اور ان پر حکومت کے اخراجات بھی اٹھ چکے ہیں اور یہ سب بے کار بھی پڑے ہیں یعنی ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لیکن کاشت کار کو پھر بھی دوہرا آبیانہ لگ رہا ہے یعنی نہری آبیانہ بھی لگ رہا ہے اور اس ٹیوب ویل کا آبیانہ بھی لگ رہا ہے۔ یہ بات بھی میرے نوٹس میں ہے ہم اس کا بھی

تدارک کریں گے اس کو examine کریں گے اور یہ ٹیوب ویل چالو کریں گے اور ان سے کاشت کار کو فائدہ پہنچائیں گے انشاء اللہ۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہاں پر پانچ مرلہ سکیم کی بات کی گئی ہے جہاں بنے بنائے گھر ان کو دینا چاہتا ہوں وہاں پانچ مرلہ سکیم پر بھی عمل کرتے رہیں گے ہم انشاء اللہ تعالیٰ۔ جناب سپیکر! ہمارے موجودہ مالی سال میں ابھی چھ مہینے باقی ہیں اور نومبر میں بجٹ آئے گا اور ہم 28/27 یا 29 تاریخ کے قریب بجٹ اجلاس کرنا چاہتے ہیں اور اس میں آپ کا اے ڈی پی نیا آئے گا باوجود کم وسائل کے، میرے دوستوں نے جس بات کا اظہار کیا ہے جن خدشات کا اظہار کیا ہے کہ خزانہ خالی ہو چکا ہے اور اوور ڈرافٹنگ اس حد تک پہنچ چکی ہے اور سٹیٹ بنک پنجاب کو مزید اوور ڈرافٹنگ دینے کے لیے تیار نہیں ہے یہ باتیں تو بجٹ کے موقع پر ہوں گی کہ یہ اتنی اوور ڈرافٹنگ کیوں بن گئی؟ یہ اتنی اوور ڈرافٹنگ کس لیے ہوگئی؟ یہ باتیں تو بجٹ کے موقع پر ہوں گی لیکن اس کے باوجود کہ ہمارے خزانے کی اتنی عمدہ حالت نہیں ہے اور حکومت پاکستان سے ہمیں اس سلسلہ میں پنجاب میں سالانہ ترقیاتی پروگرام کو جاری رکھنے کے لیے رجوع کرنا پڑے گا اور ان سے مدد لینا ہوگی لیکن مجھے امید ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے ہماری وفاقی حکومت ہمارے کہنے پر ہمیں مدد دے گی اور ہم پنجاب کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کو ٹھیک طریقے سے چلا سکیں گے۔ مجھے امید ہے کہ جب ہم اگلا بجٹ پیش کریں گے جن دوستوں نے اس خدشے کا اظہار کیا ہے ہم ان کی مایوسی میں اضافہ نہیں کریں گے بلکہ ان کی مایوسیوں کو کم کریں گے اور ہم ایک اچھا اور متوازن بجٹ پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔ جس میں اس صوبے کی ترقی کی رفتار کو ہم کم نہیں ہونے دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ بلکہ ترقی کی رفتار کو اور تیز کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) مجھے علم ہے کہ اس صوبے میں انسانوں کو بنیادی سہولتیں بھی میسر نہیں ہیں۔ پڑھنے کے لیے سکولز میسر نہیں ہیں علاج کے لیے ہسپتال میسر نہیں ہیں، سڑکیں نہیں بن سکیں۔ دور افتادہ دیہات میں ایک مریض کو ہسپتال تک پہنچانے کے لیے لوگوں کو سات آٹھ میل کا فاصلہ مریض کو چار پائی پر اٹھا کر چلنا پڑتا ہے کیوں کہ ابھی تک اتنی سڑکیں نہیں ہیں جتنی ہونی چاہئیں اور کچھ علاقوں میں پینے کا پانی تک بھی میسر نہیں ہے۔ میرے ذاتی علم میں یہ بات ہے کہ ابھی تک ہم لوگوں کو پینے کا پانی تک میسر نہیں کر سکے۔ دیہاتی زندگی کی یہ ناگفتہ بہ حالت جو ہے اس میں ہم تبدیلی لانا چاہتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا حالیہ جو ترقیاتی پروگرام ہے اس میں ہم کوئی تبدیلی لانے کی کوشش کریں گے اور سالانہ ترقیاتی پروگرام کو ہم اس انداز سے ترتیب دیں گے کہ دور دراز بسنے والے لوگ،

شہروں میں بسنے والے لوگ ، شہروں کی کچی آبادیوں میں بسنے والے لوگ ، ٹاؤن کمیٹی میں بسنے والے لوگ ، میونسپل کمیٹی میں بسنے والے لوگ ، کارپوریشنوں میں بسنے والے لوگ اور بالخصوص دور دراز علاقوں میں بسنے والے لوگ جو ہیں ان کو بنیادی انسانی ضرورتیں مہیا کرنے میں ہم کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کریں گے۔

آخر میں جناب سپیکر ! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کالا باغ ڈیم کی یہاں بات ہوئی ہے اس مسئلے کو ہم پنجاب کا مسئلہ نہیں سمجھتے اس کو ہم قومی مسئلہ سمجھتے ہیں اور پاکستان کی معیشت کے لیے ، پنجاب کی معیشت کے لیے، فرنٹیئر کی معیشت کے لیے اور سندھ کی معیشت کے لیے اور پاکستان کے عوام کی فلاح و بہبود اور ان کی خوش حالی کے لیے کالا باغ ڈیم لازم و ملزوم ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) اور میں سمجھتا ہوں کہ اب کچھ اس میں زیادہ آسانی ہوسکتی ہے۔ آسانی اس لیے ہوسکتی ہے کہ مجھے یاد ہے کہ اسلامی جمہوری اتحاد ، آئی جے آئی کے منشور میں کالا ڈیم بنانا شامل تھا۔ 1990ء کے الیکشن جس منشور کے تحت لڑے گئے تھے جس میں ہم بھی شامل تھے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کو اس میں first priority کے طور پر take up کیا گیا تھا ۔ اور آج میں سمجھتا ہوں کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر میں کوئی خاص دشواری نہیں ہونی چاہیے کیوں کہ اس وقت فرنٹیر میں اسلامی جمہوری اتحاد کے قائد کی، پاکستان مسلم لیگ نوازگروپ کے قائد کی اور اے این پی کے الائنس کی حکومت وہاں معرض وجود میں آچکی ہے وہ کالا باغ ڈیم بنانا چاہتے ہیں اور ان کی حکومت وہاں قائم ہوچکی ہے جہاں سب سے زیادہ مداخلت ہو رہی تھی۔ اگر سرحد کی حکومت اس بات کا اعلان کرے کہ وہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ڈالے گی تو پنجاب کی حکومت کل ہی کالا باغ ڈیم تعمیر کرنے کے احکامات جاری کرنے کے لیے تیار ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور مجھے حسن ظن ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب اس میں کسی قسم کی تاخیر و پس و پیش نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ جن کوارٹرز سے تاخیر ہوتی تھی وہاں اب وہ لوگ برسر اقتدار ہیں وہ کالا باغ ڈیم تعمیر کرنا چاہتے ہیں اور کالا باغ ڈیم کی تعمیر ان کے پروگرام اورمنشور میں شامل ہے۔

جناب سپیکر! میں بلدیاتی اداروں کے بارے میں گزارش کرکے آپ سے اجازت چاہوں گا۔ بلدیاتی اداروں کو کیئر ٹیکر گورنمنٹ نے توڑا ہے اور نگران حکومت نے جنوری میں اس کے الیکشنز کا بھی اعلان کیا ہے۔ سردست میری حکومت نے ان کا پوری طرح جائزہ نہیں لیا۔ ہم اس کو پوری طرح دیکھیں گے اور اس کا پوری طرح جائزہ لیں گے کہ یہ بلدیاتی ادارے کس ضرورت کے تحت توڑے

گئے ہیں، ان کی اب کیا پوزیشن ہے اور الیکشنز کی اب کیا پوزیشن ہے۔ جنوری میں الیکشنز ہو سکتے ہیں یا نہیں ہو سکتے۔ کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ ان اداروں میں کرپشن ہوتی رہی ہے۔ ان کا آڈٹ کیا جائے۔ ہم اس بات کا بھی جائزہ لے رہے ہیں کہ ان کا آڈٹ کیا جائے اور ہم اس بات کا بھی جائزہ لے رہے ہیں کہ ان میں جو سرکاری ملازم ایڈمنسٹریٹر مقرر کیے گئے ہیں سول لوگ ایڈمنسٹریٹر مقرر کیے جاسکیں اور اس بات کا بھی ہم جائزہ لے رہے ہیں کہ کیا ان کے الیکشنز کرانے سے پہلے نئی حلقہ بندیوں کی ضرورت ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)۔

ووٹرز لسٹوں کے بارے میں شکایات موصول ہو رہی ہیں اس بات کا بھی جائزہ لے رہے ہیں کہ ووٹرز لسٹوں میں جائز رد و بدل کی گنجائش ہے یا نہیں ہے۔ اور اگر نہیں ہے تو قانونی طور پر اس میں گنجائش پیدا کی جاسکتی ہے یا نہیں کی جاسکتی۔ اس ساری بات کا جائزہ لے کر ہم فیصلہ کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب کے بہترین مفاد میں فیصلہ کریں گے ۔ بلدیاتی ادارے جمہوریت کی پہلی سیڑھی ہیں۔ ہم ان اداروں کو قائم کرنا چاہتے ہیں اور ان کو قائم رکھنا چاہتے ہیں اور جمہوریت کے لیے اور ان اسمبلیوں میں آنے کے لیے ان اداروں میں جو لوگ تربیت حاصل کرتے ہیں ہم ان تربیتی مراکز کو قائم رکھنا چاہتے ہیں، ان کو موثر بنانا چاہتے ہیں اور ان کو فعال بنانا چاہتے ہیں اور لوکل لیول پہ ڈویلپمنٹ کے ان اداروں کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! آخر میں میں پھر معزز ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور معزز اراکین کا شکریہ ادا
کرتا ہوں کہ مجھے اتنے بڑے اعزاز سے نوازا، اتنے بڑے منصب سے نوازا۔ میں آپ کے توسط سے ۲
دل کی گہرائیوں سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب سپیکر، میں دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ
نے مجھے اپنی معروضات پیش کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر، اب میں گورنر پنجاب کا حکم پڑھتا ہوں۔

In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, I, Lieutenant General(Retd) **Muhammad Iqbal**, *Acting Governor of the Punjab*, hereby prorogue the Provincial Assembly with effect from Thursday, the 21st October, 1993, after the completion of the business of the Assembly on that day.

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چوتھا اجلاس)

بدھ 27۔ اکتوبر 1993ء

(چہار شنبہ 10۔ جمادی الاوّل 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں شام 4 بج کر 10 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلْتَكُنْ
مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ
تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَھُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا
الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا
الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْھُھُمْ
فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ ھُمْ فِيْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ
نَتْلُوْھَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں○ اور ان لوگوں کی طرف نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکام بین آنے کے بعد ایک دوسرے سے (خلاف) اختلاف کرنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جن کو (قیامت کے دن) بڑا عذاب ہوگا○ جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے سیاہ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے (ان سے خدا فرمائے گا) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے؛ سو (اب) اس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو○ اور جن لوگوں کے منہ سفید ہوں گے وہ خدا کی رحمت (کے باغوں) میں ہوں گے اور ان میں ہمیشہ رہیں گے○ یہ خدا کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو صحت کے ساتھ پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور خدا اہل عالم پر ظلم نہیں کرنا چاہتا○

وما علینا الاالبلاغ○

اخراجات بغیر کسی بحث و تمحیص کے ہم یہاں منظور کر لیں اور دوسری طرف آج یہ ایوان اس اہم معاملے کو نمٹانے کے لیے دو گھنٹے کی تاخیر سے شروع ہو رہا ہے۔ میں آپ سے دست بستہ عرض کروں گا کہ مہربانی فرما کر آپ اس بات کا نوٹس لیں۔(نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر: میں قائد ایوان، قائد حزب اختلاف اور اس معزز ہاؤس کے تمام اراکین سے خود بھی یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وقت کی پابندی کو ملحوظ خاطر رکھا جائے اور آئندہ مجھ سے یہ توقع نہ رکھی جائے کہ اتنی دیر تک اراکین کا انتظار کیا جائے گا۔ کارروائی شروع کی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ ------

جناب سپیکر، یہ بات ہو گئی ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ بجٹ کی کارروائی شروع کی جائے جس پر آپ سب کو گلہ ہے۔ سیکرٹری صاحب آپ کارروائی شروع کریں۔

سید تابش الوری: جناب والا! مجھے اس بات سے اتفاق ہے کہ آج بجٹ کے علاوہ کوئی اور کارروائی نہیں ہو سکتی لیکن غیر معمولی صورت حال کے باعث میں ایک غیر معمولی تحریک پیش کرنا چاہوں گا۔

پوائنٹ آف آرڈر

اجلاس کے بر وقت آغاز کے لیے پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (میاں محمد شہباز شریف)، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر ، آج بجٹ اجلاس ہے لہذا بجٹ ہی کی کارروائی ہو گی۔ فرمائیے

میاں محمد شہباز شریف: شکریہ' جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ تواتر کے ساتھ ہمارا اجلاس روزانہ ایک دو گھنٹے تاخیر سے شروع ہو رہا ہے۔ آج بجٹ اجلاس ہے اور خاص طور پر پچھلے دور میں گورنر پنجاب نے' یعنی جب اسمبلیاں بار بار ٹوٹتی رہیں اور اعلیٰ ترین عدالتوں کے فیصلے violate ہوتے رہے چار ماہ کے اخراجات انہوں نے منظور کیے تھے اور آپ کی اور ہماری اطلاع کے مطابق 31 اکتوبر تک اگر اس معزز ایوان نے بجٹ کے اخراجات منظور نہ کیے تو پھر پنجاب کے وہ لوگ جن کی دو وقت کی روٹی تنخواہ کے بغیر پوری نہیں ہوتی وہ کہاں سے روٹی کھائیں گے؟ ہسپتالوں میں دوائیاں کس طرح پہنچیں گی اور مریضوں کا علاج کس طرح سے ہو گا؟ مزید یہ کہ تمام معاملات کس طرح سے طے کیے جائیں گے؟ ایک طرف تو ہم پر یہ زور دیا جا رہا ہے کہ کم از کم ایک ماہ کے

شہروں میں بسنے والے لوگ، شہروں کی کچی آبادیوں میں بسنے والے لوگ، ٹاؤن کمیٹی میں بسنے والے لوگ، میونسپل کمیٹی میں بسنے والے لوگ، کارپوریشنوں میں بسنے والے لوگ اور بالخصوص دور دراز علاقوں میں بسنے والے لوگ جو ہیں ان کو بنیادی انسانی ضرورتیں مہیا کرنے میں ہم کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔

آخر میں جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کالا باغ ڈیم کی یہاں بات ہوئی ہے اس مسئلے کو ہم پنجاب کا مسئلہ نہیں سمجھتے اس کو ہم قومی مسئلہ سمجھتے ہیں اور پاکستان کی معیشت کے لیے، پنجاب کی معیشت کے لیے، فرنٹیئر کی معیشت کے لیے اور سندھ کی معیشت کے لیے اور پاکستان کے عوام کی فلاح و بہبود اور ان کی خوش حالی کے لیے کالا باغ ڈیم لازم و ملزوم ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) اور میں سمجھتا ہوں کہ اب کچھ اس میں زیادہ آسانی ہوسکتی ہے۔ آسانی اس لیے ہوسکتی ہے کہ مجھے یاد ہے کہ اسلامی جمہوری اتحاد، آئی جے آئی کے منشور میں کالا ڈیم بنانا شامل تھا۔ 1990ء کے الیکشن جس منشور کے تحت لڑے گئے تھے جس میں ہم بھی شامل تھے کالا باغ ڈیم کی تعمیر کو اس میں first priority کے طور پر take up کیا گیا تھا۔ اور آج میں سمجھتا ہوں کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر میں کوئی خاص دشواری نہیں ہونی چاہیے کیوں کہ اس وقت فرنٹئر میں اسلامی جمہوری اتحاد کے قائد کی، پاکستان مسلم لیگ نواز گروپ کے قائد کی اور اے این پی کے الائنس کی حکومت وہاں معرض وجود میں آچکی ہے وہ کالا باغ ڈیم بنانا چاہتے ہیں اور ان کی حکومت وہاں قائم ہوچکی ہے جہاں سب سے زیادہ مداخلت ہو رہی تھی۔ اگر سرحد کی حکومت اس بات کا اعلان کرے کہ وہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ڈالے گی تو پنجاب کی حکومت کل ہی کالا باغ ڈیم تعمیر کرنے کے احکامات جاری کرنے کے لیے تیار ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور مجھے حسن ظن ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب اس میں کسی قسم کی تاخیر و پس و پیش نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ جن کوارٹرز سے تاخیر ہوتی تھی وہاں اب وہ لوگ برسر اقتدار ہیں وہ کالا باغ ڈیم تعمیر کرنا چاہتے ہیں اور کالا باغ ڈیم کی تعمیر ان کے پروگرام اور منشور میں شامل ہے۔

جناب سپیکر! میں بلدیاتی اداروں کے بارے میں گزارش کرکے آپ سے اجازت چاہوں گا۔ بلدیاتی اداروں کو کیئر ٹیکر گورنمنٹ نے توڑا ہے اور نگران حکومت نے جنوری میں اس کے الیکشنز کا بھی اعلان کیا ہے۔ سردست میری حکومت نے ان کا پوری طرح جائزہ نہیں لیا۔ ہم اس کو پوری طرح دیکھیں گے اور اس کا پوری طرح جائزہ لیں گے کہ یہ بلدیاتی ادارے کس ضرورت کے تحت توڑے

گئے ہیں' ان کی اب کیا پوزیشن ہے اور الیکشنز کی اب کیا پوزیشن ہے۔ جنوری میں الیکشنز ہو سکتے ہیں یا نہیں ہو سکتے۔ کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ ان اداروں میں کرپشن ہوتی رہی ہے۔ ان کا آڈٹ کیا جائے۔ ہم اس بات کا بھی جائزہ لے رہے ہیں کہ ان کا آڈٹ کیا جائے اور ہم اس بات کا بھی جائزہ لے رہے ہیں کہ ان میں جو سرکاری ملازم ایڈمنسٹریٹر مقرر کیے گئے ہیں سول لوگ ایڈمنسٹریٹر مقرر کیے جاسکیں اور اس بات کا بھی ہم جائزہ لے رہے ہیں کہ کیا ان کے الیکشنز کرانے سے پہلے نئی حلقہ بندیوں کی ضرورت ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

ووٹرز لسٹوں کے بارے میں شکایات موصول ہو رہی ہیں اس بات کا بھی جائزہ لے رہے ہیں کہ ووٹرز لسٹوں میں جائز رد و بدل کی گنجائش ہے یا نہیں ہے۔ اور اگر نہیں ہے تو قانونی طور پر اس میں گنجائش پیدا کی جاسکتی ہے یا نہیں کی جاسکتی۔ اس ساری بات کا جائزہ لے کر ہم فیصلہ کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب کے بہترین مفاد میں فیصلہ کریں گے ۔ بلدیاتی ادارے جمہوریت کی پہلی سیڑھی ہیں۔ ہم ان اداروں کو قائم کرنا چاہتے ہیں اور ان کو قائم رکھنا چاہتے ہیں اور جمہوریت کے لیے اور ان اسمبلیوں میں آنے کے لیے ان اداروں میں جو لوگ تربیت حاصل کرتے ہیں ہم ان تربیتی مراکز کو قائم رکھنا چاہتے ہیں' ان کو موثر بنانا چاہتے ہیں اور ان کو فعال بنانا چاہتے ہیں اور لوکل لیول پہ ڈویلپمنٹ کے ان اداروں کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! آخر میں میں پھر معزز ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور معزز اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے اتنے بڑے اعزاز سے نوازا' اتنے بڑے منصب سے نوازا۔ میں آپ کے توسط سے دل کی گہرائیوں سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب سپیکر ' میں دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اپنی معروضات پیش کرنے کا موقع عطا فرمایا۔(نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر، اب میں گورنر پنجاب کا حکم پڑھتا ہوں۔

In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, I, Lieutenant General(Retd) **Muhammad Iqbal**, *Acting Governor of the Punjab*, hereby prorogue the Provincial Assembly with effect from Thursday, the 21st October, 1993, after the completion of the business of the Assembly on that day.

میری تحریک یہ ہے کہ ضابطہ نمبر 109 کو ـــــــ

جناب سپیکر ،آج کوئی تحریک پیش نہیں ہو سکتی ۔

سید تابش الوری، جناب والا! اگر ضابطہ نمبر 109 کو معطل کر دیا جائے ــــــ

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں ایک تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں اس کے لیے اجازت دی جائے اس پر کوئی پابندی نہیں ہے ۔

جناب سپیکر، سوائے بجٹ کے آج کوئی تحریک پیش نہیں کی جا سکتی ۔ سوائے بجٹ کے کوئی اور کارروائی نہیں ہو سکتی ۔ میں نے ہاؤس کے دیر سے شروع ہونے کا نوٹس لیا ہے اور آپ دوستوں سے گزارش بھی کی ہے اور اپنی طرف سے بھی کوشش کی ہے ۔ میرا خیال ہے کہ اب ہاؤس کی کارروائی کو آگے بڑھانا چاہیے ۔(قطع کلامیاں)

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میری تو تحریک استحقاق ہے جو پیش ہو سکتی ہے ۔

جناب سپیکر، میں رولنگ دے چکا ہوں ۔ جناب سیکرٹری صاحب بجٹ کی کارروائی شروع کی جائے ۔

سید تابش الوری ، جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ رول نمبر 109 کو چند منٹ کے لیے معطل کر دیا جائے اور جناب سپیکر کی اجازت سے اس تحریک کو ہاؤس کے سامنے پیش کیا جائے ۔

جناب سپیکر، میں اس کی اجازت نہیں دے رہا۔ ہاؤس کی کارروائی کو آگے بڑھایا جائے ۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل مندرجہ ذیل ترتیب میں چیئرمینوں کا پینل مقرر فرمایا ہے۔

1 ۔	سید تابش الوری	پی پی 222	بہاولپور
2 ۔	جناب محمد افضل سندھو	پی پی 229	بہاولنگر
3 ۔	جناب زاہد محمود مزاری	پی پی 206	راجن پور
4 ۔	میاں اطہر حسن ڈار	پی پی 87	گوجرانوالہ

سید تابش الوری، اپنا عہدہ سنبھالنے آئے

جناب سپیکر، آپ سپیکر کی رولنگ کے بعد تشریف رکھیں اور ہاؤس کی کارروائی ہونے دیں۔ اس سلسلے میں جو بہت سے Resolution آئے ہیں ہم منگل کے روز یا 31۔ اکتوبر کو پرائیویٹ ممبرز ڈے پر ان کو لیں گے ۔ اب ہاؤس کی کارروائی آگے بڑھائیے ۔

قرار داد

مقبوضہ کشمیر میں درگاہ حضرت بل کے محاصرے اور مسلمانوں پر ظلم و استبداد کے خلاف مشترکہ قرار داد مذمت

جناب سپیکر، اب I call the House to order یہ resolution حکومت کی طرف سے آیا ہے آپ بھی بات کر رہے ہیں۔جب 31۔ اکتوبر 1993ء کو ہاؤس دوبارہ meet کرے گا اس میں joint resolution آ سکتا ہے۔ یہ آپ سب کے جذبات ہیں۔ یہ قومی مسئلہ ہے میں اس کا احساس رکھتا ہوں آپ تسلی رکھیں۔ آج کی کارروائی traditions کے مطابق بجٹ تک مختص رہنے دیں۔ اپنی روایات کو خود پامال نہ کریں ۔ آپ ہاؤس کی کارروائی آگے بڑھائیں ۔

میاں محمد شہباز شریف،جناب سپیکر ! آپ کا حکم سر آنکھوں پر ۔ میں پوری طرح سمجھتا ہوں کہ آج اس معزز ایوان نے ایک انتہائی اہم معاملے کو لے کر آگے بڑھنا ہے اور ہم سب قائد ایوان کی بجٹ کے حوالے سے تقریر کے منتظر ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! جہاں تک آپ کے حکم کا تعلق ہے ہم اس پر ان شاء اللہ ہرممکن تعمیل کریں گے ۔میری گزارش یہ ہے کہ درگاہ حضرت بل رحمۃ اللہ علیہ میں آج جس اندوہ ناک طریقے اور سفاکانہ طور پر ہندوستانی افواج نے محاصرہ کر رکھا ہے وہاں پر جس طرح سے کشمیری شہید ہو رہے ہیں جس طرح وادی میں ان شہیدوں کا لہو گر رہا ہے، بہنوں اور ماؤں کو وہاں پر جس طریقے سے اغوا کیا جا رہا ہے ' میری آپ سے گزارش ہے کہ دو منٹ کے لیے اس ہاؤس کو اجازت دے دیں کہ وہ بغیر کسی بحث وتمحیص کے قرارداد adopt کرے ۔ اس کے بعد ان شاء اللہ فی الفور ہم آج کے بجٹ پر چلیں گے۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر،میرے پاس وزیر قانون چودھری محمد فاروق کا ایک resolution آیا ہے۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ وہ اپنا resolution پیش کریں ۔

سید تابش الوری،جناب والا ! میری درخواست ہو گی کہ یہ resolution مشترکہ ہو۔

جناب سپیکر، مشترکہ قرارداد پیش کرنے کے لیے ہی تو میں کہہ رہا تھا کہ ان کی طرف سے بھی resolution آیا ہے اور آپ بھی چاہتے ہیں۔تو لیڈر آف دی ہاؤس اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون(چودھری محمد فاروق) جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اور میں اس ضمن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بے شک یہ ایک انتہائی نازک مسئلہ ہے ۔ہم نے اس بارے میں resolution دے رکھا ہے لیکن آج بجٹ اجلاس ہے اور آج یہاں پر بجٹ پیش ہونا ہے ۔ اگر آپ پنجاب کی پارلیمانی تاریخ دیکھیں تو بجٹ والے دن کوئی دوسرا bussiness نہیں لیا جاتا ۔ رولز بھی اجازت نہیں دیتے اور رولز کو suspend کئے بغیر کوئی resolution کوئی تحریک اس ایوان میں پیش نہیں ہو سکتی۔آج اگر یہاں پر نئی روایات ڈالی گئیں تو پھر کل جب کسی بھی دور حکومت میں بجٹ پیش ہو گا تو اگر کوئی نہ کوئی اہم issue ہو گا تو اسے زیر بحث لایا جائے گا۔ ویسے بھی ہم نے resolution پاس کر کے وفاقی حکومت کو بھیجنا ہے۔ جب کہ قومی اسمبلی میں آج اس issue پر قرارداد پیش بھی ہو رہی ہے اور اس پر باقاعدہ طور پر بحث ہو رہی ہے ۔ کشمیر میں ہونے والی زیادتیوں پر ہمیں بھی بڑا افسوس ہے ہم بھی ان کی مذمت کرتے ہیں ۔ لیکن براہ کرم بجٹ تقریر شروع کی جائے۔جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ آج صرف بجٹ تقریر ہونی چاہیے اور کوئی دوسرا bussiness نہیں ہونا چاہیے۔ بہرحال میں آپ کی رولنگ کے مطابق عمل کرتا ہوں۔

صاحب زادہ میاں سعید احمد ، جناب والا! کشمیر میں ہماری مائیں قتل ہو رہی ہیں ' کشمیر میں ہماری بہنیں قتل ہو رہی ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ بجٹ پیش ہو۔ آج پہلے کشمیر کا مسئلہ پیش ہو گا پھر بجٹ کی بات ہو گی۔

ایک معزز ممبر ،جناب سپیکر! آپ رولنگ دے چکے ہیں۔

صاحب زادہ میاں سعید احمد ، قانون' کون سا قانون؟ قانون اللہ کا ۔ قانون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ قانون نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ۔ ہم بھی اپنی جانیں دے دیں گے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، مسلمان کشمیر میں اپنی قربانیوں سے نئی تاریخ رقم کر رہے ہیں ۔ بہتر ہو گا کہ کشمیر کی بات کو اولیت دی جائے۔

جناب سپیکر ، قائد ایوان جناب میاں منظور احمد وٹو۔

وزیراعلیٰ پنجاب (میاں منظور احمد وٹو)، جناب سپیکر! آج جس قومی اور نہایت اہم مسئلے کی طرف محترم قائد حزب اختلاف نے آپ کی اور اس معزز ایوان کی توجہ مبذول کروائی ہے اور ان کا ارشاد ہے کہ یہ معزز ایوان بجٹ کی کارروائی کو موخر کرتے ہوئے اس resolution کو adopt کرے ۔ تو اس سلسلے میں میں یہ کہوں گا کہ کہیں بھی رولز میں اس بات کی گنجائش نہیں ہے کہ بجٹ کے روز کوئی اور کارروائی کی جائے اور نہ ہی اس ایوان کی یہ روایات رہی ہیں کہ بجٹ کے روز کوئی اور کارروائی کی جائے لیکن میں یہ کہوں گا کہ جس مسئلے کی طرف توجہ مبذول کروائی گئی ہے یہ انتہائی نازک اور انتہائی اہم مسئلہ ہے ۔ جس قدر اسلامیان پاکستان کی گہری وابستگی اس مسئلے کے ساتھ ہے اور ہمارے مسلمان بھائیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم سے ہمارے دل خون کے آنسو رو رہے ہیں۔یہ مسئلہ قائد حزب اختلاف جیسی محترم ہستی نے اٹھایا ہے کہ رولز اینڈ پروسیجر کو suspend کرتے ہوئے اس resolution کو take up کیا جائے۔میں اس کی تائید کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر، اس قرارداد کو ایوان کی طرف سے مشترکہ طور پر کون پیش کریں گے؟ ----- وزیر قانون پیش کریں گے ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں ایک انتہائی اہم مسئلے کے بارے میں متفقہ قرارداد ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

"اس معزز ایوان کی یہ متفقہ رائے ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں درگاہ حضرت بل کے محاصرے اور وہاں پر کشمیری مسلمانوں کے خلاف جو انتہائی ظالمانہ اور غیر انسانی کارروائیاں جاری ہیں اور جس طریقے سے وہاں پر مسلمانوں کا قتل عام کیا جارہا ہے اور جس طریقے سے وہاں پر مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر کے رکھ دی گئی ہے ' اس انتہائی ظالمانہ کارروائی اور غیر انسانی سلوک کے خلاف یہ ایوان بھرپور طریقے سے مذمت کرتا ہے اور وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ عالمی رائے عامہ اور اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم کے ذریعے ان ظالمانہ اور غیر انسانی کارروائیوں کو بند کروایا جائے اور وہاں پر کشمیری مسلمانوں کی زندگی اور ان کے جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔"

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! کارروائی کو درست رکھنے کے لیے میں چاہوں گا کہ طریق کار یہ ہونا چاہیے کہ میں نے تحریک پیش کی تھی کہ قاعدہ ۔202 کے تحت قاعدہ ۔109 کو تھوڑی دیر کے لیے معطل کیا جائے ۔پہلے آپ یہ تحریک ایوان میں پیش فرمائیں گے ۔ یہ ایوان قاعدہ معطل

کرنے کے لیے اجازت دے گا اور پھر آپ فاضل رکن سے کہیں گے کہ وہ قرارداد پیش کریں۔ پھر یہ اسمبلی اس کو پاس یا نامنظور کرے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

وزیر قانون، صورت حال یہ ہے کہ قائد ایوان کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ انھیں پورے ایوان کا اعتماد حاصل ہے۔ جب قائد ایوان یہ کہہ دیں ' اور قائد حزب اختلاف کی طرف سے پیش کیے گئے نقطہ نظر کی قائد ایوان سپورٹ کر رہے ہیں اور ان کی طرف سے سپورٹ کرنے کے بعد جب سپیکر اجازت دیں تو پھر اس وقت آپ کی رولنگ کے ذریعے وہ قواعد معطل ہو گئے اور پھر مجھے اجازت ملی اور پھر میں نے یہ Resolution پیش کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید محمد اکبر شاہ، اس سے ثابت ہوا کہ یہ قرارداد پیش کرنے میں مخلص نہیں ہیں۔ صرف ریڈیو اور ٹی۔ وی کو دکھلاوے کے لیے یہ سب کچھ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیے۔ کیا ایوان کو یہ قرارداد منظور ہے؟

میاں منظور احمد موہل (ڈپٹی سپیکر)، پہلے آپ اسی قرارداد کو پڑھیں گے اور پھر یہ پیش ہو گی۔

جناب سپیکر، یہ قرارداد ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

"اس معزز ایوان کی یہ متفقہ رائے ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں درگاہ حضرت بل کے محاصرے اور وہاں پر کشمیری مسلمانوں کے خلاف جو انتہائی ظالمانہ اور غیر انسانی کارروائیاں جاری ہیں اور جس طریقے سے وہاں پر مسلمانوں کا قتل عام کیا جارہا ہے اور جس طریقے سے وہاں پر مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر کے رکھ دی گئی ہے ' اس انتہائی ظالمانہ کارروائی اور غیر انسانی سلوک کے خلاف یہ ایوان بھر پور طریقے سے مذمت کرتا ہے اور وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ عالمی رائے عامہ اور اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم کے ذریعے ان ظالمانہ اور غیر انسانی کارروائیوں کو بند کروایا جائے اور وہاں پر کشمیری مسلمانوں کی زندگی اور ان کے جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔"

(قرارداد باتفاق رائے منظور ہوئی)

سید تابش الوری، میں گزارش کروں گا کہ چونکہ اس قرارداد کو مباحثات کا حصہ بننا ہے ' تاریخ کا حصہ بننا ہے ' آپ نے قواعد معطل نہیں فرمائے اور اس کے بغیر آپ نے یہ قرارداد پیش کی ہے اس لیے قواعد اور آئین کی رو سے یہ درست نہیں ہے۔ ہم چونکہ آئندہ نسلوں کے سامنے بھی جواب دہ ہیں۔

جناب سپیکر، کون سا قاعدہ؟

سید تابش الوری، پہلے آپ قاعدہ۔ 109 کو معطل کرنے کی میری تحریک' اسمبلی میں پیش فرمائیں گے اور اسمبلی کی طرف سے اس کو منظور کرنے کے بعد پھر آپ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دیں گے۔

جناب سپیکر، اگر آپ میرے ساتھ تھوڑا سا تعاون کریں تو میں یوں کہوں گا کہ میں نے قاعدہ۔ 109 کو معطل کر کے جو قرارداد آپ کے سامنے پیش کی ہے' آپ کو قبول ہے؟

(قرارداد باتفاق رائے منظور کی گئی' نعرہ ہائے تحسین)

جناب سیکرٹری نے جب پینل آف چیئرمین کا اعلان کیا تھا تو آپ سن نہیں رہے تھے۔ میں دوبارہ بیان کرتا ہوں کہ اس اجلاس کے لیے جو صدر نشینوں کے اسمائے گرامی ہیں' وہ یوں ہیں:

1۔	سید تابش الوری	پی پی 222	بہاولپور
2۔	جناب محمد افضل سندھو	پی پی 229	بہاولنگر
3۔	جناب زاہد محمود مزاری	پی پی 206	راجن پور
4۔	میاں اظہر حسن ڈار	پی پی 87	گوجرانوالہ

اب میں سرکاری کارروائی کا آغاز کرنے کے لیے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو کہتا ہوں کہ وہ میزانیہ برائے سال 94-1993ء پیش کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

میزانیہ بابت سال 94 - 1993ء اور ضمنی میزانیہ بابت سال 93 - 1992ء

وزیر اعلیٰ، (میاں منظور احمد وٹو) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! میں آج رواں مالی سال کا بجٹ لے کر اس معزز ایوان کے سامنے پیش ہوں۔ یہ امر غیر معمولی نوعیت کا حامل ہے کیونکہ جو بجٹ جون میں منظور ہونا تھا وہ ماہ اکتوبر کے آخری ہفتہ میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس دوران پوری قوم ایک دفعہ پھر انتخابات کے عمل سے گزری ہے ہمارے اس عظیم صوبے کے عوام نے ہمیں اس معزز ایوان میں ایک پیغام دے کر اور اس امید کے ساتھ منتخب کیا ہے کہ ان کے نمائندے ذات' برادری' باہمی رنجشوں اور علاقائی تعصبات کو ختم کر کے ایک معاشی انصاف کی بنیاد رکھیں گے۔ اس جدوجہد میں ہم سب نے مل کر لگن کے ساتھ کام کرنا ہے۔ اس سرزمین سے جہالت اور ناخواندگی کو مٹانا ہے اور دیہات کی ہمہ جہت ترقی کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنا ہے۔ ایک نئے عزم حوصلے اور ولولے کے ساتھ قوم کے ناتواں جسم میں زندگی کا نکھار پیدا

کرنا ہے۔

صوبائی اسمبلی نے پچھلے مالی سال کے لیے بجٹ میں 43 ارب 36 کروڑ 59 لاکھ روپے کے جاری اخراجات اور 13 ارب 85 کروڑ 79 لاکھ روپے کے ترقیاتی اخراجات منظور فرمائے تھے۔ ضمنی بجٹ میں ان مطالبات زر کو پیش کیا گیا ہے جو سال 93 - 1992ء کے دوران اشد ضروری پائے گئے۔ ضمنی بجٹ کا مجموعی حجم 5 ارب 95 کروڑ 68 لاکھ 44 ہزار روپے ہے جو سال 92 - 1991ء کے ضمنی بجٹ سے ایک ارب 8 کروڑ 8 لاکھ 51 ہزار روپے کم ہے۔

سال 93 - 1992ء کا بجٹ منظور ہونے کے بعد حکومت نے شروع ہی سے اخراجات میں کمی کرنے کے متعدد اقدامات کئے لیکن ان تمام پابندیوں کے باوجود پچھلے مالی سال میں شدید مالی مشکلات پیش آئیں ابھی مالی سال کی پہلی سہ ماہی گزری تھی کہ منگلا ڈیم کے دروازوں سے نکلنے والے ایک طوفان بلا خیز نے پنجاب میں تباہی پھیلا دی۔ سرکاری عمارات سڑکوں' نہروں اور ہیڈ ورکس کو شدید نقصان پہنچا۔ پنجاب کے بجٹ کا سارا ڈھانچہ ہل کر رہ گیا نہ صرف ترجیحات بدل گئیں بلکہ بحالی کے اخراجات ناگزیر ہو گئے۔ اسی طرح انتظامی اور عدالتی فیصلوں پر عمل درآمد کرنے سے اضافی اخراجات کرنے پڑے جو بجٹ بناتے وقت محلِ نظر نہیں تھے۔ ان اضافی اخراجات کا تخمینہ 2 ارب 68 کروڑ 55 لاکھ روپے ہے مگر مالیاتی نظم و ضبط کے ذریعے اخراجات میں کمی کی گئی ۔ جس سے نظر ثانی شدہ بجٹ کا حجم اصل بجٹ سے 32 کروڑ 63 لاکھ روپے کم ہو گیا۔

سال 93 - 1992ء کے تخمینہ جات اور نظر ثانی شدہ بجٹ کا ضمنی بجٹ کے تناظر میں موازنہ کیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ نہ صرف ضمنی اخراجات بلکہ تنخواہوں اور پنشن میں اضافہ اور سیلاب کے بعد بحالی کے اضافی اخراجات کو بھی وسائل میں رہ کر پورا کیا گیا ہے۔ صوبائی اسمبلی نے پچھلے مالی سال کے لیے کل 43 ارب 36 کروڑ 59 لاکھ روپے کے اخراجات کی منظوری دی تھی۔ جب کہ نظر ثانی شدہ تخمینہ جات 43 ارب 3 کروڑ 96 لاکھ روپے ہیں۔ حکومت کی تمام تر کوششوں کے باوجود جاری حسابات میں 1 کروڑ 65 لاکھ روپے کا خسارہ اٹھانا پڑا جس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ہمارے کل وسائل میں 172 کروڑ 28 لاکھ روپے کی کمی ہوئی۔ حالانکہ وفاقی حکومت کی طرف سے قابل تقسیم وفاقی محاصل میں 4 کروڑ 88 لاکھ روپے کا اضافہ ہوا جب کہ صوبائی محاصل اور دیگر محاصل میں 16.48 فی صد کے تناسب سے 167 کروڑ 45 لاکھ روپے کی کمی واقع ہوئی۔ اس کے علاوہ وفاقی حکومت سے متوقع امداد میں 9 کروڑ 71 لاکھ روپے کی کمی واقع ہوئی۔

بجٹ 93 - 1992ء میں کل 175 کروڑ روپے کی بچت متوقع تھی لیکن سیلاب کی تباہ کاریوں کے بعد بحالی کے اخراجات اور محاصل میں کمی کی وجہ سے جاری بجٹ میں بچت ممکن نہ رہی ۔ اس ضمن میں حکومت پنجاب نے سالانہ ترقیاتی پروگرام پر نظر ثانی کرنے کے بعد اس کا حجم 1052 کروڑ روپے سے کم کرکے 877 کروڑ روپے کر دیا۔

جناب سپیکر، رواں مالی سال کے بجٹ میں وسائل کا تخمینہ 48 ارب 70 کروڑ 58 لاکھ روپے ہے جو کہ پچھلے مالی سال کے تخمینہ سے 8.85 فی صد کی شرح سے 395 کروڑ 99 لاکھ روپے زیادہ ہے۔ ان وسائل میں وفاق کی طرف سے فراہم کردہ محاصل بشمول گرانٹ 38 ارب 4 کروڑ 93 لاکھ روپے اور صوبائی محاصل کے 10 ارب 65 کروڑ 65 لاکھ روپے شامل ہیں۔

قومی مالیاتی کمیشن ایوارڈ 1990ء کی پروجیکشن کے مطابق پنجاب کو وفاق کی طرف سے 93-1992ء میں کل وسائل 33 ارب 57 کروڑ 22 لاکھ روپے دستیاب ہونے تھے لیکن نظر ثانی شدہ تخمینہ جات کے مطابق 32 ارب 49 کروڑ 77 لاکھ روپے حاصل ہوں گے۔ اس طرح سے ایک ارب 7 کروڑ 45 لاکھ روپے کے وسائل کی کمی واقع ہوئی۔ سال 94 - 1993ء کے لیے 39 ارب 33 کروڑ 87 لاکھ روپے دستیاب ہونے تھے لیکن 6.79 فی صد کے حساب سے 2 ارب 67 کروڑ 22 لاکھ روپے کم وصول ہوں گے۔ صوبہ پنجاب کے کل محاصل کا تقریباً 78 فی صد وفاقی محاصل بنتے ہیں باقی 22 فی صد صوبائی محاصل ہیں۔ صوبائی محاصل کے تخمینہ جات قومی مالیاتی کمیشن کی پروجیکشن سے 13.68 فی صد زیادہ ہیں۔ امید ہے رواں مالی سال میں اصل محاصل تخمینہ جات کے مطابق ہوں گے۔

جناب والا! جاری بجٹ میں اخراجات کا کل تخمینہ 49 ارب 26 کروڑ روپے ہے جو مالی سال 93 - 1992ء کے مقابلے میں صرف 13.59 فی صد زیادہ ہے حالانکہ قومی مالیاتی کمیشن کی سفارشات کے مطابق 14 فی صد اضافہ ہونا چاہیے تھا۔ مجوزہ بجٹ برائے مالی سال 94 - 1993ء کی حکمت عملی یہ ہے کہ غیر ترقیاتی اخراجات کو کنٹرول کرنے کے ساتھ ساتھ سرکاری انتظامی محکموں کو فعال بنانے کے لیے ان کی بنیادی ضروریات یعنی پٹرول، ٹیلی فون، بجلی وغیرہ کو موجودہ نرخوں کے پیش نظر مناسب حد تک بڑھایا جائے۔اس کے علاوہ قومی ترقی میں معاون ثابت ہونے والے تعلیم، صحت اور دیہی فراہمی / نکاسئ آب جیسے اہم شعبوں کے لیے وسائل فراہم کئے جائیں۔ ان کے لئے کل 18 ارب 48 کروڑ 8 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں جو جاری بجٹ کا 37.52 فی صد بنتے ہیں۔ ان شعبہ جات میں اتنی بڑی رقم رکھنے سے

اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حکومت پنجاب کی اولین ترجیح عوام کی تعلیم اور بنیادی صحت ہے۔

پچھلے سال یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اپنے طبعی اثاثے جن پر اربوں روپے خرچ ہوئے ہیں' کی بحالی اور دیکھ بھال کے لیے مناسب شرح اخراجات بڑھائی جائے۔ موجودہ مالی سال میں ہسپتالوں' ڈسپنسریوں سڑکوں نکاسیٔ آب' نہروں کی دیکھ بھال کے لیے تمام ضروری تفصیل کے ساتھ بجٹ جاری کیا گیا تاکہ ہر ایک ادارے کو مناسب حصہ مل سکے۔ ترقی کا عمل مکمل ہونے کے بعد ان طبعی اثاثوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ جس کی وجہ سے حکومت پنجاب کے اخراجات بھی اسی حساب سے بڑھیں گے۔ اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے نہ صرف موجودہ اداروں' سڑکوں' نہروں اور عمارات کے لیے بلکہ نئے اثاثوں کی دیکھ بھال کے لیے بھی فنڈ مہیا کیے گئے۔ مالی سال 93 - 1992ء کے 3 ارب 26 کروڑ 88 لاکھ روپے کے مقابلے میں رواں مالی سال میں اثاثوں کی دیکھ بھال پر 3 ارب 60 کروڑ روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے رواں مالی سال میں اخراجات کا تخمینہ 49 ارب 26 کروڑ روپے اور آمدنی 48 ارب 70 کروڑ 58 لاکھ روپے ہے۔ اس طرح سے 45 کروڑ 83 لاکھ روپے کا خسارہ ہو گا۔ حالانکہ اخراجات کے تخمینہ جات قومی مالیاتی کمیشن کے اندازے سے 12 کروڑ 48 لاکھ روپے کم رکھے گئے ہیں۔ اس معمولی خسارے کو پورا کرنے کے لیے جاری بجٹ کی گرانٹس پر 3 فی صد economy cut لگانے کی تجویز ہے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ بجٹ 94 - 1993ء جون کی بجائے اکتوبر کے آخری ہفتہ میں پیش کیا جا رہا ہے اس دوران حکومت پنجاب کے جاری اخراجات اور ترقیاتی کاموں کو چلانے کے لیے آئین کی شق 126 کے تحت گورنر پنجاب سے جاری اور ترقیاتی اخراجات کے لیے یکم جولائی تا 31۔ اکتوبر 1993ء بالترتیب 16 ارب 33 کروڑ 53 لاکھ روپے اور 3 ارب روپے منظور کروائے گئے۔ انتہائی نا مساعد حالات اور شدید مالی دشواریوں کے باوجود مسلسل کوشش جاری رہی کہ تمام اخراجات اور خاص طور پر غیر ترقیاتی خرچہ کو کم سے کم کیا جائے۔ ان تمام تر کوششوں کے سبب اس چار ماہ کے عرصہ میں ان دو مدوں میں صرف 25 کروڑ 65 لاکھ روپے اور 2 کروڑ 82 لاکھ روپے کی اضافی منظوری لینی پڑی ہے۔ اس تبدیلی میں زیادہ تر اخراجات قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے الیکشن کے سلسلہ میں حکومت پنجاب کو صوبائی انتظامیہ اور پولیس پر کرنے پڑے۔ امید ہے کہ وفاقی حکومت ان اخراجات کی موجودہ مالی سال میں ادائیگی (Reimbursement) کر دے گی۔

حکومتی اخراجات کو یکم جولائی تا 31 ۔ اکتوبر 1993ء تک پورا کرنے کے لیے جو رقوم منظور کروائی گئیں وہ سالانہ بجٹ برائے 94 - 1993ء کا حصہ ہیں۔ اس طرح اب جو جاری اور ترقیاتی اخراجات کا تخمینہ برائے مالی سال 94 - 1993ء اس معزز ایوان میں پیش کیا جا رہا ہے پچھلے چارہ ماہ میں ہونے والے اخراجات اس میں شامل ہیں ۔ تاہم اس معزز ایوان کی اطلاع کے لیے ان اخراجات کی مد وار تفصیل علیحدہ رکھی گئی ہے۔

جناب والا! سال 94 - 1993ء میں 808 کروڑ 10 لاکھ روپے کے متوقع مالی وسائل کے پیش نظر مجموعی سالانہ ترقیاتی پروگرام بشمول سوشل ایکشن پروگرام کا حجم 900 کروڑ روپے رکھا گیا ہے سالانہ ترقیاتی پرو گرام برائے سال 94 - 1993ء کو تشکیل کرتے وقت مندرجہ ذیل حکمت عملی کو مد نظر رکھا گیا ہے،

الف) پرو گرام کا بنیادی مقصد اور حکمت عملی زیادہ سے زیادہ جاری شدہ سکیموں کی جلد از جلد تکمیل ہے تا کہ نہ صرف لاگت میں اضافہ سے بچا جائے بلکہ ترقیاتی کاموں کے ثمرات عوام الناس تک جلد از جلد پہنچ سکیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے 58 کروڑ 93 لاکھ (64.55 فی صد) کی خطیر رقم جاری شدہ سکیموں کی تکمیل کے لیے رکھی گئی ہے جب کہ نئی سکیموں کے لیے 319 کروڑ 7 لاکھ روپے 35.45 فی صد) مختص کئے گئے ہیں ۔ نیا پرو گرام ترجیحی پرو گرام (Priority Programme) مقامی ترقی کا خصوصی پرو گرام (Special Programme for Local Dev) مقامی کونسلوں کی ترقیاتی سکیموں (Dev. Schemes of Local Councils) اور چند اہم منصوبوں اور پرو گراموں پر مشتمل ہے۔ اس طرح سال 94 - 1993ء کے دوران نارمل پرو گرام کے تحت تقریباً 2600 جاری سکیموں کی تکمیل کا اندازہ ہے جب کہ گزشتہ تین سالوں یعنی 91 - 1990ء، 92 - 1991ء اور 93-1992ء میں بالترتیب 1652، 2300، 2559 سکیمیں پایہ تکمیل کو پہنچی تھیں۔

ب) دیہی علاقہ میں لوگوں کے معیار زندگی کو بلند کرنے کے لیے حکومت پنجاب خصوصی توجہ دے رہی ہے اور ایک پالیسی کے تحت زیادہ سے زیادہ وسائل دیہی ترقی کے لیے منتقل کر رہی ہے جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ سال 79 - 1978ء میں دیہی علاقوں کے لیے کل پرو گرام کا 44 فی صد مختص کیا گیا تھا جو سال

94 - 1993ء میں بڑھ کر 80 فی صد تک پہنچ جائے گا۔

(ج) کم ترقی یافتہ علاقوں کی ترقی کے لیے خصوصی طور پر ترقیاتی ادارے قائم کئے گئے ہیں پروگرام کے مجموعی حجم میں کمی کے باوجود سال 94 - 1993ء میں ان اداروں کو اپنے علاقوں میں ترقیاتی کاموں کے لیے 13.72 کروڑ روپے کی خصوصی رقوم فراہم کی جائیں گی۔ یہ رقوم مختلف انتظامی محکمہ جات کی زیر نگرانی نارمل پروگرام کے تحت ہونے والے دیگر ترقیاتی پرو گراموں کے علاوہ ہیں۔

(د) بارانی علاقہ میں ترقیاتی وسائل سے مستفید ہونے کی بہت اہلیت موجود ہے۔ اس مقصد کے لیے سال 94 - 1993ء میں ان علاقوں کی ترقی کے لیے165 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ اس علاقہ کی ترقی میں پانی کی فراہمی ایک اہم رکاوٹ ہے۔ جسے دور کرنے کے لیے ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت چھوٹے ڈیم (Small Dams) کی تعمیر کا سلسلہ جاری ہے تاکہ آب پاشی اور پینے کے لیے پانی محفوظ کیا جا سکے۔پانی کی فراہمی سے بارانی علاقہ میں زراعت' جنگلات' حیوانات' بھیڑ بکری کی پیدائش اور ماہی پروری جیسے شعبہ جات کی ترقی کو فروغ ملے گا۔

(ر) مالی دشواریوں کے باوجود سال 94- 1993ء کے سالانہ ترقیاتی پرو گرام میں امداد مہیا کرنے والے اداروں کے ساتھ طے شدہ معاہدوں کو پورا کرنے کے لیے بیرونی امداد پر مبنی سکیموں کے لیے مناسب رقوم فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ ان سکیموں کو تیزی سے مکمل کیا جا سکے اور بیرونی امداد سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو سکے۔

زراعت پاکستانی معیشت کا بنیادی ستون ہے یہ ملکی آبادی کے لیے خوراک ' مویشیوں کے لیے چارہ اور مقامی صنعت کے لیے خام مواد مہیا کرتا ہے ۔ زرعی اجناس اور ان سے مکمل تیارشدہ و نیم تیار شدہ مصنوعات کی برآمد سے ملک کا بیشتر زرمبادلہ کمایا جاتا ہے۔70 فی صد آبادی کا روزگار براہ راست یا بالواسطہ طور پر زراعت سے وابستہ ہے ۔ بنابریں ایک مسلسل ارتقاء پذیر زراعت وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ ترقیاتی کاوشوں کا ہر وقت اور مناسب جائزہ ' مستحکم زرعی نشو و نما اور اس میدان میں صحیح منصوبہ بندی اس سے بھی زیادہ اہم ہے ۔ صوبہ پنجاب کو قومی زرعی معیشت میں سب سے اہم مقام حاصل ہے۔ زرعی پیداوار کا سب سے بڑا حصہ یہ صوبہ مہیا کرتا ہے ۔ ساٹھ فی صد سے زیادہ زرمبادلہ صرف

کپاس اور اس کی مصنوعات سے حاصل ہوتا ہے جو زیادہ تر پنجاب میں پیدا ہوتی ہے۔

سال 94 - 1993ء کے ترقیاتی بجٹ میں زرعی شعبے میں 22 کروڑ 48 لاکھ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔ واٹر مینجمنٹ منصوبے کے تحت اگلے سال 2589 پانی کے کھالے بہتر کئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ 16 ہزار 900 ایکڑ زمین کو زرعی مقاصد کے لیے ہموار کیا جائے گا۔ زرعی انجینئرنگ کا شعبہ زرعی پیداوار کے اضافے میں اہم رول ادا کر رہا ہے۔ اس شعبے میں بلڈوزر رعائتی نرخ پر دیئے جاتے ہیں علاوہ ازیں ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے لیے سب سڈی بھی دی جاتی ہے اس شعبہ نے اب تک 49 لاکھ 92 ہزار ایکڑ زمین کو ہموار کیا' 95 ہزار 8 سو ٹیوب ویل نصب کئے اور 29 ہزار 2 سو ٹیوب ویلوں کے لیے سب سڈی دی۔ اب تک 12 ہزار 3 سو ٹریکٹر آپریٹرز 236 مشین آپریٹرز کو ٹریننگ دی جا چکی ہے۔ زرعی تحقیق کے شعبے میں مختلف نئی اقسام دریافت ہوئیں جن میں گندم پیاز ٹماٹر وغیر شامل ہیں۔ جاری بجٹ میں چاول کی نرسری کی دیکھ بھال و علاج کے لیے سپرے دوائیاں وغیرہ کے لیے اس سال ایک کروڑ 30 لاکھ 40 ہزار روپے خرچ کئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ زرعی مشینری کی دیکھ بھال و مرمت کے لیے 12 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اس سے موجودہ ضروریات پوری ہوں گی اور زرعی پیداوار میں مزید اضافہ ہو گا۔ بلڈوزروں کی نقل و حمل کے لئے نئی مشینری پر ایک کروڑ 25 لاکھ روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے۔

پانی کے مؤثر استعمال کے ذریعہ زرعی پیداوار میں اضافہ حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جس کے لیے زرعی شعبہ کی کل رقم کا 45 فی صد مختص کیا گیا ہے۔ کپاس کی فصل کو وائرس سے بچانے اور عمدہ اقسام کی ترویج و ترقی پر زرعی تحقیق (Agriculture Research) کے لیے اس شعبہ میں 23 فی صد رقوم مہیا کی گئی ہیں جب کہ زراعت کے توسیعی پروگرام کو 20 فی صد حصہ دیا گیا ہے۔ نیز لیزر ٹیکنالوجی کے تحت زمین کو ہموار کرنے کا سال 93 - 1992ء میں شروع ہونے والا پروگرام آئندہ سال بھی جاری رکھا جائے گا۔

زرعی پیداوار میں اضافہ کے لیے عمدہ بیج کا استعمال نہایت ضروری ہے۔ کپاس کے صاف شدہ بیج کی فراہمی کے لیے پنجاب سیڈ کارپوریشن دو سیڈ ڈیلنٹنگ پلانٹ (Cotton Seed Delinting Plants) نصب کر رہی ہے جن میں سے ایک پلانٹ خانیوال اور دوسرا رحیم یار خان میں لگایا جائے گا۔ اس منصوبے پر تقریباً 8 کروڑ خرچ ہوں گے۔ یہ پلانٹ ایک سال کے دوران 13500 ٹن کپاس کا بیج [illegible]

خاطر خواہ اضافہ ہو گا۔

زرعی معیشت سے متعلقہ علاقائی مسائل کو حل کرنے کے لیے وہاڑی میں زرعی و معاشی ترقیاتی مرکز قائم کیا جا رہا ہے جس کے لیے اس سال تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ اس ادارہ میں کسانوں کے مختلف مقامی زرعی مسائل کے عمیق تجزیہ کے بعد قابل عمل حل تجویز کئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ کاشت کاروں اور زرعی عملہ کو تربیت کی سہولت بھی فراہم کی جائے گی۔

جناب والا! پنجاب میں دنیا کا اپنی نوعیت کا سب سے بڑا مربوط نہری نظام موجود ہے اس میں 14 بیراج /ہیڈور کس' 23300 میں لمبی چھوٹی بڑی نہریں' 528 میل بڑی نہریں رابطہ نہریں (Link Canal) شامل ہیں' جو کہ 21 ملین ایکڑ رقبہ کو سیراب کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ 4600 میل لمبی سیم نالیاں ہیں اور 10 ہزار سے زائد سکارپ ٹیوب ویل نصب کیے گئے ہیں جو کہ سیم اور تھور کی روک تھام کے لیے استعمال ہو رہے ہیں۔ سکارپ ٹیوب ویلوں کے علاوہ مختلف چھوٹی سکیموں میں دو ہزار سے زائد ٹیوب ویل بھی لگائے گئے ہیں۔ جن میں سے بیشتر آبپاشی کے لیے پانی مہیا کرتے ہیں۔ سیلاب سے بچاؤ کے لیے بند بھی تعمیر کیے گئے ہیں جن کی مجموعی لمبائی 1700 میل سے زائد ہے۔

آب پاشی کے شعبہ میں 31.04 کروڑ روپے کے اخراجات سے سال 94-1993ء کے دوران 11 میل نہروں کی توسیع' 14 میل نہروں کی پختگی' دس میل سیم نالوں کی تعمیر اور 7 میل نہروں کی ری ماڈلنگ کا کام مکمل ہو سکے گا۔ صوبہ میں سیم و تھور کے خاتمہ کے لیے سال 94-1993ء کے دوران سکارپ IV' پنجند عباسیہ اور فورڈ واہ صادقیہ کے منصوبوں پر عمل درآمد جاری رکھا جائے گا۔ ان منصوبوں کے تحت نہروں کی ری ماڈلنگ اور ان کو پختہ کیا جائے گا۔ جب کہ سیم نالوں کی تعمیر ہو گی۔ اس کے علاوہ نہری نظام کی بحالی کے دوسرے مرحلہ کے منصوبہ (ISRP-II) کے تحت مالی سال 94-1993ء کے دوران 33 کروڑ روپے کی لاگت سے تقریباً 600 میل لمبی نہروں اور سیم نالوں کی بحالی کا کام کیا جائے گا۔ جب کہ سکارپ خوشاب پراجیکٹ کے تحت 55 میل لمبے سیم نالے تعمیر ہوں گے۔ 65 میل لمبی نہروں کو پختہ کیا جائے گا اور زیر زمین پختہ نالے (Tile Drains) تعمیر ہوں گے۔

سکارپ کے خستہ حال ٹیوب ویل حکومتی وسائل پر بہت بڑا بوجھ ہیں۔ اندازاً ہر سال 125 کروڑ روپے ان کی دیکھ بھال اور مرمت کے لیے خرچ کیے جاتے ہیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر

حکومت پنجاب نے فیصلہ کیا ہے کہ نجی شعبہ کو سکارپ ایریا میں ترغیبات دے کر 8000 ٹیوب ویل جو میٹھے پانی کے علاقوں میں واقع ہیں کو مرحلہ وار پروگرام کے تحت Disinvest کر دیا جائے۔ ان کے کمانڈ ایریا میں آدھے کیوسک ٹیوب ویل پر 26 ہزار روپے اور ایک کیوسک ٹیوب ویل پر 32 ہزار روپے سب سڈی دی جائے گی ۔ سال 94-1993ء میں اس مد میں 23 کروڑ 80 لاکھ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔

جناب والا! شاہرات اور ان کو ملانے والی چھوٹی سڑکیں کسی بھی ملک کی ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اسی لیے سال 1980ء سے لے کر آج تک حکومت نے اس شعبہ کی طرف خصوصی توجہ دی ہے اور اس کے لیے ہمیشہ وافر فنڈز مہیا کیے ہیں۔ صوبائی شاہرات کی لمبائی جو کہ آزادی کے وقت تقریباً 4000 کلومیٹر تھی اس وقت تقریباً 12250 کلومیٹر تک پہنچ چکی ہے ۔ اس کے علاوہ منڈی سے کھیت تک سڑکوں کے پروگرام میں جو 1981ء میں شروع کیا گیا تھا' جون 1993ء تک 17354 کلومیٹر لمبی سڑکیں تعمیر ہو چکی ہیں۔ کھیت سے منڈی تک سڑکوں کی تعمیر کی وجہ سے صوبائی شاہرات پر ٹریفک میں بے پناہ اضافہ ہوا اور اس کے لیے پچھلے مالی سال کے دوران سڑکوں کی کشادگی اور بہتری کے لیے اضافی فنڈز دیے گئے۔ 148 رواں اور 34 نئی سکیموں پر کشادگی اور بہتری کا کام کیا گیا۔ اس کے علاوہ 31 پلوں کی تعمیر کا کام بھی جاری ہے اور ان میں سے بیشتر پر کام جون 1993ء تک مکمل کرلیا گیا۔ سال 94-1993ء میں جاری سکیموں کے لیے 51 کروڑ 39 لاکھ روپے اور نئی سکیموں کے لیے 12 کروڑ روپے' مختص کیے گئے ہیں۔ کھیت سے منڈی تک سڑکوں کے پروگرام میں 58 کروڑ 82 لاکھ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے ۔ جس سے تقریباً 900 کلومیٹر اضافی سڑکیں تعمیر کی جائیں گی ۔

صوبائی پروگرام کے علاوہ ایشیائی ترقیاتی بنک (ADB) کے اشتراک سے کھیت سے منڈی تک سڑکوں کی تعمیر کا منصوبہ جس میں پنجاب حکومت کا حصہ 29.5 فی صد ہے' کا پہلا حصہ پنجاب کے پانچ اضلاع بشمول فیصل آباد' جھنگ' ٹوبہ ٹیک سنگھ' سرگودھا اور شیخوپورہ میں شروع کیا گیا ہے یہ منصوبہ جو کہ 489 کلومیٹر لمبی سڑکوں پر مشتمل ہے اس مالی سال کے اختتام تک ختم ہو جائے گا اور اس پر تقریباً 64 کروڑ 42 لاکھ روپے لاگت آئے گی۔ اس پروگرام کے دوسرے حصہ میں صوبہ کے 11 اضلاع شامل ہیں اس میں بھی پنجاب حکومت کا حصہ 21.2 فی صد ہے اور اس پر کل لاگت 147 کروڑ روپے آئے گی اور اس کے تحت 650 کلومیٹر سڑکوں کی تعمیر ہو گی۔ یہ پروگرام دسمبر 1994ء تک

مکمل ہو جائے گا۔سال 93-1992ء میں اسی بنک کے ساتھ حکومت پاکستان نے ایک اور معاہدہ پر دستخط کیے ہیں۔جس کے تحت 8 صوبائی شاہرات کی بہتری' کشادگی اور مضبوطی کا کام کیا جائے گا۔ ان کی لمبائی تقریباً316 کلومیٹر ہے اور یہ منصوبہ292 کروڑ روپے کی لاگت سے پورا ہو گا اور اس میں صوبہ پنجاب کا حصہ32.2 فی صد ہے۔ یہ منصوبہ سال 94-1993ء میں شروع ہو گا اور 3 سال کی مدت میں مکمل ہو گا۔

جناب سپیکر ! مقامی مسائل اور ان کے مناسب حل کو عوامی نمائندوں سے بہتر کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ کیونکہ ان کا اپنے حلقہ انتخاب سے بالواسطہ رابطہ ہوتا ہے ۔ آج مجھے اس معزز ایوان میں یہ اعلان کرتے ہوئے انتہائی فخر محسوس ہو رہا ہے کہ آپ کی حکومت نے تمام تر مالی مشکلات کے باوجود مالی سال 94-1993ء میں ہر منتخب عوامی نمائندے کے لیے 50 لاکھ روپے کی رقم مختص کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ حالانکہ پچھلے سال یہ رقم محض 37 لاکھ 50 ہزار روپے تھی اور گزشتہ سالوں میں بھی50 لاکھ سے متجاوز نہیں ہوئی تھی۔امید ہے کہ اس سے نہ صرف عوام کے مسائل حل ہوں گے بلکہ جمہوریت کی مزید ترویج ہو گی۔

جناب والا! صوبے کی بڑھتی ہوئی آبادی کو صحت کی سہولیات مہیا کرنے کے لیے 87 کروڑ 74 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں جن میں سے 54 کروڑ 24 لاکھ روپے نارمل پروگرام کے تحت صرف ہوں گے جب کہ 33 کروڑ 50 لاکھ روپے سوشل ایکشن پروگرام کے تحت استعمال کیے جائیں گے۔ نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی کے لیے ہیلتھ فاؤنڈیشن قائم کی جا چکی ہے۔جس کے لیے سال94-1993ء کے دوران3 کروڑ 25 لاکھ روپے مہیا کیے گئے ہیں۔جس کے تحت نجی سیکٹر میں ہسپتالوں' ڈسپنسریوں اور کلینک کے قیام کے لیے نرم شرائط پر قرضہ فراہم کیا جائے گا۔

صوبہ کے دیہی و شہری علاقوں میں تشخیص امراض کے لیے جدید مشینری اور سازوسامان مہیا کیا جائے گا۔اس ضمن میں سروسز ہسپتال لاہور' راولپنڈی جنرل ہسپتال اور نشتر ہسپتال ملتان میں تشخیصی سہولتوں کی فراہمی کے لیے جدید سکین مشین (Scan Machines) مہیا کی جائیں گی۔لاہور میں گیارہ سو بستروں پر مشتمل جناح ہسپتال آئندہ چند ماہ میں کام شروع کر دے گا۔ جب کہ نشتر ہسپتال ملتان میں نیوروسرجری سے متعلق تشخیص کے لیے 2 کروڑ 56 لاکھ روپے کی لاگت سے جدید سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ مزید برآں1 کروڑ50 لاکھ روپے کی لاگت سے بی۔ وی ہسپتال(B.V Hospital) بہاولپور میں 400 بستروں کے وارڈ کی تعمیر کا کام بھی جاری رہے گا۔ لاہور میں بچوں کے ہسپتال اور راولپنڈی میں میڈیکل کالج پر کام جاری رکھنے کے لیے بالترتیب 4 کروڑ 50 لاکھ روپے اور 3 کروڑ

روپے کی رقوم فراہم کی گئی ہیں۔

سوشل ایکشن پروگرام کے تحت 150 بنیادی ہیلتھ یونٹوں (BHUs) میں بجلی کے کنکشن مہیا کیے جائیں گے۔ 500 بنیادی ہیلتھ یونٹوں (BHUs) میں پینے کے صاف پانی اور نکاسی آب کی سہولتیں فراہم کی جائیں گی ۔ دس نئے بنیادی مراکز صحت قائم کیے جائیں گے اور دس موجودہ بنیادی مراکز صحت کا درجہ بڑھایا جائے گا۔ اس کے علاوہ تین نئے دیہی مراکز صحت(RHCS) قائم ہوں گے جب کہ 10 مراکز صحت(RHCS) درجہ بڑھایا جائے گا۔ ایک نیا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال مکمل ہو گا جب کہ 3 تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں پر تعمیر کا کام جاری رہے گا۔

جناب والا! تعلیم کے شعبہ میں آئندہ سال کے لیے 151 کروڑ 70 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں جس میں سے45 کروڑ 75 لاکھ روپے نارمل پروگرام کے تحت اور 105 کروڑ 95 روپے سوشل ایکشن پروگرام کے تحت خرچ ہوں گے۔ نجی شعبے میں تعلیم کی سہولیات کی ترقی کے لیے پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن پہلے سے ہی قائم کی جا چکی ہے ۔ جسے 45 کروڑ روپے دیے جا چکے ہیں۔

پرائمری تعلیم کا شعبہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے ۔ اس کی طرف خصوصی توجہ دینے کے لیے سوشل ایکشن پروگرام تیار کیا گیا ۔سال1992-93ء میں 44 کروڑ روپے دوران سال مہیا کیے جا سکے ۔ اس کے تحت ہر صوبائی انتخابی حلقہ کے لیے کوٹہ مختص کیا گیا۔ اور پرائمری تعلیم کی بہتری کے لیے یکساں مواقع مہیا کیے گئے ۔ فاضل اراکین اسمبلی نے اپنے اپنے حلقہ کے لیے مقامات سکولوں کی نشاندہی کی۔ محکمہ تعلیم نے اس پروگرام کے مختلف حصوں کے تحت 7402 سکیمیں منظور کیں لیکن مالی وسائل کی کمیابی کی وجہ سے صرف 5434 سکیموں پر کام شروع کرایا جا سکا ۔

سال1993-94ء کے دوران 6 ہائی سکولوں کی نئی عمارات'23 ہائی مدارس کی اضافی عمارات اور مختلف ہائی سکولوں میں 280 اضافی کمرے تعمیر کرائے جائیں گے ۔زیادہ توجہ موجودہ سہولیات کو بہتر بنانے پر مرکوز کی جائے گی ۔اور جہاں کہیں انتہائی ضروری قرار پایا وہاں نئے ثانوی تعلیمی ادارے قائم کیے جائیں گے ۔ سائنس ایجوکیشن پراجیکٹ کے تحت 512 مدارس میں سائنسی تجربہ گاہیں تعمیر کرائی جا رہی ہیں۔ اس منصوبہ کو اب revise کیا جا رہا ہے ۔ اور اس کے لیے 25 لاکھ روپے حکومت پنجاب کے حصہ کے طور پر مختص کرنے کی تجویز ہے ۔ اس کے علاوہ 27 کالجوں میں اضافی عمارات' 7 کالجوں میں سائنسی تجربہ گاہیں ' 8 کالجوں میں ہاسٹل اور ایک کالج کو چاردیواری مہیا کرنے کی تجویز ہے 5 انٹر کالجوں کی عمارات مکمل کرائی جائیں گی اور ایک نئے انٹر کالج کے قیام اور چار کالجوں

کا درجہ ڈگری تک بڑھانے کے لیے اضافی ضروری عمارات کی تکمیل کرائی جائے گی۔

فنی تعلیم کے شعبہ کو بھی اس بجٹ میں نظر انداز نہیں کیا گیا۔ ایک نئے کمرشل انسٹیٹیوٹ اور دو انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی بمقام گوجرانوالہ اور ڈیرہ غازی خاں کی عمارات تکمیل کو پہنچ جائیں گی۔ تین موجودہ کمرشل اداروں کی عمارات تعمیر کرائی جائیں گی اور ایک ادارہ کی اضافی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ضروری فنڈز فراہم کرنے کی تجویز ہے۔ مزیدبرآں ٹیکنیکل، کمرشل، ووکیشنل اداروں کی اضافی ضروریات، چاردیواری وغیرہ کی 10 مختلف سکیموں پر کام شروع کروانے کی تجویز ہے۔ بہاولپور میں بریل پرنٹنگ پریس کو نئی مشینری کی فراہمی کے لیے 60 لاکھ روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔

سوشل ایکشن پروگرام کے تحت پچھلے مالی سال میں جن سکیموں پر کام شروع کرایا گیا تھا ان کو مکمل کیا جائے گا۔ اس پروگرام کے تحت 300 پرائمری سکول لڑکوں کے لیے اور 941 پرائمری سکول لڑکیوں کے لیے مکمل کیے جائیں گے۔ علاوہ ازیں 603 مسجد سکول لڑکوں کے لیے اور 558 بغیر عمارت کے پرائمری سکولوں کے لیے بلڈنگ مکمل کی جائیں گی۔ 605 پرائمری سکولوں میں اضافی کمرے بنائے جائیں گے۔ اس کے علاوہ 234 مڈل سکولوں کو بہتر سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔ اور 217 پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا جائے گا۔ پنجاب مڈل سکولنگ پراجیکٹ، گرلز پرائمری ایجوکیشن پراجیکٹ، پرائمری ایجوکیشن پراجیکٹ III اور ٹیچر ٹریننگ پراجیکٹ کے لیے بھی مجموعی طور پر 20 کروڑ 35 لاکھ روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز بجٹ میں شامل کی گئی ہے۔

ان تمام تر مجوزہ منصوبوں کا مقصد صوبے میں تعلیمی سہولیات میں اضافہ کرنا اور موجودہ اداروں کو بہتر بنانا ہے تاکہ نونہالان قوم کو بہتر تدریسی مواقع میسر آ سکیں اور وہ زیور تعلیم سے آراستہ ہو کر ملک و قوم کی خدمت کے لیے نئے ولولہ سے کام کر سکیں۔

دیہی علاقوں میں پینے کا صاف پانی مہیا کرنے اور نکاسی اب کی سہولتوں کی فراہمی کے لیے سال 1993-94ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں SAP کے تحت 128 کروڑ 45 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں جس سے صوبہ کی 21 لاکھ 85 ہزار اضافی آبادی آب رسانی و نکاسی آب کی بہتر سہولتوں سے مستفید ہو گی۔ امید واثق ہے کہ جون 1994ء تک صوبہ کی 75 فی صد دیہی آبادی کو پینے کا صاف پانی مہیا ہو جائے گا جب کہ 63 فی صد شہری آبادی اور 23.5 فی صد دیہی آبادی کو نکاسی آب کی سہولت میسر آ جائے گی۔ 1993-94ء کے مالی سال کے دوران دیہی آب رسانی کی 181 اور دیہی نکاسی آب کی

380 سکیمیں پایۂ تکمیل کو پہنچیں گی۔

پنجاب اس وقت جن مسائل سے دوچار ہے ان میں بے روزگاری سب سے اہم مسئلہ ہے۔ بے روزگاری پر قابو پانے کے لیے حکومت پنجاب کی ہدایت پر پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن / دیہی صنعتی پروگرام اور سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے نام سے چھوٹی صنعتوں کے قیام کے لیے آسان شرائط پر قرضے فراہم کر رہی ہے۔ دیہی صنعت کاری پروگرام کے بنیادی مقاصد وسائل کا دیہی علاقوں میں چھوٹی صنعتوں کے قیام پر استعمال، دیہات سے شہر کی طرف عوام کی منتقلی کے رجحان کو روکنا اور دیہی آجروں / کاریگروں کا طبقہ پیدا کرنا ہے جو بالآخر بڑے صنعتی شعبہ کو مربوط بنیاد فراہم کرے گا۔ سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے تحت ہنر مند تعلیم یافتہ کارکنان میں خود ملازمت پیدا کرنے کی صلاحیت کو مزید بروئے کار لانا مقصود ہے۔

ایسے چھوٹے صنعتی یونٹ جن کے اثاثہ جات کی کل لاگت 15 لاکھ روپے تک ہے اس منصوبہ کے تحت ساڑھے سات لاکھ روپے تک قرضہ دیا جا سکتا ہے۔ جس پر 7 فی صد سالانہ شرح سے مارک اپ لیا جاتا ہے۔ سرمایہ کاری کا تناسب 30 70 کی شرح سے ہے۔ قرضہ کی واپسی 8 سال کے عرصہ میں ہوتی ہے جس کے ساتھ ایک سال کی چھوٹ کی رعایتی مدت بھی ہے۔ ایسا قرضہ "دیہی قرضہ جات کی سکیم" کے لیے ہوگا۔ جب کہ "خود روزگار قرضہ کی سکیم" کے تحت قرضہ کی واپسی کی مدت دس سال ہے جب کہ چھوٹ کی رعایتی مدت ڈیڑھ سال تک بڑھا دی گئی ہے۔

ان سکیموں کے تحت پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن 15854 منصوبوں کے لیے پانچ ارب چونسٹھ کروڑ روپے کے قرضہ جات منظور کر چکی ہے اور ان میں سے 5910 منصوبوں کو ایک ارب اڑتالیس کروڑ روپے کے قرضے کی ادائیگی کی جا چکی ہے۔ ان منصوبہ جات سے تقریباً 60 ہزار افراد کو روزگار مہیا ہو چکا ہے جب کہ تمام منظور شدہ منصوبوں کے پایۂ تکمیل کو پہنچنے پر ایک لاکھ اکاون ہزار مزید افراد کو روزگار کے مواقع میسر ہو سکیں گے۔

یہ سکیمیں اپنے مقاصد کے اعتبار سے بہت کامیاب جا رہی ہیں ایک محتاط اندازے کے مطابق اگلے مالی سال میں کارپوریشن کو اس اسکیم کو مناسب رفتار سے جاری رکھنے کے لیے کم ازکم ایک ارب روپے کی مزید رقم درکار ہو گی جس کے لیے مالیاتی اداروں سے رابطہ کر لیا گیا ہے۔

جناب والا! صوبہ پنجاب میں صنعتی کارکنان کے لیے 26 لیبر کالونیاں مرحلہ وار پروگرام کے تحت قائم کی جا رہی ہیں جن کے لیے رقم وفاقی حکومت فراہم کرتی ہے۔ اس منصوبہ کے تحت 3 مرلہ پر

مشتمل 32000 پلاٹ تیار کرنا مقصود ہیں۔

مالی سال 93-1992ء میں 8 لیبر کالونیاں سرگودھا، فیصل آباد، بوریوالہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، کالا شاہ کاکو اور ساہو کی ملیاں کے مقامات پر مکمل کرلی گئی ہیں۔ ان کالونیوں میں 8529 پلاٹ دستیاب ہیں۔ فیصل آباد کی تمام کالونیوں میں پلاٹ الاٹ کر دیے گئے ہیں جب کہ باقی کالونیوں میں الاٹمنٹ کے لیے درخواستیں طلب کر لی گئیں ہیں توقع ہے کہ الاٹمنٹ کا کام دسمبر، 1993ء تک بذریعہ قرعہ اندازی مکمل ہو جائے گا۔ دوسرے مرحلہ میں جو کہ مالی سال 94-1993ء میں شروع کیا جائے گا۔ کالونیوں پر ترقیاتی کام مکمل کیا جائے گا جو ساہیوال، فیصل آباد (دو)، کمالیہ اور لاہور (دو) میں بنائی جائیں گی۔ ان میں 11579 پلاٹ اور 272 فلیٹ ہوں گے۔ یہاں یہ واضح کرنا مناسب ہوگا کہ یہ پلاٹ صنعتی کارکنان کو بہت نرم شرائط پر الاٹ کئے گئے ہیں اور ان سے صرف ترقیاتی اخراجات آسان قسطوں میں وصول کیے جائیں گے۔ جب کہ زمین کی کوئی قیمت نہیں لی جا رہی ہے۔

صنعتی کارکنان کے لیے دیگر فلاحی منصوبہ جات میں حسب ذیل سکیمیں شامل ہیں۔

الف) کارکنان کی بچیوں کی شادی پر دس ہزار فی کس کی خصوصی گرانٹ جس پر پچھلے مالی سال میں دو کروڑ پندرہ لاکھ روپیہ خرچ کیے گئے ہیں اور اتنی ہی رقم سال 94-1993ء کے لیے مختص کی گئی ہے۔

(ب) ہر سال 17200 سائیکلوں کی مفت تقسیم جس کا خرچہ دو کروڑ پچھتر لاکھ سالانہ ہے۔

(ج) کارکنان کی فیملی کے لیے ہر سال 4300 سلائی مشینوں کی تقسیم جس پر سالانہ اخراجات پچپن لاکھ روپے ہیں۔

یہ منصوبہ جات سال 94-1993ء میں بھی جاری رہیں گے۔

صنعتی کارکنان کے بچوں کی تعلیم کے لیے ورکرز ایجوکیشن سیس فنڈ (Workers Education Cess Fund) سے 11 ماڈل سکول پنجاب کے تمام ڈویژنوں میں قائم کیے گئے ہیں۔ ان سکولوں میں اعلیٰ معیار کی تعلیم کے علاوہ بچوں کو کتابیں، سٹشنری، یونیفارم مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں سکول سے آنے جانے کے لیے ٹرانسپورٹ کی بھی سہولت مہیا کی گئی ہے۔ ان سکولوں میں بچوں بچیوں کی تعداد تقریباً 5000 ہے سال 93-1992ء میں ان سکولوں پر ایک کروڑ ستر لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ مالی سال 94-1993ء کے لیے اخراجات کا تخمینہ 2 کروڑ روپیہ ہے۔ علاوہ ازیں اسی فنڈ سے ہر سال دو کروڑ روپے کے وظائف میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے والے صنعتی کارکنان کے بچوں کو بذریعہ

چیئرمین ضلع کونسل ادا کیے جاتے ہیں۔ اس سکیم سے تقریباً 86000 بچے ہر سال استفادہ کر رہے ہیں۔ مالی سال 94-1993ء میں 10 ماڈل سکولوں کی تعمیر کے لیے 22 کروڑ روپیہ کی خطیر رقم ورکرز ویلفیئر فنڈ Workers Welfare Fund سے خرچ کرنے کا تخمینہ ہے۔ رقم وفاقی حکومت نے فراہم کردی ہے۔یہ سکول لاہور، گوجرانوالہ، ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی / اسلام آباد میں قائم کیے جا رہے ہیں جو لڑکے اور لڑکیوں کے لیے علیحدہ علیحدہ سہولتوں پر مشتمل ہیں۔

جناب والا! اپنی گزارشات کے آخر میں ایک اور غیر معمولی نوعیت کے اہم مسئلہ پر اس معزز ایوان کو اعتماد میں لینا ضروری سمجھتا ہوں۔جیسا کہ اوپر عرض کیا جاچکا ہے کہ آئین کے آرٹیکل 126 کے تحت حاصل کردہ Authorized Expenditure کی مدت 31۔اکتوبر کو ختم ہو رہی ہے۔جب کہ پیش کردہ بجٹ تجاویز پر غور و فکر کے لیے درکار مدت ماہ نومبر پر محیط ہوگی۔ آئین کے آرٹیکل 125 کے تحت اس معزز ایون سے تین ماہ کے اخراجات کی منظوری بجٹ پر بحث سے پہلے حاصل کی جاسکتی ہے لیکن چونکہ بجٹ پیش ہوچکا ہے اور امید ہے کہ بجٹ سے متعلقہ کارروائی ماہ نومبر میں مکمل ہوسکے گی اس لیے اسی بجٹ سے صرف ایک ماہ کے اخراجات کے لیے پیشگی گرانٹس (Grants in advance) کی منظوری کی تجویز ہے تاکہ صوبائی حکومت کا نظام معمول کے مطابق چل سکے۔

جناب سپیکر! ہم اپنی تاریخ کے اک نازک موڑ سے گزر رہے ہیں۔جہاں سے ہم نے اس راہ کا انتخاب کرنا ہے جو جمہوریت کی جلا لیے ضوفشاں ہے۔ یہ راستہ ہمیں اس گل رنگ سویرے کی طرف لے جاتا ہے جس کے لیے ہم پچھلے پنتالیس سال سے جہد مسلسل کر رہے ہیں۔ہمیں باہمی رنجشوں کو پس پشت ڈال کر عوام کے مسائل اجتماعی طور پر حل کرنے ہیں۔ ہمارے صوبے کے غریب عوام ہماری طرف پر امید نظروں سے دیکھ رہے ہیں یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم نے اس پس ماندگی کا مداوا کرنا ہے۔ معاشی ترقی کی راہ ہموار کرنی ہے۔ غربت اور جہالت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ہے۔ لیکن یہ تمام نیک جذبات و خواہشات اس وقت ممکن ہوں گی جب ہم سب مل کر پورے یقین اور ایمان کے ساتھ جدوجہد کریں۔

میری خدائے بزرگ و برتر سے یہ دعا ہے کہ وہ ہمارے ارادوں کو استقامت عطا کرے اور ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم اس صوبے کے غیور عوام کی اپنی بساط سے بڑھ کر خدمت کر سکیں آمین۔

پاکستان پائندہ باد۔

جناب سپیکر، میزانیہ برائے سال 94-1993ء اور ضمنی میزانیہ برائے سال 93-1992ء پیش کر دیا گیا ہے۔جناب وزیر اعلیٰ کے میزانیہ کے پیش کرنے کے بعد کوئی فنانس بل وغیرہ ہے؟ نہیں ۔میں اگلے اجلاس کی اطلاع دینے سے پہلے ہاؤس سے کہنا چاہتا ہوں کہ مورخہ 8 ۔نومبر 1993ء کو سینیٹ کی دو خالی نشستوں کے لیے انتخاب کمیٹی روم "سی" میں زیر انتظام پاکستان الیکشن کمیشن ہو گا۔سینیٹ الیکشن رولز 1975ء کے تحت ووٹ ڈالنے کے لیے ہر رکن صوبائی اسمبلی کے پاس سیکرٹری اسمبلی کی طرف سے جاری کردہ شناختی کارڈ ہونا لازمی ہے لہذا جن معزز اراکین اسمبلی نے ابھی تک اسمبلی سیکرٹریٹ سے اپنے شناختی کارڈ نہیں بنوائے ان سے التماس ہے کہ از راہ کرم وہ 31 ۔اکتوبر 1993ء تک اپنے شناختی کارڈ اسمبلی سیکرٹریٹ سے بنوالیں اور اس مقصد کے لیے تین فوٹو ایک انچ بائی ایک انچ سائز اور دو عدد فوٹو پاسپورٹ سائز/ شناختی کارڈ سائز بمعہ اپنے قومی شناختی کارڈ کی دو عدد فوٹو کاپی کے ساتھ کمرہ نمبر "9" یا استقبالیہ میں جمع کرا دیں۔ دوبارہ سن لیجئے۔

31۔اکتوبر 1993ء تک اپنے شناختی کارڈ سیکرٹریٹ ہذا سے بنوالیں اور اس مقصد کے لیے تین فوٹو ایک x ایک انچ سائز اور دو عدد فوٹو پاسپورٹ سائز اپنے قومی شناختی کارڈ کے ساتھ جس کی دو کاپیاں آپ لگائیں گے کمرہ نمبر "9 " یا استقبالیہ میں جمع کرادیں تاکہ اراکین اسمبلی کو مطلوبہ شناختی کارڈ بروقت جاری کیے جا سکیں۔

اب اجلاس بروز ہفتہ 30۔اکتوبر 1993ء چار بجے سہ پہر تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چوتھا اجلاس)

ہفتہ 30۔ اکتوبر 1993ء

(شنبہ 13۔ جمادی الاوّل 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں شام 5 بج کر 11 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾

سورۃ آل عمران۔ آیت 180

جو لوگ مال میں جو خدا نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں (وہ اچھا نہیں) بلکہ ان کے لیے برا ہے وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا اور آسمانوں اور زمین کا وارث خدا ہی ہے اور جو عمل تم کرتے ہو خدا کو معلوم ہے۔

وما علینا الاالبلاغ ٥

جناب غلام عباس: جناب سپیکر! 28 تاریخ کو یہاں پر پولیس اور دوسرے افسران نے جو قوم کی بیٹیوں کے ساتھ زیادتی کی ہے ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور ہمیں ان افسران کے خلاف ایکشن لینا چاہیے تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ یہ جمہوری حکومت ہے' اس میں مارشل لاء کا تسلسل نہیں ہے۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! کیا یہ تحریک مذمت پیش کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: آج کوئی تحریک پیش نہیں ہو سکتی۔ جو بات آپ نے کہی ہے اتھارٹیز سن رہی ہیں وہاں کا نوٹس لیں لیکن اگر آپ نے اس پر کوئی بات کرنی ہے تو باقاعدہ تحریک التوائے کار لائیں۔ آبجٹ سیشن ہے اس میں کوئی تحریک التوائے کار پیش نہیں ہو سکتی۔

سید محمد خلیل الرحمن چشتی: جناب سپیکر! اجلاس شروع ہونے میں سوا گھنٹہ تاخیر ہو گئی ہے تو ہمیں توقع تھی کہ اب مغرب کی نماز کے بعد اجلاس شروع ہو گا۔ پانچ بج کر سترہ منٹ پر سورج غروب ہوتا ہے اور اب پانچ بیس ہونے کو ہیں۔

جناب سپیکر: نماز مغرب کے لیے اجلاس 5-45 تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لیے اجلاس 5-45 تک ملتوی کیا گیا)

مسئلہ استحقاق

(نماز مغرب کے بعد 5-58 پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: اب ہم سب سے پہلے تحریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ آج جو تحریک استحقاق ہمارے سامنے آئی ہے وہ چودھری پرویز الٰہی صاحب کی ہے۔

وزیر مملکت کی قیادت میں غیر قانونی جلوس میں غلیظ زبان کا استعمال اور ہوائی فائرنگ

چودھری پرویز الٰہی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کی متقاضی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ایوان کی معمول کی کارروائی روک کر میری تحریک زیر بحث لائی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ ہفتہ 23۔ اکتوبر 1993ء کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ وزیر مملکت احمد مختار کی قیادت میں 22۔ اکتوبر 1993ء کو جشن وزارت کے سلسلے میں گجرات میں ایک غیر قانونی جلوس نکالا گیا جس میں صوبائی اسمبلی کے دو ہارنے والے امیدوار مشتاق

پگانوالہ اور سرور جوڑا بھی شامل تھے۔ جلوس کے شرکاء نے جو دفعہ 144 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نکالا گیا تھا میرے اور چودھری شجاعت حسین کے مشترکہ گھر کے سامنے سے گزرتے ہوئے انتہائی غلیظ زبان استعمال کی اور گھر کی طرف اندھا دھند ہوائی فائرنگ کر کے خواتین اور بچوں میں خوف و ہراس پیدا کیا۔ فائرنگ کئی منٹ تک جاری رہی جس کی تصدیق اخبارات کے تراشوں سے ہوتی ہے۔ میرے گھر کے سامنے اس گھناؤنی واردات سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے ایوان میں قاعدہ نمبر 53 کے تحت فی الفور زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، آپ نے جو تحریک استحقاق یہاں ہاؤس میں دی ہے اس میں آپ نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

چودھری پرویز الٰہی، اس سلسلے میں پہلے میں ایک شارٹ سٹیٹمنٹ دے لوں؟

جناب سپیکر، جی ضرور۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ وزیر صاحب کو ظاہر ہے بے انتہا خوشی ہوئی ہو گی لیکن اگر وہ چاہتے تو قانون کو ہاتھ میں نہیں لے سکتے تھے۔ انہوں نے سارا کچھ جان بوجھ کر کیا ہے حالانکہ ان کا گھر بھی شہر کے قریب ہی ہے۔ وہیں وہ رہتے ہیں۔ وہاں وہ جوتیوں کا کام بھی کرتے ہیں۔ انہوں نے جوتیوں کا کارخانہ لگایا ہوا ہے تو وہاں سے ہوتے ہوئے بھی وہ ہمارا گھر avoid کر سکتے تھے لیکن یہ ایک pre-planned کام کیا گیا تھا تاکہ ہمارے گھر کے سامنے جا کر خوف و ہراس پھیلایا جائے اور یہ دکھانے کی کوشش کی جائے کہ چونکہ اب میں وزیر بن گیا ہوں اس لیے میرے اوپر کوئی قاعدہ، کوئی قانون پاکستان میں لاگو نہیں ہو سکتا۔

جناب والا! میری آپ سے اور آپ کی وساطت سے ہاؤس سے یہ گزارش ہے کہ اگر کوئی عام آدمی یہ حرکت کرے تو پولیس اس کو فوراً پکڑتی ہے۔ اگر اسمبلی کے باہر ہماری مائیں، بہنیں کوئی جائز اور حق کی بات کہنے کے لیے شریفانہ طریقہ سے احتجاج کرتی ہیں تو ان پر لاٹھیاں برسائی جاتی ہیں، تھپڑ مارے جاتے ہیں۔

آوازیں، شیم شیم۔ دوپٹے کھینچے جاتے ہیں، ان کو جوتیاں دکھائی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب، آپ مہربانی سے اپنی تحریک استحقاق کے حوالے سے بات کریں۔

دوسرے issues کو نہ اٹھائیں ۔۔۔ بات

ھری پرویز الٰہی، جناب والا! یہ حوالہ کئی جگہ جاتا ہے اس لیے میں ساری چیزیں آپ کے
منے لانا چاہتا ہوں۔ میری یہ گزارش ہے کہ ایک عام آدمی کے خلاف تو پولیس فوراً ایکشن لیتی ہے۔
۔ وزیر جس کو معلوم ہے کہ دفعہ 144 لگی ہوئی ہے اور اس گھر میں شریف آدمی رہتے ہیں جن
، جذبات مجروح ہو سکتے ہیں۔ ٹھیک ہے اگر یہ پندرہ، سولہ سال کے بعد پہلی مرتبہ جیت گئے ہیں تو
، کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جب کوئی وزیر بن جائے تو قانون کو ہاتھ میں لے کر لوگوں کو یہ
ائے کہ پاکستان میں قانون کی حکم رانی نہیں ہو سکتی۔

جناب والا! اس بات کو نہ صرف گجرات میں شہریوں بلکہ گجرات کی انجمن تاجران کے
یداروں سے لے کر گجرات بار کے صدر نے اور ہر شریف آدمی نے condemn کیا ہے اور
prote کیا ہے کہ وزیر کے خلاف پرچہ درج ہونا چاہیے۔

ردار محمد حسین ڈوگر، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔ جناب سپیکر! یہ ہماری جمہوری روایات میں ہے کہ جب
ئی عوامی نمائندہ منتخب ہوتا ہے تو اس کے حلقہ کے عوام خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)۔

ب سپیکر، ان کی شارٹ سٹیٹمنٹ ہو جانے دیں۔

ردار محمد حسین ڈوگر، جب ان کی حکومت تھی تو میری قائد محترمہ بے نظیر بھٹو جو کہ سابقہ وزیر
م تھیں، اسلام آباد میں ان کے سر پر ڈنڈے مارے گئے تھے۔

دھری شوکت داؤد، جناب والا! ان کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لیں۔

(قطع کلامیاں)

ب سپیکر، آپ تشریف رکھیے۔ ڈوگر صاحب آپ بھی تشریف رکھیے۔ سنیے، سپیکر کی بات سنیے پلیز۔
ھری صاحب آپ کی شارٹ سٹیٹمنٹ مکمل ہو گئی؟

دھری پرویز الٰہی، نہیں جناب والا!

ب سپیکر، چودھری صاحب کی شارٹ سٹیٹمنٹ جاری ہے۔

دھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! یہ پہلی بار اسمبلی میں آئے ہیں ان کو جمہوری آداب سکھائیں کہ
، کوئی اپوزیشن لیڈر یا ڈپٹی اپوزیشن لیڈر بات کر رہا ہوتا ہے تو کوئی دوسرا آدمی نہیں بولتا۔

ب سپیکر، اسی لیے انہیں کہا گیا ہے۔ اب آپ بھی disturb نہ کریں۔ شارٹ سٹیٹمنٹ کو

شارٹ سٹیٹمنٹ ہی بنائیے۔ لانگ سٹیٹمنٹ نہ بنائیے۔

چودھری پرویز الٰہی، ان کی اگر کوئی تحریک استحقاق ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اگر انہوں ۔ کوئی تحریک استحقاق دی ہے تو اس پر یہ بات کریں۔ ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر، آپ بات کریں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ اس وزیر کے خلاف پرچہ درج ہونا چاہیے اور گجرات کے ہر طبقہ فکر کے لوگوں نے protest کیا کہ اگر کوئی وزیر قانون کو ہاتھ میں لیتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر، پرچہ کس کی طرف سے درج ہونا چاہیے تھا؟ آپ کروا دیتے۔

چودھری پرویز الٰہی، جی ہاں! ہم پرچہ کروانے کے لیے گئے تھے۔ ہمارے لوگ بھی گئے تھے لیکن آج تک پرچہ درج نہیں ہوا بلکہ الٹا ہمارے لوگوں کے خلاف پرچے درج کیے گئے ہیں۔ چھ پرچے ہمار۔ لوگوں کے خلاف درج کیے گئے ہیں۔

آوازیں، شیم شیم۔ (قطع کلامیاں)

R. SPEAKER:- I call the House to order please

چودھری پرویز الٰہی، میں ساتھ ساتھ یہ بھی بتاتا چلوں کہ وکلاء صاحبان وہاں پرچہ درج کروانے ۔ لیے گئے اور ایس۔ پی نے پرچہ نہیں کیا۔ انجمن تاجران کے لوگ گئے۔ ہماری طرف سے لوگ ۔ لیکن پرچہ درج نہیں کیا گیا بلکہ الٹا ہمارے لوگوں کے خلاف پرچے درج کیے گئے۔ یہ 16 سال کی با کرتے ہیں۔ 16 سال میں ایک واقعہ بھی بتا دیں کہ ہم نے جیتنے کے بعد کسی کے گھر کے سا فائرنگ کی ہو۔ آپ کو کوئی واقعہ نہیں ملے گا۔ نہ ہم نے کبھی کوئی جھوٹا پرچہ درج کرایا ہے۔

جناب غلام عباس، 16 سال میں کبھی الیکشن ہوئے نہیں۔ آپ نے ہاؤس میں یہ کہہ کر تذلیل ہے کہ وہ جوتیوں کا کاروبار کرتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، غلام عباس صاحب تشریف رکھیں۔ غلام عباس صاحب! آپ سپیکر کو ایڈریس کریں۔

چودھری پرویز الٰہی، ان کو یہ اعتراض ہے کہ میں نے جوتوں کی بات کی ہے تو وہ اور کیا کرتے ہیں؟ آپ مجھے بتا دیں۔ جوتوں کا کارخانہ نہیں لگا ہوا تو آپ مجھے بتا دیں کہ وہ اور کیا کام کرتے ہیں

جناب غلام عباس، وہ جو بھی کرتے ہیں محنت کرتے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی: بھئی جوتیاں تو بناتے ہیں ناں۔ کارخانہ ہے ان کا۔ تو جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ اس پر ہاؤس کی ایک سپیشل کمیٹی بنائی جائے کیونکہ ابھی استحقاق کمیٹی نہیں بنی۔ ہاؤس کی کمیٹی بے شک جا کر انکوائری کرے۔ اگر یہ واقعہ نہیں ہوا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں یہ تحریک استحقاق واپس لے لوں گا۔ اسی طرح جب قومی اسمبلی میں ایک معزز رکن اعتزاز احسن نے شکایت کی تو ان کی دیوار گرنے پر ہاؤس نے ایک کمیٹی بنائی تھی۔ وہ کمیٹی اس دیوار کے گرنے کی انکوائری کر کے آئی تھی۔ اس میں اپوزیشن کے نمائندے تھے اور وہ انکوائری بھی بالکل ٹھیک نکلی تھی۔

جناب سپیکر: گجرات میں اس طرح کے واقعات زیادہ ہی ہوتے رہتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری پرویز الٰہی: تو اس لیے آپ براہ مہربانی ہاؤس کی ایک کمیٹی تشکیل کیجئے اور جناب والا! میں اس حوالے سے بھی بات کرنا چاہوں گا کہ آپ پہلی دفعہ سولہ سال کے بعد سپیکر بنے ہیں ہمیں اس بات کی خوشی ہے اور یہ سولہ سال کے بعد پہلی تحریک استحقاق ہے اور یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ اس کو جمہوری انداز میں کس طرح take up کرتے ہیں اور روایات کو کس طرح نبھاتے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں ------

جناب سپیکر: چودھری صاحب' آپ کی short statement کافی لمبی ہو گئی ہے اب ہم کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب والا! اس میں سے کم از کم پانچ منٹ ضرور نکال دیں کیونکہ میری بات پر یہ بولتے رہے۔ میں یہاں پر یہ کہنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کی کمیٹی بنائی جائے اس لیے کہ یہاں ابھی اختیار کسی کے پاس نہیں ہے یہ تو میرے بھائی ایسے ہی بول رہے ہیں کتنی بری بات ہے کہ ایک ایم۔ این۔ اے کو ہاؤس کے اختیارات دے دیے گئے ہیں اور کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایس اینڈ جی اے ڈی کا محکمہ ------

جناب سپیکر: آپ اپنے بارے میں کہیے۔ آپ اپنے دائرے سے باہر جا رہے ہیں۔ مہربانی سے آپ اپنے مسئلے کی بات کیجیے۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب والا! میں تو اپنی بات کر رہا تھا ان کو اعتبار نہیں آ رہا تھا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیے ۔ میں وزیر قانون سے پوچھتا ہوں ۔ لاء منسٹر صاحب ' کیا آپ اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے ؟ ایوان کو پتہ ہونا چاہیے کہ یہ تحریک استحقاق ہے اور یہ ان کا حق ہے ۔ آپ وزیر قانون کو کچھ کہنے دیں ۔

چودھری محمد افضل سندھو: (پوائنٹ آف پریولیج)۔ جناب والا! اس ہاؤس کا وقار اس بات سے مجروح ہوا ہے کہ اس ایوان سے متعلقہ معاملات کسی اور کے سپرد کر دیے گئے ہیں ۔

سید تابش الوری: جناب والا! یہ پوائنٹ آف پریولیج نہیں بنتا۔

جناب سپیکر: وزیر قانون

وزیر قانون: جناب والا!چودھری پرویز الٰہی کی جو تحریک استحقاق ہے یہ موجودہ اسمبلی کے اجلاس میں پہلی تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ حکومت اور اپوزیشن نے جب جمہوریت کے استحکام کے لیے اس ایوان میں رہ کر کام کرنا ہے تو فوری طور پر تحریک استحقاق کی admissibility یا technically اس کو knock-out کرنے یا کروانے کے بجائے میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی بھی معزز ممبر کا استحقاق اور اس کا تحفظ ایوان کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے تقاضے پورے کرنے کے لیے جہاں ہم نے معزز ممبران اسمبلی کے استحقاق کو یقینی بنانا ہے وہاں پر وہ ادارے جنہیں استحقاق کے مجروح ہونے کی صورت میں ایوان کے اندر زیر بحث لایا جاتا ہے ان کا نقطہ نظر بھی حکومت کے پاس پہنچنے کے بعد ایوان کے سامنے لانا چاہیے شاید میں اس کی technicality اور admissibility کی بات کرتا تو یہ مختصر بات ہوتی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ اہم معاملہ جو اپوزیشن کے ڈپٹی لیڈر نے ابھی اٹھایا ہے اور چونکہ یہ ان کے گھر اور چار دیواری کے باہر کا واقعہ ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ ابھی تک کوئی پرچہ درج نہیں ہوا میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان سارے معاملات کی رپورٹ آنے کے بعد میں اس ایوان میں باقاعدہ طور پر جواب دوں گا ۔

جناب سپیکر: آپ کب تک جواب دیں گے ؟

وزیر قانون: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے یہ تحریک استحقاق ہمیںآج موصول ہوئی ہے اس کے بعد میں نے متعلقہ محکمے کے ذمہ یہ لگایا ہے اور یہاں سے میں نے گجرات

ہ جواب حاصل کرنے کی کوشش کی ہے وہاں سے ٹیلی فون پر جو جواب ملا ہے وہ یہ ہے کہ قانون
، خلاف ورزی پر مقدمہ درج ہوا تھا لیکن جیسا کہ چودھری صاحب کہہ رہے ہیں کہ فلاں آدمی کے
ے میں مقدمہ درج ہونا چاہیئے تھا اور یہ ایسا نہیں ہوا تھا اب یہ دیکھنا ہے کہ وہاں پر کس نے یہ
۔مہ درج کروایا تھا یا پولیس نے اپنے طور پر یہ مقدمہ درج کیا تھا۔ یہ ساری تفصیلات آنے کے بعد
ان میں اس پر صحیح طور پر بحث ہو سکتی ہے اور اگر پھر یہ محسوس کیا گیا کہ ہمارے معزز ممبر
دھری پرویز الٰہی کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو میں آپ کو اور اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ باقاعدہ
ر پر قانونی اور حسب ضابطہ کارروائی بھی کی جائے گی اور ان کے استحقاق کے تحفظ کو بھی یقینی
یا جائے گا۔

اب سپیکر: آپ کب تک اس کی رپورٹ پیش کر دیں گے؟

یر قانون: آپ پرسوں تک مہلت دیجیے۔ پرسوں اس معاملے کو دوبارہ take up کر لیں اور میں
ں بارے میں جواب دے سکوں گا۔

اب سپیکر: پرسوں اس کی رپورٹ پیش کی جائے۔ اگر اس رپورٹ کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ
ں بارے میں کمیٹی کی ضرورت ہے تو بنا دی جائے گی۔

خ محمد انور سعید: جناب والا! بہتر تو یہی ہے کہ اس بارے میں ایک سپیشل کمیٹی بنا دی جائے۔

اب سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ بہتر ہے کہ پہلے اس کی رپورٹ لینے دیجیے اور دوسری طرف سے
ں بات آ جانے آپ تسلی رکھیں۔ ہاؤس نے اس کی cognizance لی ہے آپ اطمینان رکھیں۔
یر قانون نے وعدہ کیا ہے آپ اعتماد کریں۔

دھری پرویز الٰہی: جناب والا! میری یہ گزارش تھی کہ ہاؤس کی کمیٹی بن جاتی اور اس کمیٹی
ں ہماری طرف سے کچھ لوگ آ جاتے ------

نائب سپیکر: چودھری صاحب' پرسوں میں کچھ زیادہ دن نہیں۔ اگر اس کی ضرورت ہو گی تو پرسوں
میٹی بنا دیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ تسلی رکھیں۔اب ہم باقاعدہ کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔

دھری محمد وصی ظفر: (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! گزارش ہے کہ فاضل وزیر قانون نے جواب
... اس سلسلہ میں عرض کرتا ہوں کہ اس ایوان میں یہ تحریک استحقاق پیش ہی نہیں ہو

سکتی کیونکہ اس سے پہلے اجلاس ہو چکا ہے اور وہ واقعہ اس سے پہلے کا ہے جب کوئی اجلاس ہو کر adjourn ہو جائے تو وہ واقعہ lapse ہو جاتا ہے یہ تحریک استحقاق اس ایوان میں آہی نہیں سکتی۔ یہ پہلے اجلاس میں آ سکتی تھی چونکہ یہ واقعہ اس سے پہلے کا ہے اس لیے یہ اس اجلاس میں نہیں آ سکتی ہے اسے جناب ریکارڈ پر لائیں اور اس کے مطابق فیصلہ فرمائیں۔

قواعد کی معطلی

قاعدہ (2)107، 165 عطائے اختیارات کی دیگر مقتضیات کو حساب پر رائے شماری کی کارروائی کی غرض سے معطلی۔

جناب سپیکر: اب باقاعدہ کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ وزیر خزانہ اپنی تحریک پیش کریں۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب اس مسئلے پر کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ اب بجٹ کی کارروائی شروع ہو گی۔

MINISTER FOR LAW: Sir, I move-

> that the provisions of rules 107(2), Rules 165 and other enabling provision of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1973 be suspended for the purpose of proceeding with the Votes on account as envisaged by Article 125 of the Constitution.

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

> "کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1973ء کے قاعدہ (2)107 قاعدہ 165 عطائے اختیارات کی دیگر مقتضیات کو حساب پر رائے شماری کی کارروائی کی غرض سے معطل کردیا جائے جیسا کہ آئین کے آرٹیکل 125 میں اہتمام کیا گیا ہے"

جناب سپیکر: وزیر خزانہ یا کوئی دوسرا وزیر اس کے حق میں تقریر فرمائیں۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کرتا ہوں۔ آج سے نو روز پیشتر

جب ایوان کے اندر۔۔۔۔۔

جناب عثمان ابراہیم، ابھی تو انہوں نے move ہی نہیں کیا۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب' آپ اپنی تحریک لائیے کا جو آپ لانا چاہتے ہیں ۔

وزیر خزانہ : جناب سپیکر! میں اپنی تحریک کی طرف ہی آنے لگا تھا۔ جناب سپیکر!

I move that a sum not exceeding ......

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ آج کے ایجنڈے کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو ہمارے وزیر قانون نے پڑھا ہے ۔ اس میں دیا گیا ہے کہ :

The meeting of the Assembly to be held on Saturdy the 30th October, 1993 at 9.00 A M.

میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ نو بجے کونسا سیشن ہوا تھا اور اس کی کیا کارروائی ہے؟

وزیر خزانہ ، جناب سپیکر! میرے پاس جو ایجنڈا ہے اس کے اوپر چار بجے لکھا ہوا ہے اور یہ درستگی کے بعد circulate ہوئی ہے ۔

جناب سپیکر، سیکرٹریٹ کی غلطی معاف کی جائے ۔

وزیر خزانہ ، جناب سپیکر! یہ 4.00 بجے کی درستگی ہوئی ہوئی ہے اور اسی کے تحت اجلاس منعقد ہوا ہے اور اسی کے تحت چودھری پرویز الہیٰ نے تحریک پیش کی ہے ۔

میاں منظور احمد موہل (ڈپٹی سپیکر) : میں یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا چاہتا ہوں کہ جو انہوں نے اب نشان دہی کی ہے سیشن شروع ہونے تقریباً آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے ۔ پوائنٹ آف آرڈر کب raise کرنا چاہیے Rule 184 (2) یہ کہتا ہے کہ A Point of Order shall relate to the business ormatter before the Assembly at the moment اب moment گزر چکا ہے ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر raise نہیں ہو سکتا۔ ان کو at the moment یعنی جب ہم یہاں بیٹھے تھے اس وقت raise کرنا چاہیے تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر، I call the House to order.. ....Minister for Finance

آئین کے آرٹیکل 125 کے تحت "مطالبات زر "جن کی گوشوارہ میں صراحت کی گئی کی پیشگی منظوری

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I move-

that a sum not exceeding Rs 6,69,58,93,842/- be granted in advance to the Governor of the Punjab under Article 125 of The Constitution to meet the expenditure out of the Provincial Consolidated Fund for the period of one month commencing on 01-11-1993 in respect of demands as specified in the schedule low:-

1-	افیون	71,100
2-	مالیہ اراضی	2,78,89,708
3-	صوبائی آبکاری	35,42,758
4-	اسٹامپ	14,35,533
5-	جنگلات	2,43,64,592

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ' یہ فگرز کسی اور ممبر سے پڑھوا دیں ان کی ہمیں کچھ سمجھ نہیں آرہی ہے۔

جناب سپیکر، آپ تسلی رکھیں۔ میں اردو میں پڑھ دوں گا۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب سپیکر! ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ ہم نے اس کی منظوری دینی ہے۔ جب ہمیں سمجھ ہی نہیں آئے گی تو ہم کیسے منظوری دیں گے۔

جناب سپیکر، جب میں دہراؤں گا تو اردو میں دہرا دوں گا۔

وزیر خزانہ،

6-	رجسٹریشن	6,37,700
7-	قوانین موٹر گاڑی ہائے کے سلسلہ میں اخراجات	20,64,242

8۔	دیگر ٹیکس و محصولات	55,88.242
9۔	آبپاشی و بحالی اراضی	28,21,15,384
	قومی و دیگر وجوب پر سود	93.41,53,417
10۔	نظم و نسق عامہ غیر تصویبی (حسابات)	60,09,223
		18,64,90,777
11۔	عدل گستری غیر تصویبی (حسابات)	81,36,800
		2,22,71,708
12۔	جیل خانہ جات و سزایافتگان کی بستیاں	263,91,883

ڈاکٹر محمد انوار الحق، جناب سپیکر! یہ ڈیمانڈ نمبر بھی نہیں پڑھ رہے ہیں اور بیچ میں فگرز بھی چھوڑ گئے ہیں اس طرح اگر یہ چھوڑتے جائیں گے تو ہم اس کی منظوری کیسے دیں گے۔

جناب سپیکر، اسی لیے ایوان کے سامنے لکھا ہوا بھی رکھا گیا ہے کہ اگر کوئی دقت یا پریشانی ہو تو لکھے ہوئے سے دیکھ لیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں ڈیمانڈ نمبر بھی پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، میں فنانس منسٹر سے گزارش کروں گا کہ وہ زیادہ احتیاط سے فگرز پڑھیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں ڈیمانڈ نمبر بھی پڑھ دیتا ہوں۔ میرے خیال میں یہ follow نہیں کر رہے۔

MR. SPEAKER :- I call the House to order Minister for Finance

وزیر خزانہ،

13۔	پولیس	32.47,88,183
14۔	عجائب گھر	5.68,608
15۔	تعلیم	1,18,74,68,592
16۔	خدمات صنعت	32,43,64.583
17۔	صحت عامہ	2,82.37,367
18۔	زراعت	8,42,38,533

19۔	فشریز	50,73,267
20۔	ویٹرنری	4,02,52,575
21۔	امداد باہمی	97,67,275
22۔	صنعتیں	1,07,49,175

MIAN IMRAN MASUD:- Point of order. Sir I would request that the Honourable Law Minister has discused the Veterinary Department but I think he has not been able to pronounce the word veterinary bitterly I would request that he should be clear enough so that we can easily understand.

جناب سپیکر: تلفظ کے مسئلے پر یہاں پر بہت بحث ہو گئی ہے اب آپ ذرا برداشت کریں۔ہر علاقے کا اپنا اپنا تلفظ ہے اور پھر انگریزی ہماری اپنی زبان نہیں ہے۔

چودھری پرویز الٰہی: (ڈپٹی لیڈر اپوزیشن)۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: جی ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن، آپ فرمائیے۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب سپیکر! فنانس منسٹر ایک پوری 18 کروڑ کی ڈیمانڈ ہی بھول گئے ہیں لہٰذا اسے ذرا درست فرمالیں۔ فنانس منسٹر ڈیمانڈ نمبر10 کو بالکل ہی بھول گئے ہیں اور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وزیر موصوف اس بجٹ میں دلچسپی ہی نہیں رکھتے کیونکہ وہ18 کروڑ روپے کی ڈیمانڈ ہی بھول گئے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر خزانہ زیادہ احتیاط فرمائیں۔ (قطع کلامیاں)

I call the House to order. ـــــ جی وزیر خزانہ آپ جاری رکھیں۔

وزیر خزانہ (چودھری محمد فاروق): جناب سپیکر! ڈیمانڈ تو میں نے پڑھی تھی بہرحال اگر ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن یہ چاہتے ہیں کہ میں اسے دوبارہ پڑھوں تو میں دوبارہ پڑھنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: وزیر خزانہ اسے دوبارہ پڑھنے کے لیے تیار ہیں۔ ویسے لگتا ہے کہ آپ کو18 کروڑ کا ہندسہ بہت پسند ہے اسی لیے آپ بار بار 18 کروڑ کی آواز سننا چاہتے ہیں۔ یہاں تو اربوں کا مسئلہ بھی آئے گا۔ آپ فکر نہ کیجیے۔ جی وزیر خزانہ آپ فرمائیے۔

وزیر خزانہ ، جناب سپیکر، اصل میں میں بھی اپوزیشن ہی کو سنانا چاہتا ہوں اور پھر جب انھوں نے پڑھ لی تو اس کا مطلب ہوا کہ انھوں نے پڑھ بھی لیا، سمجھ بھی لیا اور سن بھی لیا۔

Demand No·23 Miscellaneous Departments 3,46,33,042/-

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، I call the House to order. میں ہاؤس کے معزز ارکان سے درخواست کروں گا کہ یہ ایک سنجیدہ مسئلہ ہے لہذا ہاؤس میں سنجیدگی برقرار رکھیں۔

MINISTER FOR FINANCE:

Demands No 24	Civil Works	2,50,000/-
Demands No 25	Communications	2,50,000/-
Demands No. 26	House & Physical Planning	2,50,000/-

راجہ محمد بشارت، پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس سے پہلے بھی ایک نشان دہی کی گئی تھی کہ ڈیمانڈ نمبر 10 کو omit کر دیا گیا ہے اور اب پھر ڈیمانڈ نمبر 24 بھی omit کر دی گئی ہے۔ اب ابہام یہ پیدا ہو رہا ہے کہ جو رقم یہاں دی گئی ہے یا تو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی لیے وزیر قانون / وزیر خزانہ اسے نہیں پڑھ رہے یا پھر ہمیں یہ جو کاغذات دیے گئے ہیں یہ غلط ہیں۔ لہذا اس کی وضاحت کی جائے ۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر! ***********************

****

****

****

****

جناب سپیکر ، چیمہ صاحب ، آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

میں معزز اراکین سے درخواست کرتا ہوں کہ ہاؤس میں بجٹ کا ایک اہم ، سنجیدہ مسئلہ

(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)***

زیر بحث ہے۔ از راہ کرم اس بات کا احساس کریں کہ پورا پنجاب اس وقت آپ پر نظریں گاڑے ہوئے ہے لہذا آپ مہربانی سے ہاؤس کی کار کردگی کو سنجید گی سے آگے بڑھائیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ۔پوائنٹ آف آرڈر' جناب سپیکر! آپ نے محمد شاہنواز چیمہ کا پوائنٹ آف آرڈر recognise کیا ' کیا آپ تسلیم کر رہے ہیں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر جائز تھا اور کیا قواعد و ضوابط کے مطابق یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے؟

جناب سپیکر، کھوسہ صاحب ' چیمہ صاحب کا پوائنٹ اتنا مختصر تھا کہ اسے نظر انداز کیا جا سکتا تھا۔

سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ، جناب سپیکر ' اسے ریکارڈ سے حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر، اگر آپ چاہتے ہیں تو اسے ریکارڈ سے حذف کر دیتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ، جی ہاں ! میری یہ درخواست ہے کہ اسے ریکارڈ سے حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر، اسے کارروائی سے حذف کرتے ہیں۔ (قطع کلامیاں) I call the House to be order. وزیر خزانہ اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر ' ہاؤس کی کارروائی سنجید گی سے چلنے کے لیے----

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر ! میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں قواعد کے خلاف فاضل رکن کھڑے ہوتے ہیں اور کسی بھی زبان میں تقریر شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ قواعد کے مطابق اس ایوان کی زبان اردو ہے اور اگر کوئی صاحب اردو میں اپنا مافی الضمیر بیان نہیں کر سکتے یا کرنا نہیں چاہتے تو وہ آپ سے خصوصی اجازت لے کر ایسا کر سکتے ہیں - یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ جس وقت چاہیں اور کسی بھی زبان میں چاہیں بات شروع کر دیں - لہذا اس پر آپ کی رولنگ ضروری ہے - تاکہ آئندہ ایسی غلطی نہ ہو -

جناب سپیکر، میں اس کے متعلق رولنگ دوں گا۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر ! میں آپ کے توسط سے جناب شاہنواز صاحب سے یہ کہنا چاہوں گا کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ ہمارے ڈپٹی اپوزیشن لیڈر کو بڑی تکلیف ہوئی ہے - میں یہ کہتا ہوں کہ یہ پورا پنجاب اور یہ پورا ہاؤس جو تکلیف میں مبتلا ہے انھیں شاید اس کا احساس نہیں ہے کہ ہمارے پنجاب کے وزیر اعلیٰ پر ایک مانیٹر ' ہیڈ ماسٹر مقرر کر دیا گیا ہے - اس کی تکلیف کا بھی احساس

کریں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں اور آپ بھی سوچیں کہ یہ بات کس حد تک متعلق ہے۔

I call the House to order براہ کرم سنجیدہ ہو جائیں۔

وزیر خزانہ : جناب سپیکر ! مجھے ایک بات عرض کرنی ہے کہ ہاؤس کی کارروائی میں اپوزیشن کی طرف سے اگر بہتر مداخلت کی جائے تو اسے میں خوش آمدید کہتا لیکن جس طرح راجہ بشارت کی اس بات کے بعد کہ میں نے ڈیمانڈ نمبر 24 ہاؤس میں پیش نہیں کی اور میں نے ڈیمانڈ 25 پیش کی ہے۔اور اس کے بعد پھر یہ ساری غیر سنجیدہ گفتگو ہوئی ہے۔ میں پورے اعتماد کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ساری گفتگو ریکارڈ ہو رہی ہے ۔ آپ ریکارڈ پلے ریورس کر دیجیے ۔ اگر ڈیمانڈ نمبر 24 میں نے نہ put کی ہو یا نہ پیش کی ہو تو پھر میں مستعفی ہو جاؤں گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : وزیر خزانہ براہ کرم اپنی بات جاری رکھیں۔

راجہ محمد بشارت، جناب سپیکر، میں نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب فرمائیے۔

راجہ محمد بشارت : جناب والا! میں اپنے فاضل بھائی کا یہ چیلنج قبول کرتا ہوں اور انتہائی ذمہ داری کے ساتھ میں جناب کے سامنے یہ commit کرتا ہوں کہ اگر ابھی ٹیپ چلا کر دیکھ لی جائے تو ڈیمانڈ نمبر 24 Civil Works (charged) انھوں نے فرمایا ہے کہ -/2,50,000 روپیہ لیکن اس کے آگے -/7,10,29,425 روپیہ کا اگر انھوں نے فرمایا ہو تو میں جناب سپیکر ! اس بات کو concede کرنے کے لیے تیار ہوں۔ کیونکہ انھوں نے خود آفر کی ہے کہ وہ استعفیٰ دینے کے لیے تیار ہیں لہذا میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ ٹیپ چلا کر دیکھ لی جائے ۔

جناب سپیکر : وزیر خزانہ اسے دوبارہ پڑھنے کے لیے تیار ہیں یا ٹیپ دوبارہ چلا کر سنا جائے؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر : میں پڑھ دیتا ہوں۔

Demand No 24 civil Works (Charged) 2,50,000/-

7,10,29,425/-

جناب سپیکر : پڑھنے میں اگر کوئی فروگزاشت ہو گئی ہے اور وہ اسے دہرانے کے لیے تیار ہیں تو

I call the House to order. پھر ہاؤس کو تعاون کرنا چاہیے ۔

ایک معزز رکن، جناب سپیکر، جو ڈیمانڈ ہاؤس میں رکھ دی جاتی ہیں وہ پڑھی ہوئی متصور ہوں گی - یہ lay کر دیا گیا ہے ۔ اس کی قرارداد ہی کافی ہے ۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر!

جناب سپیکر ، فضل حق صاحب آپ بغیر اجازت اس طرح نہ بولیں ۔ آپ تو سنجیدہ آدمی ہیں۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر یا تو فاضل منسٹر پیش کرنے سے پہلے کہیں کہ

It should be taken as read out. Otherwise he has to read out

each and every word which is now there.

اور منسٹر صاحب نے آپ کے سامنے ابھی فرمایا ہے کہ میں بڑے confidence کے ساتھ یہ بات کر رہا ہوں کہ میں نے یہ پڑھا ہے۔جناب سپیکر! ہماری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ٹیپ چلا لی جائے اور اگر یہ نہیں ہے اور ہاؤس کو صحیح چلانا ہے تو وہ تھوڑی سی غلطی مان لیں کہ مجھ سے miss ہو گیا ہے میں دوبارہ پڑھ لیتا ہوں۔

جناب سپیکر، میں نے انھیں موقع دیا ہے اگر وہ دوبارہ پڑھ رہے ہیں تو غلطی تسلیم کرنے والی بات ہے۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر میں ایک بات کہنا چاہتی ہوں کہ یہ ایک بہت بڑے پارلیمنٹیرین ہیں۔ لیکن پہلی بات یہ ہے کہ انھوں نے انگریزی میں بات کی اور آپ سے اجازت نہیں لی پھر آدھی بات انھوں نے اردو میں کی تو میں سمجھتی ہوں کہ اگر انھوں نے انگریزی میں بات کرنی ہے تو آپ سے اجازت لیں ورنہ اردو میں بات کریں۔

جناب سپیکر، جناب وزیر قانون!

راجہ اشفاق سرور خاں، انھوں نے ٹھیک فرمایا ہے ۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! آپ کے حکم کے بعد میں نے دوبارہ بھی ڈیمانڈ نمبر 24 پڑھی ہے اور اب پھر پڑھ دیتا ہوں۔ اگر آپ کی تین دفعہ پڑھنے سے تسلی ہو تو میں تین دفعہ بھی پڑھنے کے لیے تیار

ہوں۔ تو ڈیمانڈ نمبر 24 ہے۔

جناب سپیکر، آگے چلیے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر سول ورکس کے لیے

24۔ سول ورکس غیر تصویبی (حسابات)	2,50,000
	7,10,29,425
25۔ مواصلات	10,08,83,767
26۔ تعمیر مکانات و عملی منصوبہ بندی	1,38,30,925
27۔ ریلیف	15,53.992
صرف خاص غیر تصویبی (حسابات)	8,00,000
28۔ پنشنز	20,67,58,383
29۔ سٹیشنری و طباعت	72,11,591
سب سڈیز	7,89,45,000
31۔ متفرق	6,12,60,825
32۔ شہری دفاع	20,05,350
33۔ غلے و چینی کی سرکاری تجارت غیر تصویبی (حسابات)	3,84,18,333
	1,13,86,17,492
34۔ میڈیکل سٹور اور پتھر کے کوئلہ کی سرکاری تجارت	89,71,325
مستقل قرضہ (ادا شدہ)	89,09,500
رواں قرضہ (ادا شدہ)	72,45,12,333
وفاقی حکومت کے قرضوں کی ادائیگی	9,52,64,833
35۔ سرکاری ملازمین کے لیے قرضہ جات	416
36۔ ترقیات	31,87,39,667
37۔ تعمیرات آب پاشی	4,04,66,667
38۔ زرعی ترقی و تحقیق	15,74,417

39۔	صنعتی ترقی	1,98,000
40۔	شہری ترقی	1,75,000
41۔	شاہرات و پل	14,83,25,000
42۔	سرکاری عمارات	25,15,68,167
43۔	میونسپل کمیٹیوں / خود مختار اداروں کے لیے قرضہ جات	6,43,19,167
	کل میزان:	6,96,58,98,842

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

"کہ ایک رقم جو 6 ارب 96 کروڑ 58 لاکھ 93 ہزار 8 سو 42 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو آئین کے آرٹیکل کے تحت ایسے اخراجات کی کفالت کے لئے پیشگی عطا کی جائے جو یکم نومبر 1993ء سے شروع ہونے والے عرصہ ایک ماہ کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے بسلسلہ مطالبات زر جن کی گوشوارہ میں صراحت کی گئی ہے، برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ

مطالبہ نمبر	خدمات اور مقاصد	رقم (روپوں میں)
1	2	3
1۔	افیون	71,100
2۔	مالیہ اراضی	2,78,89,708
3۔	صوبائی آبکاری	35,42,758
4۔	اسٹامپ	14,35,733
5۔	جنگلات	2,43,64,592
6۔	رجسٹریشن	6,37,700
7۔	قوانین موٹر گاڑی ہائے کے سلسلہ میں اخراجات	20,64,242
8۔	دیگر ٹیکس و محصولات	55,88,242
9۔	آبپاشی و بحالی اراضی	28,21,15,384

10-	قومی و دیگر وجوب پر سود	93,41,53,417
	نظم و نسق عامہ غیر تصویبی (حسابات)	60,09,223
		18,64,90,777
11-	عدل گستری غیر تصویبی (حسابات)	81,36,800
		2.22,71,708
12-	جیل خانہ جات و سزایافتگان کی بستیاں	263,91,883
13-	پولیس	32,47,88,183
14-	عجائب گھر	5,68,608
15-	تعلیم	1,18,74,68,592
16-	خدمات صحت	32,43,64,583
17-	صحت عامہ	2,82,37,367
18-	زراعت	8,42,38,533
19-	فشریز	50,73,257
20-	ویٹرنری	4,02,52,575
21-	امداد باہمی	97,67,275
22-	صنعتیں	1,07,49,175
23-	متفرق محکمہ جات	3,46,33,042
24-	سول ورکس غیر تصویبی(حسابات)	2,50,000
		7,10,29,425
25-	مواصلات	10.08,83,767
26-	تعمیر مکانات و ملکی منصوبہ بندی	1,38,30,925
27-	ریلیف	15,53,992
	صرف خاص غیر تصویبی(حسابات)	8,00,000
28-	پنشنز	20,67,58,383

29۔	سٹیشنری و طباعت	72,11,591
30۔	سب سڈیز	7,89,45,000
31۔	متفرق	6,12,60,825
32۔	شہری دفاع	20,05,350
33۔	غلے و چینی کی سرکاری تجارت غیر تصوبی (حسابات)	3,84,18,333
		1,13,86,17,492
34۔	میڈیکل سٹورز اور پتھر کے کوئلہ کی سرکاری تجارت	89,71.325
	مستقل قرضہ (ادا شدہ)	89,09,500
	رواں قرضہ (ادا شدہ)	72,45,12,333
	وفاقی حکومت کے قرضوں کی ادائیگی	9,52,64,833
35۔	سرکاری ملازمین کے لیے قرضہ جات	416
36۔	ترقیات	31,87,39,667
37۔	تعمیرات آبپاشی	4,04,66,667
38۔	زرعی ترقی و تحقیق	15,74,417
39۔	صنعتی ترقی	1,98,000
40۔	شہری ترقی	1,75,000
41۔	شاہرات و پل	14,83,25,000
42۔	سرکاری عمارات	25,15,68,167
43۔	میونسپل کمیٹیوں / خود مختار اداروں کے لیے قرضہ جات	6,43,19,167
	کل میزان:	6,96,58,98,842

سید تابش الوری : جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : وزیر خزانہ اپنی تحریک کی حمایت میں کوئی بات کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر خزانہ (چودھری محمد فاروق): جناب والا! جیسا کہ بجٹ تقریر میں پہلے بھی واضح کیا گیا تھا کہ

حکومت کے اخراجات چلانے کے لیے آئین کے آرٹیکل 125 کے تحت گورنر پنجاب کی عطا کردہ authorised sanction ' 31۔ اکتوبر کو ختم ہو رہی ہے ۔ اس لیے صوبے کا مالی نظام چلانے کے لیے آج یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ آئین کے آرٹیکل 125 کے تحت حکومت کو صرف ایک ماہ کے اخراجات چلانے کے لیے 6 ارب 96 کروڑ 58 لاکھ 93 ہزار 8 سو 42 روپے کی اجازت درکار ہے-----

جناب سپیکر : پوری رقم پڑھیئے ۔

وزیر خزانہ : جناب سپیکر ! میں سمجھتا ہوں کہ میری تقریر سے قطع نظر ، جس روز ایوان میں بجٹ پیش کیا گیا قائد حزب اختلاف نے بھی اس بات کا اظہار کیا تھا کہ گورنر پنجاب کی طرف سے جو بجٹ چار ماہ کے لیے منظور کیا گیا تھا وہ 31۔ اکتوبر کو ختم ہو رہا ہے ۔ انھوں نے کہا کہ ہم محسوس کرتے ہیں کہ صوبے کے سرکاری ملازمین انتہائی پریشانی کا شکار ہوں گے ۔ ہم نے آج جو تحریک پیش کی ہے وہ ان ساری مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے پیش کی ہے ۔ حالانکہ یہ تحریک تین ماہ کی منظوری کے لیے بھی پیش کی جا سکتی تھی لیکن یہ تحریک ایک ماہ کے لیے پیش کی گئی کیونکہ ہمارا بجٹ اجلاس شروع ہو چکا ہے ۔ جس وقت گورنر نے چار ماہ کے اخراجات کی منظوری دی تھی اس وقت اسمبلی تحلیل ہو چکی تھی ۔ صوبے کا نظام چلانے کے لیے گورنر نے اپنے آئینی اختیارات کے تحت چار ماہ کی منظوری دے دی ۔ اب جبکہ 9۔ اکتوبر کو صوبائی اسمبلیوں کے الیکشن ہوئے ۔ بے شک روایات یہ ہیں کہ مالی سال 30۔ جون کو ختم ہوتا ہے اور 30۔ جون سے پہلے بجٹ منظور کیا جانا چاہیے لیکن چونکہ اسمبلی کا وجود نہیں تھا ' اس کے بعد الیکشن ہوئے اور اسمبلی کا باقاعدہ اجلاس ہوا اب ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کیونکہ اگر بجٹ کی منظوری کے لیے وہ تمام مراحل طے کیے جائیں جیسا کہ بجٹ پیش کرنے کے بعد دو دن کا وقفہ ' کم از کم چار دن کے لیے اس پر ووٹنگ اس کے بعد کٹ موشن' پھر اس پر بحث ' اگر اس سارے سلسلے کو چلایا جاتا تو 31۔ اکتوبر تک بجٹ پاس نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لیے رولز معطل کروا کر ایوان کی اجازت کے ذریعے جناب سپیکر آئین کا سہارا لیتے ہوئے آئین کے آرٹیکل 125 کے تحت یہ تحریک ایوان میں دی گئی ہے ۔ اور وہ اخراجات جو منظور کروائے جانے انتہائی ضروری ہیں اس تحریک کے ذریعہ اس کی منظوری ایوان سے طلب کی ہے کیونکہ صوبے کے اندر جو نظام چل رہا ہے اور ایسے development کے کام جن کو کسی صورت میں روکنا ممکن نہیں ہے اور پھر وہ ملازمین کہ جن کے بچوں کو روزی محض ان کے اپنے ایک مہینے کی محنت اور

سرکاری ذمہ داریوں کی ادائیگی کے بعد انھیں جو تنخواہ ملتی ہے' ان کے گھر کا نظام صرف اس تنخواہ سے چلتا ہے۔ اور اگر یہ رولز معطل کروا کے آئین کا سہارا لے کر آرٹیکل 125 کے تحت ایک ماہ کے بجٹ کے اخراجات اس طریقے سے منظور کروانے کی کوشش نہ کی جاتی تو ان ملازمین کے بچے بھوکے رہ جاتے۔ ان ملازمین کا گزارہ ناممکن ہو جاتا۔ اور جناب والا! اگر ایک دفعہ اخراجات اور مالی نظام کا تعطل ہو جائے تو صوبے کے تمام تر معاملات collapse ہو کر رہ جاتے ہیں۔ چنانچہ اس صورت حال سے بچنے کے لیے' صوبے کا مالی نظام چلانے کے لیے اور صوبے کے لاکھوں افراد جو حکومت پنجاب کے مختلف محکموں میں اپنی قومی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے اپنے خون پسینے کے ذریعے اس صوبے کا نظام چلانے کے لیے جو محنت کر رہے ہیں ان کو ان کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے بعد نومبر کے مہینے میں ان کی تنخواہیں دینا انتہائی ضروری ہے۔

جناب سپیکر! بے شک ہم نے آئین کے آرٹیکل کا حوالہ دیا ہے اور آئین کے اس حوالے کے ذریعے یہ تحریک پیش کی ہے۔ ہم سب مسلمان ہیں اور حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ فرمان ہے کہ مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کی جائے۔ اور جب اس صوبے کے ملازمین کی مزدوری کا وقت آپ نے آنے والے مہینے کی پہلی تاریخ طے کر رکھی ہے تو اس حوالے سے بھی اور ہمارے پیارے نبی حضور اکرم (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے فرمان کی تکمیل کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ نہ صرف حکومتی بنچز پر بیٹھے ہوئے ممبران اسمبلی بلکہ اپوزیشن بنچز پر بیٹھنے والے معزز اراکین اسمبلی کے لیے بھی اس تحریک کو منظور کرنا' اس کے لیے ووٹ دینا اور ان محنت مزدوری کرنے والے اور پنجاب حکومت کے کاروبار اورنظام حکومت کو چلانے والے' اس پنجاب کے نظام کو پورے صوبے میں ہی نہیں بلکہ پورے ملک میں کام کرنے والوں کے لیے اس بجٹ اور اس تحریک کی حمایت کرکے انھیں اپنا قومی اور شرعی فریضہ ادا کرنا چاہیے۔ اس لیے میں آخر میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ ہم نے اس ڈیمانڈ کے ذریعے کوئی ایسی ڈیمانڈ نہیں کی جو غیر ضروری ہو بلکہ صرف ضروری اخراجات کے لیے ڈیمانڈز پیش کی ہیں۔ اس لیے جناب والا! میں پورے ایوان سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ایک ماہ کے اخراجات چلانے کے لیے اس تحریک کے ذریعے جو ڈیمانڈز اور جو اخراجات طلب کیے گئے ہیں وہ انتہائی ضروری ہیں اور میں توقع کرتا ہوں کہ پورا ایوان اس سے اتفاق کرے گا۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: سید تابش الوری۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! فاضل وزیر قانون نے ایک ماہ کے صوبائی اخراجات کے لیے تقریباً 7۔ ارب روپے کی پیشگی گرانٹ کی تحریک پیش کی ہے۔

ایک معزز ممبر: جب تحریک ایوان میں put کر دی گئی ہے۔ میرے فاضل دوست کو یا اپوزیشن کے ممبران کو چاہیے تو یہ تھا کہ جب یہ تحریک پیش کی گئی اس وقت اس کو oppose کرنا چاہیے تھا۔ (آوازیں اس وقت oppose کیا گیا تھا)

جناب سپیکر: سید تابش الوری۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے آئین کے آرٹیکل 125 کے تحت گورنر کو یہ اختیار تھا کہ وہ اسمبلی ٹوٹنے کی صورت میں چار ماہ کے لیے صوبائی حکومت کے اخراجات کی منظوری دے سکتے تھے اور انھوں نے جزوی طور پر چار مہینے کی منظوری دے دی جو یکم جولائی سے 31۔ اکتوبر 1993، کو ختم ہو رہی ہے۔ اس کے بعد یقیناً صوبائی سطح پر کسی اہل کار کو یہ اختیار یا وہ مجاز نہیں ہو گا کہ وہ گورنمنٹ کی طرف سے ایک پیسہ بھی کسی مد میں خرچ کر سکے۔ اور ایک ماہ کے بعد تنخواہوں کی ادائیگی بھی ممکن نہیں ہو گی۔ عملاً یہ ایک انتہائی انتظامی اور مالی بحران ہے جس سے نمٹنے کے لیے حکومت کے پاس ایک صورت تو یہ تھی کہ وہ بروقت اس سلسلے میں اسمبلی کو اعتماد میں لے کر اقدامات کرتے اور دوسری صورت یہ تھی کہ آئین کے آرٹیکل 125 کے تحت ــــ

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: پوائنٹ آف آرڈر ــــــ جناب والا! جناب تابش الوری صاحب اہل زبان ہیں اور انھوں نے اپنی تقریر میں اختیار و مجاز کا لفظ بولا ہے۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ یہ کیسے اہل زبان ہیں اور یہ الفاظ انھوں نے کیسے استعمال کیے ذرا یہ اس کی وضاحت فرما دیں۔

جناب سپیکر: اہل زبان کی زبان بھی غوطہ کھا سکتی ہے۔

سید تابش الوری: میرے خیال میں رانا صاحب وضاحت کر سکیں گے کہ میں نے یہ کہا ہے کہ کوئی اہل کار مجاز نہیں ہو گا۔ تو یہ ایک درست فقرہ ہے اور میرے خیال میں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کو خود اپنی تصحیح کر لینی چاہیے۔

جناب سپیکر: یہاں گرائمر پر بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید تابش الوری : میرا خیال ہے کہ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب اور ہم اب عمر کی اس سٹیج پر ہیں کہ یہ پرائمری کلاس کے اعتراضات نہیں کیے جانے چاہئیں ۔ جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمیں اور حکم ران پارٹی کو آئین کے آرٹیکل 125 کا سہارا لینا پڑا ، جس کے تحت اسمبلی کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اگر ایسی نا گزیر صورت پیدا ہو جائے کہ بجٹ قواعد کے مطابق پاس کرنا ممکن نہ ہو تو وہ زیادہ سے زیادہ تین ماہ تک پیشگی گرانٹ کی صورت میں جزوی بجٹ کی منظوری دے سکتی ہے ۔

ہم بنانے پہ اگر آ جائیں تو کیا کیا نہ بنے
دل سے پیمانہ بنے آنکھ سے مے خانہ بنے

اس صورت حال میں یہ تحریک حقیقت میں ایک غیر معمولی تحریک ہے اور اس سے پہلے پنجاب کی تاریخ میں اس قسم کی پیشگی گرانٹ کی منظوری کی کوئی مثال نہیں ملتی ۔ یہ ضرور ہے کہ بھارت اور برطانیہ میں ایسی روایات رہی ہیں لیکن ہمارے صوبے اور ملک میں ابھی تک ایسی صورت حال پیدا نہیں ہوئی۔ اس لیے ہمیں اس سلسلے میں ایک نیا طریق کار وضع کرنا ہے اور نئی روایت قائم کرنی ہے ۔

جناب سپیکر : سید ناظم حسین شاہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب سپیکر! تابش الوری ماشاء اللہ بہت پرانے رکن ہیں ۔ وہ ابھی ابھی فرما رہے تھے کہ ہمارے ہاؤس میں ایسی روایات نہیں ہیں کہ قواعد اور قوانین کو معطل کر کے کوئی بھی چیز پاس کی گئی ہو ۔ (مداخلت) میں عرض کر رہا ہوں۔۔۔۔ اگر آپ میں ہمت ہو تو کسی کی بات سن لیا کریں ۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ شرارتی بچوں کی طرح صرف شرارتیں ہی کرتے رہیں ، کوئی عقل کی بات بھی سن لیا کریں ۔ اگر عقل نہیں ہے تو انار کلی سے خرید لیں ۔

MR SPEAKER: Shah sahib, Please come to the point.

سید ناظم حسین شاہ : جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس ہاؤس کی روایت ہے کہ جب 1988ء کے الیکشن کے بعد ہم آئے تھے تو اس وقت بھی یہی رول معطل کر کے بجٹ پاس کیا گیا تھا۔

(مداخلت)

MR SPEAKER: He is on a point of order. Take your seat

سید ناظم حسین شاہ : دوسرے میں انھیں یاد دلاتا ہوں کہ ایک آدمی وزیر بھی رہے ، ممبر ڈسٹرکٹ

کونسل بھی رہے اور چیئرمین بھی رہے تو اس وقت بھی آخری دن تھے ۔ رول معطل کر کے وہ قانون بھی پاس کیا گیا تھا ۔ تو اس ہاؤس کی یہ روایت ہے اور اب یہ صرف ہمارا مسئلہ نہیں ہے ' پورے پنجاب کا مسئلہ ہے ۔ اس لیے جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ رول معطل کر کے اسے پاس ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری: جناب! اس پوائنٹ آف آرڈر کا آپ نے کیا کیا جو پانچ منٹ تک جاری رہا اور جس کا کوئی تعلق میرے استدلال سے نہیں تھا۔

جناب سپیکر : جناب تابش الوری ! آپ اپنی بات جاری رکھیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا! پہلے تو آپ یہ طے کریں کہ وہ پوائنٹ آف آرڈر غلط تھا۔

جناب سپیکر : آپ ثابت کریں کہ وہ غلط تھا۔

سید تابش الوری : میں نے جو دعویٰ کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس قسم کی پیشگی گرانٹ کی پنجاب کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی اور وہ مثالیں دے رہے ہیں قواعد معطل کرنے کی !۔

جناب سپیکر : آپ اپنی بات جاری رکھیں ۔

سید تابش الوری: جناب والا! حزب اقتدار چاہتی تھی کہ یہ پیشگی گرانٹ بغیر کسی بحث کے منظور کر لی جائے اور اس پر کوئی تقریر اور مباحثہ نہ ہو ۔ ہم نے اصرار کیا کہ صحافت اور عوام کو اعتماد میں لے کر تمام صورت حال کی وضاحت کی جانی چاہیے اور اراکین اسمبلی کو یہ موقع ملنا چاہیے کہ وہ پنجاب کے مالی بحران سے متعلق شعوری طور پر بحث کے بعد خود اس بحث کا حصہ بنیں اور بحث و تمحیص کے ساتھ اس کی منظوری دیں ۔

جناب سپیکر : جناب تابش الوری! آپ نے یہ اصرار کب اور کہاں کیا؟۔

سید تابش الوری : آپ کے چیمبر میں ہم نے اصرار کیا اور ہمیں خوشی ہے کہ آپ نے ہمارا نقطۂ نظر مان کر حکم ران پارٹی کو اور ہمیں بھی یہ موقع دیا کہ ہم اس گرانٹ پر بحث کریں ۔

جناب سپیکر : آگے بڑھیں ' پلیز ۔

سید تابش الوری : جناب والا! ہمیں توقع یہ تھی کہ فاضل وزیر اس گرانٹ کو پیش کرنے کے جواز

کو بہتر طور پر پیش کر سکیں گے لیکن انھوں نے آج جو تقریر فرمائی ہے اس میں سارا زور اس پر دیا ہے کہ یہ گرانٹ اس لیے منظور کرانی ضروری ہے کہ غریب اہل کاروں کو تنخواہیں دینے کا مسئلہ ہے اور اگر انھیں تنخواہیں نہ دی گئیں تو (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق) پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری ادا کرنے کا تصور مجروح ہو جائے گا۔ جناب والا! جہاں تک تنخواہوں کا سوال ہے ' 31۔ اکتوبر تک بجٹ منظور ہے اور یکم نومبر کو سارے پنجاب کے اہل کاروں کو تنخواہوں مل جائیں گی۔ اس طرح ہمارا بجٹ ان شاء اللہ یکم دسمبر سے منظور ہو جائے گا۔ اس لیے یکم دسمبر کو ان کی تنخواہوں کی ادائیگی میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئے گی۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے جس دلیل کی بنیاد پر یہ سارا قلعہ تعمیر کرنے کی کوشش کی ہے اس کی بنیاد ہی غلط ہے اور وہ بے بنیاد ہے۔ انھیں کہنا چاہیے تھا کہ صوبے کا سارا نظم و نسق ہی معطل ہو کر رہ جائے گا اور محکمانہ طور پر کسی بھی قسم کی کوئی کارروائی کرنا ممکن نہ ہو گا۔ لیکن انھوں نے عوام اور خاص طور پر تنخواہ داروں کی حمایت حاصل کرنے کے لیے اور سستی شہرت کی خاطر اس قسم کی بودی دلیل دے کر ہاؤس کو گم راہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ کسی طرح سے بھی مناسب نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ جناب والا! بہرحال چونکہ بحران اور پیچیدگی واقعی پورے صوبے کو متاثر کر رہی ہے اس لیے حزب اختلاف نے فراخ دلی کے ساتھ اس سلسلے میں دست تعاون بھی دراز کیا ہے اور اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے ضروری تجاویز بھی دیں۔ جناب والا! آپ سمجھتے ہیں کہ جہاں تک تحریک کی منظوری کا سوال ہے' ہم یقیناً اجتماعی مفاد کی خاطر اس مرحلے پر اس تحریک کو پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں لیکن دیکھنا اور سوچنا یہ ہے کہ اخراجات کا یہ اختیار وزیراعلیٰ کو دیا جا رہا ہے یا بیوروکریسی کو دیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر سردار محمد حسین ڈوگر۔

سردار محمد حسین ڈوگر: جناب سپیکر! یہ وضاحت فرمائی جائے کہ الوری صاحب کو غیر محدود وقت دیا جائے گا جب بھی یہ کھڑے ہوں گے۔ انھوں نے ایک لمبی تقریر شروع کر دی ہے۔ اس کے لیے جناب کو وقت مقرر کرنا چاہیے کیونکہ آج بحث کا دن نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تابش صاحب! ابھی آپ کو کچھ اور کہنا ہے؟۔

سید تابش الوری: اصل بات تو میں نے ابھی شروع ہی نہیں کی۔

جناب سپیکر: اگر تو صرف آپ نے تقریر کرنی ہے تو آپ زیادہ طویل کریں اور اگر آپ کے باقی تین دوستوں نے بھی کرنی ہے تو پھر آپ مختصر کریں۔

سید تابش الوری: جناب والا! چونکہ میں قائد حزب اختلاف کی جانب سے بول رہا ہوں اس لیے میرا یہ خیال ہے کہ آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں تفصیل سے اظہار خیال کروں۔

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ رول (1)180 کی طرف دلانا چاہتا ہوں جس میں واضح طور پر یہ کہا گیا ہے کہ سپیکر پنجاب اسمبلی ہاؤس کی رائے لینے کے بعد کسی بھی تحریک یا کسی بھی دن پر بحث مکمل کرنے کے لیے یا اس کو فائنل مرحلے پر پہنچانے کے لیے ضروری سمجھیں تو اس کے لیے time limit مقرر کر سکتے ہیں۔

آوازیں: کون سا رول ہے؟۔

MINISTER FOR LAW: Rule 180(1) Whenever, The debate on any motion in connection with a Bill or any other motion becomes protracted, the Speaker may, after taking the sense of the Assembly, fix a time limit for the conclusion of discussion on any stage or all stages of the Bill or the motion, as the case may be.

سید تابش الوری: جناب والا! میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ فاضل وزیر قانون جس قاعدے اور رول کا حوالہ دے رہے ہیں وہ مسودہ قانون سے متعلق ہے۔ اور جب مسودہ قانون پر بحث ہو رہی ہو اور کوئی تحریک استصواب رائے کے لیے پیش کرنی ہو تو پھر سپیکر کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ اس سلسلے میں کوئی ٹائم مقرر کر دے۔ جناب! انھوں نے تو رول کا حوالہ ہی غلط دیا ہے اس لیے اسے رد کیا جائے اور مجھے اجازت دی جائے کہ میں اپنی بات جاری رکھ سکوں۔

جناب سپیکر: میں معزز ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہ جو بحث ہو رہی ہے یہ بھی ایک افہام و تفہیم کے نتیجے میں ہو رہی ہے اور اس کو ایک خاص مدت سے آگے طوالت دینا مناسب نہیں ہو گا۔ میری گزارش ہے کہ جو دوست تقاریر کرنا چاہتے ہیں وہ مختصر کریں۔ اس سے آپ کی بات تو ہو جاتی ہے لیکن زیادہ طوالت سے کوئی خاص فائدہ تو ہوتا نہیں۔ جی

سید تابش الوری، جناب والا ! ابھی تو چار تقاریر ہوئی ہیں اور آپ نے پہلی ہی تقریر پر اس بے صبری کا اظہار کیا ہے یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر، اس طرح سے اس ہاؤس کی جو کارروائی ہے میں اس کا ذمہ دار ہوں اور میرا فرض ہے کہ ہاؤس کو غیر ضروری کارروائی سے محفوظ کر کے ضروری کارروائی کی طرف ملوث رکھوں ۔ آپ بات کریں اور اسے مکمل کریں ۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ ہمیں دیکھنا اور سوچنا یہ ہے کہ ہم جو اختیار ان گرانٹس کے خرچ کرنے کا دے رہے ہیں وہ وزیر اعلیٰ کو دے رہے ہیں یا بیورو کریسی کو دے رہے ہیں؛ کیونکہ وزیر اعلیٰ اقتدار و اختیار کے حوالے سے فقر و غنا کی اس منزل پر نظر آرہے ہیں جہاں اعلیٰ حکام سے متعلق اعلیٰ سطحی اختیارات جناب گورنر کے پاس ہیں ۔ جنرل ایڈمنسٹریشن اور امور داخلہ جو ہمیشہ وزیر اعلیٰ کے پاس رہتے ہیں اور رہے ہیں وہ جناب فیصل صالح حیات کے سپرد کر دیے گئے ہیں اور خزانہ جناب ریاض فتیانہ کے حوالے کر دیا گیا ہے ایسی صورت میں میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ وٹو صاحب سے پہلے میاں غلام حیدر وائیں ایک درویش وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے مشہور ہوئے اور اب غالباً عجز و انکسار میں اضافہ کرتے ہوئے میاں منظور احمد وٹو فقیر اعلیٰ کا لقب اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، اختیارات کس کے پاس چلے گئے تھے ؟

سید تابش الوری، جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ جناب غلام حیدر وائیں ایک درویش وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے مشہور ہوئے اور اب غالباً عجز و انکسار میں اضافہ کرتے ہوئے میاں منظور احمد وٹو فقیر اعلیٰ کا لقب اختیار کرنا چاہتے ہیں۔لیکن لوگ بجا طور پر یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ فقیر اعلیٰ تو میاں منظور احمد وٹو ہو گئے، مشیر اعلیٰ فیصل صالح حیات ہو گئے تو وزیر اعلیٰ ہمارا کون ہے ؟

سردار محمد حسین ڈوگر، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر ، سردار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں ۔

سردار محمد حسین ڈوگر، جناب والا ! معزز رکن پرانے پارلیمنٹیرین ہیں لیکن وہ غیر ضروری بات کر کے آپ کا اور ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں ۔ ان کے لیے ٹائم مقرر کیا جائے کیونکہ ان کی ہر تقریر میں ان کا زور خطابت اتنا ہوتا ہے کہ اس میں ان کا شوق پورا نہیں ہوتا ۔ لہذا ان کے لیے ٹائم

مقرر کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ تابش الوری صاحب اپنی تقریر ساڑھے سات بجے تک مکمل کر لیں۔(قطع کلامیاں) اب انھیں موقع دیجیے ورنہ وہ کہیں گے کہ اتنے منٹ اس میں جمع کر لیے جائیں۔

جناب غلام عباس۔پوائنٹ آف آرڈر ! جناب سپیکر ! ہم جناب تابش الوری کے بہت مشکور ہیں کہ انھوں نے آج اس بات کو تسلیم کیا کہ جناب غلام حیدر وائیں مرحوم ایک فقیر منش وزیر اعلیٰ تھے اور وہ درویش تھے۔ انھیں یہ بھی بتا دینا چاہیے کہ وہ درویش کیوں بنے۔ اس لیے کہ جب اس وقت کے پرائم منسٹر میاں نواز شریف صاحب نے میاں شہباز شریف کو پنجاب کے تمام اختیارات دے دیے اور انھیں یہاں پر بطور پرائم منسٹر بٹھایا گیا۔ یہ بھی انھیں بتانا چاہیے۔

جناب سپیکر۔ جناب تابش الوری

سید تابش الوری۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ بات اشاروں کنایوں میں کی جاتی ہے اور اسی طرح سے اگر سمجھی جائے تو خوبصورت رہتی ہے۔تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وٹو صاحب ایک نہایت سنجیدہ ' متین' باوقار اور تجربہ کار سیاستدان ہیں۔لیکن تشویش یہ ہے کہ انھوں نے ابتدا ہی میں بیورو کریسی پر اتنا انحصار شروع کر دیا ہے کہ خود عملاً غور و خوض سے بھی اجتناب کر رہے ہیں۔ میں اس کی مثال یہ دینا چاہتا ہوں کہ میزانیہ تقریر اہم ترین دستاویز ہوتی ہے۔ مگر اس میں صفحہ 4 پر ایک فاش غلطی موجود ہے۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام کا ذکر کرتے ہوئے دعویٰ کیا گیا ہے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کا حجم 9 سو کروڑ روپے ہے اور 58 کروڑ 93 لاکھ روپے یعنی 64.55 فی صد کی خطیر رقم جاری شدہ سکیموں کی تکمیل کے لیے رکھی گئی ہے۔ جبکہ نئی سکیموں کے لیے 319 کروڑ 7 لاکھ روپے یعنی 35 45 فی صد مختص کیے گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ 9 سو کروڑ کا 64.5 فی صد 580 کروڑ بنتا ہے 58 کروڑ نہیں۔جناب وزیر اعلیٰ نے نہ صرف یہ کہ اس میزانیے کی تقریر میں اس کی تصحیح نہیں کی بلکہ خود بھی اس figure کو 58 کروڑ ہی پڑھا ہے۔جس طرح سے یہ چھپا حالانکہ 5 ارب 22 کروڑ کا یہ فرق کوئی معمولی فرق نہیں کہتے ہیں کہ بڑا آدمی جب غلطی کرتا ہے تو وہ غلطی بھی بڑی ہوتی ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اعداد و شمار کا یہ تضاد ہمیں زیر بحث پیشگی گرانٹس پر بھی نظر آتا ہے۔ سال 94-1993ء کا

سالانہ بجٹ تقریباً 48 ارب روپے پرمشتمل ہے اور اگر اسے 12 پر تقسیم کیا جائے تو ماہانہ رقم 4 ارب روپے بنتی ہے مگر اس گرانٹ کے ذریعے نومبر کے ایک مہینے کے لیے تقریباً 7 ارب روپے مانگے جا رہے ہیں یعنی ایک مہینے میں 3 ارب روپے کی زیادہ طلبی حکومت کو مقصود ہے۔ اوسط سے کہیں زیادہ روپے خرچ کرنے کا یہ تصور اور جواز کم از کم متعلقہ وزیر پیش نہیں کر سکے۔ اس لیے یہ ہاؤس کس طرح سے اتنی اضافی رقم کی منظوری دے سکتا ہے جبکہ اس کا کوئی جواز بھی ہمیں نہیں بتایا گیا۔ اس سے پہلے صوبائی حکومت جولائی سے اکتوبر تک 16 ارب 33 کروڑ 53 لاکھ روپے اور 3 ارب روپے کی گورنر سے منظوری لے چکی ہے۔ لیکن انھوں نے 28 کروڑ 47 لاکھ روپے پہلے ہی چار مہینے کی منظور شدہ رقم سے زیادہ خرچ کر لیے۔ ایک تو چار مہینے کے لیے تقریباً 19 ارب روپے گورنر سے منظور کرائے گئے اور پھر اس میں اضافی طور پر 28 کروڑ 47 لاکھ روپے زائد خرچ کر لیے گئے۔ معلوم نہیں یہ صرفہ کس پر ہوا کس طرح ہوا اور اس سلسلے میں بھی متعلقہ وزیر نے خاموشی ہی مناسب سمجھی -----

جناب سپیکر، تابش صاحب! آپ کا شکریہ' آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ میں معزز ارکان کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ جتنی بھی تفصیلات ہیں یہ سب بجٹ میں زیر بحث آ سکتی ہیں تفصیلات کی حد تک یہ تفصیلات بھی زیر بحث آئیں گی۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں گرانٹس کے متعلق عرض کر رہا ہوں میں کوئی جنرل باتیں عرض نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر، جب آپ بجٹ پر بحث کریں گے تو یہ باتیں بھی زیر بحث آئیں گی۔

سید تابش الوری، جناب! ہم تو اس گرانٹ کو نامنظور کرنا چاہتے ہیں۔ ہم انھیں بتانا چاہتے ہیں کہ یہ کیا منظوری لے رہے ہیں۔ یہ مانگا کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر، تابش صاحب! آپ نے اپنا پوائنٹ بیان کر دیا ہے۔ اب آپ اپنے کسی دوسرے دوست کو بات کرنے دیجیے۔ (قطع کلامیاں) جو لسٹ دی گئی ہے اس میں بیرسٹر عثمان ابراہیم' مسٹر شوکت داؤد اور جناب ظفر علی شاہ کا نام ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! میرا نام بھی لسٹ میں ہے یا نہیں ہے؟

جناب سپیکر، آپ نے جو لسٹ دی ہے اس میں بیرسٹر عثمان ابراہیم' جناب شوکت داؤد اور جناب

ظفر علی شاہ کا نام ہے۔

سید تابش الوری، جناب والا! آئین کے آرٹیکل 122 کے تحت یہ لازمی ہے کہ اگر منظور شدہ اخراجات سے زائد اخراجات ہوں تو ان کی علیحدہ طور پر منظوری لی جاتی ہے۔ ہم یہ جاننا چاہیں گے کہ صوبائی حکومت نے نگران حکومت کے دوران اس زائد خرچہ کی جو گورنر سے منظوری لی تھی اس کا حکم نامہ اس ایوان میں پیش کیا جائے تاکہ ہم یہ دیکھ سکیں کہ انھوں نے جائز طور پر وہ اضافی اخراجات کیے ہیں یا نہیں-----؟

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر !جناب سپیکر میں اپنا ٹائم سید تابش الوری صاحب کو دیتا ہوں اگر یہ مزید بولنا چاہتے ہیں۔ میرا لسٹ میں نام ہے۔

جناب سپیکر، آپ کا اسم گرامی؟

چودھری شوکت داؤد،شوکت داؤد

جناب سپیکر، شوکت داؤد صاحب آپ تشریف رکھیں۔ تابش صاحب آپ دس منٹ اور بول سکتے ہیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! محسوس یہ ہوتا ہے کہ پچھلے چار ماہ میں صوبائی اخراجات مختص کردہ اضافی رقم سے بھی زائد ہو گئے ہیں اور انھیں پورا کرنے کے لیے اگلے ماہ میں سات ارب روپے کی مزید رقم مانگی جا رہی ہے کیونکہ اور کوئی جواز نہیں دیا گیا اس لیے ہم یہ فرض کرنے پر مجبور ہیں کہ اخراجات پہلے ہی بہت زیادہ ہو چکے ہیں اور انھیں ابھی تک camouflage رکھا گیا اور اب انھیں regularize کرنے کے لیے اس طرح اضافی رقم کی منظوری لی جا رہی ہے تاکہ ان اخراجات کو cover کیا جا سکے۔ جناب والا! ہم جاننا چاہیں گے کہ یہ اتنی زیادہ رقم کیوں مانگی جا رہی ہے اور ایک مہینے کے لیے اخراجات میں یہ غیر معمولی اضافہ کیوں ہو رہا ہے جبکہ ابھی تک تو ترقیاتی منصوبے بھی منظور نہیں ہوئے۔ ابھی تو اراکین اسمبلی نے اپنی ترجیحات بھی نہیں دیں۔ ابھی تو انھوں نے اپنے ترقیاتی کاموں کی فہرست بھی حکومت کے حوالے نہیں کی تو پھر یہ خطیر رقم کس مقصد پر خرچ کی جائے گی۔ ہمیں تو ابھی محاصل در آمد کا نیا نظام مرتب کرنا ہے۔ صوبائی حکومت کی جانب سے ہر حلقہ نیابت میں ترقیاتی کاموں کی ترجیحات طے کرنی ہیں۔اس کے بعد یقیناً ان اخراجات کا

وقت آنے کا لیکن اس مرحلے پر ہم سمجھتے ہیں کہ ان اخراجات کو اگر اس طرح سے خرچ کر دیا گیا تو پھر آئندہ ترقیاتی کاموں کے لیے رقم بہت کم رہ جائے گی اور اراکین اسمبلی جو اپنے عوام سے بڑے بڑے وعدے اور دعوے کر کے آئے ہیں انھیں پچھتاوے کا سامنا کرنا پڑے گا۔ انھیں شرمندگی ہو گی۔اس لیے یہی مرحلہ ہے کہ یہ اراکین اس وقت صوبائی حکومت سے یہ مطالبہ کریں کہ وہ اپنے اخراجات کو نئے سرے سے مرتب کر کے انھیں کم سے کم limit میں رکھے تاکہ زیادہ سے زیادہ رقم اراکین اسمبلی کی مرضی کے مطابق خرچ کی جا سکے۔

جناب والا! ہم یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ انتظامی سطح پر ایسا سانچہ و ڈھانچہ ہی موجود نہیں کہ ایک مہینے میں سات ارب روپے کی رقم خرچ کی جا سکے۔ ہمارے پنجاب کی تاریخ گواہ ہے کہ اس قسم کے اخراجات جب بھی haphazard طریقے سے طے کیے گئے تو اس میں بد عنوانیاں راہ پا گئیں اور بہت سی خرابیوں نے جنم لیا۔اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ ایک مہینے میں اتنی بہت بڑی رقم کو خرچ کرنے سے اجتناب کیا جانا چاہیے۔ہمیں اندیشہ ہے کہ48 ارب روپے میں سے پانچ ماہ میں 26 ارب 62 کروڑ روپے خرچ کرنے کے بعد ترقیاتی کاموں کے لیے سرے سے کوئی بڑی رقم ہی نہیں بچے گی۔

جناب والا! اس وقت ایک اہم ترین انسانی مسئلہ جو اس گرانٹ سے متعلق ہے میں جناب وزیر اعلیٰ کے توسط سے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ نگران حکومت نے ایک انتظامی حکم کے تحت صوبے کے سات محکموں کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا ہے اور یکم نومبر کے بعد ان محکموں کے تمام ملازمین معاش سے محروم ہو جائیں گے، بے روز گار ہو جائیں گے اور عوام کو ان محکموں سے جو سہولتیں حاصل تھیں وہ ان سے محروم کر دی جائیں گی۔ان محکموں میں پراونشل کنٹرول روم، پراونشل اسٹیشنری آفس، ایمپلائمنٹ ایکسچینج، ڈسپنسریز آف اریگیشن ڈیپارٹمنٹ، کارخانہ آلات زرعی بہاولپور، میڈیکل سٹورز ڈپو، پنجاب یوٹیلائزیشن اتھارٹی شامل ہیں۔ اس میں دو ادارے بہاولپور سے بھی متعلق ہیں جو کارخانہ آلات زرعی اسٹیشنری ڈپو کے نام سے مشہور ہیں اور بہاولپور میں اس وقت پیپلز لیبر فیڈریشن، مسلم لیگ فیڈریشن اور دوسرے تمام عوامی ادارے سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔ بھوک ہڑتالیں ہو رہی ہیں، جلوس نکل رہے ہیں کہ اس نا انصافی کو ختم کیا جائے اور ان محکموں کو غیر حقیقت پسندانہ طور پر بند کرنے کا جو فیصلہ کیا گیا ہے اسے فوری طور پر واپس لیا جائے۔میں جناب وزیر اعلیٰ سے درد

مندانہ گزارش کروں گا کہ چونکہ یہ فیصلے ان سے پہلے کے ہیں اور اس میں عوام کی رائے کو اور عوامی نمائندوں کی رائے کو دخل نہیں ہے اس لیے میں چاہوں گا کہ وہ مداخلت کریں اورعارضی طور پر تاحکم ثانی ان محکموں کو جاری رکھنے کا اعلان فرمائیں اور ایک ایسی کمیٹی بنا دیں جو اس ایوان کے فاضل اراکین پرمشتمل ہو وہ ان اداروں کے جواز اور عدم جواز کا جائزہ لے کر انہیں رپورٹ پیش کرے اور پھر جو فیصلہ ہو۔ وہ یقیناً عوامی حکومت کا اور اس منتخب حکومت کا فیصلہ ہو گا اور اسے ہم سب تسلیم کر لیں گے۔

جناب والا ! آخری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ لاء اینڈ آرڈر سے متعلق ہے ' کیونکہ آپ سب سمجھتے ہیں کہ حکومت کی بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ عوام کے جان و مال کا تحفظ کرے۔

سردار غلام عباس خاں، پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں معزز رکن سے یہ کہوں گا کہ انہوں نے یہ اچھی بات کی ہے مگر اس میں یہ بھی شامل کر لیں کہ جو بیس ہزار ملازمین میاں نواز شریف نے برسر اقتدار آتے ہی نکالے تھے اس کی بھی مہربانی فرما کر مذمت کر دیں ۔ بڑی مہربانی ۔

سید تابش الوری ، جناب والا ! یہ جب داستان چلی تو یہ پھر قیامت تک پہنچے گی اور اس میں بہت سارے پردہ نشینوں کے بھی نام آئیں گے ۔

جناب سپیکر ، آپ اسے ہاؤس تک ہی محدود رکھیے اور اپنی بات کو مہربانی فرما کر wind up کیجیے۔

سید تابش الوری ، جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ حکومت کی بنیادی ذمہ داری عوام کے جان و مال کے تحفظ ' چادر اور چار دیواری کی حفاظت ہے لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت صوبہ میں امن عامہ کی صورت حال روز بروز تشویشناک ہوتی جا رہی ہے ابھی چند روز پہلے لاہور میں ایک نئی آبادی میں بڑا دھماکہ ہوا۔ شہروں میں ڈکیتیاں روز مرہ کا معمول بن گئی ہیں قتل و غارت اور لاقانونیت بے زنجیر ہوتی جا رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں حکومت کا فرض ہے کہ وہ آہنی ہاتھوں سے تشدد ' لاقانونیت اور دہشت گردی کی قوتوں کو کچلنے کا اہتمام کرے ۔ ہمیں یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ بڑے بڑے ڈاکو 'بڑے بڑے مجرم 'بڑے بڑے قاتل تو کھلے عام پھر رہے ہیں لیکن ہماری طالبات اور ہماری معزز خواتین اگر ایک جائز مطالبے کے لیے چیئرنگ کراس پر پر امن مظاہرہ کرنے کے لیے اکٹھی ہوتی ہیں تو ان کے دوپٹے نوچ لیے جاتے ہیں ۔ ان کو بالوں سے گھسیٹا جاتا ہے ۔

آوازیں، shame shame

جناب سپیکر، تابش صاحب اس پر بات ہو چکی ہے۔

سید تابش الوری، انہیں بے حرمتی کے اس مقام پر پہنچایا جاتا ہے جس سے لاہور کا پورا مہذب شہر لرز اٹھا ہے۔ جناب سپیکر! آپ کو احساس ہونا چاہیے کہ لاہور ایک مہذب اور ترقی یافتہ معاشرے کا شہر ہے-----

سردار محمد حسین ڈوگر، جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔

سید تابش الوری، اور یہاں پر ایسی لاقانونیت ....

جناب سپیکر، تابش صاحب سنیے ۔ ڈوگر صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے ....ڈوگر صاحب فرمائیے

سردار محمد حسین ڈوگر، جناب سپیکر! تابش الوری صاحب کو صرف دس منٹ کا وقت دیا گیا تھا۔ جناب والا! یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی کہ تابش صاحب عمر رسیدہ ہیں اور آپ ان کی صحت بھی دیکھ رہے ہیں اور ایسے لگ رہا ہے کہ آپ شاید انہیں تھکانا چاہتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، ٹھیک آپ تشریف رکھیں۔معزز ممبر تشریف رکھیں۔تابش صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیئے۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں اپنی تقریر ختم کرنا چاہتا ہوں لیکن آپ کے فاضل اراکین مجھے اجازت نہیں دے رہے اور جتنا وہ وقت لیں گے میں اتنا ہی مزید بولوں گا۔

سردار غلام عباس خان، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! معزز رکن نے بڑی اچھی بات کی ہے لیکن میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بدمعاش جو اس معاشرے میں گھوم رہے ہیں یہ ایک دو دن میں پیدا ہوئے ہیں یا سوہ سالوں میں انہوں نے خود پیدا کیے ہیں ۔

جناب سپیکر، تابش الوری۔

سید تابش الوری،جناب سپیکر!

بادشاہ میر خان آفریدی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر(قطع کلامیاں)

چودھری شوکت داؤد،جناب والا! یہ 1988ء کے بدمعاش، ہر، ج، قاتلوں، اور مفروروں، کو جیلوں،

سے رہا کر دیا گیا تھا یہ وہ ڈکیت ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، میر صاحب' پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! اس معزز ایوان میں سولہ سال کی بات اس طرح سے سنائی دے رہی ہے جیسے فلمی شاعر اپنے سولہ سالہ فلمی گانوں کا ذکر کیا کرتے تھے یہ سولہ سال کی وضاحت بھی فرما دیں اس سولہ سال کے عرصہ میں مرحوم جونیجو صاحب کا دور بھی شامل ہے اور ان سولہ سال میں ان کے اپنے 18 مہینے بھی شامل ہیں------

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پر بات ہو رہی ہے آپ تشریف رکھیں۔

بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

سید تابش الوری، جناب والا......

جناب سپیکر، تابش الوری صاحب' آپ بھی تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ سولہ سال کی حکومت میں چلے گئے ہیں۔ مہربانی سے آپ انہیں بتائیں کہ یہ آرڈر آف دی ہاؤس ہے' نہ تو پوائنٹ آف آرڈر کا جواب ہوتا ہے اور نہ ہی پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہے۔مہربانی سے آپ ان کو بتا دیں کہ جب ہاؤس in order ہو تب پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جاتا ہے اور جواب الجواب چیزیں نہیں ہوتیں' اور یہ ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، ایوان کا وقت ضائع نہ کیا جائے۔ تابش صاحب آپ wind up کریں۔

بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میری بات تو مکمل نہیں ہوئی تھی۔

جناب سپیکر، بادشاہ میر خان آفریدی صاحب آپ اپنی بات ایک آدھ فقرے میں مکمل کریں۔ پلیز۔

بادشاہ میر خان آفریدی، میں نے تو ان سے پوچھا تھا کہ آپ جن سولہ سالوں کا ذکر کرتے ہیں ان سولہ سالوں میں سے آٹھ سال ہمارے ساتھ گزارنے والے آج آپ کی صفوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

میں تو یہ بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر میں بڑی عزت و احترام کے ساتھ ایک انتہائی اہم مسئلے پر پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر اس وقت ایوان میں اٹھایا جا سکتا ہے جب قواعد انضباط کار پنجاب اسمبلی کی کوئی خلاف ورزی ہو رہی ہو یا آئین کی ان دفعات کی جو اسمبلی کی کارروائی کو منضبط کرتے ہیں ۔ ان کی کوئی خلاف ورزی ہو رہی ہو تو اس صورت حال میں نکتہ اعتراض اٹھایا جا سکتا ہے ۔ نکتہ اعتراض پر نہ تو کسی کو تقریر کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے نہ ہی کوئی معلومات حاصل کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے ، اور نہ ہی کسی ذاتی وضاحت کی اجازت دی جا سکتی ہے ۔ اپوزیشن کے زیر تربیت ارکان جس طریقے سے غلط انداز میں پوائنٹ آف آرڈر یا نکتہ اعتراض کا فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ جناب والا اگر یہ روایت بن گئی تو پھر اس ایوان کی کارروائی کو چلانا آپ کے لیے مشکل ہو جائے گا اور جناب سپیکر قواعد انضباط کار کے بعد آپ پر بھی یہ لازم ہے کہ جب کوئی رکن کوئی نکتہ اعتراض پیش کرتا ہے اگر اس کا نکتہ اعتراض قابل پذیرائی نہیں ہے تو آپ کو اس پر فوراً رولنگ دینی چاہیے کہ اس نکتہ اعتراض کو مسترد کیا جاتا ہے ۔

جناب سپیکر ، سید تابش الوری۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! مجھے اس ایوان کے فاضل اراکین کا بے حد احترام ہے لیکن وہ جس طرح سے تقریر کے دورانdisturb کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یہ اچھی روایت نہیں ہے۔ میرے فاضل دوست جنھوں نے مظاہرہ کرنے والی خواتین کی حمایت میں میرے جملوں پر اعتراض کیا ہے وہ یہی صاحب تھے جو خود اجلاس شروع ہوتے وقت پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوئے ۔ اور انہوں نے چیئرنگ کراس کے اس واقعہ کی مذمت کی اور یہ کہا کہ ہمیں اسے اسی وقت زیر بحث لانا چاہیے اور اب جب کہ میں یہ بات زیر بحث لا رہا ہوں اور قواعد کے مطابق بات کر رہا ہوں اب وہی صاحب کھڑے ہو کر کہہ رہے ہیں کہ ایسا کیوں کیا جا رہا ہے ؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر ، جناب تابش الوری کیا یہ ضروری ہے کہ جو بات ایوان میں ہو چکی ہے اسے ضرور بار بار کیا جائے ؟

سید تابش الوری ، جناب والا! میں نے تو نہیں کہا۔

جناب سپیکر ، آپ مہربانی سے اپنی بات wind up کیجیے ۔

سید تابش الوری ، جناب والا میں تو یہ عرض کر رہا تھا کہ ان خواتین کا جرم صرف اتنا تھا

سردار غلام عباس خان : جناب سپیکر نکتہ وضاحت ۔

سید تابش الوری ، جناب والا! نکتۂ وضاحت تقریر کے دوران نہیں ہوتا

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں ۔ تابش الوری صاحب اگر آپ نے مزید وقت لیا تو آپ کا یہ وقت آپ کے کسی اور ساتھی کے وقت سے کاٹ لیا جائے گا۔

سید تابش الوری ، جناب والا! میں صرف دو منٹ میں اپنی بات ختم کرنا چاہوں گا بشرطیکہ آپ اپنے فاضل اراکین سے پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے سے اجتناب کرنے کی ہدایت فرمائیں ۔

جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ چیئرنگ کراس کا جو ناخوشگوار واقعہ ہوا وہ خواتین پر امن طور پر اپنی محبوب عوامی حکومت سے صرف میڈیکل کالجوں میں نشستوں میں اضافے کا مطالبہ کر رہی تھیں، انہوں نے کوئی غیر قانونی حرکت نہیں کی ، انہوں نے قانون کو ہاتھ میں نہیں لیا لیکن اس کے باوجود پولیس نے جس طرح سے ان کی بے حرمتی کی جس طرح سے ان پر تشدد کیا اس پر پورا لاہور شہر نادم ہے اور میں چاہتا ہوں کہ جناب وزیر اعلیٰ اپنی شرافت کی روایت کو قائم کرتے ہوئے اس سلسلے میں سخت ہدایات جاری کریں اور جو لوگ اس کے مورد الزام قرار پائیں انہیں سخت سزائیں دی جائیں جناب والا! میں جو آخری عرض کرنا چاہتا ہوں وہ وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی اختیار سے متعلق ہے اس بجٹ میں 52 کروڑ 78 لاکھ روپے کی رقم-----

جناب سپیکر ، آپ جناب ظفر علی شاہ کا وقت بھی خرچ کر رہے ہیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں تو ایک جملے میں اپنی بات ختم کر رہا ہوں ۔ اور میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وزیراعلیٰ کے صوابدیدی اختیار کے تحت-----

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میرا وقت کسی کو نہیں دیا جاسکتا۔

جناب سپیکر، آپ کو وقت تو میں نے ہی دینا ہے ۔

سید ظفر علی شاہ، اس لیے تو جناب سے گزارش کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، تو میں نے جو وقت دیا تھا وہ یہاں پر خرچ ہو رہا ہے تو آپ انھیں سمجھائیں۔

سید تابش الوری: جناب والا! اگر آپ یہ بات نہ کرتے تو میری بات ختم ہو چکی ہوتی۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ جناب وزیر اعلیٰ نے صوابدیدی اختیار کے تحت 52 کروڑ 78 لاکھ روپے کی رقم خرچ کرنے کی اجازت مانگی ہے ۔ آپ کو معلوم ہے کہ پچھلے دنوں ہائی کورٹ نے ان صوابدید ی اختیارات پر بڑا سخت فیصلہ اور ریمارکس دیے ہیں اور یہ حکم جاری کیا ہے کہ اس قسم کے صوابدید ی اختیار حکومت کی سطح پر جہاں بھی ہوں انھیں ختم کر دیا جانا چاہیے لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ اس بجٹ میں نہ صرف یہ کہ صوابدیدی اختیار برقرار رکھا بلکہ ایک غیر معمولی رقم 52 کروڑ 78 لاکھ روپے ذاتی صوابدید پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ کسی طرح سے بھی مناسب نہیں ہے۔ یہ ایوان کی بھی توہین ہے اور انصاف اور معیار کی اقدار کی بھی توہین ہے۔ لہٰذا میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اس پیشگی گرانٹ کو نئے سرے سے مرتب کیا جائے اور اس جواز کے ساتھ مرتب کیا جائے جو پنجاب کی ترقی و خوشحالی کی ضمانت بن سکے۔ شکریہ!

جناب سپیکر: بیرسٹر عثمان ابراہیم۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔ میں کوشش کروں گا کہ تھوڑے وقت میں اپنی گزارشات پیش کرسکوں۔

جناب سپیکر: اور معزز اراکین سے بھی گزارش ہے کہ اگر وہ وقت کو صحیح طرح سے استعمال کرنا چاہتے ہیں تو ازراہ کرم غیر ضروری طور پر پوائنٹ آف آرڈر نہ اٹھائیں۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب لاء منسٹر نے اپنے خطاب میں ان وجوہات کا ذکر کیا ہے جن کے تحت ان کو ایک ماہ کا بجٹ پیش کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ جناب سپیکر! کیا ہی اچھا ہوتا اگر لاء منسٹر صرف مجبوری کا نام لینے کی بجائے ان وجوہات کا ذکر کرتے جن کے باعث ایسے حالات پیدا ہوئے اور ان کے تحت ایک ماہ کا بجٹ پیش کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ جناب سپیکر! یہ موقع ہمیں لاہور ہائیکورٹ نے بھی فراہم کیا تھا۔ اس ایوان میں ان ممبران کی اطلاع کے لیے جو نئے آئے ہیں۔ پچھلی اسمبلی کے 248 ممبران میں سے صرف 50 کے قریب ممبر واپس آئے ہیں۔ باقی دو سو کے قریب کامیاب نہیں ہوسکے۔ جناب سپیکر! جب ماہ اپریل میں اسمبلی توڑی گئی تو ماہ جون میں لاہور

ہائیکورٹ نے ہمیں یہ موقع فراہم کیا تھا کہ ہم اپنے بجٹ کو منظور کرلیں اور اس کے لیے انھوں نے عبوری حکم جاری کیا تھا تاکہ یہ اسمبلی جون کے مہینے میں بجٹ کو پاس کرسکے۔ اور اس عبوری حکم کا سہارا لیتے ہوئے 140 کے قریب اراکین اسمبلی نے سپیکر کو، گورنر کو اور وزیر اعلیٰ کو کہا کہ اسمبلی کا اجلاس بلایا جائے تاکہ 94-1993ء کا بجٹ پاس کیا جاسکے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں نے تہیہ کیا تھا کہ اپوزیشن کے معزز اراکین کی تقریروں میں دخل اندازی نہیں کروں گا۔ ایک وقت میں خود بھی انھی نشستوں پر بیٹھا رہا ہوں۔ میرے دوست جن کا تعلق اپوزیشن کے ساتھ ہے انھیں چاہیے کہ وہ تقریر شروع کرنے سے پہلے کم از کم قواعد انضباط کار کا مطالعہ کریں جس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ اسمبلی میں تقریر کرتے وقت جو سوال زیر غور ہو اس کے متعلق ہی بات کی جاسکتی ہے اور غیر متعلقہ بات نہیں کی جاسکتی اور میرے دوست جو اس ایوان کو افسانہ سنا رہے ہیں ان کا تعلق اس سوال کے ساتھ نہیں ہے جو اس وقت ایوان میں زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: متعلقہ مقرر سے میری درخواست ہے کہ وہ موضوع سے متعلق بات کریں---- جناب شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب شوکت داؤد: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے میاں حشمت جنجوعہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ایک تو پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں ہوسکتی اور دوسری بات یہ ہے کہ جناب عثمان ابراہیم بجٹ کی بات کر رہے ہیں جو ہمیں ایک ماہ کے لیے منظور کروانا ہے۔ یہ وقت صرف اسی وجہ سے ہمیں دیکھنا پڑا ہے کہ ہم نے وہ چیزیں جو کہ وہ بیان کر رہے ہیں ان سے روگردانی کرتے ہوئے، عدالتوں کے احترام کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اور اپنی روایات کو ختم کرتے ہوئے اسمبلیاں تڑوائیں اور آج ہمیں یہ دن دیکھنا پڑا ہے۔

راجہ اشفاق سرور: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر، میری یہ درخواست ہے کہ جناب حشمت جنجوعہ کی سیٹ وزیر قانون کے پاس رکھیں۔ یہ جو باتیں کر رہے ہیں وہ لاءمنسٹر کو کرنی چاہئیں۔ یہ قوانین کے بارے میں بتا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ جناب بیرسٹر عثمان ابراہیم!-------- جی، اکبر شاہ

پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید محمد اکبر: یہ عام شاگردوں کی طرح کھڑے ہو جاتے ہیں لگتا ہے کہ آپ کو انھیں اپوزیشن کے طور طریقے سمجھانے پڑیں گے۔ اسی طریقے سے سمجھائیں جیسے استاد بچوں کو سمجھاتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ سمجھائیں گے۔بیرسٹر عثمان ابراہیم!

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل دوست کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ میں اور میاں ریاض حشمت جنجوعہ اکٹھے دو سال تک اپوزیشن کی بنچوں پر بیٹھے رہے ہیں۔ اور میں نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ افسانہ نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہے اور متعلقہ اس لیے ہے کہ ڈیمانڈ "Administration of Justice" کے لیے انھوں نے تین کروڑ روپیہ مانگا ہے۔ میں relevant بات کر رہا ہوں اور اسی ادارے کی بات کر رہا ہوں جس کے لیے لاء منسٹر نے تین کروڑ روپیہ مانگا ہے ۔ میں یہی بات عرض کر رہا تھا کہ اس ادارے نے ہمیں یہ موقع فراہم کیا تھا کہ ہم پنجاب کا پورے سال کا میزانیہ پاس کرلیں لیکن ہم نے جو requisition دی اس کو درخور اعتناء نہ سمجھا گیا اور ہم انتظار کرتے رہے کہ کب اسمبلی کا اجلاس بلایا جاتا ہے اور کب ہم پورے سال کا میزانیہ پاس کرتے ہیں۔ بہرحال جب لاہور ہائی کورٹ نے اپنے آخری حکم میں پنجاب اسمبلی کو بحال کیا تو ٹھیک پانچ منٹ بعد اسمبلیاں توڑ دی گئیں اور اسی عدلیہ' اسی ادارے کا مذاق اڑایا گیا جس کے لیے تین کروڑ روپیہ آج ڈیمانڈ کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات وائنڈ اپ کریں۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ پورے پانچ منٹ کی مداخلت ہوئی ہے وہ میرے وقت میں سے نکال دیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کو وائنڈ اپ کریں۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر ! میں یہی عرض کر رہا تھا کہ کتنا اچھا ہوتا کہ ہمارے وزیر قانون تمام ممبران کو یہ حالات بھی بتاتے تاکہ بجٹ پاس کرتے ہوئے ان کے ذہن میں یہ بات ہوتی کہ ہمیں کن حالات کے تحت ایک ماہ کا میزانیہ پاس کرنے کے لیے کہا جا رہا ہے۔ جناب والا! وزیر قانون نے جہاں تنخواہوں کا ذکر کیا ہے وہاں دوسری طرف انھوں نے غیر ضروری اخراجات

کے لیے بھی ہاؤس کی منظوری حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس میں جناب سپیکر! میونسپلٹی تک شامل ہیں اور پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کی پالیسیوں میں تضاد ہے، حکومت ایک تضاد کا شکار ہے، حکومت کو علم نہیں کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں ایک طرف تو وہ بلدیاتی ادارے توڑ رہے ہیں اور دوسری طرف انھی بلدیاتی اداروں کو اتنا اہم تصور کرتے ہیں کہ اس کے لیے وہ ساڑھے چھ کروڑ روپے کی گرانٹ کا مطالبہ کر رہے ہیں اور پھر ان کی یہ خواہش ہے کہ یہ گرانٹ صرف ایک ماہ میں خرچ ہو جائے۔ جناب سپیکر! وہ ادارے جو پنجاب کی حکومت یعنی انھوں نے توڑے ہیں اپنے مطالبے کے ذریعے اور یہ ادارے اس وقت موجود بھی نہیں ہیں اور ان میں اب ایڈمنسٹریٹر کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا وہاں کام ہو رہا ہے کام کیسے ہو گا؟

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! میرا عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جب تک elected آدمی نہیں آئیں گے ۔ جناب سپیکر! کتنا اچھا ہوتا کہ نئے سرے سے جب بلدیاتی اداروں کے الیکشن ہوں ہائی کورٹ میں ان اداروں کی بحالی کے لیے ایک رٹ پہلے ہی ہو چکی ہے اور پھر یہ کتنا ظلم ہے کہ ایک ملک میں دو پالیسیاں اپنائی جا رہی ہیں بلوچستان میں جہاں بلدیاتی اداروں کو معطل کیا گیا اور الیکشن کے بعد اب ان کو بحال کر دیا گیا ہے کتنا ہی اچھا ہوتا کہ اگر پنجاب کے بلدیاتی ادارے بھی معطل کر دیئے جاتے اور الیکشن کے بعد ان کو بھی بحال کر دیا جاتا تاکہ منتخب لوگ یہ کام کرتے۔ جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں ایک دو اور پوائنٹس پر بات کروں گا پولیس کے لیے انھوں نے ساڑھے بتیس کروڑ روپیہ مانگا ہے جو کہ ایک بڑی خطیر رقم ہے اور اس پولیس کے لیے جو کہ ارکان اسمبلی کے خلاف جھوٹے مقدمے درج کر رہی ہے ۔ وزیر اعلیٰ ہاؤس میں موجود ہیں آج میں اس فلور سے ان سے گزارش کروں گا کہ کم از کم وہ پولیس کے اس جانب دارانہ رویے کا نوٹس ضرور لیں یعنی ارکان اسمبلی کے خلاف جو جھوٹے پرچے درج ہو رہے ہیں یا ہوئے ہیں ان کا نوٹس لینا چاہیے اور پھر جناب سپیکر! اسی پولیس کو آپ ساڑھے بتیس کروڑ روپیہ دے رہے ہیں جو کہ ہماری ماؤں بہنوں پر لاٹھیاں برساتی ہے! اس بات کا تو کوئی نوٹس نہیں لیا جاتا بلکہ اس کے برعکس انھیں انعام کے طور پر ساڑھے بتیس کروڑ روپیہ دیا جا رہا ہے اور اس رقم کو منظور کرنے کے لیے ہمیں کہا جا رہا ہے۔

سردار محمد حسین ڈوگر: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے معزز رکن سے عرض کروں گا کہ میرے معزز رکن ایک انتظامی حکومتی ادارے پر الزامات لگا رہے ہیں کیا وہ اس کے ثبوت کے طور پر کوئی ایسے واقعات پیش کریں گے کہ واقعی اس حکومت کے دور میں جھوٹے مقدمے درج ہوئے ہیں۔ یہ تو جناب والا! اپنے دور کی بات کر رہے ہیں ان کے دور میں ایسا ہوتا رہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں معزز رکن سے کہتا ہوں کہ جنرل قسم کی الزام تراشی کی بجائے اگر کوئی واضح بات ہے تو وہ کریں اور بجٹ سے تعلق رکھنے والی اس شق پر مہربانی کرتے ہوئے اپنے خیالات کو وائنڈ اپ کریں۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر فیصل صالح حیات یہاں بیٹھے ہوتے جو کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے انچارج ہیں جو کہ ابھی اٹھ کر باہر گئے ہیں اگر وہ یہاں بیٹھے ہوتے تو وہ بھی یہ سن لیتے کیونکہ وہ انچارج مشیر ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تسلی رکھیں ان تک آپ کی بات پہنچ جائے گی۔ آپ اپنی بات وائنڈ اپ کریں۔

جناب سعید اکبر: جناب سپیکر! مجھے شک ہے کہ معزز رکن بار بار تقریر نہیں کر سکتے آپ انھیں اجازت دے دیں کہ تقریر لکھی ہوئی پڑھ لیں۔

جناب سپیکر: آپ براہ کرم تشریف رکھیں۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب والا! میں لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھ رہا بلکہ میں نے کچھ پوائنٹس نوٹ کیے ہوئے ہیں۔ تو جناب سپیکر! میں آخری بات عرض کرتا ہوں کہ ہمارے سرکاری ملازمین کا اتنا مذاق اڑایا گیا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انھوں نے ایک رقم پہلے determine کی ہوئی تھی یعنی اتنی رقم جو ہے وہ ہاؤس سے منظور کروانی ہے جو رقم پوری نہیں ہو رہی تھی اور -/216 روپے کا شاید فرق رہ گیا تھا اور انھوں نے کہا کہ چلو اسے سرکار ملازمین کے loan کے حساب میں ڈال دیا جائے۔

جناب سپیکر: اب مجھے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے پوائنٹس مکمل ہوگئے ہیں اگر کہنے والی کوئی خاص شق رہ گئی تو وہ ظفر علی شاہ پوری کر دیں گے۔لہذا اب آپ تشریف رکھیں۔جی جناب ظفر علی شاہ۔

سید ظفر علی شاہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔جناب سپیکر! آج اس معزز ایوان میں پنجاب اور پاکستان

کی پارلیمانی ہسٹری میں غالباً یہ پہلی دفعہ پاکستان کی Constitution کی دفعہ 125 کو invoke کرنے کے لیے معزز ممبران سے استدعا کی گئی ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ مختصر وقت میں اپنا نقطہ نگاہ آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان تک پہنچا سکوں۔ جناب سپیکر! آج 125 کی jurisdiction invoke کی جا رہی ہے اس سے پہلے ابھی 12 یا 14 گھنٹے کے بعد بجٹ جس کے اختیارات دیے گئے تھے اس کی jurisdiction پنجاب کے گورنر نے استعمال کی تھی ممکن ہے کہ میری یہ بات معزز ارکان کو irrelevant لگے لیکن یہ بات اسی حوالے سے ہے اور جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ آج یہ پہلی بار پنجاب کی پارلیمانی ہسٹری میں ایسا ہو رہا ہے جناب سپیکر! ہمیں کچھ دن پیچھے جانا پڑے گا کہ اس معزز ایوان کو دفعہ 125 کو invoke کرنے کی کیوں ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ 17 - اپریل کو پاکستان کی قومی اسمبلی توڑے جانے کے بعد پاکستان کی سب سے بڑی عدلیہ نے جب اس قومی اسمبلی کو بحال کیا اور اس اسمبلی کو توڑنے والے اسلام آباد کے بڑے محل میں بیٹھے ہوئے اس بڑے آدمی کے حکم کو غیر آئینی قرار دیا گیا اور اس حکم کو غیر آئینی قرار دینے والی عدالت اس ملک پاکستان کی عدالت عظمیٰ تھی۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس بڑے آدمی کو اپنے اس غیر آئینی اقدام پر شرم آنی چاہیے تھی۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سید ظفر علی شاہ صاحب! آپ جوش میں نہ آئیے گا اور غیر پارلیمانی الفاظ استعمال نہ کیجئے گا۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! مجھے اس بات کا احساس ہے میں کوئی غیر پارلیمانی الفاظ استعمال نہیں کر رہا۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی موہل صاحب فرمائیے۔ ظفر علی شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں جو Debate کا Chapter ہے اس میں قاعدہ نمبر 176 کا حوالہ دوں گا اس میں واضح طور پر درج ہے۔

176(1) The subject matter of every speech shall be relevant tothe

matter before the Assembly.

اور پھر اسی میں آگے اس کا جزو 2 "بی" ہے :-

(2) A Member while speaking shall not:-

(b) Reflect upon the President or the Governor in his personal capacity.

لہذا اس کے مطابق یہ نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ صدر مملکت تصور کیے جائیں گے اس میں صدر مملکت کی capacity کو ہم اس ہاؤس میں زیر بحث نہیں لاسکتے۔

سید ظفر علی شاہ: وہ اب صدر مملکت نہیں ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: ٹھیک ہے کہ وہ اب نہیں ہیں لیکن اس میں as President capacity میں انہوں نے جو کام کیا ہے اسے ہم یہاں پر زیر بحث نہیں لا سکتے۔

جناب سپیکر: وہ technically President on leave ہیں۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! میں نے موہل صاحب کا اعتراض سن لیا ہے۔ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ میں پارلیمانی زبان استعمال کروں گا میں نے آئین بھی پڑھا ہوا ہے رولز بھی پڑھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ شاہ صاحب مہربانی کرتے ہوئے relevant بھی رہیے۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! میں relevant ہی رہوں گا۔

جناب سپیکر: آج پنجاب کے صوبے کو پاکستان کی تاریخ میں سب سے بڑا بدنام صوبہ بنا دیا گیا ہے اور یہی بات سب سے بڑی relevant ہے۔ ابھی تو ہم نے اس پر بھی بات کرنی ہے۔

سردار غلام عباس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: غلام عباس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار غلام عباس: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی کو یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ۔

تو ادھر ادھر کی نہ بات کر ' یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا

مجھے رہزن سے غرض نہیں ' تیری راہبری کا سوال ہے

میں اس وقت کے وزیر اعلیٰ کی بات کرتا ہوں کہ جس نے اس وقت کے صدر کو شاید یہ مشورہ بھیجا تھا اور آج اسی قسم کی روایات کی بات یہ دوبارہ کر رہے ہیں جب یہ خود اس جگہ بیٹھے تھے تو انھیں یہ روایات یاد نہیں تھیں اور آج انھیں یہ روایات یاد آ رہی ہیں براہ کرم یہ اپنے اس موضوع تک رہیں جس پر یہاں بحث ہو رہی ہے اس موضوع سے ہٹنے کی کوشش نہ کریں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ پڑھے لکھے۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں شاہ صاحب سے کہوں گا کہ آپ please موضوع پر رہیں۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! آپ وقت نوٹ فرما لیں اور میری تقریر کے دوران جو interruption ہو گی through پوائنٹ آف آرڈر یا point of objection تو وہ وقت میری تقریر میں نہیں گنا جائے گا پہلی بات تو مجھے یہ عرض کرنا تھی دوسری بات یہ ہے کہ اگر مجھے معزز ممبران نے یہ بتانا ہے کہ میں نے کیا کہنا ہے تو پھر وہ تو ہم باہر بات کر لیتے ہیں کہ میں نے کیا کہنا ہے جو میں نے کہنا ہے وہ پہلے کہنا ہے وہ میرا حق ہے۔

جناب سپیکر: آپ پانچ منٹ بول چکے ہیں اور پانچ منٹ مزید بول سکتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! ابھی تو میں نے اسی پر بات کرنی ہے' میں نے ابھی تو اس بجٹ پر بات کرنی ہے جس کی یہاں پر منظوری لی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: پلیز بجٹ پہ بات کیجیے جس کے لیے آپ کو موقع دیا گیا ہے۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! میرا حق ہے کہ میں یہ بات کروں آج پنجاب میں قاعدہ نمبر 125 کی نوبت کیوں آئی؟ آج اس ایوان میں اس بات کی نوبت کیوں آئی؟ میں یہی تو عرض کر رہا تھا کہ اس بڑے ایوان میں بیٹھے ہوئے اس معزز شخص نے پنجاب کے سیاستدانوں کو پنجاب کے لوگوں کو آنہ

کار بنایا آج میرے پنجاب کے صوبے پر ****************** اور وہ جوڈیشل پروسیڈنگ اور سات سات منٹ میں اسمبلیاں توڑنا جناب سپیکر! یہ متعلقہ باتیں ہیں۔ اگر کہا جائے کہ یہ متعلقہ نہیں ہیں تو مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑے گا۔۔۔۔

مہر سعید احمد ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! میرے فاضل دوست کو اعتراض نہیں کرنا چاہیے بلکہ انہیں ہمارے اس حق کو تسلیم کرنا چاہیے کہ ہم نے ایک جمہوری طریقے سے اس عمل کو اپنایا تھا ******* ہم نے جمہوری حق استعمال کیا تھا۔ اور آج بھی ہم کہتے ہیں کہ ہم نے اپنا جمہوری حق استعمال کیا تھا ************ تو براہ کرم ان کے اس غیر پارلیمانی جملے کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر ، اگر ان کا یہ لفظ غیر پارلیمانی ہے تو جو آپ نے لفظ استعمال کیا ہے وہ بھی اتنا ہی غیر پارلیمانی ہے۔ یہ دونوں جملے جو دونوں حضرات نے استعمال کیے ہیں انہیں حذف کیا جائے۔

سید ظفر علی شاہ ، "چور کی داڑھی میں تنکا" میں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ میں تو اس تاریخ کی بات کر رہا ہوں جو ماضی قریب کی بات ہے کل کی بات ہے، پرسوں کی بات ہے اور جناب سپیکر! صرف یہ بات نہیں صوبہ پنجاب پر آنے والے اس بحران نے یہ اصلی تھا جعلی تھا یا نقلی تھا اس کا فیصلہ مؤرخ نے کرنا ہے اور اس وقت یہ پنجاب کی خوش قسمتی ہے یا بد قسمتی ہے اس کا فیصلہ بھی تاریخ نے کرنا ہے۔ یہ میرے معزز بھائی جو آج بھی قائد ایوان ہیں اس وقت بھی یہی قائد ایوان تھے اور اس بحران نے پاکستان کی سیاست کی دھجیاں اڑا دیں اور آپ کو پوری دنیا کی پارلیمانی تاریخ میں صرف پاکستان میں یہ مثال ملے گی کہ پانچ منٹ کے اندر قومی اسمبلی توڑی گئی پانچ منٹ کے اندر پاکستان کا صدر گیا پانچ منٹ کے اندر پاکستان کا منتخب وزیر اعظم گیا یہ تمام وہ باتیں ہیں جن کی ذمہ دار اس وقت پنجاب کی سیاست تھی اور آج 125 کی بات کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں ایڈوانس منظوری دی جائے جناب والا! یہ باتیں بڑی متعلقہ ہیں بہت سی باتیں کہنے کی تھیں پھر آپ کہیں گے کہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر ، اب آپ مہربانی سے متعلقہ تحریک کے بارے میں بات کریں۔

***(بحکم جناب سپیکر! حذف کر دیا گیا)

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں دو باتیں عرض کرتا ہوں۔۔۔

جناب غلام عباس، پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! میرے معزز بھائی نے پنجاب کے بحران کی بات کی ہے تو جناب والا! پنجاب کا بحران پاکستان کے بحران سے علیحدہ نہیں ہے۔ یہ بحران اس وقت پیدا ہوا جب نحمدہ و نصلی پڑھ کر نوے دن کا وعدہ۔۔۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر متعلقہ ہونا چاہیے۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر، متعلقہ بات کیجیے۔

جناب غلام عباس، جناب والا! متعلقہ بات یہ ہے کہ پنجاب کا بحران اس وقت ہوا جب محمد خان جونیجو کی اسمبلی کو توڑا گیا۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں میں سن رہا ہوں ابھی انھوں نے ایک جملہ کہا ہے۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! پنجاب کا بحران اس وقت پیدا ہوا جب یہاں پر محمد خان جونیجو کی اسمبلی یہ کہہ کر توڑی گئی کہ یہ ڈاکوؤں' بدمعاشوں اور لٹیروں کی اسمبلی ہے اور محمد خان جونیجو کے ایک اسسٹنٹ نے اس شخص کے ہاتھ پر بیعت کر کے یہ بحران پیدا کیا۔ (اس موقع پر اپوزیشن کے تمام ممبران کھڑے ہو کر بولنے لگے)

جناب سپیکر، جناب ظفر علی شاہ! (قطع کلامیاں) I call the House to order. ظفر علی شاہ جنجوعہ بول رہے ہیں انہیں بولنے کا موقع دیا جائے۔ جناب کھوسہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! ہاؤس میں میاں حشمت جنجوعہ نے پوائنٹ آف آرڈر کی وضاحت کی تھی آپ کو guide کیا تھا آپ کو guidance دی تھی۔ میں اس guidance کے تحت آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! سپیکر کو guide نہیں کیا جاتا assist کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، سپیکر کو assist کیا جاتا ہے۔ لیکن جناب کھوسہ صاحب سے میں گزارش کروں گا کہ میرے محترم رکن جناب ظفر علی شاہ بھی مہربانی سے تحریک کے حوالے سے بات کریں اگر وہ تاریخ میں جائیں گے تو جواباً دوسرے بھی تاریخ میں جائیں گے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! میرا سوال یہ نہیں ہے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ تھا کہ آپ ان کے پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: میں رولنگ دینے سے پہلے معزز اراکین سے کہتا ہوں کہ از راہ کرم متعلقہ تحریک تک اپنی تقریر کو محدود رکھیں۔ جناب ظفر علی شاہ آپ بات کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! اس پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کو رولنگ دینی چاہیے۔

جناب سپیکر: اس معزز ایوان میں جس طرح سے آج پوائنٹ آف آرڈر اٹھائے گئے میری کوشش ہو گی کہ ایوان کو بالکل ٹھنڈا رکھنے کی بجائے بات کہنے کی اجازت بھی دی جائے اس کے اندر روانی ہو' جولانی ہو طغیانی نہ ہو جو سیلاب بن جائے اور اس ایوان کے کناروں کو ضوابط کو توڑ کر رکھ دے۔ لیکن یہ کوئی ایک ایسا پوائنٹ آف آرڈر نہیں جو out of order ہے آپ بہت سے پوائنٹ آف آرڈر غور طلب ہیں میں امید کرتا ہوں اراکین سے بھی کہ وہ relevant رہیں گے اور میں آئندہ یہ کوشش کروں گا اور میرا فرض بھی ہے کہ ہاؤس کو چلانے کے لیے جو پوائنٹ آف آرڈر out of order ہیں ان پر رولنگ دوں یہاں تک جو ہوا ہے وہ سب نے کیا ہے۔ میں محترم ظفر علی شاہ سے گزارش کروں گا کہ مہربانی سے relevant رہیں۔

چودھری شوکت داؤد: جناب والا! چونکہ یہ ہمارے لیڈر کے متعلق بات کی گئی ہے۔ یہ ایک نئی روایت کو جنم دے رہے ہیں پھر ہم بھی بات کریں گے اور میں اس کے خلاف احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(فاضل اراکین بادشاہ میر خان آفریدی اور سید ظفر علی شاہ نے
چودھری شوکت داؤد کو واک آؤٹ کرنے سے روک لیا)

جناب سپیکر: جناب کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! میں نے ایک پوائنٹ آف آرڈر raise کیا تھا۔ آپ نے مجھے floor دیا ہے میں نے آپ سے رولنگ طلب کی ہے کہ جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا گیا ہے۔ کیا یہ

پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے؟ جناب والا! اس پر آپ رولنگ دیں۔

جناب سپیکر، میری رولنگ یہ ہے کہ نہ تو یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے اور نہ بہت سے اور جو پوائنٹ آف آرڈر کے نام پر بنے وہ بنتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، اس صورت میں ان کے الفاظ کو بھی حذف کیا جائے اور جو پیشتر کہے گئے بے شک ان کو بھی حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر، میں نے اسے out of order قرار دیا ہے۔ جی سید ظفر علی شاہ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں Treasury Benches کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری اپوزیشن جو آج کی اپوزیشن ہے اس ہاؤس کی single majority پارٹی ہے ہم مخالفت برائے مخالفت کرنے والے نہیں ہیں اور ان کی خدمت میں دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ بڑے وزیر سے لیے جائیں گے وہ ہر بات کو defend کرنے کا ٹھیکہ نہ لیں اور خواہ مخواہ interruption میں جناب کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور معزز ایوان کا بھی۔

جناب سپیکر، آپ بات کو آگے بڑھائیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں آ رہا ہوں۔۔۔

جناب غلام عباس، پوائنٹ آف آرڈر۔

سید ظفر علی شاہ، اس طرح سے ہم حکومتی بنچوں کا بھی کوئی آدمی نہیں بول سکے گا۔

جناب سپیکر، جناب غلام عباس! کیا یہ ضروری ہے کہ آج ایوان میں اس طرح سے وقت کو آگے بڑھائیں۔ کیا یہ ضروری نہیں کہ آپ ان کی بات سن لیں میں نے ان سے درخواست کی ہے کہ وہ بھی اب متعلقہ بات کریں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب مجھے بولنے تو دیں۔

جناب سپیکر، آپ مہربانی سے متعلقہ بات کریں تحریک پر بات کریں تاریخ پر بات نہ کریں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں تحریک پر بات کر رہا ہوں میں گورنر کے تین مہینے کے بجٹ کی بات کر رہا ہوں۔ اس وقت بھی یہی وزیر اعلیٰ تھے گورنر نے پاس کر دیا 20 تاریخ کو ابھی تو میری تحریک استحقاق جناب کے چیمبر میں پڑی ہوئی ہے۔ یہ بھی اس معزز ایوان کی توہین ہے کہ 20

تاریخ کو منتخب ممبر اپنے ایک منتخب لیڈر کو قائد ایوان چن رہے ہیں وہ Oath لے رہا ہے اور پنجاب کا گورنر ان کی powers curtail کر رہا ہے یہ اس ایوان کی توہین ہے ابھی تو ہم نے اس پر بھی بحث کرنی ہے ہم نے بہت ساری باتیں کرنی ہیں۔

جناب سپیکر! یہ اتنی آسان بات نہیں ہے یہ جمہوریت کی بات ہے' اس میں پس پردہ لوگوں کے بھی نام آتے ہیں۔ ہمارے صوبے کے ساتھ کیا کچھ ہو رہا ہے جو کہ پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے بلکہ یہ پاکستان کا دل ہے۔ اس پر آپ کو خصوصی توجہ دینا ہو گی اور حکومتی بنچوں کی خدمت میں بھی عرض کرتا ہوں کیونکہ جس وقت جمہوریت خطرے میں پڑتی ہے تو اپوزیشن اور حکومت دونوں کو نقصان پہنچتا ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اب وائنڈ اپ کریں۔ آپ اپنی بات دو منٹ میں ختم کریں۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! میں اپنی بات ختم کرتا ہوں اور شیڈول کی طرف آتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے بہت وقت لے لیا ہے اب آپ اپنی بات دو منٹ میں مکمل کریں۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! میں ڈیڑھ منٹ میں اپنی بات مکمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ آرٹیکل 125 کے تحت تین ماہ کے لیے بجٹ پیش ہو سکتا ہے اور جو بجٹ آپ نے پیش کیا ہے ہم نے اسے سٹڈی بھی کیا ہے اور ابھی مزید سٹڈی کرنا ہے۔ چودہ پندرہ تاریخ تک اس پر بحث مکمل ہو جائے گی۔ کچھ مدیں جن کا حوالہ میرے فاضل دوست تابش الوری نے بھی دیا ہے' جس طرح انھیں آج سرکاری ملازمین کا درد اٹھا ہے وہ ہمیں بھی معلوم ہے۔ ہسپتالوں کا کارپوریشنوں کا اور لوکل باڈیز کا بھی درد اٹھا ہے ۔ لوکل باڈیز کے بارے میں میرے فاضل دوست نے انھیں ٹھیک مشورہ دیا ہے کہ اگر ان کو اتنا درد ہے تو یہ ان اداروں کو بحال کر دیں۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ بجائے ایک مہینے کے یہ بجٹ پندرہ دن کے لیے بھی منظور کیا جا سکتا ہے۔ آئین میں اس پر کوئی قدغن نہیں ہے۔ آئین میں تو صرف یہ ہے کہ تین مہینے کے لیے ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ کن حالات کے لیے ہے؛ وہ کم از کم یہ حالات نہیں ہیں' پھر آپ مجھے کہیں گے کہ تحریک کی بجائے تاریخ کی طرف جا رہے ہیں۔ اس لیے میری اس معزز ایوان سے استدعا ہے کہ اسے ایک مہینے کی بجائے پندرہ دن کے لیے منظور کیا جائے۔

اس کے علاوہ وزیر قانون / وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ انھوں نے جو

شیڈول دیا ہے اس کے مطابق نمبر 1۔ افیون کے متعلق ہے ۔ اس کے لیے 71 ہزار ایک سو روپے ڈیمانڈ کیے گئے ہیں۔ یہ کس لیے رکھے گئے ہیں یہاں تو افیون کھائی نہیں جا سکتی پی نہیں جا سکتی' دی نہیں جا سکتی؟ آخر افیون انھوں نے کس کو دینی ہے ۔ یہ 71 ہزار ایک سو روپے کس لیے مانگے گئے ہیں؟ یہ کس کو دینا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر، یہ شاید زیادہ بولنے والوں کو دینا چاہتے ہیں؟ (قہقہے)

سید ظفر علی شاہ، ہم پر یہ افیون اثر نہیں کرتی۔ جناب سپیکر اس کے علاوہ نمبر 23 پر ——-----

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، پوائنٹ آف آرڈر

میرے قابل احترام ممبر نے یہ پوچھا ہے کہ یہ افیون کہاں استعمال ہوتی ہے۔ ان کی اطلاع کے لیے میں عرض کرنا چاہتی ہوں میڈیکل لائن میں یہ دوائیوں میں بھی استعمال ہوتی ہے اور میں بھی استعمال کرتی ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کا آدھا منٹ رہ گیا ہے۔ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ ڈیڑھ منٹ میں ختم کر دوں گا۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں اپنی بات پر سٹینڈ کرتا ہوں لیکن میری محترمہ بہن نے جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے اس سے میرا وقت ضائع ہوا ہے۔

جناب سپیکر، آپ اس سے بھی زیادہ وقت لے چکے ہیں پلیز آپ وائنڈ اپ کریں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! متفرق محکمہ جات کے لیے 3 کروڑ'46 لاکھ'33ہزار'42 روپے رکھے گئے ہیں۔ نہ محکمے کا ذکر ہے اور نہ ہی متفرق کا ذکر ہے۔ اس کے بعد ڈیمانڈ نمبر 30 جو سب سڈیز کے لیے ہے اس کے لیے 7 کروڑ89 لاکھ 45 ہزار روپے رکھے گئے ہیں اس کے بعد مد نمبر31 میں پھر متفرق آ گیا ہے ایوان کو کم از کم پتہ چلنا چاہیے کہ یہ متفرق کس کھاتے میں ہے۔ متفرق کہیں اپوزیشن کو کچلنے کے لیے تو نہیں' کہیں طالبات پر ڈنڈے مارنے کے لیے تو نہیں ہے' آنسو گیس خریدنے کے لیے تو نہیں ہے لہذا یہ ہمیں پتہ چلنا چاہیے کہ متفرق کیا ہے؟ اس کے بعد مد نمبر 34 ہے اس کے تحت وفاقی حکومت کے قرضوں کی ادائیگی کے لیے 9 کروڑ52لاکھ 64 ہزار 833 روپے مختص کیے گئے ہیں۔جناب والا! وفاقی حکومت بھی ان کی اپنی ہے وہ ان کو کوئی مارتی نہیں ہے۔ اگر وفاقی حکومت کو پندرہ دن کے لیے قرضہ کی ادائیگی نہ ہو تو کوئی آسمان نہیں گرتا لہذا اس کا ایڈوانس دینے کے

لیے کوئی اتنی ایمرجنسی نہیں ہے۔ جب باقاعدہ بجٹ پاس ہو جانے گا تو یہ ان کو قرضے دیتے رہیں اور لیتے رہیں ہم کوئی اعتراض نہیں کریں گے لیکن اس وقت یہ غیر ضروری ہے۔ میرا آخری پوائنٹ شاہرات و پل کے بارے میں ہے۔ میں نے 94-1993 کا بجٹ بھی دیکھا ہے جسے انھوں نے 93-1992 کے مقابلے میں کم کر دیا ہے۔ اس پر میں باقاعدہ طور پر تو اس وقت بات کروں گا جب وہ پیش ہو گا۔ اب ایک مہینے والے بجٹ میں اس کی بڑی اہمیت دے دی گئی ہے۔ آخری بات کہہ کر میں آپ سے اجازت چاہوں گا یہ ڈویلپمنٹ سے متعلق ہے ڈویلپمنٹ کے لیے جو یہ ایڈوانس رقم لے رہے ہیں ہمیں خطرہ ہے کہ یہ رقم favouritism کے لیے استعمال ہو گی۔ یہ حکومت کس طرح بنی ہے میرے فاضل دوست نے پہلے دن شعر پڑھا تھا کہ سمندر کبھی دریا میں نہیں گرا کرتے لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ 93 ممبروں کا سمندر 14 کے دریا میں گرا ہوا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہمیں خطرہ ہے کہ یہ سب political favouritism ہے۔ جناب سپیکر میں آپ کا بہت بہت مشکور ہوں کہ آپ نے میری بات غور سے سنی۔

جناب سپیکر، بہت بہت شکریہ۔ وزراء صاحبان میں سے کوئی صاحب اس پر بات کرنا چاہتے ہیں یا میں تحریک پیش کروں؛

آوازیں، تحریک پیش کی جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے،

"کہ ایک رقم جو 6 ارب 96 کروڑ 58 لاکھ 93 ہزار 8 سو 42 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو آئین کے آرٹیکل 125 کے تحت ایسے اخراجات کی کفالت کے لیے پیشگی عطا کی جائے جو یکم نومبر 1993 سے شروع ہونے والے عرصہ ایک ماہ کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے بسلسلہ مطالبات زر جن کی اس گوشوارے میں صراحت کی گئی ہے جو آپ کے سامنے ایک مرتبہ وزیر قانون اور ایک مرتبہ سپیکر نے پڑھ کر بتایا ہے اسے برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب اجلاس بروز اتوار 31۔ اکتوبر 1993، صبح 9 بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چوتھا اجلاس)

اتوار 31۔ اکتوبر 1993ء

(یک شنبہ 14۔ جمادی الاول 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 10 بج کر 18 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ○ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ○ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ○

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ○ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ

سٰفِلِيْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ○

فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ○ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ○

سورۃ التین آیات 1 تا 8

انجیر کی قسم اور زیتون اور طورسینین اور اس امن والے شہر کی بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا پھر اسے ہر نیچی سے نیچی حالت کی طرف پھیر دیا مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ انہیں بے حد ثواب ہے تو اب کیا چیز تجھے انصاف کے جھٹلانے پر باعث ہے۔ کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں○

وما علینا الاالبلاغ ○

جناب جانسن مائیکل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ میں کرسچین کمیونٹی سے تعلق رکھتا ہوں۔ آج اتوار ہے اور مسیحوں کی عبادت کا دن ہے۔ صبح نو بجے سے گیارہ بجے تک ہماری عبادت ہوتی ہے اور آج اس اجلاس کی وجہ سے میں اس عبادت میں شریک نہیں ہو سکا۔ میری گزارش ہے کہ یا تو اجلاس اتوار کے دن گیارہ بجے کے بعد رکھا جائے یا پھر شام کو رکھا جائے۔ شکریہ!

جناب سپیکر، اس پر غور کیا جائے گا۔ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور تحریک استحقاق کے علاوہ تحاریک التوائے کار ہوں گی اور اس کے بعد قرارداد۔ جو ایجنڈے کی کارروائی ہے اس کے لیے ہمیں جو نوٹس آیا ہوا ہے وہ سید تابش الوری صاحب کی طرف سے ہے۔ کیا وہ تشریف رکھتے ہیں؟ وہ تشریف نہیں لائے۔ اس لیے یہ lapse ہو گئی۔ ایک اور تحریک استحقاق انہی کی طرف سے ہے۔ ایک چودھری پرویز الٰہی صاحب کی طرف سے ہے۔ ایک سید ظفر علی شاہ صاحب کی طرف سے ہے جو کہ انھوں نے واپس لے لی ہے۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، کیا آپ کے علم میں یہ نہیں ہے؟

جناب سپیکر، میرے علم میں کوئی بات نہیں لائی گئی۔ میں نے بہت انتظار کیا ہے۔ کئی دفعہ دائیں ہاتھ والوں کا انتظار کرتا رہا ہوں۔ آج بائیں ہاتھ والوں کا انتظار کرتا رہا ہوں۔ لیکن مجھے کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! ایک کمیٹی بنائی جائے جو یہ پتا کرے کہ واقعی وہ بائیکاٹ پر ہیں اور اگر بائیکاٹ پر ہیں تو ان سے وجہ پوچھی جائے۔ ان کو جا کر منا لائیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، کیا وہ کہیں تشریف رکھتے ہیں کہ آپ جا کر انھیں منا لائیں گے۔ میرا خیال ہے کہ وہ ابھی آئے ہی نہیں۔ تحاریک التوائے کار ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 1 جناب شوکت داؤد صاحب، میاں محمد شہباز شریف، سید تابش الوری، صاحبزادہ محمد فضل کریم کی طرف سے ہے، تحریک التوائے کار نمبر 2 میاں محمد شہباز شریف، چودھری اختر رسول، میاں فضل حق کی طرف سے ہے، تحریک التوائے کار نمبر 3 میاں محمد شہباز شریف، عبید اللہ شیخ، چودھری اختر رسول کی طرف سے ہے، تحریک

التوائے کار نمبر 5 میاں محمد شہباز شریف ' ایس اے حمید ' چودھری اختر رسول کی طرف سے ہے' تحریک التوائے کار نمبر 6 میاں شہباز شریف ' میاں فضل حق ' ارشد عمران سلہری ' میاں عبدالستار کی طرف سے ہے' تحریک التوائے کار نمبر 7 سید تابش الوری ' ایس اے حمید ' محمد منشاء اللہ بٹ ' ارشد عمران سلہری کی طرف سے ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 8 کوئی صاحب تشریف نہیں رکھتے۔

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق): جناب سپیکر! اس سلسلہ میں مجھے آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا ہے کہ آپ ہر تحریک کا الگ الگ نمبر پڑھ کے اس کے محرک کا نام پکاریں۔ اگر وہ ایوان میں موجود نہیں ہے تو اس پہ اپنی رولنگ دے دیں کہ چونکہ وہ ایوان میں موجود نہیں ہے اس لیے -----

جناب سپیکر: میں نے تحاریک پیش کرنے والے دوستوں کے ناموں کو بھی پڑھا ہے۔ اس کا نمبر بھی پڑھا ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! اس ضمن میں میری گزارش یہ ہے کہ ہر تحریک پر اپنی الگ الگ رولنگ دیتے جائیں۔

جناب سپیکر: پہلی تحریک التوائے کار جناب شوکت داؤد صاحب کی طرف سے ہے۔ تشریف رکھتے ہیں؟---(وہ ایوان میں موجود نہیں تھے۔)

جناب سپیکر: مجھے کسی نے اطلاع نہیں دی۔ میں نے آپ کا ڈیڑھ گھنٹا انتظار کیا ہے۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! آج آپ کو موقع مل گیا ہے۔

جناب سپیکر: موقع تو دونوں کو میں دیتا رہتا ہوں۔ آپ نے موقع سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ میں شوکت داؤد صاحب کا نام پکار چکا ہوں۔ وہ تشریف نہیں لائے اس لیے یہ lapse ہوتی ہے۔ تحریک التوائے کارنمبر 2 میاں محمد شہباز شریف ' سید تابش الوری اور صاحبزادہ فضل کریم صاحب کی طرف سے ہے۔

سید تابش الوری: میری ایک تحریک استحقاق ہے۔ شائد آپ نے اسے pending کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: pending تو نہیں کیا۔ یہ lapse ہوئی ہے۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے بھی یہاں ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹا انتظار کیا ہے اور یہاں ہاؤس میں بیٹھے رہے۔ ہماری بھی genuine مصروفیت تھی۔ پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ ہو رہی تھی اور اسی بجٹ سیشن سے متعلق کچھ چیزیں طے کرنی تھیں۔ نام طے کرنے تھے۔ اسی سلسلے

میں تاخیر ہوئی ۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہم کمیٹی روم میں بیٹھے ہوئے تھے اور سب اکٹھے تھے ۔

جناب سپیکر۔ مجھے کوئی اطلاع نہیں دی گئی ' میرے عملے کو کوئی اطلاع نہیں دی گئی ۔ میں نے سب سے پوچھا ہے ۔ میں اس سلسلے میں واضح طور پر آپ کا انتظار کرتا رہا ہوں ۔ آپ اپنی تحریک التواء پر بات کرنا چاہیں تو کریں۔

تھانہ لوئر مال میں ٹارچر سیل میں ملزم کی ہلاکت

سید تابش الوری: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کی اشاعت مورخہ 23 اکتوبر 1993ء میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "ٹارچر ایکسپرٹ" ڈی ایس پی شفقت محمود نے ملزم کو تشدد کرکے ہلاک کر دیا اور تین ملزم موت کی دہلیز پر کھڑے ہیں۔ قتل کے الزام میں گرفتار جواں سال محنت کش محمد انور کے جسم پر پانچ روز تک رولر پھیرے گئے۔ بازو کھول کر بانسوں کے ساتھ الٹا لٹکا دیا گیا۔ انور کا تشدد سے پیشاب بند ہو گیا۔ پیٹ پھول گیا اور جسم نیلا پڑ گیا۔ جب اس کی حالت غیر ہو گئی تو اسے میو ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ ملزم کے دیگر پانچ ساتھیوں کو بھی تھانہ لوئر مال میں "تھرڈ ڈگری ٹارچر میتھڈ" سے تشدد کا نشانہ بنایا گیا جس سے تین کی حالت نازک ہو گئی۔ ملزم انور کو جس مقدمہ میں ملوث کیا گیا وہ مقدمہ کی ایف آئی آر میں نامزد بھی نہیں تھا۔ محمد انور کی نعش ساری رات تھانے میں پڑی رہی اور اس کے لواحقین کو اطلاع بھی نہ دی گئی۔ پولیس کی یہ من مانیاں اس بات کی غمازی کرتی ہیں کہ ان سے باز پرس کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ صوبہ ایک پولیس سٹیٹ بنا ہوا ہے جس کی وجہ سے کسی بھی شریف آدمی کی عزت اور جان و مال محفوظ نہیں ہے۔ اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی' اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تصحیح کرنا چاہوں گا کہ محترم الوری صاحب نے جو تحریک التوائے کار پڑھی ہے ۔ اس میں پہلے انھوں نے لکھا تھا کہ صوبہ ایک پولیس سٹیٹ بنا ہوا ہے ۔ اور آج انھوں نے فرمایا ہے کہ بنایا جا رہا ہے ۔

جناب سپیکر: آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔

وزیر صحت(رانا اکرام ربانی)، اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ جو محکمہ کی طرف سے تفصیلات ہمیں موصول ہوئی ہیں ۔ اس کے مطابق محمد جمیل ولد علی محمد ملتان روڈ لاہور کے واقعہ پر یہ مقدمہ نمبر 210/ مورخہ 22-10-93 بجرم 302/344/109/34 تعزیرات پاکستان تھانہ نیو انار کلی لاہور برخلاف شفقت باری ڈی ایس پی' سٹی ہیڈ کوارٹر ' محمد اسحاق سب انسپکٹر ' محمد اقبال اے ایس آئی ' اعجاز المعروف باڈی بلڈر' افتخار چیمہ 'ریاض 'جہانگیر ' رشید احمد ' اسحاق احمد ' مختار ملازمان پولیس سٹاف ہمراہ ڈی ایس پی سٹی درج ہو کر تفتیش کی گئی ہے ۔ دوران تفتیش محمد جہانگیر کانسٹیبل نمبر 17893 ' اعجاز احمد کانسٹیبل نمبر 4869 مختار احمد ' رشید احمد مشتاق احمد کو گرفتار کر لیا گیاہے ۔جبکہ شفقت باری ڈی ایس پی ' محمد اسحاق سب انسپکٹر ' محمد اقبال اے ایس آئی وغیرہ کی گرفتاری کے لیے ریڈ کیے جارہے ہیں ۔ تفتیش مقدمہ تبدیل ہو کر چودھری فرزند علی ڈی ایس پی صاحب مقبورہ کو دے دی گئی ہے ۔ اس کیس میں قانون کے مطابق کارروائی کی گئی ہے ۔ مقدمہ درج ہو چکا ہے ۔ اور نامزد ملزمان میں سے پانچ پولیس ملازمین کو گرفتار بھی کر لیا گیاہے ۔ ڈی ایس پی شفقت باری کی گرفتاری کے لیے ریڈ کیے جارہے ہیں ۔ اس نام کے حوالے سے میری بھی یہ کوشش ہو گی کہ ہم تعریف میں نہ جائیں کہ یہ صاحب کون ہیں ' کہاں سے آئے ' کیسے پروموٹ ہوئے ' کس لیے مشہور ہوئے ۔ ان کی گرفتاری کے لیے ریڈ کیے جارہے ہیں ۔ اورمیں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کو بھی بہت جلد گرفتار کر کے قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی ۔ ان تفصیلات اور یقین دہانی کے بعدمیں معزز رکن سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اس تحریک پر زور نہ دیں۔ میں ان کا مشکور ہوں گا ۔ بصورت دیگر میری آپ سے گزارش ہو گی کہ ان حالات میں یہ تحریک قابل پذیرائی نہیں ہے ۔ شکریہ!

ایک معزز ممبر ،جناب سپیکر! آج " خبریں " اخبار میں خبر شائع ہوئی ہے کہ ہمارے اس ایوان کے معزز رکن بشیر احمد گجر صاحب گوجرانوالہ سے انتقال فرما گئے ہیں ۔ ہمیں اس ایوان کے ممبر کے لیے فاتحہ خوانی کرنی چاہیے ۔

جناب سپیکر، کیا اس خبر کی تصدیق ہو گئی ہے ؟ یہ بات ہاؤس کے سامنے رکھی جاتی ہے ۔ اگر خبر درست ہے تو اس کے لیے بے شک فاتحہ خوانی کی جاسکتی ہے ۔ اس کے علاوہ ہمارے ایک رکن غلام مسرور خان صاحب کی والدہ کا بھی انتقال ہوا ہے ۔

رانا محمد اقبال خان: اس خبر کی پہلے باقاعدہ طور پر تصدیق کر لی جائے ۔ اس کے بعد فاتحہ خوانی میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

جناب سپیکر: میری بھی یہی رائے ہے کہ پہلے تصدیق کی جائے ۔

چودھری شوکت داؤد : میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنی چاہتا ہوں ۔ ایک تو اس بات کی تصدیق کی جائے اگر یہ بات درست ہے تو یہ اس ہاؤس کی روایت ہے کہ خدانخواستہ اگر ہمارے ایک معزز ممبر کی وفات ہو گئی ہے تو ہاؤس کی باقی دن کی کارروائی ختم کر دی جاتی ہے ۔ اجلاس ملتوی کر دیا جاتا ہے ۔

جناب سپیکر: اسی لیے میں نے کہا ہے کہ پہلے اس کی تصدیق کی جائے ۔ اور سیکرٹری صاحب اس کو فوری طور پر ٹیک اپ کریں اور پتا کریں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: ابھی آپ نے فرمایا ہے کہ ہمارے معزز رکن جناب سرور خاں صاحب کی والدہ اور ان کا بھانجا فوت ہوا ہے ۔ یہ بھی خبر درست نہیں ہے ۔ ان کی والدہ بفضل تعالیٰ حیات ہیں ۔ صرف ان کی نانی اور ان کے ایک کزن حادثہ میں فوت ہوئے ہیں ۔ یہ تصحیح کر لی جائے ۔ اخبار کی خبر درست نہیں تھی ۔

جناب سپیکر: اسی لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ پہلے تصدیق کر لی جائے ۔ تابش صاحب ! کیا آپ کو ان کی بات سے اطمینان ہوا ہے ۔

ایک معزز ممبر : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ معزز رکن جناب الوری صاحب کی تحریک پہ معزز منسٹر اپنی وضاحت دے رہے تھے ۔ انھوں نے یہ بات تو ایک specific واقعے کے بارے میں بتا دی ہے ۔ لیکن معزز رکن جناب تابش الوری صاحب کی تحریک میں جس بات پر زور دیا گیا ہے وہ پنجاب پولیس کے وہ ٹارچر سیلز ہیں جس کے بارے میں کہا گیا ہے ۔ ان کے بارے میں معزز منسٹر نے کوئی بات نہیں کی ۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ تحریک التوائے کار کسی specific issue پہ ہوتی ہے ۔ specific بات یہی ہے جس کا جواب وزیر موصوف نے دیا ہے ۔ آپ ہاں یا ناں میں جواب دیں کہ کیا وزیر موصوف کے جواب سے آپ کی تشفی ہوئی یا نہیں ۔

سید تابش الوری، جی بالکل نہیں ہوئی ۔ اس لیے کہ دو بنیادی باتیں ہیں کہ جن پر ہم نے زور دیا تھا۔ ایک تو مرکزی ملزم شفقت محمود جن کو ٹارچر ایکسپرٹ کہا گیا ہے اور اخبارات میں روزانہ ان کے متعلق یہ لکھا جا رہا ہے کہ وہ کھلے بندوں پھر رہے ہیں اور ان کی گرفتاری ابھی تک عمل میں نہیں آئی ۔ اور کچھ بڑے لوگ ان کی سرپرستی کر رہے ہیں ۔ جس کی وجہ سے حکومت ان کے سامنے بے بس نظر آتی ہے ۔ میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ آپ خود بھی ایک دور میں ٹارچر سیل کا نشانہ رہے ہیں ۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہ ٹارچر سیل انسانی زندگی کے لیے کتنی ہلاکت اور قیامت کا باعث ہوتے ہیں ۔ اس لیے ہم یہ چاہتے ہیں کہ کم از کم آپ کی صدارت میں اس میٹنگ میں اگر ٹارچر سیل کی بات ہو رہی ہے تو یہ واضح طور پر حکومتی پارٹی کی طرف سے یہ اعلان ہونا چاہیے کہ ہم آئندہ اس قسم کے کسی ٹارچر سیل کو برداشت نہیں کریں گے ۔ اور کسی کو اجازت نہیں دیں گے کہ وہ کسی انسان کو بے گناہ اس طرح غیر قانونی طور پر حبس میں رکھ کر تشدد کا نشانہ بنائے ۔ پھر جناب والا! جب یہ اخبارات میں لکھا جا رہا ہے کہ بڑے لوگوں کی سرپرستی کی وجہ سے انھیں گرفتار نہیں کیا گیا۔

جناب محمد منیر اظہر، میرے فاضل دوست کو اور ادھر بیٹھے ہوئے تمام فاضل ممبران کو اچھی طرح علم ہے کہ سابقہ دور میں کہاں کہاں کون کون سے ٹارچر سیلز بنے ہوئے ہیں ۔ اگر وہ مہربانی سے اس معزز ایوان کو آگاہ فرما دیں تو ان کا بروقت علاج کیا جا سکتا ہے ۔

جناب سپیکر، جناب تابش الوری!

خواجہ ریاض محمود ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ لاہور شہر میں سالہا سال سے ٹارچر سیل سی آئی اے سٹاف چونامنڈی کے نام سے بڑا مشہور تھا ۔ وہاں پچھلے دور میں ہم نے اس ٹارچر سیل کو ختم کر کے وہاں بچیوں کے لیے ڈگری کالج قائم کیا ہے ۔ اور اس کے علاوہ شاہی قلعہ کا وہ ٹارچر سیل جو پاکستان میں مشہور تھا اس کو بھی نواز شریف حکومت نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا ۔ اب یہ جو نئے ٹارچر سیلز بن رہے ہیں ان کی طرف میں حکومتی بنچوں کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب جانسن مائیکل، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ کیا پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کی جا سکتی ہے ۔ معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پہ تقریر فرما رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جناب ڈپٹی اپوزیشن لیڈر!

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! میں ہاؤس کو آپ کی وساطت سے یہ یاد کرانا ضروری سمجھتا ہوں کہ شاید ہم بھولتے جارہے ہیں لیکن ہمیں ہر وہ چیز یاد ہے ۔ بھٹو کا وہ سابقہ دور جس میں دلائی کیمپ بنایا گیا اور لوگوں کو وہاں حبس بے جا میں رکھا گیا اور آپ بھی جناب اسی کیمپ کا نشانہ بنے ہیں۔

جناب سپیکر، محترم پرویز الٰہی صاحب آپ غیر متعلقہ باتیں نہ کریں۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب غلام عباس صاحب !

جناب غلام عباس، جناب سپیکر ! میرے معزز رکن نے شفقت باری کے بارے میں بات کی ہے ۔ میں آپ کے ریکارڈ کو درست کرنے کے لیے بتانا چاہتا ہوں کہ شفقت باری وہ ہیں جو کہ جعلی پولیس مقابلے کے بعد میاں محمد نواز شریف صاحب نے انھیں out of turn promote کیا تھا ۔ اگر انھیں یہ علم تھا کہ وہ ایکسپرٹ ٹارچر کرنے والے آفیسر ہیں تو انھیں promote کیوں کیا گیا۔ اس لیے کیا گیا کہ وہ ان کے مخالفین کو ٹارچر کا نشانہ بنائیں ۔ ابھی میرے معزز رکن نے یہ کہا کہ ہمارے دور حکومت میں ایسی کوئی ٹارچر کی مثال نہیں ملتی ۔ ٹارچر کی مثال کے طور پر میں آپ کے سامنے موجود ہوں کہ مجھے شاہی قلعہ میں چھ مہینے تک ٹارچر دیا گیا۔ اور یہاں تک کہ مجھے paralyse کر دیا گیا اور دو سال تک میں جنرل ہسپتال میں پڑا رہا۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ وزیر موصوف کی اس یقین دہانی کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا مقصد پورا ہو گیا ہے ۔ یہ نوٹس میں ہے ۔ اس پہ مقدمہ چل رہا ہے ۔ اس کی تمام کارروائی ہو رہی ہے ۔ اس لیے اس پر بحث غیر ضروری ہے ۔ میں اسے رول آؤٹ کرتا ہوں ۔ آگے چلیے ۔

جناب میر بادشاہ خاں آفریدی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔میں آپ کی وساطت سے معزز رکن سے پوچھوں گا کہ یہ بھی بتا دیں کہ انھیں کن فوجداری مقدمات میں شاہی قلعے میں رکھا گیا تھا ۔ اس کی تفصیل بتا دیں۔

جناب سپیکر، میں اس پوائنٹ آف آرڈر کو رول آؤٹ کرتا ہوں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 3 میاں محمد شہباز شریف ، چودھری اختر رسول ،میاں فضل حق کی طرف سے ہے ۔ یہ lapse ہو گئی ۔ اس سے اگلی تحریک التوائے کار نمبر 4 میاں محمد شہباز شریف ، عبیداللہ شیخ ، چودھری اختر رسول کی طرف سے ہے ۔ ان میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے، یہ بھی lapse ہوئی۔

سید تابش الوری، میں لیڈر آف اپوزیشن کی طرف سے درخواست کرتا ہوں کہ اسے pending کر لیا جائے ۔ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی وزیر نہیں ہوتا تو آپ اسے دوسرے دن کے لیے موخر کر دیا کرتے ہیں۔ اگر ایک وزیر کے لیے آپ خصوصی اختیار استعمال کر سکتے ہیں تو کیا لیڈر آف اپوزیشن کے لیے آپ یہ اختیار استعمال نہیں کرسکتے ۔

جناب سپیکر، لیڈر آف اپوزیشن نہیں ہیں ' ڈپٹی لیڈر بھی نہیں ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 5 میاں محمد شہباز شریف' چودھری اختر رسول ' میاں فضل حق کی طرف سے ہے۔ یہ بھی نہیں ہیں' یہ بھی lapse ہوئی۔ تحریک التوائے کار نمبر 6 میاں محمد شہباز شریف ' ایس اے حمید ' چودھری اختر رسول !

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔

یہ صحیح پرنٹ نہیں ہے ۔ اس لیے پڑھی نہیں جا رہی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، فاضل رکن کو ایسی کاپی دی جائے جو پڑھی جا سکے ۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب سپیکر ' پوائنٹ آف آرڈر ۔ اسمبلی سیکرٹریٹ کو فرمائیں کہ یہ صحیح کاپیاں فراہم کیا کریں ۔ تاکہ جو مسائل زیر بحث آتے ہیں ان پر صحیح طریقے سے پڑھا لکھا جا سکے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر(میاں منظور احمد موہل)،آپ کا پوائنٹ آف آرڈر صحیح ہے ۔ میں سیکرٹریٹ کو ہدایت دیتا ہوں کہ جب بھی کوئی فاضل رکن اپنی تحریک پڑھنا چاہے اس کو ایسی کاپی دی جائے جو پڑھی جا سکے ۔ میرا خیال ہے کہ وزیر متعلقہ کو کہہ دیتے ہیں کہ وہ آپ کو اصل کاپی دے دیں۔ میں اس بات کا بڑا serious notice لیتا ہوں کہ سیکرٹریٹ کو ایسی کاپی مہیا کرنی چاہیے تھی کہ جو فاضل رکن پڑھ سکے ۔ یہ واقعی قابل افسوس بات ہے ۔ ایس اے حمید صاحب! آپ تشریف رکھیں ۔ وزیر صحت بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! میرے پاس جو کاپی تھی وہ بڑے آرام سے پڑھی جا سکتی تھی ۔ میں نے اپنی کاپی انہیں دی ہے ۔ وہ پھر بھی مشکل کا شکار ہیں ۔ میں نے گزارش یہ کی تھی کہ یہ پڑھ بھی میں دیتا ہوں اور جواب بھی میں اس کا دے دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کاپی مجھے دکھائیں۔ ایس اے حمید صاحب! یہ کاپی تو پڑھی جا سکتی ہے۔
جناب بادشاہ میر خاں آفریدی: ایسی کاپی کو کیا کرنا ہے جس کو نہ منسٹر پڑھ سکتا ہے اور نہ ہمارے ممبر پڑھ سکتے ہیں۔ یہ تو وہی بات ہے لکھے موسٰے سا پڑھے خدا۔
جناب ڈپٹی سپیکر: آگے چلیں۔ میرا خیال ہے آپ اس میں دلچسپی نہیں رکھتے۔ اب اس پہ اتنی دیر تو نہیں بیٹھا جا سکتا۔

بااثر افراد کی جانب سے ریگل چوک سے ٹریفک کانسٹیبل کا اغوا

جناب ایس اے حمید: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور مورخہ 26-10-93 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ شاہراہ قائد اعظم پر ریگل چوک کے نزدیک ون وے کی خلاف ورزی کرنے سے منع کرنے کی پاداش میں کار میں سوار اعلیٰ افسروں کے چار بیٹوں نے ٹریفک کانسٹیبل لیاقت علی کو سنگین نتائج کی دھکیاں دینے کے بعد سینکڑوں راہ گیروں کے سامنے زبردستی اغوا کر لیا اور مال روڈ پر ٹریفک کے اژدھام سے کار نکال کر کانسٹیبل کو نامعلوم مقام پر لے گئے۔ اس کے بعد شہر بھر کی پولیس حرکت میں آئی، موبائیل سکواڈ نے پورے لاہور میں گشت شروع کر دی اور جگہ جگہ ناکے لگا دیے۔ ایک ایک کار کو روک کر تلاشی لیتے رہے۔ آخر کار لوئر مال پر مذکورہ کار مل گئی اور مغوی کانسٹیبل کو برآمد کر لیا گیا۔ لیکن سول لائنز پولیس نے صرف ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد ہی اعلیٰ افسروں کے بھاری بوجھ تلے دبنے کے بعد معاملہ "ٹھپ" کر دیا۔ ایس ایچ او تھانہ سول لائن نے کہا کہ یہ ایک غیر معمولی واقعہ تھا صرف غلط فہمی ہو گئی تھی۔ اعلیٰ افسروں کے "شہزادے" اکثر و بیشتر مرتبہ اپنے "کارنامے" دکھاتے رہتے ہیں مگر پولیس ان پر ہاتھ اٹھانے سے گریز کرتی ہے۔ اس کے برعکس اس قسم کا جرم کسی غریب سے ہو جاتے تو ملزم کا پورا خاندان قابو کر لیا جاتا ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب، غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔
وزیر صحت (رانا اکرام ربانی): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار جو میرے دوست ایس اے حمید صاحب نے پیش کی ہے۔ اس کی کاپی ابھی میں آپ کے سیکرٹریٹ سے وصول کی ہے۔ کیا آج ہی

اسے consider کیاجائے گا۔اگر late night انھوں نے چیمبر میں دی ہے تو مجھے اس کی تفصیلات حاصل کرنے کے لیے کچھ مہلت درکار ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا اس کو pending کر دیں۔ کتنی مہلت درکار ہو گی؛

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)، زیادہ سے زیادہ دو دن دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو pending کر دیتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! یہ کہا گیا ہے کہ اپوزیشن بنچوں کی طرف سے تیاری نہیں ہوتی۔ یہ تو سرکاری بنچوں کا کام ہے کہ اس کے بارے میں تیاری کر کے آئیں۔ اگر انھوں نے تیاری نہیں کی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی غلط بات ہے۔ کہ شہر میں اتنا اہم واقعہ ہوا ہے اور پورے شہر میں اس کی باز گشت ہے اور کئی دن پرانا واقعہ ہے اور ابھی تک ان کو کچھ پتا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کو تحریک التواء دیر سے ملی ہو گی۔

جناب ایس اے حمید، اس کے معنی تو یہی ہیں کہ غریب آدمی کو پکڑنے کے لیے تو پولیس زبردست کوشش کرتی ہے لیکن اگر سرکاری افسروں کے بچے' ان کے شہزادے قابو میں آ جائیں تو پھر بجائے اس بات کے کہ اعتراف کیا جائے کہ پولیس نے زیادتی کی ہے یا اس نے ظلم کیا ہے۔ بجائے اس کے کہ اعتراف کیا جاتا کہ ہاں یہ غلط کام ہوا ہے۔ اس کو غیر ضروری طور پر طول دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری گزارش سنیں۔ اس میں یہی صورت حال ہے کہ اس کو pending کر دیتے ہیں۔ جب بھی تحریک التوائے کار آئے گی تو میں اس کو entertain کروں گا۔

جناب ایس اے حمید، اس کو ایک یا دو دن کے لیے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بات یہ ہے کہ اس میں کئی دن ایسے آ جائیں گے کہ جب بحث ہو گی تو تحاریک التوائے کار نہیں ہوں گی۔ میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ جونہی پہلا دن تحریک التوائے کار کا آئے گا اس پہ ہم اس کو discuss کریں گے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! اگر اس پہ آپ وقت fix کر دیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے بتا دیا ہے کہ جو بھی پہلے دن آئے گا۔ کل آ جائے' پرسوں آ جائے یا

چوتھے دن آجائے ' جو بھی دن آئے گا جس دن تحاریک التوائے کار زیر بحث آئیں گی ۔ اس دن ہم ٹیک اپ کر لیں گے ۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! ہو سکتا ہے کہ جس دن آپ اس کو ٹیک اپ کریں میں موجود نہ ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو موجود ہونا چاہیے ۔ اب اگلی تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 7 میاں شہباز شریف' میاں فضل حق ' ارشد عمران سلہری' میاں عبدالستار۔ تحریک التوائے کار کا وقت آدھا گھنٹا ہوتا ہے ۔ وہ ختم ہو گیا ہے ۔ اس لیے اب ہم اگلے بزنس پہ چلتے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ابھی آپ نے تحریک التوائے کار نمبر 7 پکارا۔ فاضل ممبر ایوان میں موجود ہیں ۔ ابھی انھوں نے اپنی تحریک التوائے کار پڑھی نہیں ۔ یا تو اس کو pending کر لیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو pending ہی ہے ۔

چودھری شوکت داؤد، شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہاؤس کی کارروائی regular business کے تابع شروع ہوتی ہے ۔ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے ۔

خواجہ ریاض محمود ، جو میں نے پوائنٹ آف آرڈر کیا تھا ۔ اس پر رولنگ فرمائیں گے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر، فرمائیے!

خواجہ ریاض محمود ، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو آپ نے آدھا گھنٹا تحاریک التوائے کار کے لیے رکھا ہے اور تحاریک التوائے کار جو پیش کی جا رہی ہیں ۔ یہ پنجاب کی سطح پر انتہائی اہم نوعیت کے معاملات ہیں ۔ لوگوں کے مسائل کے حل کے لیے حکومتی سطح پر ہونے والے اقدامات کے بارے میں بتانا پڑتا ہے کہ ہم عوام کے نمائندے اس ہاؤس میں کیا کر رہے ہیں ۔ جناب سپیکر! یہ آدھا گھنٹا اسمبلی کے ممبران کا گلا دبانے کے لیے کافی نہیں ہے ۔ آپ کو اس کے لیے کافی وقت دینا پڑے گا تاکہ ہم جو عوامی پل صراط سے گزر کر آتے ہیں لوگوں کو بتانے کے لیے کہ ہم کیا کیا کر رہے ہیں آپ کو آدھے گھنٹے کی قدغن نہیں لگانی چاہیے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیں۔ پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں یہاں پہلے بھی بات ہو چکی ہے کہ اس میں آپ نے صرف پوائنٹ raise کرنا ہوتا ہے نہ کہ اس پہ تقریر کرنی ہوتی ہے ۔ مقصد یہ ہے کہ میں اس کا فیصلہ یوں کرتا ہوں کہ ہمارا آدھا گھنٹا رول میں دیا گیا ہے ۔ یا تو ہم نئے رول بنائیں تو پھر فیصلہ ہو گا۔

خواجہ ریاض محمود، یہ رول بدلنا چاہیے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سپیکر کے ساتھ تکرار نہیں کی جاتی ۔ آپ نے ایک بات کی اور میں نے فیصلہ دے دیا کہ ابھی تک رولز میں یہ provided ہے ۔

خواجہ ریاض محمود، باہر لوگ ہمارا گریبان پکڑیں گے کہ آپ نے ہمارے لیے کیا کیا۔ ہم نے آپ کو ووٹ دے کر وہاں بھیجا تھا ۔ سپیکر صاحب نے آپ کو آدھا گھنٹا دیا اور آپ بات نہ کر سکے ۔ میں ان کو کیا جواب دوں گا۔ سپیکر صاحب ! آپ بھی لوگوں کے ووٹ لے کر آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سن لیں ۔ ابھی تک رولز میں آدھا گھنٹا ہے ۔اس سے ہم باہر نہیں جا سکتے ۔

رکن اسمبلی کے انتقال کی اطلاع

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق)، جناب سپیکر! میں ایک انتہائی افسوس ناک واقعے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ کچھ دیر پہلے ایوان کے اندر ہمارے ایک معزز رکن نے بات کی تھی ۔ بشیر احمد صاحب جو کہ اس ایوان کے معزز رکن تھے ان کے جاں بحق ہونے کے بارے میں ایوان کے نوٹس میں بات لائی گئی ۔ ہم نے ان کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں تو معلوم ہوا ہے کہ واقعتاً یہ افسوس ناک حادثہ ہو چکا ہے اور بشیر احمد صاحب جو کہ حلقہ پی پی 82 سے منتخب رکن اسمبلی تھے کل وہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے اور آج ساڑھے گیارہ بجے ان کے آبائی گاؤں میں ان کی نماز جنازہ ہو رہی ہے ۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایوان اپنے ایک انتہائی معزز رکن کی وفات کے بعد مزید کارروائی جاری نہیں رکھ سکتا ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! اجلاس کی کارروائی ملتوی کر دی جائے لیکن جنازے سے پہلے فاتحہ نہیں ہو سکتی ۔

وزیر قانون، براہ کرم روایت کے مطابق اجلاس کی مزید کارروائی ملتوی کی جائے۔ تاکہ جو اراکین اسمبلی ان کی نماز جنازہ میں شرکت کرنا چاہتے ہیں وہ بھی شرکت کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہمارے لیے یہ خبر واقعی بڑی افسوس ناک ہے۔ ہمارے معزز ساتھی ہم سے جدا ہو گئے ہیں لہذا آج کا یہ اجلاس کل کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔ کل اجلاس 9-00 بجے صبح ہو گا۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی مورخہ 1-11-93 صبح 9-00 بجے تک کے لیے ملتوی کر دی گئی۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چوتھا اجلاس)

سوموار، یکم نومبر 1993ء

(دو شنبہ 15۔ جمادی الاوّل 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 10 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر محمد حنیف رامے منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴿۱﴾ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ﴿۲﴾
وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ﴿۳﴾ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ﴿۴﴾ بِاَنَّ
رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ﴿۵﴾ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا
اَعْمَالَهُمْ ﴿۶﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿۷﴾ وَمَنْ
يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿۸﴾

پارہ 30 سورۃ الزلزال

جب زمین بھونچال سے ہلا دی جائے گی۔ اور زمین اپنے (اندر کے) بوجھ نکال ڈالے گی۔ اور انسان کہے گا کہ اس کو کیا ہوا ہے؟ اس روز وہ اپنے حالات بیان کر دے گی۔ کیونکہ تمہارے پروردگار نے اس کو حکم بھیجا (ہوگا)۔ اس دن لوگ گروہ گروہ ہو کر آئیں گے۔ تاکہ ان کو ان کے اعمال دکھا دیئے جائیں۔ تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

وما علینا الا البلاغ o

چودھری بشیر احمد ایم پی اے کی وفات پر فاتحہ خوانی

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ایک بہت ہی مضبوط، بہت ہی پیارے اور نوجوان ساتھی چودھری بشیر احمد صاحب قضائے الہیٰ سے وفات پا گئے ہیں جن کا تعلق میرے ضلع گوجرانوالہ سے تھا۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ ان کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر، فاتحہ خوانی کی جائے۔ (فاتحہ خوانی کی گئی)

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ اسمبلی کے باہر چیئرنگ کراس پر کچھ لڑکیوں اور لڑکوں نے دھرنا مارا ہوا ہے۔ اس سے بے شمار مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ خود ممبران اسمبلی بھی اسمبلی تک نہیں پہنچ رہے۔

جناب سپیکر، اس کا پوائنٹ آف آرڈر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

چودھری اصغر علی گجر، آپ نے میرا پوائنٹ آف آرڈر تو سنا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر، آج کی کارروائی سے تو اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

چودھری اصغر علی گجر، پنجاب کے ہر مسئلے سے ہمارا تعلق ہے اور اس سے متعلق ہر بات ہم یہاں کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر کا زیر بحث مسئلے سے تعلق رکھنا چاہیے۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب والا! یہ نظم ونسق کا مسئلہ ہے۔ اسمبلی کے ممبران کو اسمبلی میں داخل ہونے میں تاخیر ہو رہی ہے اور ان کے لیے مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ پہلے بھی اسمبلی کی یہ روایات رہی ہیں کہ اگر ایسے معاملات آ جائیں تو سپیکر کی طرف سے اسمبلی کے ممبران وہاں جاتے ہیں۔ ان کو یہاں سپیکر یا کسی اور چیمبر میں لا کر ان کے مسائل یا ان کی بات چیت سنتے ہیں اور ان کو مطمئن کرتے ہیں اور ان کے مسئلے کو حل کرتے ہیں اور اگر آج کی اس نسوانی حکومت میں بھی ان بچیوں کے مسائل حل نہ ہوئے تو پھر کب ہوں گے؟ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان کے مسائل ضرور حل ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ یہ ایک تحریک استحقاق ہے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب بھی ہمارا کوئی معزز ممبر وفات پا جاتا ہے تو فاتحہ خوانی کے ساتھ ساتھ اگر کچھ لوگ ان کی ذات سے متعلق بات کرنا چاہیں یا کچھ کہنا چاہیں تو انھیں وقت دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، حزب اقتدار کی طرف سے اس بارے میں کیا رائے ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات(رانا اکرام ربانی)، جناب سپیکر! جناب شوکت داؤد نے جو فرمایا ہے وہ روایات کے مطابق درست ہے کہ اپنے ساتھی کی خدمات کے اعتراف میں انھیں خراج عقیدت پیش کرنا چاہیے اور دعائے مغفرت کے علاوہ اظہار خیال کرنے کے لیے بھی ایوان میں کچھ اراکین کو بات کرنے کا موقع دینا چاہیے۔

جناب سپیکر، چودھری بشیر احمد گجر (مرحوم) کے بارے میں کوئی رکن اگر بات کرنا چاہیں تو اجازت ہے۔

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! چودھری بشیر احمد گجر (مرحوم) کا تعلق چونکہ میرے ضلع سے تھا۔ وہ نہایت ہی ہونہار انسان تھے اور تواتر سے پانچ دفعہ ضلع کونسل کے ممبر منتخب ہوئے اور ضلع کونسل میں انھوں نے بڑی اعلیٰ روایات قائم کیں اور بڑے ہی شاندار کارنامے انجام دیے۔ مرحوم ومغفور اپنے حلقے میں اتنے پاپولر تھے۔ اس کے بعد پہلی دفعہ اسمبلی میں منتخب ہو کر آئے۔ وہ اپنے علاقے کی اتنی مقبول اور اتنی ہر دل عزیز شخصیت تھے کہ مجھے ان کے جنازے میں شریک ہونے کا شرف حاصل ہوا تو میں نے دیکھا کہ ضلع گوجرانوالہ کے ہر کونے سے اور ہر علاقے سے اتنے لوگ اور اتنی خواتین ان کے جنازے میں شریک ہیں کہ میں نے آج تک اتنی تعداد نہیں دیکھی اور جس طریقے سے خواتین وہاں رو رہی تھیں اور جس طرح سے علاقے کے لوگ وہاں رو رہے تھے وہ منظر دیکھ کر کوئی انسان رونے بغیر نہیں رہتا۔ اس قدر مقبول و معروف شخص اپنے علاقے کی خدمت کرنے میں مشغول ہو۔ اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ انھیں جنت نصیب کرے اور اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ قائد ایوان محترم نے پچھلے دنوں حلف لیا تو انھوں نے فرمایا کہ ان کے ذاتی مفادات سے بالاتر قومی مفادات ہیں۔ پچھلے دنوں میڈیکل کالج کی طالبات۔

جناب سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ چودھری بشیر گجر صاحب(مرحوم)

کے بارے میں کوئی اور دوست بات کرنا چاہیں گے؟

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر! چودھری بشیر احمد گجر اس ایوان کے ایک انتہائی معزز ممبر تھے اور حالیہ انتخابات میں عوام کی اکثریت نے انھیں منتخب کیا تھا۔ ہم لوگ بھی کل ان کی تعزیت کے لیے وہاں پر گئے تھے اور میں محسوس کرتا ہوں کہ نہ صرف یہ ایوان ہی ایک انتہائی معزز اور بہترین عوامی نمائندے سے محروم ہو گیا ہے اور نہ صرف عوام کو ہی ان سے توقعات تھیں بلکہ یہ پورا ایوان ان سے توقع کرتا تھا کہ ایسا شخص اس ایوان میں آ کر جمہوری اقدار کو پروان چڑھانے کے لیے اور جمہوریت کے استحکام کے لیے اپنا بہترین رول ادا کرے گا۔ وہاں پر ان کے علاقے میں ان کی وفات کے بعد انتہائی اضطراب کا عالم ہے اور لوگ انتہائی دکھی ہیں کہ ان کا علاقہ ایک انتہائی اہم شخصیت سے محروم ہو گیا ہے' جو عام انسانوں کے لیے انتہائی ہمدردی کے جذبات رکھتا تھا اور ان کے عوامی مفادات' ان کی ترجمانی' ان کی نمائندگی کے لیے وہ اس علاقے کے عوام کے لیے محنت کرتے تھے' احساس کرتے تھے اور علاقے کے عوام محسوس کرتے تھے کہ ان کی نمائندگی اور ترجمانی بہترین طریقے سے ہو رہی ہے۔ ہم بھی ان کی اس المناک رحلت پر انتہائی غم و اندوہ کی حالت میں ہیں۔ جہاں میں ان کے لواحقین کے لیے حکومتی بنچوں کی جانب سے اظہارِ تعزیت کرتا ہوں وہاں ہم لوگ یقیناً ان کے لیے دعا گو بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی رحلت کی وجہ سے علاقہ میں جو خلاء پیدا ہوا ہے اس علاقہ میں اللہ تعالیٰ یہ خلاء پورا کرنے کے لیے وہاں کے عوام کو بہترین انتخاب کے لیے موقع فراہم کرے۔ بے شک یہ ایک جمہوری سلسلہ ہے لیکن ان کی کمی اور انکا خلاء اس ایوان میں ہمیشہ محسوس ہوتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

سید خلیل الرحمن چشتی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کُل من علیھا فان۔

پھول تو دو دن بہارِ جاں فزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بِن کھلے مرجھا گئے

جناب سپیکر! یوں تو یہ نظام کائنات ہے' نظام قدرت ہے۔ اس دنیا میں جو بھی تشریف لایا ہے اسے اللہ کی بارگاہ میں جانا ہے لیکن چودھری بشیر احمد کے متعلق یہ ہے کہ "ابھی ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات" ابھی تو وہ اس دنیا کے سامنے ہی آئے تھے کہ اللہ کریم کی طرف سے یہ وقت آ گیا۔ وہ

اتنے بہترین انسان تھے کہ میں نے بہت قریب سے ان کی شرافت کو دیکھا ہے اور ان کا پنجاب اسمبلی کے لیے منتخب ہونا اس بات کی دلیل تھی کہ وہ بہترین شرافت کے پیکر تھے۔ اللہ کریم ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ہمیں اس بات کا بہترین حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! چودھری بشیر احمد گجر کی ناگہانی موت پر یہ سارا ایوان افسردہ ہے۔ وہ ایک نیک سیرت شخص تھے اور ان کی مقبولیت بے پناہ تھی جس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ وہ اپنا صوبائی اسمبلی کا الیکشن 12 ہزار ووٹوں سے جیت کر یہاں پر آئے تھے۔ ہم سب کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ (آمین) شکریہ

مسئلہ استحقاق

گجرات میں وفاقی وزیر کے جلوس کے شرکاء کی رکن صوبائی اسمبلی کے گھر کے سامنے فائرنگ

جناب سپیکر: میں کل خود وزیرِ قانون اور ہاؤس کے ایک اور معزز رکن سید ناظم حسین شاہ کے ساتھ مرحوم کے لواحقین کے ساتھ تعزیت کے لیے ان کے گاؤں گیا تھا۔ شیخوپورہ کا یہ علاقہ گوجرانوالہ سے ملتا جلتا ہے۔ میں اس علاقے سے واقف ہوں' یہاں کا پیدائشی ہوں۔ کلاشنکوفوں کے اس علاقے میں ایک شریف آدمی کا منتخب ہونا اور پھر اتنے بڑے ووٹوں سے منتخب ہونا یقیناً ایک بہت قابل قدر بات تھی۔ ہاؤس کے تمام معزز اراکین کو یقیناً اس بات کا افسوس ہے کہ ہم ایک بہت نیک نفس اور ہر دلعزیز رکن سے محروم ہو گئے ہیں۔ ہم سب نے ان کے لیے دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں مغفرت نصیب کرے اور ان کے لواحقین کو صبرِ جمیل عطا کرے۔ ہماری دعا ہے کہ وہاں سے جو صاحب ضمنی انتخاب میں رکن بن کر آئیں وہ بھی اس عوام کے صحیح نمائندے ہوں اور اس معزز ایوان کے ایک رکن کی حیثیت سے اس میں اضافہ ثابت ہوں۔ میں اس بحث کو یہاں ختم کرتا ہوں اور تحریک استحقاق جو pending ہو گئی تھی جس کا جواب وزیر قانون نے چودھری پرویز الہیٰ کے متعلق دینا تھا میں وزیر قانون سے کہتا ہوں کہ وہ اس کا جواب دیں کیونکہ انھوں نے Floor پر اس کے لیے وعدہ کیا تھا۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! چودھری پرویز الہیٰ کی تحریک استحقاق کے لیے آج مجھے جواب دینا ہے۔ میں نے گزشتہ روز بھی عرض کیا تھا کہ چونکہ اس تحریک کے بارے میں متعلقہ ضلع سے ابھی تک رپورٹ

موصول نہیں ہوئی اس لیے اس پر میں نے آج کے لیے جواب دینے کے لیے کہا تھا۔

جناب سپیکر! اس تحریک کے بارے میں جذبات سے قطع نظر صورتِ حال یہ ہے کہ چودھری صاحب نے اس تحریک میں اس جلوس کا ذکر کیا ہے جو وفاقی حکومت کے ایک وزیر کے حامیوں نے اس وقت نکالا جب وہ وزارت کے حلف کے بعد پہلے روز گجرات شہر میں آئے۔ دراصل ہمارے پارلیمانی نظام میں عوام٬ سیاستدانوں اور عوامی نمائندوں کے اپنے نمائندے کی کامیابی کے موقع پر جو جذبات ہوتے ہیں اس حوالے سے اگر ان پر پابندیاں لگانا حکومت شروع کرے کہ کسی عوامی نمائندے کی کامیابی کے موقع پر یا ـــــ (قطع کلامیاں) (شیم شیم)

جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ کسی عوامی نمائندے کی کامیابی پر یا پارلیمانی نظام کے اندر اسے کوئی اہم عہدہ ملنے پر خوشی کا اظہار کرنے پر پابندی لگا دی گئی تو یہ ناممکن ہے۔ چودھری احمد مختار جس دن گجرات گئے اور بے شک وہاں پر ان کا ہزاروں افراد نے استقبال کیا اور جب وہ عوام کے ووٹوں سے منتخب ہونے کے بعد وفاقی حکومت کی طرف سے انھیں اہم ذمہ داری دی گئی اور ان کے استقبال میں ہزاروں لوگ آئے اور انھوں نے اپنے جذبات کا اپنی سوچ اور خیالات کے مطابق اظہار کیا۔ وہاں پر فائرنگ کی اور گولہ بارود چلے لیکن چودھری پرویز الٰہی نے اپنی تحریک استحقاق میں چودھری احمد مختار کے جلوس کا ذکر کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جلوس کے شرکاء نے انتہائی غلیظ زبان استعمال کی۔ اس میں چودھری احمد مختار یا ان کے کسی ملازم کا نام نہیں کہ انھوں نے غلیظ زبان استعمال کی یا اندھا دھند فائرنگ کی بلکہ اس میں انھوں نے واضح طور پر یہ کہا ہے کہ جلوس کے شرکاء نے جو دفعہ 144 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نکالا گیا تھا میرے اور چودھری شجاعت حسین کے مشترکہ گھر کے سامنے سے گزرتے ہوئے انتہائی غلیظ زبان استعمال کی اور گھر کی طرف اندھا دھند فائرنگ کر کے خواتین اور بچوں میں خوف و ہراس پیدا کیا اور فائرنگ کئی منٹ تک جاری رہی۔

جناب سپیکر! جہاں تک فائرنگ اور دفعہ 144 کی خلاف ورزی کا تعلق ہے تو یہ ایک فوجداری کیس کا معاملہ ہے اور متعلقہ تھانے میں مقدمہ درج ہونا چاہیے تھا۔ وہاں کے ایک سب انسپکٹر کی رپورٹ کے مطابق انتظامیہ نے اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے فوری طور پر سب انسپکٹر خالد ریاض کی رپورٹ پر جلوس میں شامل mob کے خلاف پرچہ درج کیا تھا جس کی باقاعدہ طور پر انکوائری ہو رہی ہے۔ اس کی تفتیش ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، آپ کے پاس پرچے کا کوئی نمبر ہے؟

وزیر قانون، جی' مقدمہ نمبر 189 ہے۔

جناب سپیکر، تاریخ؟

وزیر قانون، یہ مقدمہ تھانہ "بی" ڈویژن میں 22 اکتوبر کو درج کیا گیا۔ ملزمان کی تلاش اور گرفتاری کے لیے انتظامیہ کو اچھی طور پر ہدایات دے دی گئی ہیں لیکن وہاں پر جو مقدمہ درج کیا گیا ہے اس میں ملزموں کے نام شامل نہیں تھے۔ پولیس نے موقع پر جلوس کے ہزاروں شرکاء میں سے فائرنگ کرنے والوں کو گرفتار کرنے کی کوشش کی اور میری اطلاع کے مطابق وہ لوگ پولیس کی کارروائی کی وجہ سے موقع سے بھاگ گئے اور انتظامیہ اتنے بڑے جلوس کے اندر کارروائی کر کے خانہ جنگی کی فضاء پیدا نہیں کرسکتی اور نہ ہی احتیاط کا دامن ہاتھ سے چھوڑا جا سکتا ہے۔ البتہ انتظامیہ نے پوری کوشش کی کہ جلوس کے شرکاء میں سے کوئی آدمی چودھری پرویز الہیٰ کے گھر کے اندر نہیں جانا چاہیے۔ کسی طریقے سے بھی ان کے گھر کو نقصان نہیں پہنچنا چاہیے اور کسی لحاظ سے بھی کسی شخص کو ان کے گھر کے اندر داخل ہو کر کسی کے خلاف کارروائی کرنے کا موقع نہیں دیا جس کی وجہ سے گھر کے اندر امن و امان اور تحفظ کے جو معاملات ہیں وہ مجروح ہوں۔

جناب سپیکر! مقدمہ درج ہو چکا ہے۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی خاص شخص کے خلاف اس تحریک میں کوئی ذکر نہیں کیا گیا کہ فلاں شخص نے یہ واقعہ کیا یا فلاں شخص اس واقعے کا مرتکب ہوا۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق ٹیکنیکلی نہیں بنتی۔ تحریک استحقاق وہی ہوتی ہے جو کسی معزز ممبر کو privileges مہیا کیے جائیں۔ ان کے متعلق ہو جہاں قانون کی خلاف ورزی ہوتی ہے وہاں پر انتظامیہ نے قانونی اقدامات کرنے ہوتے ہیں اور قانون کے مطابق پرچہ درج کیا جا چکا ہے' کارروائی ہو رہی ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ چودھری پرویز الہیٰ صاحب کا استحقاق قطعی طور پر مجروح نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، میں معاملے کی اہمیت کے پیش نظر اس پر مزید غور کے لیے اپنی رولنگ موخر کرتا ہوں۔

چودھری پرویز الہیٰ، جناب والا! مجھے بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر، میں رولنگ دے چکا ہوں۔ میں اس پر رولنگ دوں گا۔ آپ میری رولنگ کا انتظار کر

لیں۔

چودھری پرویز الہیٰ، جناب والا! ہمیں بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر، آپ کس پوائنٹ پر بولنا چاہتے ہیں؟

چودھری پرویز الہیٰ، جناب والا! میں اسی تحریک پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، میں نے اس پر اپنا فیصلہ دے دیا ہے۔

چودھری پرویز الہیٰ، جناب سپیکر! آپ ٹیپ دوبارہ سن لیں کہ وزیر قانون کے بیان میں کتنا تضاد ہے۔

جناب سپیکر، میں رولنگ دیتے ہوئے ان سب کو پیشِ نظر رکھوں گا۔

چودھری پرویز الہیٰ، ابھی تو رپورٹ بھی نہیں آئی۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب میں رولنگ دیتے ہوئے ان سب چیزوں کو پیشِ نظر رکھوں گا۔

چودھری پرویز الہیٰ، جناب والا! وزیر قانون کی تقریر کے مطابق تو وفاقی وزیر، قانون کو ہاتھ میں لے سکتا ہے کیونکہ وہ الیکشن جیتا ہے۔ آپ ٹیپ چلا کر ان کی بات سن لیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب میں رولنگ دیتے وقت سارے معاملے کو پیشِ نظر رکھوں گا۔ آپ تسلی رکھیں۔

چودھری پرویز الہیٰ، جناب والا! آج کی کارروائی آپ دیکھ لیں۔ ہم صبح سے یہاں بیٹھے ہیں۔ یہاں پر کوئی وزیر بھی نہیں تھا۔ اس سے پہلے کل ہماری جتنی تحاریک استحقاق تھیں ہمارے صرف پانچ منٹ کے لیٹ آنے پر آپ نے lapse کر دیں۔ دو دو گھنٹے اجلاس بھی لیٹ ہو اور ہمارے حقوق کی حفاظت آپ نہیں کریں گے تو کون کرے گا۔

جناب سپیکر، میں آپ کے حقوق کی حفاظت کروں گا۔

چودھری پرویز الہیٰ، اگر آپ ہماری بات بھی سننا پسند نہیں کریں گے تو ہمیں یہاں بیٹھنے کا کیا فائدہ ہے؟ ہم اس پر واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر سوائے چودھری شوکت داؤد اور میاں عمران مسعود کے حزب اختلاف
کے تمام فاضل اراکین ایوان سے چلے گئے)

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)، جناب سپیکر! میں نکتہ وضاحت پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! ہاؤس میں کورم پورا نہیں ہے۔

وزیر صحت، جناب والا! I was already on point of order ۔ جس وقت پوائنٹ آف آرڈر پربات ہو رہی ہو تو اس وقت کوئی چیز point out نہیں کی جاتی۔ اس کے بعد آپ point out کر دیں۔

جناب سپیکر، جی۔

وزیرصحت، جناب والا! ایک تو میں ریکارڈ کی درستگی کے لیے وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ چودھری پرویز الہیٰ نے فرمایا ہے کہ جس وقت ہم ہاؤس میں آئے ہیں تو اس وقت یہاں پر کوئی وزیر نہیں تھا۔ اب میں یہ تو نہیں کہتا کہ میں سب سے پہلے یہاں پر آیا تھا لیکن ان ایک دو اراکین میںسے ضرور تھا جو اس ہاؤس میں موجود تھے اور میں اس ہاؤس کی کیفیت کے پیش نظر واپس چلا گیا تھا۔ اس وقت حزب اختلاف کی بنچوں پر کوئی صاحب نہیں تھے۔

جناب والا! میں دوسری گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اس ہاؤس کی روایات ہیں کہ کسی چیز پر اپوزیشن کو اعتراض ہو' ان کے خلاف ہو' یہ ان کا جمہوری حق ہے جو انھوں نے استعمال کیا ہے۔ کہ وہ واک آؤٹ کر گئے اسی طرح اس منتخب معزز ایوان کی روایات میں سے ہے کہ پھر انھیں منا کر لایا بھی جاتا ہے۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں یہ خوشگوار فریضہ سرانجام دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، ضرور کوشش کیجیے۔ ہم انتظار کرتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل (ڈپٹی سپیکر)، جناب والا! میں بھی رانا صاحب کے ساتھ جاتا ہوں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! کورم پورا نہیں ہے۔ گنتی کرائی جائے۔

(اس مرحلہ پر فاضل اراکین چودھری شوکت داؤد اور میاں عمران مسعود ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر، کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر گھنٹیاں بجائی گئیں)

(معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس آگئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، میرے خیال میں کورم پورا ہو گیا ہے۔

سیکرٹری اسمبلی، کورم پورا ہے۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کے توسط سے حزب اقتدار کی خدمت میں یہی عرض کروں گا۔ کورم کا point out کروا کرگنتی کروانے کا یہ مقصد تھا اور ہم یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ پنجاب میں اپوزیشن اتنی مضبوط ہے کہ ہمارے بغیر یہ ہاؤس نہیں چل سکے گا۔

جناب سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 4 سید تابش الوری۔

میاں محمد شہباز شریف، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے پہلے دن ہی یہ گزارش کی تھی کہ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں اور ہمیں آپ کی ذات پر بڑا اعتماد ہے۔ ہم آپ کی شفقت کے منتظر ہیں۔ اس ہاؤس میں ڈسپلن قائم کرنا' ہاؤس کو تابع کرنا' آپ کا خوشگوار فرض ہے۔ میں آپ سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ آپ ہماری بات سن لیا کیجیے۔

جناب سپیکر، آج تو سارا دن ہی آپ کا ہے۔ آپ جتنا چاہیں بولیں۔ کیوں فکر کرتے ہیں؟ آپ تشریف رکھیں۔

ٹیلی وژن کے خبرنامے میں پنجاب اسمبلی کی مقبوضہ کشمیر کے بارے میں متفقہ قرارداد کا ذکر نہ کرنا

سید تابش الوری، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 27۔ اکتوبر 1993ء کو صوبائی اسمبلی پنجاب میں غیرمعمولی طور پر قواعد انضباط کار معطل کر کے میری تحریک پرمشترکہ قرارداد منظور کی گئی جس کے ذریعہ مقبوضہ کشمیر میں درگاہ حضرت بل کی بے حرمتی اورکشمیریوں پر بھارتی فوج کے ظلم و تشدد اور انسانی حقوق کی پامالی کے خلاف زبردست احتجاج کیا گیا تھا اور کشمیر کے مسئلے کے حل کے لیے اقوام متحدہ سے اپیل کی گئی تھی۔ پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب کے منتخب قانون ساز ادارے کی یہ مشترکہ قرارداد اتنی اہم تھی کہ اسے پاکستان ٹیلی

وژن کے خبرنامے میں نمایاں جگہ دی جاتی۔ یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اس روز چھوٹے چھوٹے جلوسوں تک کی خبریں دی گئیں لیکن پنجاب اسمبلی کی متفقہ قرار داد کا ذکر تک نہیں کیا گیا جس سے پوری اسمبلی کے آئینی، قانونی، صحافتی اور سیاسی استحقاق کی پامالی ہوئی ہے جس پر فوری غور ضروری ہے۔

جناب والا! آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ قانون ساز اداروں کی کارروائی کی تشہیر اس اعتبار سے ناگزیر اور ضروری سمجھی جاتی ہے کیونکہ اس کے ذریعے پورے صوبہ کے عوام کی ترجمانی ہو رہی ہوتی ہے اور پوری رائے عامہ کسی بھی مسئلے کے سلسلے میں اپنا اظہار چاہتی ہے۔

جناب والا! ہم دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان ٹیلی ویژن پنجاب اسمبلی کی کارروائی کے سلسلے میں جانبداری کا رویہ اپنائے ہوئے ہے اور پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو مسلسل نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دن اسمبلی کی کارروائی غیر معمولی تھی اور یہ استحقاق تھا کہ پاکستان ٹیلی ویژن پنجاب اسمبلی کی مشترکہ قرار داد کو نمایاں طور پر broad cast کرتا لیکن آپ سب نے دیکھا ہو گا کہ انھوں نے گوجرانوالہ، چیچو کی ملیاں، کوئٹہ اور اسی طرح سے دوسرے شہروں کے چھوٹے چھوٹے جلوسوں کی خبر اور اس کی فلم broad cast کی لیکن پنجاب اسمبلی کا سرے سے کوئی ذکر ہی نہیں کیا گیا۔ یہ ہمارے استحقاق کی صریحاً خلاف ورزی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس سلسلے میں یہ اسمبلی فوری طور پر دخل اندازی کر کے اس سلسلے میں موثر اقدامات کرے تاکہ آئندہ پنجاب اسمبلی اور پنجاب اسمبلی کے ذریعہ پنجاب کے عوام کو پاکستان ٹیلی ویژن کے خبرنامے میں مناسب و نمایاں جگہ مل سکے۔

جناب والا! ہم یہ دیکھتے ہیں کہ سینٹ اور قومی اسمبلی کو نہ صرف یہ کہ خبرناموں میں نمایاں کیا جاتا ہے بلکہ live فلمیں بھی دکھائی جا رہی ہیں اور ان کے انٹرویو اور قومی اسمبلی اور سینٹ کی کارروائی کے سلسلے میں ان کے تاثرات ٹیلی ویژن پر دکھلائے جا رہے ہیں جبکہ پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب کے سلسلے میں بے اعتنائی کا رویہ اختیار کیا جا رہا ہے۔ اس لیے میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس تحریک کو نہ صرف یہ کہ admit کریں بلکہ اس سلسلے میں موثر اقدامات کے لیے ایک مخصوص کمیٹی تشکیل دیں جو اس تحریک استحقاق پر غور کرنے کے بعد آپ کی خدمت میں ایک ماہ کے اندر اندر رپورٹ پیش کرے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون یا کوئی اور وزیر اس پر بات کریں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ سید تابش الوری نے

اس تحریک کے ذریعہ جس استحقاق کا ذکر کیا ہے۔ اگر تو فنی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو پھر تو یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ ٹیلی ویژن کارپوریشن کو ہم کسی لحاظ سے بھی پابند نہیں کر سکتے کہ وہ ہماری اسمبلی کی کارروائی کو اپنے خبرنامے میں جگہ دے۔ ٹیلی ویژن کی انتظامیہ نے بین الاقوامی معاملات اور قومی معاملات کے حوالے سے اپنی خبروں کو خود ترتیب دینا ہوتا ہے۔ جن معاملات کو وہ زیادہ ضروری محسوس کرتے ہیں اور ادارے کی پالیسی کے مطابق سمجھتے ہیں خبرنامے میں ان معاملات کو ترجیح دیتے ہیں اور جگہ دیتے ہیں۔ جہاں تک ہمارے استحقاق کا تعلق ہے تو کسی جگہ بھی یہ بات نہیں لکھی ہوئی۔ آئین کے لحاظ سے یا قانون کے لحاظ سے کہیں بھی یہ استحقاق مہیا نہیں کیا گیا کہ ہمارے ایوان کی کسی کارروائی کو پاکستان ٹیلی ویژن اپنے خبرنامے میں جگہ دے۔ البتہ یہ اس ایوان کی ایک متفقہ قرار داد تھی۔ بین الاقوامی لحاظ سے، قومی لحاظ سے، مسلمانوں کے اوپرکشمیر میں ظلم وستم کے لحاظ سے جس issue کو اس قرار داد میں چھیڑا گیا تھا اس کی اہمیت بھی مسلمہ ہے اور ہمارے ایوان کے متفقہ فیصلے کے ذریعہ سے اس میں ہماری پنجاب اسمبلی کے عوامی نمائندوں کے جذبات کا اظہار تھا اور اپنی جگہ پر یہ محسوس کرتا کہ ہم بھی عوامی نمائندے ہیں اور ہمارے جذبات کا اظہار نہ صرف یہ کہ ہمارے ملک کے اندر، ہمارے صوبے کے اندر ہمارے عوام تک پہنچنا چاہیے تھا بلکہ بین الاقوامی لحاظ سے بھی ہمارے جو جذبات ہیں ان کو ٹیلی ویژن کے ذریعے سے پیش کیا جانا ضروری تھا۔ میرے نوٹس میں یہ بات آئی ہے کہ ٹیلی ویژن والوں نے 9 بجے کے خبرنامے کے علاوہ ہماری اس قرار داد کا اپنی خبروں میں ذکر کیا تھا۔ البتہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے اس ایوان کے اہم معاملات کو ٹیلی ویژن کے خبرنامے میں جگہ دینا اور دلانا اپنی جگہ پر ایک اہمیت رکھتا ہے۔

جناب سپیکر! تکنیکی طور پر بے شک یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی لیکن میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ تکنیکی معاملات سے ہٹ کر چونکہ ہم نے اس ایوان کے اندرجمہوریت کو فروغ دینا ہے اس لیے عوامی نمائندے جن اہم معاملات کو سامنے لاتے ہیں اور یہ ایوان جن معاملات کو اہمیت عامہ کے معاملات قرار دیتا ہے ان کو ٹیلی ویژن میں جگہ ملنی چاہیے اور اس کے ذریعہ سے اس کا اظہار عوام تک پہنچنا چاہیے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے اور سید تابش الوری صاحب سے بھی میری یہ گزارش ہے کہ چونکہ یہ تکنیکی طور پر تحریک استحقاق نہیں بنتی اس لیے وہ اس پر زور نہ دیں۔ آپ سے میری یہ گزارش ہے کہ آپ ٹیلی ویژن کارپوریشن انتظامیہ کے کسی ذمہ دار افسر کو اپنے چیمبر میں طلب کریں۔ ان کے علاوہ ہمارے وزیر اطلاعات، سید تابش الوری، اپوزیشن کے ایک معزز رکن پرمشتمل ان ممبران کی موجودگی

میں اپنے چیمبر میں پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن کے افسران کو بلا کر ان سے آپ negotiate کریں۔ پھر ایوان کے حوالے سے اپنے حوالے سے اپنی چیئر کے حوالے سے انھیں آپ اپنی بات کہہ سکتے ہیں کہ وہ اسمبلی کے اہمیت عامہ کے معاملات کو خبرنامے میں بھی جگہ دینے کی کوشش کیا کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر، میں مرکزی وزیر اطلاعات سے، ٹیلی ویژن کے حکام سے ان کے مرکزی حکام سے ان کے صوبائی حکام سے اس سلسلے میں ہاؤس کے سپیکر کے طور پر بات کروں گا۔ جب میں انھیں بلاؤں گا تو تابش الوری صاحب کو بھی زحمت دوں گا۔ ان کے علاوہ ہاؤس کے کچھ اور معزز اراکین کو دعوت دوں گا تاکہ یہ مسئلہ ہمیشہ کے لیے ایک صحت مند طریقے سے حل ہو جائے۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ چونکہ یہ بے حد اہم نوعیت کا مسئلہ ہے۔ اس لیے اس تحریک استحقاق کے سلسلے میں جو قانونی پہلو ہیں انھیں سامنے رکھا جائے کیونکہ وزیر قانون نے یہ اعتراض اٹھایا ہے کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی جبکہ وہ ساتھ ہی یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ یہ ہمارا بنیادی حق ہے کہ قومی معاملات میں یا بین الاقوامی معاملات میں اگر ہم کوئی قرارداد منظور کریں تو اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے ٹیلی ویژن میں جگہ ملنی چاہیے۔

جناب سپیکر، ان تضادات کو ہم اس میں دور کر دیں گے۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں میں اس کی تعبیر یہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ تحریک استحقاق کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے اسے جائز مان رہے ہیں۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس تحریک استحقاق کو قاعدے کے مطابق admit فرمائیں یا پھر اسے اس ہاؤس میں فوری طور پر زیر بحث لائیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے جو میں نے تجویز کیا ہے کہ اس کے لیے ایک مجلس خصوصی بنا دی جائے جو ان معاملات کو طے کرنے کے بعد آپ کے مشورے سے رپورٹ پیش کرے اور یہ ہاؤس اس رپورٹ پر غور کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کرے۔ یہ قانونی اور آئینی طریقہ ہے۔

جناب سپیکر، قانون، آئین، دستور اور قواعد سب کے مطالعے کے بعد میں نے یہ اندازہ کیا ہے کہ یہ تحریک استحقاق تکنیکی طور پر بنتی نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

لیکن میں نے جو وعدہ آپ سے کیا ہے اس کے بعد یہ معاملہ بہتر طریقے سے طے پا جائے گا اور آپ کو شکایت نہیں ہو گی۔

سید تابش الوری، تو پھر اس تحریک کا کیا ہو گا؟

جناب سپیکر، یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ رولنگ یہ ہے کہ تکنیکی طور پر یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی لیکن معاملہ یہ ہے کہ جو یہاں کارروائی ہوتی ہے اس کو بہتر طریقے سے سامنے لانے کے لیے میں نے جو اقدام تجویز کیا ہے وہ تسلی بخش ہے۔ آپ اسے ہو جانے دیجیے۔ اس کے بعد اگر تسلی نہیں ہوتی تو اس کے لیے کمیٹی بھی بنا دیں گے۔

سید تابش الوری، جناب والا! یہ معاملہ نہایت اہم نوعیت کا ہے۔

جناب سپیکر، اب میں رولنگ دے چکا ہوں۔

سید تابش الوری، یہ معاملہ نہایت اہم نوعیت کا ہے۔ آپ اس کو pending کر لیجیے۔

جناب سپیکر، تابش صاحب' آپ نیا استحقاق لے آئیے۔ اس پر میں رولنگ دے چکا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر صحت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر صحت، جناب والا! یہ ہم سب کی خوش قسمتی ہے کہ ملک سلیم اقبال صاحب اس وقت ایوان میں موجود ہیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! آپ نے یہ جو بات کی ہے کہ پاکستان ٹیلی ویژن کے حکام سے آپ اس ہاؤس کی کارروائی کی مناسب projection کے لیے بات کریں گے۔ میں اس سلسلے میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ 1992ء میں ایک قرارداد پنجاب اسمبلی کی طرف سے متفقہ طور پر بھجوائی گئی تھی جس میں اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو ٹیلی ویژن کے حکام جان بوجھ کر ignore کرتے ہیں۔ لہذا مناسب coverage کے لیے اس کارروائی کو project کیا جائے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ڈیڑھ سال گزرنے کے باوجود ابھی تک وہ رویہ جاری ہے۔ لہذا اس سلسلے میں اگر آپ موثر کام کرنا چاہیں تو بہتر یہ ہو گا کہ آپ ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائیں اور اس کو حل کریں تاکہ پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو مناسب طور پر coverage مل سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر، میں نے وعدہ کیا ہے کہ اگر اس میٹنگ کے بعد میں اس کی ضرورت سمجھوں گا تو

کمیٹی بھی بنا دوں گا۔

جناب محمد اکبر شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جب سپیکر رولنگ دے چکے ہوں تو اس پر کوئی اعتراض یا بحث نہیں ہوسکتی۔ دوسری بات یہ کہ یہ اپنے پی ٹی وی کا اور دیگر سارا ریکارڈ چیک کرلیں۔ ان کے پاس ریکارڈ ظلم پڑی ہوئی ہیں' دیکھ لیں۔ اب ان کی حکومت سے ان کو زیادہ coverage مل رہی ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں اور میں جناب کی وساطت سے فاضل ممبر کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ٹیلی ویژن ایک قومی ادارہ ہے۔ پنجاب اسمبلی نے ایک نہایت اہم اور قومی نوعیت کی قرار داد منظور کی تھی۔ وزیر اعلیٰ کے ساتھ آزاد اقلیتی ممبران کو coverage دے کر ان دونوں کے چہروں سے یہ ثابت کرنا کہ یہ آپس میں کچھ لین دین کر رہے ہیں اس کی ٹیلی وژن coverage کر رہا ہے۔ لیکن ایک ایسی قرار داد جس نے پاکستان کے مستقبل پر اثر انداز ہونا ہے' جس نے internationallevel پر یہ تاثر پیدا کرنا ہے کہ پوری قوم کشمیر کے مسئلے پر متحد ہے اس کو ignore کرنا اس ملک کے ساتھ ظلم ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ اس کی cognizance لی جا چکی ہے۔ اس پر بات ہو چکی ہے۔ اس پر دوبارہ نئی بحث کی کوئی ضرورت نہیں۔ رولنگ دی جا چکی ہے۔ اگر آج آپ قائد حزب اختلاف کو بولنے کا موقع نہیں دینا چاہتے تو یہ آپ کی اپنی صوابدید ہے۔

چودھری شوکت داؤد، ہم یہاں اسی لیے بیٹھے ہیں کہ ہم یہ ہاؤس چلتا دیکھنا چاہتے ہیں اور اس کا ثبوت یہ دے رہے ہیں کہ اگر ہم نہ بیٹھیں تو شاید کورم پورا نہ ہو۔

جناب سپیکر، آپ زیادہ وقت کھڑے رہتے ہیں۔ آپ تھوڑا سا بیٹھا بھی کریں۔

چودھری شوکت داؤد، ہاؤس میں آنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ ہم ہاؤس کی کارروائی میں حصہ لیں گے تو ہم حق نمائندگی ادا کریں گے۔ میرا یہ پوائنٹ تھا کہ میری جو تحریک تھی' چونکہ میں نے خود ایک تحریک التواء دی ہوئی تھی' اس دن بھی میں نے عرض کیا تھا۔ میرا کہنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم کوئی اپنا نام پیدا کرنے کے لیے قومی مسئلے پر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں یا کوئی نمبر بنانا چاہتے ہیں بلکہ میری اپوزیشن بنچوں سے بھی اور سرکاری بنچوں سے بھی گزارش یہ ہے کہ جو بھی قومی مسئلہ ہو' اس پر

ہماری متفقہ رائے ہونی چاہیے۔ ہمارا رویہ ایسا ہونا چاہیے جو بین الاقوامی سطح پر ہماری قوم کے لیے باعث عزت بنے۔ اسی لیے اس مسئلے پر بھی ہم نے یہی چاہا تھا کہ مشترکہ طور پر ایک قرار داد ہو۔ میں اس کو لمبی بحث میں نہیں لے کر جانا چاہتا لیکن آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہی عرض کروں گا کہ یہ تحریک استحقاق جو تھی اس میں فنی نکتہ یہ تھا کہ جو قرار داد یا خبر ہم نے اسمبلی چیمبر کی طرف سے ٹی وی سٹیشن کو مہیا کی ہے اس میں دیکھا جائے کہ اس کے کیا الفاظ تھے۔ اس میں یہ تو نہیں تھا کہ صرف سرکاری بنچوں کی طرف سے یا وزیر قانون کی طرف سے یہ قرار داد پیش کی گئی' کیا ان کا استحقاق بنتا ہے؟

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ یہ کوئی ذاتی وضاحت نہیں ہے اور اس پر cognizance لی جا چکی ہے۔ اس پر فیصلہ دیا جا چکا ہے۔ repetition ہو رہی ہے۔ تشریف رکھیے۔ جناب تاج خانزادہ صاحب۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Mr Speaker Sir, we give full respect to your ruling on the privilege motion of Syed Tabish Alwari I would like to bring it to your notice that the privilege motion of Mr Tabish Alwari and the explanation given by the honourable Minister are of the same substance. The Punjab Assembly and the National Assembly have given their own verdict about the afairs of Hazrat Bal in Kashmir. There is no difference of opinion in this respect. Although the matter is important but it is not a provincial subject. I want to know whether this incident has found proper place in the Federal Broadcasting Stations? Has this matter been given equal importance? There is no question of its opposition. It is the combined wish of the National and Provincial Assemblies and it was unanimously approved by them that what is happening in Kashmir is unknown to the history of humanity The barbarity with which the Muslims of Kashmir and the dargah Hazrat Bal is handled by the alien goverment of India is something disgraceful and it is being condemned all over the world. Sir, we all stand in respect of the resolution. As

you have already promised you will certainly ask concerned the people to give equal importance to those matters.

MR SPEAKER: The honourable member should rest assure that these are the issues which I am going to take up with the authorities and they should have the confidence that I will put the case many strongly.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Thank you Mr Speaker, but before you proceed further I would like to say one thing more that like the Members of the National Assembly the Members of the Punjab Assembly also did something equally good.

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، سید ظفر علی شاہ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! جناب تابش الوری کی تحریک استحقاق پر ابھی آپ نے رولنگ دی ہے۔ میں اس پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن ابھی ابھی چند لمحے ہوئے ہیں، چونکہ یہ ہاؤس کی سرکاری کارروائی ہے اور محترم وزیر اکرام ربانی صاحب نے آپ کے قریب جا کر آپ کے کان میں کوئی بات کی ہے۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں--

جناب سپیکر، مجھے اس ہاؤس میں کوئی ہدایات نہیں دے سکتا اور نہ انھوں نے ہدایات دی ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! یہ بات نہیں ہے۔ مجھے پتا ہے آپ کو کوئی ہدایات نہیں دی جا سکتیں۔

جناب سپیکر، مجھے اللہ ہی ہدایت دے سکتا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، اللہ تعالیٰ تو سب کو ہدایت دیتا ہے۔ جناب سپیکر! میری بات مکمل نہیں ہوئی۔ میری درخواست ہے کہ میری بات کو مکمل ہونے دیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

سید ظفر علی شاہ، ایک طرف حکومتی پارٹی کا منسٹر آپ کی کرسی پر جا کر آپ کے کان میں بات کرتا

8

ہے اور دوسری طرف حزب اختلاف کی طرف سے کوئی تحریک استحقاق پیش کرتا ہے تو آپ اس کو فنی بنیادوں پر مسترد کر دیتے ہیں۔ میں صرف یہ پوچھ رہا ہوں کہ کس آئین کے تحت، کس رول کے تحت انھوں نے اٹھ کر آپ کے کان میں بات کی ہے؟ اگر آپ کے ساتھ کوئی ذاتی بات کی ہے تو میں اپنا پوائنٹ آف آرڈر واپس لیتا ہوں۔ اگر انھوں نے سرکاری بات کی ہے تو انھیں اپنی سیٹ پر کھڑے ہو کر بات کرنی چاہیے۔ یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: ذاتی وضاحت، منسٹر صاحب۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں نہایت معذرت کے ساتھ اور مؤدبانہ طور پر معزز رکن ظفر علی شاہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایوان قوانین کے ساتھ ساتھ کچھ روایات کا بھی حامل ہے اور انھی روایات کے پیش نظر اور انھی روایات کو ذہن میں رکھتے ہوئے معزز اراکین حزب اختلاف بھی اور حکومتی بنچوں سے بھی کسی بات میں سپیکر صاحب سے ہدایت لینے کے لیے یا جناب سپیکر سے مشورے کے طور پر بات کرنے کی ایوان میں ممانعت نہیں ہے اور یہ اکثر یہاں پر ہوتا رہا ہے کہ حکومتی بنچوں سے لوگ حزب اختلاف کے بنچوں پر جا کر اور حزب اختلاف کے بنچوں سے لوگ حکومتی بنچوں پر آ کر آپس میں بات کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ظفر علی شاہ صاحب، وہ تو پتا نہیں بتائیں گے یا نہیں، میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ انھوں نے کہا ہے کہ آپ بہت اچھے لگ رہے ہیں۔

میزانیہ بابت 94-1993ء پر بحث

اب ہم میزانیہ بابت سال 94-1993ء پر عام بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ میں سب سے پہلے قائد حزب اختلاف جناب شہباز شریف صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ خطاب کریں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد شہباز شریف (قائد حزب اختلاف): شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! کسی بھی دور میں کسی حکومت کی کارکردگی کو مالی معاملات کو طے کرنے کے حوالے سے اس حکومت کی ترجیحات اور اس سلسلے میں اس کی سوچ کی پختگی اور عام آدمی کو امن و تحفظ دینے کی اہمیت پر پرکھا جاتا ہے۔ عام آدمی کو بجٹ کے گورکھ دھندوں سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ ہاں، وہ یہ ضرور جاننا چاہتا ہے کہ اس کی جیب سے ٹیکسوں کے نام پر رقوم کی وصولی، اس کے سر پر چڑھنے والے قرضوں کی بدولت حاصل کی

گئی رقوم کو اس کے بال بچوں کی بہبود اور بہتری کے لیے کس طرح خرچ کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! آج اس حکومت نے 94-1993ء کا بجٹ چار ماہ کی تاخیر سے پیش کر دیا ہے۔ اس بجٹ کے اندر ہندسوں کے ہیر پھیر کی جھلک تو ضرور نظر آتی ہے لیکن قائد ایوان نے صوبے کے عوام کی فلاح و بہبود کے جن اقدامات کا اعلان کیا ہے اس کی عملی شکل حیران کن حد تک مایوس کن ہے۔

جناب سپیکر! موجودہ بجٹ بظاہر ٹیکس فری بجٹ کہلاتا ہے مگر جس بجٹ میں زراعت، تعلیم، صحت اور دوسری اہم مدوں میں ایک بہت بڑی percentage کم کر دی گئی ہو، صوبے کے عوام کو ان کے حقوق سے محروم کر دیا گیا ہو، جو توقعات صوبے کے ساڑھے چھ کروڑ عوام کو اس معزز ایوان سے تھیں اور ہیں مگر ان پر بڑی بے دردی سے پانی پھیر دیا گیا ہو تو میں آپ سے بڑے ادب سے سوال کروں گا کہ آپ اس بجٹ کو کیا کہیں گے؟ فلاحی یا عوام دشمن بجٹ؟ یقیناً وہ تمام مدیں جن کی بناء پر یہ صوبہ ترقی اور فلاح کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے ان تمام مدوں میں اتنی بڑی رقم کم کر دی گئی ہے کہ اس کی پاکستان کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔ لہذا میں اس بجٹ کو عوام دشمن کا نام دینے پر مجبور ہوں۔

جناب سپیکر! قائد ایوان نے اپنی بجٹ تقریر میں مختلف شعبہ ہائے زندگی کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کیے لیکن مجھے اور میرے تمام معزز ساتھیوں کو اس بات پر حیرانی بھی ہوئی اور مایوسی بھی کہ کیوں نہ انھوں نے اپنی بجٹ تقریر میں معذوروں کے بارے میں کوئی بات کی۔ ان کو کیوں نہ یاد رہا کہ اس صوبے میں یتیم اور بیوگان کا بھی بسیرا ہے؟ انھوں نے ایک لفظ خیر کا بھی اس طبقے کے بارے میں نہیں کہا جو محروم معیشت ہیں، مفلوک الحال ہیں۔ اپنی بجٹ تقریر میں انھوں نے تمام باتیں کہیں لیکن امن عامہ کے بارے میں ایک لفظ نہ کہا کہ وہ کس طور پر صوبے میں امن عامہ کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے اقدامات تجویز کرتے ہیں؟ کس طریقے سے اس صوبے میں عوام کو سکھ اور چین کی زندگی بسر کرنے کے اقدامات تجویز کرتے ہیں؟ کس طریقے سے غنڈہ گردی اور بدمعاشی کا قلع قمع کرنے کے لیے اقدامات تجویز کرتے ہیں؟ اس سلسلے میں انھوں نے اپنی بجٹ تقریر میں ایک لفظ تک نہیں کہا اور معاشرے کی وہ برائیاں، معاشرے کی وہ بیماریاں جنھوں نے ہمارے معاشرے کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے۔ میرا مطلب رشوت ستانی سے ہے جس کے بارے میں جناب قائد ایوان نے اپنی بجٹ تقریر میں ایک لفظ تک نہیں کہا کہ وہ کس طریقے سے اس صوبے سے رشوت ستانی کا خاتمہ کرنے

کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آج اس بدترین بیماری کی بدولت ہمارے معاشرے میں معاشی اور معاشرتی ناہمواریاں بلندیوں کو چھو رہی ہیں یا پستیوں تک جا چکی ہیں۔ میرا خیال ہے پستیوں کا لفظ کہنا زیادہ مناسب ہو گا۔ ان معاشی اور معاشرتی ناہمواریوں کی بدولت آج غریب آدمی اس معاشرے میں پس رہا ہے۔ وہ سفید پوش جس پر زندگی تنگ ہے اس کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں۔ وہ اس معاشرے میں جس طریقے سے زندگی بسر کر رہا ہے میں اور آپ اس پر رو سکتے ہیں۔ آج جب امیر آدمی' صاحب حیثیت اس میں' میں بھی شامل ہوں جب اپنے بچوں کی شادیاں کرتا ہے تو دس دس بیس بیس کھانے پکتے ہیں۔ ہزاروں افراد کو مدعو کیا جاتا ہے۔ لیکن جب دیکھا دیکھی ایک غریب آدمی کو' مفلوک الحال آدمی کو اپنی بیٹی کے ہاتھ پیلے کرنے پڑتے ہیں تو اس چھوٹے سے معاشرے میں اپنا وقار اور بھرم قائم رکھنے کے لیے جب اس کو دس بیس نہیں تو دو تین کھانے پکانے پڑتے ہیں' چند جوڑے دینے پڑتے ہیں' زیور دینا پڑتا ہے تو اپنا آبائی مکان گروی رکھ کر' بنکوں سے جب اس کو ساٹھ ستر ہزار روپیہ قرض لینا پڑتا ہے تو بخدا اس قرض کو اس کی نسلیں نہیں اتار سکتیں بلکہ اس قرض میں جکڑ جاتی ہیں۔ معاشرے کی ان بیماریوں کے علاج کے لیے جناب قائد ایوان نے ایک لفظ تک نہیں کہا۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تقریر لفاظی کا مرقع ضرور تھی لیکن عملی اقدامات کے حوالے سے وہ بالکل خالی تھی۔

جناب سپیکر! میں بجٹ کے معاملات پر اپنی معروضات پیش کرنے سے پہلے چند باتیں عرض کرنا چاہوں گا کہ مسلم لیگ کے پچھلے اڑھائی سالہ دور میں چاہے وہ وفاق پاکستان کے حوالے سے ہو یا صوبہ پنجاب کے حوالے سے ہو زرعی' صنعتی اور معاشی پالیسی اس بنیاد پر استوار کی گئی تھی کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ یہاں پر سرمایہ کاری کے لیے عوام میں جذبہ پیدا ہوا۔ مقامی بھی اور بیرون پاکستان بھی ایسی attractive پالیسیاں بنائی گئیں کہ سرمایہ پاکستان میں آنا شروع ہو گیا اور یہاں پر سرمایہ کاری زراعت اور صنعت میں ہونا شروع ہو گئی۔ اس طرح بے روزگاری کے خاتمے کے لیے' پیداوار کو بڑھانے کے لیے اقدامات تجویز کیے گئے۔ پھر بدقسمتی سے ایک گہری سازش کے ذریعے اس ملک کی زرعی اور صنعتی پالیسی کی بساط لپیٹ دی گئی اور ایک سال کے عرصہ میں وہ تمام اقدامات جن کے ذریعے پاکستان ایشیا کا ٹائیگر بننے والا تھا ان تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا گیا۔

جناب سپیکر! میں آپ کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ کی حکومت سابق وزیر اعظم نواز شریف کے دور میں پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ دیہات کو ترقی دینے کے لیے' دیہات کے بے روزگار عوام کو مشغول کرنے کے لیے' نقل مکانی کو روکنے کے لیے پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ

رورل انڈسٹریل پالیسی کا اجراء کیا گیا۔ دیہی صنعتی پالیسی کا اجراء کیا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ کو اس بات کا اچھی طرح علم ہے کہ سرمایہ کار دیہات میں نہیں جایا کرتا۔ وہ بڑے بڑے شہروں میں اپنا گھر ڈھونڈتا ہے کیونکہ یہاں پر ٹیلی کمیونیکشن کی سہولیات ہیں۔ یہاں پر فنانشل سہولیات ہیں۔ یہاں پر مواصلات کی سہولیات ہیں۔ تمام بینکوں کے دفاتر اور تمام مواصلات کے دفاتر بڑے شہروں میں ہوا کرتے ہیں۔ اس لیے سرمایہ کار دیہات کی طرف رخ نہیں کرتا۔ یہ کریڈٹ نواز شریف کی حکومت کو جاتا ہے کہ جس نے سرمایہ کار کو مجبور کیا کہ وہ دیہات میں جا کر صنعت کاری کرے۔ آج آپ دیکھیے اگر شہروں میں صنعتیں لگیں تو کوئی incentive نہیں ملتا۔ دیہات میں صنعت لگے تو incentive ملتا ہے اور بھرپور ملتا ہے۔ آج اگر کسی نے Fruit Freezing Industry لگائی ہے تو وہ پاکستان کے کیلیفورنیا سرگودھا میں جائے گا۔ اگر کسی نے Cotton Processing Industry لگائی ہے تو وہ کوٹری کے ایریا میں جائے گا۔ 47 سالوں سے پاکستان کے عوام کو اس کا انتظار تھا کہ جہاں پر پاکستان کی زراعت کا خام مال پیدا ہوتا ہے صنعت کو وہاں پر جانے کے لیے مجبور کیا جائے۔ کوئی حکومت اس کام میں کامیاب نہ ہو سکی ماسوائے پاکستان مسلم لیگ نواز گروپ کے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس سے آج نقل مکانی بھی رک رہی ہے۔ اگر رکی نہیں تو رک رہی ہے۔ دیہات میں بنیادی سہولتیں صنعت کے جانے کے بعد automatically لگائی جاتی ہیں۔ سرمایہ کار کی مجبوری ہوتی ہے کہ اگر وہ وہاں پر کارپٹ نہیں تو اینٹوں کی پکی سڑک بناتا ہے۔ وہاں پر سوئی گیس لے کر جاتا ہے۔ وہاں پر ٹیلی فون لے کر جاتا ہے۔ وہاں پر پانی لے کر جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم نے دیہات اور گاؤں میں خوش حالی کا پیغام لے کر جانا ہے تو اسی پالیسی کو آگے لے کر جانا ہو گا اور مجھے بڑی خوشی ہو گی کہ اگر ہماری وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ اس پالیسی کو آگے لے کر چلیں گی تو پاکستان خوش حال ہو گا اور ہم اس کی بھرپور support کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اور بڑے اہم معاملے پر مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ Investment اور privatization ۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ان دنوں بڑے مخالف حکومتی ارکان ہوا کرتے تھے۔ 1970ء کی دہائی میں اس ملک کے اندر قومیائی پالیسی کے حوالے سے صنعتوں کو قومیایا گیا جس کا مقصد بظاہر کچھ اور بتایا گیا تھا لیکن نتیجتاً میں لمبی بحث میں نہیں جاتا' 22 سال کے عرصہ میں اس غریب قوم کی پونجی کو جس بے دریغ طریقہ سے ان سرکاری کنٹرول میں صنعتوں کے نقصان کو پورا

کرنے کے لیے خرچ کیا گیا' ان سرکاری کنٹرول کی صنعتوں کے اوپر بٹھانے گئے افسر شاہی کے شاہانہ اخراجات کو پورا کرنے کے لیے کیا گیا اس کی بدترین مثال پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ پاکستان کے قومی خزانے کے تقریباً 30 ارب روپے ان صنعتوں کے نقصانات کو پورا کرنے کے لیے' شاہ خرچیوں کو پورا کرنے کے لیے سمندر کی تہہ میں ڈوب گئے۔ جناب سپیکر! یہ غریب ملک ہے اور لوگ اپنے رزق حلال کی کمائی میں سے ٹیکس ادا کر کے قومی خزانے میں اس لیے جمع کراتے ہیں کہ اس خزانے کے ذریعہ حکومت وقت ان کی بود و باش' ان کی ترقی' ان کی بہبود' ان کی تعلیم اور صحت کے لیے منصوبے بنا کر ان کو خوش حالی کا پیغام دے گی لیکن ان 22 برسوں میں سمندر کی تہہ میں چلا گیا وہ 30 ارب روپیہ کبھی واپس نہیں آ سکتا۔ جناب سپیکر! یہ پیسہ اگر آج اس قوم کے پاس مہیا ہوتا تو آپ سے بہتر' بحیثیت ایک مبصر کے' کون جانتا ہے کہ اس ملک کی تقدیر بدل چکی ہوتی۔ یہ پیسہ اس کا حق تھا جس کے منہ سے نوالہ چھین لیا گیا۔ یہ حق اس کا تھا جو خوبصورت اور ذہین بچے تعلیم کے زیور سے آراستہ و پیراستہ ہونا چاہتے تھے اور اپنے آپ کو قوم کا معمار بنانا چاہتے تھے۔ ان کا حق چھین لیا گیا اور آج وہ بچے دن رات گلیوں اور محلوں میں خاک چھانتے پھرتے ہیں۔ یہ حق ان ماؤں بہنوں اور بزرگوں کا تھا جو زندگی اور موت کی کشمکش میں دنیا سے چلے گئے اور اپنے بچوں کو داغ مفارقت دے گئے۔ ان کی زندگی اندھیری کر گئے۔ یہ پیسہ ان کا حق تھا مگر کسی نے ان حقوق کی پاسداری نہیں کی۔ صرف اپنی چودھراہٹ کے لیے' اپنی شاہ خرچیوں کے لیے' اپنی ناک اور پگڑی اونچی کرنے کے لیے انھوں نے اس قوم کا 30 ارب روپیہ ان 22 سالوں میں ڈبو دیا۔ جناب سپیکر! اس سے بڑا ظلم اس قوم پر نہیں ہو سکتا تھا مگر ہم خدا کا لاکھ لاکھ شکر بجا لاتے ہیں کہ نواز شریف کی حکومت نے' مسلم لیگ کی حکومت نے disinvestment کی پالیسی کے ذریعے اس قوم کے کروڑوں اور اربوں روپے کے سالانہ زیاں کو روک دیا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ تمام صنعتیں سرکاری کنٹرول سے نکل کر نجی ہاتھوں میں جا چکی ہیں اور اب قومی خزانے میں جانے والی وہ رقم قوم کے معماروں پر خرچ ہو گی' ہسپتالوں پر خرچ ہو گی' سکولوں اور کالجوں پر خرچ ہو گی اور یہ ملک انشاء اللہ عظیم سے عظیم تر بنے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ ہے وہ spirit۔

This is the spirit behind this policy. It is not expressed here. Transferring sixty Government controlled factories in the budget is not the point at issue. The

point at issue is that Mian Nawaz Sharif was able to stop all those funds which were sunk into losses. That is a great service to this nation.

اس سے بڑی خدمت اس قوم کی اور نہیں ہوسکتی کہ قوم کا پیسہ جو برباد ہو رہا تھا اسبربادی کو روک کر آج قوم کی ترجیحات کے مطابق اس کو خرچ کیا جائے گا اور قوم کے معمار کالجوں میں پڑھ کر ملک کی ترقی میں شامل ہوں گے، مریض شفایاب ہو کر ملک کی ترقی میں شامل ہوں گے اور اس طرح یہ قوم ایک طویل مقصد کے لیے آگے بڑھ رہی ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہے spirit اس disinvestment policy کی لوگ چاہے لاکھ اخباروں میں بیانات دیتے رہیں، دیتے رہیں گے لیکن اس بات سے انکارنہیں کیا جا سکتا کہ 70ء کی دہائی میں اس قوم کے ساتھ سب سے بڑا دھوکہ کیا گیا تھا، غلطی کی گئی تھی، آج اس کا ازالہ ہو چکا ہے اور وہ فنڈز قومی ترقی میں استعمال کرنے کے لیے موجود ہیں۔

جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں کہ World Bank اور I M F ہمیشہ Third World میں اپنا سکہ جمائے رہا۔ کوئی منصوبہ، کوئی project ان کی منظوری کے بغیر Third World میں عمل پذیر نہیں ہوتا مگر پاکستان کی تاریخ میں اور پھر اس کے ساتھ جو قیود و شرائط ہوتی ہیں ان کو بھی آپ چاہے خوش ہوں یا ناراض ہوں، مجبوراً ان کو ماننا پڑتا ہے۔ آپ اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ نواز شریف کی حکومت میں ان زنجیروں کو پہلی مرتبہ توڑا گیا، ان راہوں کو پہلی مرتبہ چھوڑا گیا۔ World Bank اور I.M F کا کشکول توڑا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس ملک کے اندر ایسےمنصوبوں کا آغاز کیا گیا جہاں پر World Bank اور I.M.F کا کوئی دخل نہیں تھا۔

جناب سپیکر! میں ایک درخشندہ مثال آپ کو پاکستان موٹر وے کی دیتا ہوں۔ وہاں پر کسی امداد کی بنیاد پر یہ project نہیں چل رہا بلکہ ایک غیور قوم اور باوقار قوم کی طرح ہم نے bilateral اور Multi-lateral Agreements کر کے اس قومی منصوبے کو آگے بڑھایا ہے اور جب انشاء اللہ یہ منصوبہ وسطی ایشیاء کی حدوں کو چھوئے گا اور جب کراچی کے ساحل تک جائے گا تو پھر انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ اس ملک کی تقدیر بدلے گی۔ پاکستان میں انشاء اللہ ایک انقلاب آئے گا۔ جب اس ملک کی قومی شاہراہ پر تجارت شروع ہو گی تو پھر ہم سب اللہ کے فضل و کرم سے خدا کے حضور سجدہ ریز ہوں گے۔ جب سڑک کے دونوں اطراف ancilliary activities کا اجراء ہو گا۔ کہیں چھوٹا سا ہسپتال ہو گا،

کہیں چھوٹا سا کیفے ٹیریا ہو گا' کہیں چھوٹی سی ورکشاپ ہو گی تو ایسی رونق اس ملک کے اندر آئے گی کہ دیکھتی آنکھوں نے ایسا شاندار نظارہ پہلے کبھی نہیں کیا ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! زرمبادلہ کی پالیسیوں کو پابندیوں سے آزاد کیا گیا۔ یہ بھی نواز شریف کی حکومت کا ایک سنہرا قدم تھا۔ اس وقت بڑی چہ میگوئیاں ہوئیں' اس وقت بڑے وسوسوں کا اظہار کیا گیا کہ جناب یہ open door poiicy ہے۔ اس طرح زرمبادلہ پاکستان سے باہر چلا جائے گا اور پاکستان خدانخواستہ کنگال ہو جائے گا لیکن آپ نے دیکھا کہ جب آپ اپنے بھائیوں پر' اپنے ملک کے باشندوں پر اعتماد کرتے ہیں تو وہ بڑا positively respond کرتے ہیں۔ جب زرمبادلہ کی پالیسی کو تمام پابندیوں سے آزاد کیا گیا تو آپ نے دیکھا کہ قومی خزانے میں جو ہماری آمدنی کے conventional channels ہیں' چاہے وہ سپورٹس ہوں یا دوسری چیزیں ہوں' ان کے علاوہ 700 ملین ڈالر چھ مہینوں میں پاکستان کے بینکوں کے اکاؤنٹ میں جمع ہوا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پھر وہ بھی بدقسمت لمحہ آیا جس کا مشاہدہ میں نے اور آپ نے بھی مختلف جگہوں پر کیا تھا کہ جب وہ امن کی چڑیا جو گھونسلا بُن رہی تھی' جب سیاسی گٹھ جوڑ کے حوالے سے شور و غل ہوا تو وہ چڑیا اڑ کے پتا نہیں نہ جانے کہاں چلی گئی۔ آج یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم نے بڑی محنت سے' ہم نے بڑی کاوش سے' ایک ایک تنکا چُن کر وہ گھونسلا بنایا تھا مگر سازشیوں نے ایک منٹ نہ لگایا۔ ان کو ملک کی عزت' وقار اور ملک کی ترقی کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ وہ صرف ذاتی اقتدار کی خاطر ہر چیز قربان کرنے کو تیار تھے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

چودھری اختر رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ یہ دیکھ رہے ہیں کہ جناب شہباز شریف اپنی تقریر فرما رہے ہیں اور اقتدار پر بیٹھنے والے لوگ مداخلت کر رہے ہیں۔ اگر یہ سلسلہ شروع ہوا تو پھر قائد ایوان بھی اس ایوان کے اندر ایک لفظ نہیں بول سکتے۔

جناب سپیکر: آپ اس قسم کی دھمکیاں نہ دیں۔ اس قسم کی دھمکیاں کوئی کسی کو نہ دے۔ میں یہاں بیٹھا ہوں اور میں اس لیے یہاں بیٹھا ہوں کہ کارروائی صحیح طریقے سے ہو۔ ہاؤس کو بالکل مردہ نہ کر دیں' نہ ہی اسے کیا جا سکتا ہے لیکن میں سب اراکین سے یہ کہوں گا کہ ایوان کے decorum کو maintain کریں اور قائد حزب اختلاف کی تقریر دھیان سے سنیں۔ آپ نے اس کا جواب دینا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے فرمایا کہ آپ یہاں بیٹھے

ہوتے ہیں اور کارروائی کو سن اور دیکھ رہے ہیں لیکن جس طرح سے وہاں سے آوازیں کسی جا رہی ہیں آپ نے ان کو بند کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ ہم دھمکی نہیں دے رہے' ہم تو حقیقت عرض کر رہے ہیں کہ اگر ہمارے قائد حزب اختلاف کو بات نہ کرنے دی گئی تو قائد حزب اقتدار بھی بات نہیں کر سکیں گے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

ایک فاضل ممبر: انھیں سمجھ آہستہ آہستہ آئے گی اس کے بعد انھیں احساس ہو گا کہ ہم اقتدار میں نہیں ہیں۔

چودھری محمود اختر گھمن: جناب والا! ہم قائد حزب اختلاف کا احترام کرتے ہیں لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ حزب اختلاف والوں کے الفاظ غیر پارلیمانی ہیں۔ جناب سپیکر سے جو بھی بات ہو وہ نہایت ادب اور احترام سے ہو۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اس سائیڈ سے جو بھی آواز آئی ہے اس بارے میں ان کو اتنی بھی تنگ نظری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔ سردار ذوالفقار کھوسہ بھی ان ہی بنچوں پر بیٹھتے رہے ہیں۔ اگر کوئی مقرر اچھی بات کرتا ہے اور کوئی آدمی اگر داد دے تو ان کو یہ بھی تکلیف ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: داد اور بے داد میں فرق ہوتا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: ہم نے ان کی بات پر واہ واہ کیا ہے۔

جناب سپیکر: داد اور بے داد میں فرق ہوتا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: اگر ان کو تکلیف ہوتی ہے تو ہم ان کو داد نہیں دیں گے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب' داد اور بے داد میں فرق ہوتا ہے۔ میں ہاؤس سے کہتا ہوں' میں تمام معزز اراکین کو پھر یاد دلانا چاہتا ہوں' میں نے یہ بات پہلے بھی کہی تھی۔

سید ناظم حسین شاہ: انھیں کوئی ضرورت نہیں ہے کہ یہ ہم سے اس لہجے میں بات کریں کہ جناب ہم قائد ایوان کو بات نہیں کرنے دیں گے۔ میں ان سے یہی مودبانہ گزارش کروں گا کہ ہم 16 سال تک ان کی باتیں سنتے رہے ہیں اور اس ایوان میں آ کر باتیں کرتے رہے ہیں اور ایسا بھی کرتے رہیں گے۔

اس لیے وہ پیار اور محبت سے بات کریں مگر یہ گیدڑ بھبکیاں ہمیں نہ دیں۔ شکریہ

سید تابش الوری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس ایوان میں order maintain کرنا آپ کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس ہاؤس کی کچھ روایات بھی ہیں اور لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن کو احترام کے ساتھ سنا جانا بھی ہماری ایک اچھی روایت ہے۔ ہم نے لیڈر آف دی ہاؤس کی تقریر کو نہایت خاموشی کے ساتھ، سنجیدگی کے ساتھ، متانت کے ساتھ، اطمینان کے ساتھ سنا اور کسی ایک مرحلے پر بھی نہ کوئی طعنہ بازی ہوئی اور نہ آوازیں کسی گئیں اور نہ انھیں ridicule کیا گیا لیکن یہی توقع ہم حزب اقتدار سے رکھتے ہیں کہ جب قائد حزب اختلاف بول رہے ہوں تو وہ بھی اسی احترام کو ملحوظ خاطر رکھیں جو ہم نے لیڈر آف دی ہاؤس کے لیے رکھا ہے۔ یہ دھمکی کی بات نہیں تھی۔ یہ تو عمل کا ردعمل ہوتا ہے۔ اگر وہ احترام کریں گے تو جواب میں احترام ملے گا اور اگر وہ بے ادبی کریں گے تو جواب میں بے ادبی ملے گی۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا یہ فرض ہے کہ آپ اس صورت حال کو ابتداء ہی میں اس طرح سے کنٹرول کریں کہ دونوں طرف سے اس قسم کی ناروا روایتیں نہ پنپ سکیں۔

جناب سپیکر: اسی طرح سے کنٹرول کیا جا رہا ہے اور آئندہ بھی کنٹرول کیا جائے گا۔ سب کا احترام ملحوظ رہے گا اور ہاؤس کا decorum maintain کیا جائے گا اور اس سلسلے میں تمام اراکین کا تعاون مجھے چاہیے۔ یہ بات میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ دائیں ہاتھ بیٹھنے والے دوستوں کو 16 سال کا اپوزیشن کا تجربہ ہے۔ وہ بھی مہربانی سے اب اقتدار میں آنے کے آداب سیکھیں اور بائیں ہاتھ بیٹھنے والوں کو بھی 16 سال اقتدار کا تجربہ ہے اور اس کا ایک خاص مزاج ہوتا ہے اور اس کی عادت ہو چکی ہے۔ وہ بھی تھوڑی سی اپوزیشن میں بیٹھنے کی عادت سیکھیں۔

شیخ محمد انور سعید: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے جو فرمایا بالکل درست فرمایا اور اس کے جواب میں جناب تابش الوری نے کہا تھا کہ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ان بنچوں سے غلط الفاظ نکالے گئے ہیں اور یہ کہا گیا ہے کہ آپ گیدڑ بھبکیاں نہ دیں تو ہمارا بھی فرض بنتا ہے کہ ہم آپ کو یہ بتائیں کہ یہ گیدڑ بھبکیاں نہیں۔ یہ گیدڑ نہیں بیٹھے ہوئے۔ خدا کے فضل و کرم سے شیر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس لیے میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ ان سے کہیں کہ وہ اپنے یہ الفاظ واپس لیں۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! بہت افسوس کی بات ہے کہ یہاں اسمبلی

میں ممبر بیٹھتے ہیں۔ یہ انسان ہیں اور ہم ان کو انسان سمجھتے ہیں لیکن مجھے نہایت دکھ ہوا ہے' نہایت تکلیف ہوئی ہے کہ یہ انسان کے روپ میں نہیں ایک درندے کے روپ میں اپنے آپ کو پیش کر رہے ہیں۔ یہ بہت افسوس کی بات ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

سید تابش الوری، جناب والا! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی تو شیر خدا کہا جاتا ہے۔

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہمیشہ سے یہ روایات رہی ہیں کہ قائد حزب اختلاف کی تقریر کے دوران مداخلت نہیں کی جاتی اور قائد ایوان کی تقریر کے دوران بھی مداخلت نہیں کی جاتی۔ یہاں اتنی دیر سے جو معاملہ چل رہا ہے اس سلسلے میں' میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور ایوان کے سامنے بھی اس بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ حزب اقتدار کی طرف سے قائد حزب اختلاف کی تقریر کے دوران کوئی بھی مداخلت نہیں ہو گی۔ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جائے گا لیکن حزب اختلاف سے بھی یہ گزارش ہے کہ وہ بھی اپنے لیڈر کا احترام کریں اور انھیں تقریر کرنے کا موقع دیں۔ ہم ان کی تقریر سننا چاہتے ہیں اور ان کی تقریر کے دوران کسی قسم کا کوئی بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جائے گا۔

جناب سپیکر، اس یقین دہانی کے بعد میں قائد حزب اختلاف کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تقریر جاری کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہاؤس کے کسی ممبر نے ہمارے بارے میں اور اپوزیشن بنچز کے بارے میں 16 سال کے اقتدار کی بات کی ہو تو ہمیں تعجب نہیں ہے لیکن جب جناب سپیکر خود 16 سال کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو میں ریکارڈ کو درست کرنا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ کی حکومت صرف ساڑھے سات سال اقتدار میں رہی اور ان ساڑھے سات سالوں میں بہت سے حزب اقتدار کے ایم۔ پی۔ اے صاحبان بھی شامل ہیں۔ صرف چند لوگ ہیں جو اس الیکشن میں منتخب ہو کر آئے ہیں اور وہ حزب اقتدار میں شامل ہیں۔ براہ مہربانی ریکارڈ کی درستگی کی جائے۔ ہمارا 16 سال کے اقتدار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ مارشل لاء کا دور تھا۔ ہم 1985ء میں منتخب ہو کر اس ہاؤس میں آئے ہیں۔

جناب سپیکر: 5 جولائی 1977ء کے بعد 1993ء تک 16 سال ہی بنتے ہیں اور اس میں زیادہ تر آپ دوست ہی برسراقتدار رہے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! ساڑھے سات سال سے بھی کم اور اس میں بھی 20 مہینے پیپلز پارٹی کی حکومت رہی۔

جناب سپیکر: اس کا اندازہ کر لیا جائے گا۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ایک ممبر جب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہو تو دوسرے ارکان از راہ کرم تشریف رکھیں اور اسے اپنا پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنے دیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کچھ دیر سے بلکہ کافی دیر سے ایوان کے دونوں طرف کے معزز اراکین ایک ایسی بحث میں مصروف ہیں جس کا پنجاب کے حوالے سے کسی مسئلے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ عوام نے انھیں ایک مینڈیٹ دیا ہے اس لیے کہ ان کے مسئلوں اور ان کی مشکلات کو حل کریں۔ اس لیے نہیں کہ جیسے یہ دونوں طرف کے اراکین اپنی شیخیاں بگھارنے میں لگے ہوئے ہیں اور اپنے اپنے نمبر بنانے میں لگے ہوئے ہیں۔ اس طرف کے ساتھیوں سے اور اس طرف کے ساتھیوں سے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ مہربانی کر کے ایوان کے تقدس کو بحال رکھیں اور اپنا وقت ضائع نہ کریں۔ اگر انھوں نے اپنا وقت ضائع کیا تو نہ قوم ان کو معاف کرے گی اور نہ ان کو معاف کرے گی۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تسلیم کرتے ہوئے قائد حزب اختلاف کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تقریر شروع کریں۔ (شور) I call the House to order آپ تشریف رکھیں۔ میں قائد حزب اختلاف کو اپنی تقریر دوبارہ جاری رکھنے کے لیے کہتا ہوں۔

میاں محمد شہباز شریف:

یہ دستور زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

جناب سپیکر: یہ تو آپ نے ویسے ہی از راہ تفنن کہہ دیا۔ آپ کو اجازت ہے۔ آپ کے اپنے دوست ہی

آپ کو موقع نہیں دے رہے۔ آپ کھل کر بات کریں۔

"بول کہ لب آزاد ہیں تیرے"

میاں محمد شہباز شریف، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ ییلو کیب سکیم بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے ایک بڑی انقلابی سکیم تھی۔ آپ اس بات کا اندازہ لگائیں کہ فی الوقت Productive Employement Generate کرنے کے لیے اگر آپ صنعت کاری کریں تو وہاں پر Per capital income کے لیے تقریباً 10 سے 15 لاکھ روپے خرچ کر کے آپ ایک خاندان کو روزگار کا موقع فراہم کرتے ہیں لیکن یہ ییلو کیب سکیم ایک ایسی انقلابی سکیم تھی جس کے تحت صرف 3 یا 4 لاکھ کے قرضے کے ساتھ ایک خاندان برسرروزگار آ جاتا تھا اور مجھے افسوس ہے کہ نگرز گورنمنٹ نے اس سکیم کو ان لاکھوں لوگوں کے لیے روزگار کے مواقع کیوں بند کیے؟ آج اس پاکستان میں جس کے لیے ان کے بڑوں نے بڑی قربانیاں دی ہیں' انھوں نے اپنے خون کی قربانیاں دی ہیں' جان کا نذرانہ پیش کیا ہے' عزتیں لٹائی ہیں' تب جا کے پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے انعام کے طور پر ہمیں دیا ہے۔ وہ لوگ آج بھی پاکستانی کہلاتے ہیں اور ان کی قابلیت پر بھی کوئی شک نہیں ہے' ان کی پاکستانیت پر بھی کوئی شک نہیں ہے اور وہ اپنی محنت کے بل بوتے پر معاشرے میں اپنا مقام ڈھونڈنا چاہتے ہیں مگر ان پر ایک ایسی شاندار سکیم کے دروازے کیوں بند کیے گئے ہیں؟ یہ سوالیہ نشان ہم سب کے ماتھوں پر اب لٹکا ہوا ہے۔ مجھے امید ہے کہ مرکزی حکومت میں محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ اس سکیم کو دوبارہ جاری و ساری کر کے ان لاکھوں لوگوں کی دعائیں لیں گی۔ اس طرح وہ دین بھی کمائیں گی اور دنیا بھی کمائیں گی۔

جناب سپیکر! پچھلے سالوں میں تمام تر نامساعد حالات کے باوجود مسلم لیگ حکومت نے مرکز میں بھی ترقیاتی مدوں میں بڑے کھلے دل کے ساتھ فنڈز مہیا کیے اور صوبے کی بہبود اور ترقی کے لیے مسلم لیگ کی حکومت نے بروقت فنڈز مہیا کیے۔ آج نئی حکومت یہاں پر منتخب ہو کر آئی ہے اور قائد ایوان ضرور مشکور ہوں گے میرے معزز بھائیوں کے کہ جن کے 90 ووٹوں کی بدولت ان کی حکومت منتخب ہوئی۔ آپ نے صحیح فرمایا تھا کہ چونکہ ہمارے مہربان کافی عرصہ اپوزیشن میں رہے اور اب اقتدار میں آئے ہیں تو اقتدار میں آنے میں ظاہر ہے کچھ وقت لگے گا لیکن شاہ صاحب کا کہا بھی کوئی غلط نہیں تھا کیونکہ وہ آج بھی اقتدار میں 60 فیصدی شریک ہیں' پورے طور پر نہیں ہیں۔ اس لیے ان کا کہا اور انداز مناسب تھا۔

جناب سپیکر! کوئی بھی حکومت وسائل لے کر نہیں آیا کرتی۔ حکومتیں ارادہ لے کر، عزم صمیم لے کر اور جواں ہمت لے کر آیا کرتی ہیں اور جب یہ چیزیں موجود ہوں تو اللہ تعالیٰ پھر سامان خود پیدا کرتا ہے اور قوموں کی تقدیر عزم صمیم سے بدلا کرتی ہے نہ کہ وسائل سے۔ وسائل کے انبار لگے ہوں اور اگر ہمت نہ ہو، عزم صمیم نہ ہو تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ راتوں رات اس صوبے کی حالت غیر کر دی گئی۔ جناب قائد ایوان کے policy statement کے مطابق اور ان کی بجٹ کی تقریر کے مطابق بڑے سہانے خواب پونے چھ کروڑ عوام کو دیے گئے لیکن جب ہم نے بجٹ کے اوراق کے اندر گھس کر دیکھا تو معاملہ بالکل الٹ نکلا۔

جناب سپیکر! حالت یہ ہے کہ 93-1992ء کے میزانیے میں کہ جس کو بنانے کا اعزاز مسلم لیگ کی حکومت کو تھا، اے ڈی پی کے لیے پونے چودہ ارب روپے کی رقم مختص کی گئی تھی مگر آج نئی حکومت کے آنے کے بعد جو بجٹ تبدیل ہوا ہے اس میں اے ڈی پی کے لیے صرف 9 ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ یعنی پونے پانچ ارب روپے کی کٹوتی کر دی گئی ہے۔ یہ اس معزز ایوان کے ساتھ کتنی ستم ظریفی ہے جو کہ ساڑھے چھ کروڑ عوام کے نمائندہ بن کر یہاں آئے ہیں اور ان کی بہبود کے لیے شبانہ روز محنت کرنا چاہتے ہیں۔ ہم سب کے ہاتھ کاٹ دیے گئے ہیں۔ پونے پانچ ارب روپے کی کٹوتی کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یہ 93-1992ء کے بجٹ کے مقابلے میں 35 فیصد کی کمی کر دی گئی ہے۔ میں آپ کو انتہائی ذمہ داری سے عرض کرتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کسی بجٹ کے اندر اتنی زبردست کمی کی گئی ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم شیم شیم

جناب سپیکر: یہ آوازیں بھی ذرا احتیاط سے لگائیے۔

میاں محمد شہباز شریف: جناب سپیکر! میں آپ کو یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہ پونے پانچ ارب روپے کی کٹوتی کوئی معمولی بات نہیں۔ میں آپ کو ایک آئٹم بتانا چاہتا ہوں "زراعت"۔ زراعت نہ صرف پاکستان کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے بلکہ صوبہ پنجاب اس میں ہمیشہ کلیدی رول ادا کرتا ہے اور پنجاب کی محنت کے بل بوتے پر پاکستان ہمیشہ ترقی کی منازل طے کرتا آیا ہے۔ کاٹن ہو، چاول ہو، گندم ہو، پنجاب نے ہمیشہ پاکستان کا سر جھکنے نہیں دیا لیکن آج جبکہ اس صوبے کی زراعت کو بڑی محنت کی ضرورت ہے اور قائد ایوان نے بجا طور پر یہاں پر غریب کاشت کاروں اور کسانوں کی بحالی کی

بات کی ہے۔ میں ان کی اس اچھی کاوش، سوچ اور خواہش کی تعریف کرتا ہوں لیکن عملی طور پر جو ہوا ہے وہ ان بے چارے غریب کاشت کاروں سے ظلم کی انتہا ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے بجٹ میں 143 کروڑ روپے مختص کیے گئے تھے اور آج 93-1992ء کے بجٹ میں صرف 96 کروڑ روپے۔ یعنی 47 کروڑ روپیہ اسی مد میں سے کاٹ دیا گیا۔ اگر ہمارے غریب کاشت کار، ہمارے وہ بھائی جو دن رات تپتے سورج کے نیچے محنت کرتے ہیں اگر ان کی معاش کے لیے ہم نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا تو پاکستان کس طرح اقوام عالم میں ایک trading partner بن سکتا ہے؟ میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے قائد ایوان نے اپنی policy statement میں یہ فرمایا تھا کہ پنجاب کا کاشت کار، زمیندار بہت غریب ہے۔ ہم اس کی حالت بہتر بنائیں گے۔ مگر زراعت کی مد میں 47، کروڑ روپے کم کر کے کسانوں اور کاشت کاروں سے کس بات کا بدلہ لیا جا رہا ہے؟ اس لیے کہ وہ صوبے میں چاول اور گندم پیدا کر کے نہ صرف ساڑھے چھ کروڑ عوام بلکہ بارہ کروڑ عوام کا پیٹ پالتے ہیں اور اقوامِ عالم میں بھی اپنی exports کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ان کی مزید بحالی کے لیے کوئی خاص اقدامات نہیں کر سکتے تو میری آپ کے توسط سے قائد ایوان سے استدعا ہے، جو کہ یہاں پر موجود نہیں اور سرکاری بنچوں سے کہ خدارا اس رقم میں اضافہ کر کے اگر زیادہ نہیں تو اس کو 93-1992ء کے level پر لے آئیں کیونکہ روپے کی قیمت روز بروز زوال پذیر ہے، مہنگائی آسمانوں سے باتیں کر رہی ہے۔ اس حالت میں جب کہ روپے کی قیمت خرید ایک سال میں 25% کمزور ہو جائے تو یہ 96 کروڑ روپیہ کیا حیثیت رکھتا ہے؟ اس کی حیثیت 143 کروڑ کے مقابلے میں 30، 35، 40 کروڑ ہو گی۔ اس لیے میری حکومتی بنچوں سے استدعا ہے کہ وہ پنجاب کے کسانوں اور کاشت کاروں کی حالت زار پر رحم کرتے ہوئے مہربانی کر کے اس مد میں فنڈز بڑھائیں تاکہ زراعت کا پیشہ متاثر نہ ہو۔

جناب سپیکر! قائد ایوان نے اپنی policy statement میں ایک اور اچھی بات کہی۔ انھوں نے فرمایا تھا کہ میں اس صوبے میں غریب کے بچوں کو ٹاٹ پر تعلیم حاصل کرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ میرے خیال میں انھوں نے یہ بات درد دل سے کہی ہو گی لیکن جب ہم نے بجٹ کے ان اوراق کو غور سے دیکھا تو وہ figures جو تعلیم کے حوالے سے اس بجٹ میں propose کیے گئے ہیں وہ غربت کا منہ چڑانے کے مترادف ہیں۔ 93-1992ء میں تعلیم کے شعبے میں جناب غلام حیدر وائیں (مرحوم) کی حکومت نے 310 کروڑ روپے مختص کیے تھے اور آج صرف 151 کروڑ روپے یعنی تعلیم کا بجٹ آدھے سے بھی کم کر دیا گیا ہے۔ تو کہاں یہ دعویٰ کہ ہم غریب کے بچوں کو ٹاٹ پر تعلیم

حاصل کرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے' چہ جائیکہ ہم وہ ٹاٹ بھی ان سے چھین لیں اور ان کو ہم دربدر کر دیں۔ یہ باتیں اور گئی اقدامات ہمارے ذہنوں میں اور صوبے کے عوام کے ذہنوں میں بھی نہ جانے کن وسوسوں کو جنم دے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم ایک ایسا زیور ہے کہ جو ہمارے نونہالوں کو پاکستان کا عظیم معمار بنا سکتا ہے جو ہندوستان کیا' ہندوستان کے بڑوں کو بھی زیر کر سکتا ہے۔ وہ صرف اور صرف تعلیم کا ہتھیار ہے اور تعلیم کی دولت ہے۔ لیکن اگر ہم پچھلے بجٹ کے مقابلے میں اس تعلیمی بجٹ کو آدھا کر دیں گے اور وہ بھی جس طرح سے میں نے کہا' میں repetition کا قائل نہیں۔ میں اس ایوان اور آپ کا وقت قطعاً ضائع نہیں کروں گا۔ لیکن پھر بھی تعلیم چونکہ ہمارا ایک سب سے اہم شعبہ ہے۔ روپے کی قیمت زوال پذیر ہے' مہنگائی ہے' اس کی بھی جو actual material value ہے وہ 151 کروڑ روپے نہیں ہو گی' وہ بہت کم ہو گی۔ intrinsic value کہتے ہیں۔ یہ ظلم ہمارے غریب کے بچوں پر نہ بڑھایا جائے۔ اگر کوئی اچھائی نہیں کر سکتے تو خدارا ان پر ظلم نہ ڈھائیں۔ ان کی غربت کا مذاق نہ اڑائیں۔ اگر ٹاٹ کے بدلے کرسی نہیں دے سکتے تو ٹاٹ بھی ان سے نہ چھینیں۔ یہ صوبہ تب ہی ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے اگر ہم اس صوبے میں عوام کو تعلیم کیلئے عام مہیا کریں۔ ہم کبھی مطالبہ نہیں کرتے کہ غریب کے بچوں کے لیے ایچی سن کالج بنائیں۔ ضرور بننے چاہئیں۔ میں سلام کرتا ہوں اور پھر بار بار کہنے پر مجبور ہوں کہ نواز شریف کی حکومت نے غریب اور مزدوروں کے بچوں کے لیے ایچی سن کالج سے بہتر کالج بنا کر یہاں پر غریب اور امیر کی تمیز ختم کر دی۔ جائیے ذرا نشتر کالونی جائیے۔ یہاں پر اس ایوان میں میرے بڑے دوست ایچی سن کالج سے تعلیم حاصل کر کے بیٹھے ہیں۔ نشتر کالج جائیے۔ نشتر کالونی جائیے۔ وہاں پر محنت کشوں کے بچوں کے لیے جو کالج بنا ہے اس کی تعمیر اتنی پرشکوہ ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ،

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ بندہ نواز

جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کر رہا تھا کہ یہ پونے 5 ارب روپے کی کمی اس صوبے کے ساڑھے 6 کروڑ عوام کے ساتھ صریحاً زیادتی ہے اور میں آپ کے توسط سے جناب قائد ایوان کو اور سرکاری بنچوں کے اراکین کو خاص طور پر بار بار عرض کرتا ہوں کہ انھوں نے اپنے 90 قیمتی ووٹوں سے قائد ایوان کو منتخب کروایا ہے اور اس لیے کروایا ہے کہ شاید وہ صوبے کی خدمت کر کے عوام کی دعائیں اور بلائیں لیں گے لیکن یہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ تو عوام کے غیض و غضب کو آواز دے رہے

ہیں۔ اس لیے خدارا آپ اس اپنے کیے دھرے پر ذرا دوبارہ غور کیجیے گا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ براہ راست ان سے خطاب نہ کریں بلکہ مجھ سے خطاب کریں۔

میاں محمد شہباز شریف: جناب سپیکر! بالکل ٹھیک ہے۔ میری کوئی مجال ہے کہ میں ایسا کروں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے بچوں اور خاص طور پر غریب بچوں کو ٹاٹ کی تعلیم چھین کر ان کو دوبارہ ناخواندگی کے اندھیرے میں دھکیل دیا گیا ہے۔ ہمیں اس کا بھرپور نوٹس لینا ہو گا اور ہم بھرپور مطالبہ بھی کریں گے، احتجاج بھی کریں گے کہ اس مد میں دوبارہ کم از کم اور کچھ نہیں تو 1992-93ء کے level پر رقم بحال ہونی چاہیے تاکہ صوبے کے عوام کو کچھ تو احساس ہو کہ اس معزز ایوان نے ان کی خدمت، بحالی اور خوشحالی کے لیے کوئی موثر کام کیا ہے۔

جناب سپیکر! قائد ایوان نے اپنی policy statement میں جو 21 تاریخ کو انھوں نے فرمائی تھی اور اس میں انھوں نے اعلیٰ عدالتوں کے احترام کا بڑے ذوق و شوق سے ذکر کیا تھا، میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے یہ ایک بڑی عمدہ بات کہی ہے کیونکہ اگر ہمیں اس صوبے کو، اس ملک کو ایک معزز law abiding صوبہ اور ملک بنانا ہے تو پھر ہمیں ہر طور پر اعلیٰ عدالتوں کا احترام کرنا ہو گا اور اس احترام کو فیصلوں کی نوعیت سے مشروط نہیں کرنا ہو گا۔ اگر فیصلے پسند کے ہوں تو تعریف کی جائے اور اگر فیصلے گوارا نہ ہوں تو پھر تنقید کی جائے۔ یہ کہاں کا اعلیٰ عدالتوں کا اعتراف اور احترام ہے۔ میری گزارش ہے کہ جس طریقے سے قائد ایوان نے یہ بات کی ہے امید ہے کہ اس کا عملی مظاہرہ آئندہ ہفتوں، مہینوں اور سالوں میں ملے گا کیونکہ ماضی قریب کی جو روایات اور اقدامات تھے وہ اس کی نفی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ان تلخ یادوں کو یہاں پر دہرانا نہیں چاہتا اس لیے کہ بات ہو گی تو پھر بڑی دور تک جائے گی۔ جب ہم نے یہاں پر بجٹ کی کمی کی بات کی تو اندازہ فرمائیے کہ سرکاری بنچز افسر شاہی کے شاخسانوں کا بھی مکمل ادراک نہیں کر پا رہے کہ ایک طرف تو ان اہم ترین مدوں میں پونے 5 ارب روپے کم کر دیے گئے اور دوسری طرف non development revenue expenditure یعنی غیر ترقیاتی اخراجات میں یک دم 6 ارب روپے کا اضافہ کر دیا گیا۔ اب آپ فیصلہ کریں کہ یہ کہاں کا قرین انصاف ہے؟ میں یہ نہیں کہتا کہ قائد ایوان حسابات کے معاملات نہیں جانتے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ معاشیات سے ناآشنا ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان کو اس بارے میں کچھ علم نہیں

ہے لیکن یہ کیا وجہ ہے کہ ایک طرف تو بجٹ میں A.D.P میں پونے 5 ارب روپے کی کمی کر دی اور دوسری طرف شاہ خرچیاں بڑھانے کے لیے 6 ارب روپے کا اضافہ کر دیا اس لیے کہ یہاں پر اور دس شفقت باری پیدا ہوں۔ یہاں پر خواتین اور طالبات کی بے حرمتی کرنے والے اور پیدا ہوں۔ پاکستان کی تاریخ گواہ ہے، پنجاب کی تاریخ گواہ ہے کہ جب کبھی بھی بجٹ میں گھپلے ہوئے، جب کبھی بدعنوانیوں نے سر اٹھایا تو ہمیشہ Non development revenue expenditure کی مد میں ہوئے۔ اگر آپ پاکستان اور پنجاب کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو ایسے مدات میں گھپلے نظر آئیں گے جو صاف شفاف transparent مدات ہوتی ہیں۔ وہاں اتنے بڑے گھپلوں کی توقع نہیں ہوتی۔ نہ جانے آج یہ اس مد میں 6 ارب روپے کا اضافہ کر کے اس صوبہ کو کیا بنانا چاہتے ہیں؟ میں آپ کی وساطت سے چاہوں گا کہ قائد ایوان اپنی wind up speech میں اس بات پر روشنی ڈالیں اور ہمیں بتائیں کہ اگر واقعی مجبوری تھی اور پونے 5 ارب کی کمی کی تھی تو پھر ادھر 6 ارب روپیہ بڑھانے کی کیا ضرورت تھی؟ یا تو وہ غیر ترقیاتی اخراجات کو کم کرتے یا پھر صوبے کے عوام کی بحالی اور بہبود کے لیے نئے resources mobilize کرتے۔ نئے ذرائع تلاش کرتے۔ انھوں نے یہاں پر بڑے فخر سے کہا کہ یہ بجٹ tax free بجٹ ہے۔ میں ان کی اس بات کو مجبوراً مان لوں گا مگر ایک شرط ہے کہ اس بات کے ساتھ ایک اور بات کا اضافہ کر لیں تو پھر میں مان لوں گا کہ یہ tax free budget ہے اگر وہ یہ کہنے پر تیار ہوں کہ This is tax free and development free budget یہ tax free اور development free budget کہہ دیں تو میں ان کی دلیل کو مان لیتا ہوں کہ نہ ٹیکس لگائیں، نہ ڈویلپمنٹ کریں۔ یہ کیسا بجٹ ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور بھی ہوں، آپ سے ڈر بھی لگتا ہے کہ جب آپ کی آنکھیں مجھ سے دوچار ہوتی ہیں تو لگتا ہے کہ شاید آپ اکتا نہ گئے ہوں۔ لیکن امید ہے کہ آپ مجھے تھوڑا سا وقت دیں گے تاکہ میں اپنی بات کو مکمل کروں۔

جناب سپیکر: آپ جاری رکھیں۔

میاں محمد شہباز شریف: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ شروع دن سے جو ناکامیاں اور نااہلیاں ہمارے سامنے آ رہی ہیں یہ کوئی نیک شگون کی حیثیت نہیں رکھتیں ۔ ایک طرف تو 6 ارب روپیہ بڑھا دیا۔ دوسری طرف بچوں کی تعلیم، علاج اور سڑکات کے لیے پونے 5 ارب روپے کم کر دیے گئے۔ میں بڑے دکھی دل کے ساتھ ایک انتہائی سنگین معاملے سے متعلق آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اس

میں ہمارے ان ساتھیوں کا جو اس وقت اسمبلی کا حصہ نہیں تھے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہذا وہ اپنے آپ کو اس حد تک بری الذمہ سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن اس کام کی درستگی کے لیے عوام کے سامنے جواب دہی کے لیے ہمارا اور ان کا یہ ملی اور دینی فریضہ ہے کہ ہم ان تمام معاملات کا محاسبہ کریں جن میں ذرا بھی dishonesty کی بُو آتی ہو۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ 11 جولائی 1993ء کو پنجاب کے بیت المال سے جو دو چیک جاری ہوتے ہیں ان کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ میں آپ کے ریکارڈ کے لیے چیک نمبر پڑھنا چاہتا ہوں۔ پہلے چیک کا نمبر 2240066 تھا جس کی مالیت 50 لاکھ روپے تھی اور یہ چیک ماڈل ویلفیئر ایسوسی ایشن کی favour میں جاری ہوتا ہے۔ یہ چیک بیت المال پنجاب کے اکاؤنٹ سے جاری ہوا جس کا حساب پنجاب بنک میں ہے اور یہ پیسہ اسی دن بذریعہ ایس۔ ایم۔ بشیر جو مسلم لیگ (جونیجو گروپ) کے اہلکار ہیں ان کے اکاؤنٹ نمبر 232 میں ٹرانسفر ہوتا ہے۔ اسی دن اکاؤنٹ نمبر 433 میں 45 لاکھ روپیہ ٹرانسفر ہوتا ہے جو کہ عثمان حیدر صاحب کے ذریعے کرائے گئے۔ پھر اسی دن ایک اور چیک جاری ہوتا ہے وہ بھی 50 لاکھ روپے کا ہے۔ پنجاب بیت المال سے وہ 50 لاکھ روپیہ لاہور سکول گلبرگ کے کھاتے میں جاری ہوتا ہے اور اگلے دن 12 تاریخ کو ان کے پرنسپل افضل صاحب' ایس۔ ایم۔ بشیر اور عثمان حیدر صاحب کی معیت میں پنجاب بینک جاتے ہیں اور وہاں سے 45 لاکھ روپیہ کیش لیتے ہیں۔ میں آپ کے سامنے حقائق پیش کر رہا ہوں کوئی قصہ اور کہانی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ان کے ذرائع کیا ہیں؟

میاں محمد شہباز شریف: جناب والا! میں چاہوں گا کہ ان کے ذرائع کی صحت آپ ضرور چیک کرائیں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ یہ دو چیک 50 لاکھ کے پنجاب بیت المال سے نکالے گئے۔ آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ بیت المال کا کیا مقصد ہے۔ اس کی ترجیحات کیا ہیں۔ وہ تو ان لوگوں کے لیے بنایا گیا جن کی زندگیاں اندھیری ہو چکی ہیں جن کے سروں پر دست شفقت رکھنے والا کوئی نہیں جن کی زندگیوں میں کچھ خوشیاں بھرنے کے لیے یہ نظام اس ملک و صوبے میں وضع کیا گیا۔ ہم سب مسلمان ہیں اور ہم میں سے کوئی بھی یہ سوچنے کی جرات نہیں کر سکتا کہ بیت المال جن مقاصد کے لیے بنایا گیا ہے اس کے علاوہ کسی اور مد پر ایک پائی بھی اس رقم سے خرچ کی جا سکے چہ جائیکہ ایک کروڑ روپیہ نکلوا کر اسلام آباد پر چڑھائی کا پروگرام بنا کر وفاق پاکستان کو خطرے میں ڈالا جائے۔ اسلام آباد پر چڑھائی

کا پروگرام بنا کر وفاق پاکستان کو اقتدار کی خواہشات کا نشانہ بنانے کا پروگرام بنایا گیا تھا۔ یہ کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے۔ اس لیے میں نے 11 جولائی کو اس حوالے سے منحوس دن کہا تھا۔ آپ پریشان نہ ہوں میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ بیت المال تو یتیموں اور بیوگان کے لیے ہے۔ ان سفید پوشوں کے لیے ہے جن کے بارے میں قرآن کریم کہتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو تنگ دست ہیں۔ دو وقت کی روٹی ان پر تنگ ہے لیکن وہ کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے اور پھر یتیموں کے مال پر اس طرح سے ہاتھ صاف کرنا کم از کم میں نے contemporary history میں ایسی کوئی اور بدترین مثال نہیں دیکھی اور آپ تو جناب سپیکر بڑے افسر ہیں۔ میں نے سنا تھا کہ کوئٹہ میں یا پتا نہیں کہ لاس اینجلس میں آپ نے قرآن کریم کی ایک تفسیر مکمل کی تھی۔ یہ آپ نے اسلام کے لیے بہت بڑی خدمت کی اور آپ سے بڑھ کر ان باتوں کو کون جان سکتا ہے۔ قرآن کریم سورۃ النساء میں یہ کہتا ہے:-

ان الذین یاکلون اموال الیتمیٰ ظلماً انما یاکلون فی بطونھم ناراً ط ٥

وہ لوگ جو یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اصل میں اپنے پیٹوں میں نار یعنی آگ بھر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ صوبے میں اپنی نوعیت کا ایک بدترین واقعہ پیش آیا ہے۔ میں آپ سے دست بستہ گزارش کروں گا کہ چونکہ اس واقعہ کا تعلق صرف اور صرف صوبے کے یتیموں اور بیوگان کے حق سے ہے اور ان محروم لوگوں سے ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ذاتی طور پر اس معاملے کی نگہبانی اور supervision کریں۔ میں آپ کے توسط سے اس ہاؤس سے بھی گزارش کروں گا کہ سپریم کورٹ کا ایک کمیشن constitue کیا جائے اور میں نے جو معروضات پیش کی ہیں اس کے حوالے سے وہ کمیشن investigate کرے اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم نے اپنی اس ذمہ داری میں ذرا سی بھی لچک دکھائی اور تساہل سے کام لیا تو ہمیں پھر نہ صرف یہ کہ آئندہ نسلیں معاف نہیں کریں گی بلکہ خدا کے حضور بھی ہمیں شرمندگی کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا۔ اس لیے میں آج آپ سے دست بستہ عرض کروں گا کہ مہربانی کر کے اس کی طرف توجہ کی جائے۔ میں انشاء اللہ یقیناً اس معاملے میں ایک قرارداد بھی لے کر آؤں گا اور آپ کی خصوصی توجہ اور مہربانی کا مستحق ہوں گا۔

جناب سپیکر! یہ تو حالت زار تھی بیت المال کے حوالے سے، یہ تو حالت زار تھی بجٹ کے حوالے سے کہ اس طرح بجٹ کے حوالے سے اس صوبہ کے عوام پر ظلم ڈھایا گیا ہے۔ اب میں آپ کی توجہ ایک اور بڑے سنگین معاملے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں اور آپ کے توسط سے اس معزز

ایوان کے ممبران کی توجہ بھی مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ آج سے دو سال پہلے اس ملک میں ملک گیر سطح پر اور ہم سب جانتے ہیں بڑی common terminology ہے جس کا نام ہے Social Action Programme یعنی S.A.P ۔ اس کے تحت دیہاتوں کے عوام کی زندگی بدلنے کے لیے، دیہاتوں کو غلاظتوں سے پاک کرنے کے لیے اس S.A.P پروگرام کے تحت نواز شریف کی حکومتنے بنیادی صحت، بنیادی تعلیم اور population welfare جسے بہبود آباد کہتے ہیں اور دیہی آب رسانی اور sanitation کے لیے بڑی بھرپور کاوش کی تھی تاکہ ہمارے دیہات اگر شہروں کے ہم پلہ نہیں ہو سکتے تو کم از کم ان میں فرق روز بروز گھٹتا جائے۔ وہ بھی یہ محسوس کریں کہ وہ ایک باعزت اور باوقار پاکستانی ہیں، مسلمان ہیں اور یہی مقصد تھا اس S.A.P پرو گرام کا جو کہ پچھلے چند سالوں سے جاری و ساری ہے۔ اس کی تمام تر ترجیحات اور حکمت عملی اپنے چار سالوں پر محیط ہے۔ اس S.A.P پرو گرام کے تحت حکومت پنجاب کو اس بجٹ میں 16 ارب روپے مختص کرنے چاہییے تھے یا کم از کم propose کرنے چاہییے تھے۔ صوبائی حکومتوں، فیڈرل گورنمنٹ، ڈونر ایجنسیوں کی مخلوط cooperation سے یہ پرو گرام بنایا گیا ہے جس میں بڑا حصہ اور contribution فیڈرل گورنمنٹ اور ڈونر ایجنسیز کا ہے۔ صوبوں نے بھی اس میں اپنا اپنا حصہ ڈالنا ہے۔ Social Action Programme جس کا میں نے حجم 16 ارب روپے بتایا ہے اس کی میرے پاس تفصیل یعنی break-down بھی موجود ہے۔ 11 ارب روپے پرائمری ایجوکیشن کے لیے، 1.8 بلین روپے پرائمری ہیلتھ، اڑھائی ارب روپے Rural Water & Sanitation یعنی تین سیکٹروں پر یہ رقم پھیلی ہوئی ہے مگر حکومت پنجاب نے صرف اڑھائی ارب روپے سوشل ایکشن پروگرام کی مد میں propose کیے ہیں جو کہ ناکافی ہیں اور اگر S A P پروگرام کی شرائط اور قیود کے حوالے سے بات کی جائے اور اگر پنجاب حکومت نے اس agreement کو honour نہ کیا تو پھر یہاں پر نہ پرائمری ایجوکیشن آئے گی، نہ پرائمری ہیلتھ آئے گی اور نہ ہی دیہی نکاسی آب کا سسٹم آگے بڑھے گا اور اس طریقے سے اس حکومت کی نااہلی اورغلطیوں کی بناء پر ساڑھے 6 کروڑ عوام کو نہ جانے کن ناکردہ گناہوں کی سزا ملے گی۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ بلکہ فوری توجہ S.A.P پرو گرام کی طرف بھی مبذول کروانا چاہتا ہوں اور میں آپ کو ایک اور حقیقت کی طرف بھی لے چلوں کہ فیڈرل گورنمنٹ نے پنجاب حکومت کو facilitate کرنے کے لیے ان کی مدد کرنے کے لیے ان کو ایک special dispensation دی کہ جب تک فنڈز reimbursement کے لیے نہیں آتے آپ over draft سے

کر S.A.P پروگرام کو finance کر لیں۔ یہ ستمبر اور دسمبر کی درمیانی مدت کے لیے special dispensation ہے اگر یہ over draft استعمال ہو گیا یعنی کئی دوسرے معاملات کے لیے اور S A.P کے لیے صوبے کی اپنی contribution نہ آئی' وفاق سے اپنا حق نہ مانگا' ڈونر ایجنسیوں نے اپنا پلہ نہ پکڑوایا تو یہ over draft بھی بجٹ کے deficit میں بوجھ بن جائے گا۔ اس لیے میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ براہ کرم آپ اس اہم معاملے پر فوری توجہ دیں تاکہ پنجاب کی عوام ہماری کوتاہیوں اور غلطیوں کی بناء پر کہیں suffer نہ کرے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ بجٹ کے حوالے سے ایک اور اہم نکتے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ یعنی اگر یہ بہانہ بنایا جائے کہ ہم نے پونے 5 ارب روپے کی کمی سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اس لیے کی ہے کہ ہماری جو Federal Receipts ہیں۔ ان میں کمی آ گئی ہے تو اسمیں بھی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس لیے کہ اگر آپ پچھلے سال کی receipts دیکھیں تو overall فیڈرل گورنمنٹ سے پنجاب حکومت کے حصے میں 13 فیصد کا اضافہ ہوا ہے لہذا کوئی اگر یہ سمجھ لے کہ یہ کمی کا بہانہ ہم فیڈرل گورنمنٹ پر تھوپیں گے تو پھر یہ بات انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کرے گی۔ اس لیے ہمیں اپنے ضمیر کی آواز سے بات کرنا ہو گی اور ہمیں یہ جاننا ہو گا اور ان کو بتانا ہو گا کہ جناب اس کمی کا ذمہ دار کون ہے اور کیوں شاہ خرچیوں کی منظوری کے لیے یہاں پر بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں بجٹ کے حوالے سے اپنے اہم معاملات کو نمٹا کر آگے بڑھنا چاہتا ہوں کیونکہ اس ہاؤس میں میرے اور بھی معزز اراکین ہیں جو بڑی دل سوزی کے ساتھ اہم باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ میں اب آپ کی توجہ کالا باغ ڈیم کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ قائد ایوان نے اپنی policy statement میں کالا باغ ڈیم کا بڑی فراخ دلی سے ذکر کیا تھا اور یوں گویا ہوئے تھے کہ ہماری گورنمنٹ آئی۔ جے۔ آئی میں' آئی جے آئی کے منشور میں committed تھی کہ کالا باغ ڈیم ہم بنوائیں گے۔ انھوں نے یہ بات ضرور مطالعہ کر کے کہی ہو گی ورنہ غلط بیانی سے کام لینے کی ان کو کیا ضرورت تھی اور پھر وہ فرمانے لگے کہ آج صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کی اے۔ این۔ پی کے ساتھ coalition government ہے اور چونکہ اے۔ این۔ پی کالا باغ ڈیم پر سب سے زیادہ معترض ہے اور اس میں کوئی دو رائے بھی نہیں ہیں۔ چونکہ اخبارات میں اے۔این۔ پی کا موقف بڑے کھلے انداز میں آتا رہا ہے اور ہم پڑھتے رہتے ہیں لہذا ہم اگر اے۔ این۔ پی کو اس بات پر قائل کریں تو قائد ایوان نے فرمایا ہے کہ وہ کالا باغ ڈیم کی support میں resolution پیش کریں گے اور وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا

جائے گا کہ کالا باغ ڈیم بنوایا جائے۔ اس بارے میں میری معروضات یہ ہیں کہ کالا باغ ڈیم کسی صوبے کا ڈیم نہیں۔ نہ یہ سرحد کا ہے' نہ یہ پنجاب کا ہے' نہ سندھ اور نہ بلوچستان کا ہے۔ یہ منصوبہ پاکستان کا منصوبہ ہے۔ آج پاکستان میں بجلی کی جتنی کمی ہے اس کا اندازہ آپ ضرور کر رہے ہوں گے اس لیے کہ ہماری زراعت متاثر ہو رہی ہے' اس لیے کہ آب پاشی کے لیے پانی کے reservoirs موجود نہیں۔ صنعتیں متاثر ہو رہی ہیں' ٹیوب ویل متاثر ہو رہے ہیں' ہسپتالوں میں مریض دم توڑ رہے ہیں کیونکہ بجلی وافر مقدار میں میسر نہیں اور وہ لوگ جو اس ملک میں اپنی investment کو commit کرنا چاہتے ہیں صرف اس خوف اور ڈر سے کہ شاید ان کو بجلی نہ مل سکے وہ صنعتوں اور زراعت کی طرف قدم نہیں بڑھا رہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہاں ہائیڈرل پاور' تھرمل پاور کی جتنی ضرورت آج ہے شاید اتنی پہلے کبھی نہیں تھی اور کالا باغ ڈیم اس gap کو بڑے خوب صورت اور موثر انداز میں fill کرسکتا ہے۔ ڈیم آب پاشی کا نظام بھی خوب صورت بنائے گا۔ Mighty Indus پر یہ ڈیم بجلی کی پیداوار بھی کرے گا۔

جناب سپیکر! ہمیں وہ وقت بھی یاد ہے کہ جب 1960ء کی دہائی میں یہاں پر کوریا کی ٹیمیں دیکھنے آئی تھی کہ پاکستان کس طریقے سے ایک industrial power بن رہا ہے۔ وہ ہمارے prints کی نقل کر کے واپس گئے۔ ہم نے کئی برس سیاست میں گزار دیے۔ ہم نے اس ملک میں کئی برس agitation میں ضائع کر دیے۔ قوم کا وقت ضائع ہوا۔ قوم کا پیسہ ضائع ہوا۔ نعرے بازی ہوئی۔ کوئی عملی کام نہ ہوا۔ آج کوریا اقوام عالم میں ایک mighty طاقت بن کے ابھرا ہے۔ 1960ء میں وہ پاکستان سے پیچھے تھا۔ بجلی کی پیداوار میں بھی پیچھے تھا۔ صنعت کی پیداوار میں بھی پیچھے تھا۔ زراعت کی پیداوار میں بھی پیچھے تھا۔ درآمدات میں بھی پیچھے تھا۔ آج کوریا اور پاکستان کا ان 30 سالوں میں اتنا فرق کہ کوریا پاکستان کو اتنا پیچھے چھوڑ چکا ہے کہ شاید ایک سو سال تک ہم شبانہ روز دل و جان سے محنت بھی کرتے رہیں تو تب جا کر ہم catch کریں گے۔ اس لیے کہ آج آپ کی ہماری ایکسپورٹ سات آٹھ بلین ڈالر کی ہے اور کوریا آج 60 بلین ڈالر ایکسپورٹ کر رہا ہے۔ اس وقت ہماری بجلی کی پیداوار کوریا سے آگے تھے۔ آج ہم شاید نو دس ہزار میگاواٹ کی پاور generation پر پڑے ہوئے ہیں جبکہ کوریا آج بیس پچیس ہزار میگاواٹ generate کر رہا ہے۔ یہ کیونکر ہوا اس لیے کہ انھوں نے نمونے ہمارے لیے' پرنٹس ہمارے لیے اور اپنے ملک میں جا کر محنت اور جانفشانی سے کام کیا۔ ہم نے نعروں' ہڑتالوں' گھیراؤ اور احتجاج میں وقت ضائع کیا۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ کالا باغ ڈیم کی ضرورت اس قوم کو جتنی

آج سے پہلے کبھی نہیں تھی لیکن چونکہ یہ پاکستان کا ڈیم ہے اس لیے ہمیں انتہائی سوچ بچار' تدبر اور صبر کے ساتھ اس معاملے کو بحیثیت ایک پاکستانی کے handle کرنا ہے۔ بحیثیت اس ایوان کے ایک رکن کے میں تو یہ کہوں گا کہ کالا باغ ڈیم آج ہی بننا چاہیے اور ضرور بننا چاہیے لیکن پاکستان کے مفادات کو محفوظ کر کے concensus develope کر کے' اگر خالی شعبدہ بازی کرنی ہو' چونکہ یہاں پر ہم حزب اختلاف میں بیٹھے ہیں' وفاق میں محترمہ کی حکومت ہے' یہاں پر قائد ایوان پیپلز پارٹی کی مہربانیوں سے براجمان ہیں تو میں تو یہ کہوں کہ کالا باغ ڈیم کی قرار داد آج ہی یہاں پر پاس ہو تا کہ ان کو embarrass کیا جائے۔ سوال نہ embarrassment کا ہے' سوال نہ شعبدہ بازی کا ہے' ملک و ملت کے مفادات کو محفوظ کرنے کا مسئلہ ہے۔ پاکستان کے cause کو promote کرنے کا ہے۔ اس کے لیے قربانی' احسان' جذبے' محبت اور صبر سے کام لینا ہو گا۔ یہاں پر بڑے آرام سے قائد ایوان نے فرمایا کہ جناب! ہم اے۔ این۔ پی کو قائل کر لیں وہ یہاں پر resolution خود move کر دیں گے۔ یہ کوئی اتنی آسان بات نہیں ہے۔ چونکہ یہ ڈیم قومی سطح کا ڈیم ہے' یہ قومی پراجیکٹ ہے' اس کی ذمہ داری اور اس کا دائرہ کار' اس کی jurisdiction فیڈرل گورنمنٹ کی ہے۔ یہ تو محترمہ بے نظیر صاحبہ کو اس کا initial step لینا ہو گا۔ وہ اس کو initiate کریں۔ وہ چاروں صوبوں کی حکومتوں کے نمائندوں کو بلائیں اور بٹھائیں اور کہیں کہ آؤ میرے ساتھ بیٹھو اور اس پر ایک concensus develope کریں۔ جہاں تک میاں نواز شریف کی حکومت کا تعلق تھا تو میں اس کا عینی شاہد ہوں' میں اس بات کا گواہ ہوں کہ ہم نے خود اے۔ این۔ پی کے ساتھ بیٹھ کر water accord میں اس کالا باغ ڈیم کے حوالے سے کیونکہ water accord میری نظر میں تمام آبی اور آبپاشی منصوبوں کا پیش خیمہ ہے۔ water accord جو 70 سال سے اس خطے میں ایک تنازعہ کی شکل اختیار کر چکا تھا' صوبوں کے آپس میں confusion پیدا کر دیا تھا' صوبوں کی ہم آہنگی میں دراڑیں ڈال دی تھیں' صوبوں میں misunderstanding پیدا کر دی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ water accord نے پاکستان کی قومی یکجہتی کے لیے بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ water accord کے حوالے سے آپ صوبہ پنجاب میں اور دوسرے صوبوں میں آبپاشی کے کئی منصوبے بنا سکتے ہیں۔ آپ اپنے فائدے کے لیے' نفع کے لیے' صوبے کو خوشحال کرنے کے لیے بہت بڑے economic projects تشکیل دے سکتے ہیں لیکن میری نظر میں water accord کی وقعت اور اہمیت اس سے بہت بڑھ کر ہے۔ آپ منافع بھی کمائیے' سب کچھ کیجیے' اگر قومی یک جہتی نہیں ہو گی' اگر قومی اتفاق نہیں ہو گا' آپس میں

محبتیں نہیں ہوں گی تو یہ منافع کس کام کا؟ water accord نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے صوبوں کے درمیان پیدا ہونے والی کدورتوں اور نفرتوں کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا ہے اور اس کا سہرا میاں نواز شریف کی حکومت کو جاتا ہے۔ اس لیے میں عرض کر رہا تھا کہ کالا باغ ڈیم اس ملک کی بڑی مجبوری ہے اور اس کا ہونا بہت ضروری ہے لیکن میں آپ کے توسط سے قائد ایوان کو گزارش کروں گا کہ انھوں نے اس دن جلد بازی میں statement دے دی' سندھ میں اگلے دن اس کا re-action ہوا۔ خالی اے۔ این۔ پی کی بات نہیں' اگر اے۔ این۔ پی کی بات ہو کہ جناب دریائے کابل میں وہ جو گورج بن جاتی ہے اور پانی پیچھے کو آتا ہے جس سے نوشہرہ میں سیلاب آنے کا خطرہ ہے اور تمام technical objections کی حد تک بات ہے تو پھر تو ہمیں تینوں صوبوں کو بیٹھ کر صوبہ سرحد سے بات کرنی چاہیے تھی لیکن معاملہ یہاں پر ختم نہیں ہوتا' معاملہ تو سندھ کا بھی ہے' ان کے اپنے وسوسے ہیں' ان کے اپنے خدشات ہیں' ان کو بھی ساتھ لینا ہو گا۔ تب جا کر ہم کالا باغ ڈیم پر ایک قومی اتفاق رائے بنا سکیں گے۔ اس لیے قائد ایوان جب ڈیم کی بات کرتے ہیں تو وہ پیپلز پارٹی کی بھی بات کریں کیونکہ آج وہ پیپلز پارٹی کی زیادہ نمائندگی کر رہے ہیں۔ ان کے 90 ووٹوں کے تناسب سے میں سمجھتا ہوں کہ ان پر ان کا حق فائق ہے کہ وہ جا کر محترمہ صاحبہ سے بھی بات کریں۔ یہاں پر بھی بات کریں اور اس پر concensus develope کروائیں۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے تو اس نیک اور عظیم کام میں وہ ہمیں پیچھے نہیں پائیں گے۔ انشاء اللہ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! آپ نے کمال مہربانی سے مجھے جو وقت عنایت کیا میں کن لفظوں میں اس کا شکریہ ادا کروں لیکن آخر میں اپنی معروضات ختم کرنے سے پہلے میں چند تجاویز آپ کے توسط سے اس ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں نے شروع میں رشوت ستانی کی بھی بات کی تھی جو کہ ایک ایسا زہر ہے جو سم قاتل کی حیثیت رکھتا ہے اور اگر ہم نے اس بارے میں ایمانداری اور جستجو سے کوئی ٹھوس اقدامات نہ اٹھائے تو ہم لاکھ تدابیر اور کاوشیں کرلیں اس صوبے اور ملک کی تقدیر نہیں بدل سکتی۔ میں عرض کر رہا تھا کہ -----

Corruption is rampant. It is eating up our society. Therefore, I request as that the standing Committees have not been constituted so far and as. It will take sometime to do so, your honour to appoint a House Committee which should be assigned the task of looking in to these grevious and grave problems and

come out with recommendations in next two weeks as to how to eradicate corruption in our society so that those resources which are plundered and looted by a few at the cost of millions and billions can be recovered and saved for the betterment of this Province and Pakistan.

میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں تھوڑا سا intiative لیں۔ قائد ایوان اس ہاؤس کی کمیٹی بنائیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حزب اختلاف کے معزز ممبران اس کمیٹی میں دل سے شبانہ روز محنت کر کے عمدہ سفارشات بنائیں گے جو کہ قابل عمل بھی ہوں گی اور without fear and favour اس پر عمل کروایا جائے تو دین و دنیا ہم حل کر کیا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری تجاویز کا آخری حصہ SAP پرو گرام کے لیے ہے۔ میں آپ کے توسط سے قائد ایوان سے گزارش کروں گا کہ وہ فی الفور افسر شاہی کے اس حصے کا نوٹس لیں جس نے اس ہاؤس میں انھیں let down کیا ہے۔ پنجاب کے ساڑھے چھ کروڑ عوام کے سامنے let down کیا ہے اور ان کے حقوق کو انھوں نے نظر انداز کیا ہے۔ اس لیے کہ SAP پروگرام خدانخواستہ اگر پنجاب میں نہ چلا' یہ ایک ملک گیر پرو گرام ہے تو باقی صوبوں میں بھی اس پرو گرام کے jeopardise ہونے کے خدشات موجود ہیں۔

جناب سپیکر! child care کے بارے میں بھی قائد ایوان بھولے سے miss کر گئے اور انھوں نے بچوں کے بارے میں کوئی بات نہ کی۔ آج چھوٹی چھوٹی فیکٹریوں میں ہمارے بچے جن حالات میں کام کر رہے ہیں اس کی داستان بڑی دل سوز ہے۔ انھیں ایسی بیماریاں لگی ہیں' وہاں پر روشنی نہیں اندھیرا ہے' ventilation نہیں' صفائی نہیں اور آٹھ آٹھ' دس دس سال کے نوعمر بچوں سے وہاں پر جس طریقے سے کام لیا جاتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ انسانیت اس پر شرمسار ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ child care and child labour پر بھی ہمیں خصوصیت کے ساتھ کام کرنا چاہیے اور میں قائد ایوان سے اس بارے میں گزارش کروں گا کہ وہ اپنی winding up speech میں ضرور چند الفاظ فرمائیں۔

جناب سپیکر! پنجاب کی پیداوار کو عالمی منڈیوں میں بہتر طور پر اور موثر انداز میں متعارف کروانے کے لیے ہمیں فوری اقدامات کرنے ہوں گے جس کے لیے پنجاب حکومت وفاقی حکومت کی محتاج نہیں ہے۔ مثال کے طور پر یہاں پر اگر ایک ایکسپورٹ سنٹر پنجاب کی زرعی مصنوعات کے لیے'

پنجاب کی صنعتی مصنوعات کے لیے بجایا جائے تو اس طرح ہم buyers کے لیے ایک window مہیا کر دیں گے۔ اس طرح ہم اللہ کے فضل و کرم سے پنجاب کی معیشت کو اس طرح سنبھالا دے سکیں گے کہ آنے والے وقتوں میں ہمیں اپنی مصنوعات کے بارے میں قیمتوں کا بھی اچھا اندازہ ہو گا' sale promotion بھی اچھی ہو گی اور پنجاب کے کسان اور پنجاب کے شہری خوش حالی کی طرف گامزن ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں ان معروضات کے ساتھ آپ کی اجازت چاہتے ہوئے دو شعر آپ کی نذر کروں گا اور پھر آپ سے اجازت چاہوں گا۔

صد شکر خداوند کہ پروانہ نہیں میں
دریوزہ گر آتش بیگانہ نہیں میں
پھرا فضاؤں میں کرگس اگر شاہینہ وار
شکار زندہ کی لذت سے بے نصیب رہا

پاکستان پائندہ باد

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شاہنواز چیمہ صاحب۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کی تقریر میں ان کو disturb نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ہاؤس میں سوائے اسمبلی کے کام کے اور کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ قائد حزب اختلاف ہاؤس میں بیٹھ کر پانی پی رہے ہیں۔ یہ نہیں پی سکتے۔ اس پر رولنگ دی جائے۔

جناب امان اللہ خان، وہ پانی پیتے ہیں' شراب نہیں پیتے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیے No cross talk without the permission of the Speaker,
جناب غلام عباس صاحب' میں نے کہہ دیا ہے۔ چیمہ صاحب' آپ کا بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ بھی تشریف رکھیں۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! محترم جناب قائد حزب اختلاف۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' اب یہ طریقہ نہیں ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ جب آپ کی باری آئے گی تو پھر آپ اپنا موقف اس وقت بیان کریں۔ انھوں نے ایک تقریر کر دی ہے' جیسی بھی کی ہے وہ میں سمجھ گیا ہوں۔ آپ کریں اپنا پوائنٹ آف آرڈر' کیا کرنا چاہتے ہیں؟ (مداخلت) سپیکر کی اجازت کے بغیر کوئی معزز رکن بول نہیں سکتا۔ یہ کیا طریقہ ہوا کہ اپنی سیٹ پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور بات کر دیتے ہیں۔ یہ طریقہ نہیں ہے۔ آپ بیٹھ کر بھی بات نہیں کر سکتے۔ سہری صاحب' میرے بھائی یہ طریقہ نہیں ہے۔ خدا کے لیے قائد حزب اختلاف آپ سمجھائیں۔ الوری صاحب' آپ ہی ان کو جائیں۔ آپ بڑے پارلیمنٹیرین ہیں' پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ میں نے غلام عباس صاحب کو Floor دیا تھا۔ میں ان کی بات سنتا ہوں کہ وہ کیا کہتے ہیں؟ آپ ذرا تشریف رکھیں۔ میں آپ کو بھی وقت دوں گا۔ غلام عباس صاحب' آپ بات کریں۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے محترم قائد حزب اختلاف کی خوبصورت تقریر کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ابھی نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب یہ کوئی بات نہیں کہ تقریر کرنی ہے اور پوائنٹ آف آرڈر کا سہارا لے کر کھڑے ہو جائیں کہ میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ طریقہ نہیں ہے۔ تابش الوری صاحب۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! اس ہاؤس کی روایت یہ رہی ہے کہ---

(اس مرحلہ پر ممبر چودھری محمد شاہنواز چیمہ نے جناب ڈپٹی سپیکر کے کان میں کوئی بات کی)

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں جاننا چاہوں گا کہ آپ کے کان کیا بھرے جا رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے تقریر کرنی ہے۔ میں نے کہا' اچھا بات کر لیں گے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! پہلے بھی سپیکر کے کان بھرے جاتے رہے' کانا پھوسی ہوتی رہی۔ یہ بھی ہاؤس کے decorum کے خلاف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

سید تابش الوری، میں عرض یہ کر رہا تھا کہ اس ہاؤس کی روایت رہی ہے کہ جب وزیر خزانہ یا قائد ایوان میزانیہ پیش کرتے ہوئے تقریر کرتے ہیں تو اس ہاؤس میں جو اراکین اپنی آراء کا اظہار کرتے

ہیں تو وہ ان کو سننے کے لیے موجود بھی ہوا کرتے ہیں۔ آج قائد حزب اختلاف کی تقریر تھی اور بجٹ شروع ہونا تھی۔ ہم چاہتے تھے کہ قائد ایوان جنھوں نے خود بجٹ پیش کیا ہے' بجٹ تقریر فرمائی ہے' خود یہاں پر موجود ہوتے تاکہ قائد حزب اختلاف کی آراء بھی سنتے اور دوسرے اراکین کی تقاریر اور تجاویز سن کر wind up کرتے ہوئے انھیں پیش نظر بھی رکھتے اور بجٹ کی نئی ترتیب و تدوین کے وقت بھی ان سے استفادہ کرتے لیکن وہ آج موجود نہیں ہیں اور ہمیں معلوم نہیں کہ بجٹ کی discussion سے زیادہ ایسا کون سا اہم کام ہے جس میں وہ مصروف ہیں۔ ہم آپ کے توسط سے درخواست کریں گے کہ وہ یہاں تشریف رکھیں اور جب تک یہ بجٹ منظور نہ ہو اپنا زیادہ وقت اسمبلی کو دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ precedent کے لحاظ سے یہ پوائنٹ آف آرڈر ٹھیک ہے۔ لیکن میں ساتھ ہی یہ بھی گزارش کروں گا کہ پوائنٹ آف آرڈر بڑا مختصر ہوتا ہے۔ اس پر تقریر یا اپنی وجوہات بیان نہیں کی جا سکتیں۔ صرف relevant to the specific point ہوتا ہے۔ اس پر تشریح نہیں ہوتی کہ خود ہی اس پر arguments دینا شروع کر دی جائیں۔ چونکہ میرے خیال میں یہ points بھی لکھے جا رہے ہیں۔ کوئی ایسی بات ضرور ہو گی جو قائد ایوان یہاں تشریف نہ لا سکے۔ لیکن میں اس بات کو اس ذریعے سے valid تصور کرتا ہوں کہ قائد ایوان موجود ہوتے تو بہت زیادہ بہتر ہوتا۔ (نعرہ ہائے تحسین) جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! قائد ایوان اپنے چیمبر میں ایوان کی کارروائی سن رہے ہیں اور فنانس ڈیپارٹمنٹ اسمبلی امور کے حوالے سے میرے پاس ہے اور میں تقاریر سن رہا ہوں اور نوٹس بھی لے رہا ہوں۔ آئندہ جو تقاریر ہوں گی۔ انشاء اللہ ان کے بھی نوٹس لیے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اب ہم اگلے سپیکر سے تقریر شروع کرتے ہیں۔ میرے پاس ابھی تک جو نام آئے ہیں وہ ہیں چودھری شوکت داؤد' رانا محمد اقبال' جناب بادشاہ میر خاں آفریدی' سید اختر حسین شاہ' لالہ مہر لال بھیل اور جناب محمد رفیق ارائیں۔ یہ اپوزیشن کی طرف سے ہیں۔ اب جو چٹ آئی ہیں وہ ہیں راجہ سلطان عظمت حیات' ملک نواب شیر وسیر اور سید محمد اکبر شاہ۔ یہ 3.11.93 کے لیے ہیں۔ تو اب جس لحاظ سے میرے پاس نام آئے ہیں اس میں جناب غلام عباس کا بھی نام ہے۔ تو اب غلام عباس صاحب اپنی تقریر کا آغاز کریں گے۔

جناب غلام عباس، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ بات بہت خوبصورت ہوتی اگر قائد حزب اختلاف بجٹ سننے کے لیے یہاں پر موجود ہوتے۔ قائد حزب اختلاف نے محروم طبقات کا ذکر بھی کیا۔ تعلیمی پالیسی کے حوالے سے باتیں بھی کیں۔ محمود و ایاز کو ایک صف میں کھڑے کرنے کی بات بھی کی۔ امن و امان کی صورت حال پر بھی باتیں ہوئیں۔ انھوں نے غریبوں کے حالات بہتر کرنے کی بھی بات کی۔ بہتر یہ ہوتا کہ تھوڑا سا وہ اپنے ماضی پر بھی نظر دوڑا لیتے۔ جس طرح حزب اختلاف کے بنچوں پر بیٹھے ہوئے میرے معزز اراکین نے اعتراض بھی کیا کہ ہم پچھلے 16 سال سے برسراقتدار نہیں ہیں بلکہ مسلم لیگ تو صرف ساڑھے سات سال اقتدار میں رہی ہے۔ میں یہ بتانا چاہوں گا کہ اگر آپ 16 سال سے برسراقتدار نہیں ہیں تو کوئی بھی پارٹی، کوئی بھی گروہ اپنی قیادت کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے۔ میاں شہباز شریف اور میاں نواز شریف جو کہ ان کے قائدین ہیں وہ 16 سال سے ہی برسراقتدار ہیں۔ وہ علیحدہ بات ہے کہ وہ شروع میں جمہوریت دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کرتے رہے۔ جمہوریت کے قاتلوں کے پاس بیٹھے رہے۔ عوام کے جمہوری حقوق کا قتل کرتے رہے اور ان کی نظر میں ان کے سامنے یہاں پر ہر اس شخص پر لاٹھی چارج کیا گیا جنھوں نے اس ملک میں انتخابات کا مطالبہ کیا، جنھوں نے آئینی حقوق کا مطالبہ کیا، جنھوں نے غریبوں کے حقوق کی بات کی اور انہی کے دور حکومت میں ملتان میں کالونی ٹیکسٹائل ملز کے 600 مزدوروں کو شہید کیا گیا۔ اس صوبے کے قائد حزب اختلاف اور قومی اسمبلی کے قائد حزب اختلاف اس وقت حکومت میں موجود تھے مگر ان کی زبان سے لفظ مذمت بھی نہ نکل سکا اور آج میں یہ بھی باور کرانا چاہوں گا کہ انہی کے دور حکومت میں جب وہ برسراقتدار تھے تو ہماری بہنوں اور ہماری بیٹیوں کو شاہی قلعہ میں لے جایا گیا۔ ان کو الٹا لٹکایا گیا۔ یہاں پر یہ باتیں بھی ہوئیں۔

شیخ محمد انور سعید، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! معزز رکن بجٹ کے حوالے سے بات کریں کیونکہ یہ بجٹ سیشن ہے اور یہ جو ہمارے قائد حزب اختلاف کے بارے میں بات کر رہے ہیں یعنی ان کے ماضی کے سلسلے میں اور جو انھوں نے باتیں کی ہیں وہ زیر بحث لا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیں! میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ جب آپ پوائنٹ آف آرڈر اٹھائیں تو وہ نکتہ بیان کریں۔ آپ نے یہ کہا ہے کہ ان کی تقریر valid نہیں ہے۔ بجٹ کے نقطہ نظر سے وہ اس پر بات نہیں کر سکتے۔ یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

شیخ محمد انور سعید، جی ہاں۔ میں عرض کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کو تقریر کی اجازت نہیں دوں گا۔ برائے مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ جب آپ کی باری آئے گی تو اس وقت آپ فرمالیں۔

شیخ محمد انور سعید، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے بات کر لی ہے۔ میں strictly rules کو follow کروں گا۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر میں نے سن لیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ برائے مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ میں ہاؤس کو رولز کے مطابق چلانا چاہتا ہوں آپ تشریف رکھیں۔

شیخ محمد انور سعید، جناب والا! میرے پوائنٹ آف آرڈر کا فیصلہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں فیصلہ کرتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو طریقہ بتا دوں کہ جب پوائنٹ آف آرڈر کیا جاتا ہے تو اس کے بعد بیٹھ جانا چاہیے۔ جب سپیکر کھے تو معزز رکن کو بیٹھ جانا چاہیے' کھڑا نہیں رہنا چاہیے۔ آپ تشریف رکھیں ۔ جو پوائنٹ آف آرڈر انھوں نے اٹھایا ہے وہ اس لحاظ سے نہیں بنتا کیونکہ بجٹ تقریر پر آپ پر کوئی قدغن نہیں ہوتی کہ آپ یہ بات نہیں کر سکتے۔ سیاق و سباق کے لحاظ سے آپ کو ہر قسم کی بات کرنے کا حق ہے لیکن تہذیب کے دائرہ کے اندر بات کریں۔ کسی پر کیچڑ یا کوئی ایسی بات نہیں کی جا سکتی۔ مہربانی' شکریہ' جی فرمائیے۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! یہ ساری باتیں بجٹ کا حصہ ہیں۔ اخلاقیات' اخلاقی جواز' سیاسی ماحول' معاشرتی ماحول' جمہوری روایات اور جمہوری تحریک کے بغیر کسی بات کو بھی آگے نہیں بڑھایا جا سکتا۔ میں خوش ہوتا اگر آپ میرے دوست کو یہ موقع فراہم کرتے کہ وہ کوئی سوال کرتے تاکہ میں ان کو جواب دینے کے لیے اپنے آپ کو تیار پاتا۔ مگر آپ کی یہ مہربانی اور احسان ہے کہ آپ نے مجھے دوبارہ موقع دیا۔

جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ گزشتہ سولہ سالہ تاریخ جو کہ پاکستان کے تاریک دور کی ایک تاریخ ہے۔ آج عدالتوں کی عظمت کی بات کی گئی ہے۔ آج عدالتوں کے احترام کی بات کی گئی ہے مگر میں معزز قائد حزب اختلاف اور ان کے دوستوں سے یہ سوال کروں گا کہ جب سپریم کورٹ کے چیف جسٹس پر ایک میجر چیف مارشل لاء عدالت کو بٹھا دیا گیا تو اس وقت عدالتوں کا احترام کہاں تھا؟ جب آئین کو یہ کہہ کر ایک طرف کر دیا گیا کہ یہ آئین آسمانی صحیفہ نہیں ہے۔ اس کو جب چاہے پھاڑا جا سکتا ہے۔ تو جناب والا! اس وقت آئین کے احترام پر قائد حزب اختلاف اور قومی اسمبلی میں بیٹھے ہوئے

قائد حزب اختلاف کی روح کیوں نہیں تڑپی۔ اس وقت قائد اعظم کی روح جو کہ پکار رہی تھی' چیخ رہی تھی' چلا رہی تھی کہ میں نے پاکستان اس لیے نہیں بنایا کہ پاکستان کے غریب عوام کے حقوق کو غصب کیا جائے۔ جب ایک مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے اپنے پاؤں کے نیچے روندتا ہوا پوری ملکی معیشتکو پوری ملکی سیاست کو' پورے ملکی قانون کو اور پورے ملک کے آئین کو تباہ و برباد کر دیا۔ مگر اس وقت انھیں سیاست کا شوق تھا۔ اس وقت انھیں اقتدار میں آنے کا شوق تھا۔ اس وقت اسی شوق میں یہ بچہ بن کر اس کی گود میں بیٹھے رہے۔ اور اس کا فیڈر پیتے رہے۔ اس وقت جمہوری بات بھی نہیں کی۔

چودھری شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر: شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد: جناب والا! مجھے ان الفاظ پر اعتراض ہے اور انھیں ہاؤس کی کارروائی سے حذف کیا جائے۔ "بچہ بن کر" اور "فیڈر پیتے رہے" یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں۔

جناب غلام عباس: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میرا مقصد صرف یہی ہے کہ آپ ذرا اپنے پوائنٹ کو تھوڑا ٹچ کر کے آگے بجٹ پر آ جائیں۔

جناب غلام عباس: جناب والا! میرا مقصد طفل مکتب سے تھا۔

چودھری شوکت داؤد: جناب والا! میرے پوائنٹ پر رولنگ نہیں آئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں میں نے کہہ دیا ہے۔

چودھری شوکت داؤد: جناب والا! ہم کچھ عرض کریں گے تو شکایت ہو گی۔ فیڈر تو کہیں اور جگہ ہوتے ہیں' مردوں کے پاس فیڈر نہیں ہوتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ کیونکہ ہر بات پر رولنگ نہیں دی جاتی۔ کوئی ایسا پوائنٹ ہو تو سپیکر رولنگ دیتا ہے۔ اگر نہ بنتا ہو تو ignore بھی کیا جاتا ہے۔ جی مہربانی!

جناب غلام عباس: جناب والا!

مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا
تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کہ جب میاں محمد نواز شریف نے اپنے گھر کو خوبصورت بنانے کے لیے اپنے گھر کے سامنے موجود کچی بستیوں کو مسمار کیا تھا بلڈوز کیا تھا اور اس ملک میں جس کے غریبوں کے بارے میں انھوں نے خود اقرار کیا کہ ان کے پاس نوالہ موجود نہیں ہے' وہاں پر سات کلومیٹر لمبا باغ صرف اپنی آنکھوں کو سہلانے کے لیے بنایا گیا کیا اس وقت بے بس ہو جاتے ہیں جب انھیں وہ لوگ یاد نہیں تھے جو دیہات میں بیٹھے ہوئے اس وقت بے بس ہو جاتے ہیں جب بارش ہوتی ہے تو ان کے پاس راستہ نہیں ہوتا جب بیمار ہوتے ہیں تو ایمبولینس ان کے دروازے تک نہیں پہنچ سکتی' جب ان کی بیٹیاں جوان ہوتی ہیں تو ان کے پاس جہیز نہیں ہوتا جب بچے پیدا ہوتے ہیں تو ان کے تن پر کپڑا نہیں ہوتا جب بچے چلنا شروع کرتے ہیں تو ان کے پاؤں میں جوتے نہیں ہوتے تو کیا اس کو ----

جناب ارشد عمران سلہری۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب ارشد عمران سلہری پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جب پوائنٹ آف آرڈر raise ہو تو دوسرے ممبران کو بیٹھ جانا چاہیے۔

جناب ارشد عمران سلہری۔ جناب سپیکر بجٹ اجلاس ہو رہا ہے تو میں آپ کی توجہ ہاؤس کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

ہاؤس میں کورم نہیں ہے' پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں)

پانچ منٹ گزر گئے ہیں' گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

ہاؤس میں کورم نہیں ہے اس لیے اب میں ہاؤس کو تیس منٹ کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔ اس وقفہ میں آپ نماز بھی پڑھ لیجیے۔

(تیس منٹ کے بعد کی کارروائی)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

یہ بات ریکارڈ پر لانے کے لیے کہ بجٹ کی بحث کا آج دن تھا اور بحث کا فائدہ زیادہ سے زیادہ اپوزیشن کو ہوتا ہے اور اپوزیشن نے کورم کی نشاندہی کر کے میرے نقطہ نظر میں اپنے حقوق کو تلف کیا ہے۔ یہ اچھی روایت نہیں ہے کہ جب بحث ہو رہی ہو تو کورم کو پوائنٹ آؤٹ نہ کیا جاتا۔ کیونکہ گنتی کی گئی ہے اور کورم نہیں ہے۔ اس لیے میں ہاؤس کو کل صبح 9-00 تک ملتوی کرتا ہوں۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چوتھا اجلاس)

منگل، 2 نومبر 1993ء

(سہ شنبہ، 16۔ جمادی الاول 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 10 بج کر 10 منٹ پر زیر صدارت
جناب سپیکر محمد حنیف رامے منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ
اِذَا قِیْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ
اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا
فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ۬
وَّ یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ وَ لَا تَضُرُّوْهُ شَیْـًٔا ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى
كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۳۹﴾

سورۃ التوبہ آیات 38 تا 39

اے ایمان والو تم لوگوں کو کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین کو لگے جاتے ہو کیا تم نے آخرت کے عوض دنیاوی زندگی پر قناعت کر لی۔ سو دنیوی زندگی کا تمتع تو کچھ بھی نہیں۔ بہت قلیل ہے۔ اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو سخت سزا دے گا۔ اور تمہارے بدلے دوسری قوم پیدا کر دے گا اور تم اللہ کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکو گے اور اللہ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے ○

وما علینا الا البلاغ○

مسئلہ استحقاق

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر، آج کے اخبار میں یہ خبر چھپی ہے کہ پیپلز پارٹی پر چھاپا پڑا اور بہت سارے اراکین اسمبلی پولیس کو دیکھ کر بھاگ گئے۔ میں آپ کی وساطت سے صحافی برادران سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں خود اس وقت وہاں پر موجود تھا۔ ہمارے تمام اراکین اسمبلی جن کا تعلق دونوں پارٹیوں سے ہے وہ وہاں موجود رہے۔ وہاں ایم۔ پی۔ اے صاحبان رہائش رکھتے ہیں۔ وہاں ایسا کوئی دھندا نہیں ہوتا کہ ہم وہاں سے بھاگتے۔ ہم قانون بنانے والوں اور قانون کا احترام کرنے والوں میں سے ہیں۔ میں تصحیح کے لیے عرض کر رہا ہوں کہ وہاں سے کوئی نہیں بھاگا بلکہ سب نے پولیس سے تعاون کیا۔ آپ کے علم میں یہ بات ہو گی۔ کہ قانون کے مطابق عمل ہوا۔ ہمیں بھاگنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ یہ تصحیح فرمائیں۔

جناب سپیکر، سیکرٹری صاحب اس کا نوٹس لیں اور پریس کے ساتھ اس سلسلہ میں بات کی جائے۔۔۔۔۔ چودھری شوکت داؤد کی طرف سے ایک تحریک استحقاق نمبر 5 ہے۔ ان کی چھٹی کی درخواست ہے۔ اس لیے اس کو موخر کیا جاتا ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 6 بھی چودھری شوکت داؤد کی طرف سے ہے، تحریک استحقاق نمبر 7 سید تابش الوری کی طرف سے ہے۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو تحریک استحقاق آپ پڑھ رہے ہیں اس سلسلے میں آپ عملے کو ہدایت جاری فرمائیں کہ ہمیں بھی کاپی مہیا کر دیا کریں۔ میرے پاس کوئی کاپی نہیں ہے۔ I cannot read it out. I don't know what is happening.

جناب سپیکر، اس کا کیا طریق کار ہے۔ یہ تمام ممبران کو تقسیم کی جاتی ہے یا صرف متعلقہ ممبر کو دی جاتی ہے (سیکرٹری سے مشورہ کے بعد) روایات یہی چلی جا رہی ہیں کہ ایک کاپی ممبر کے پاس ایک سپیکر کے پاس ایک متعلقہ منسٹر کے پاس اور ایک سٹاف کے پاس ہوتی ہے۔ تحریک استحقاق کی کاپی تمام ممبران کو تقسیم نہیں کی جاتی۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب سپیکر! جو معاملہ بھی اس ایوان میں زیر بحث ہوتا ہے اس پر ہر ممبر کا استحقاق ہوتا ہے۔ ہونا تو یہی چاہیے کہ جہاں جہاں ممبر حضرات رہ رہے ہیں ان کو رات کو پہنچ جائے۔

so that they should come well prepared with all the agenda.

جناب سپیکر: تحریک استحقاق کا تعلق ایک خاص ممبر کے استحقاق سے ہے اور ایوان میں یہ فیصلہ ہوتا ہوتا ہے کہ اس نے منظور ہونا ہے یا نہیں ہوتا۔ اب تک تو یہی روایت رہی ہے اس پر میں مزید غور کر لوں گا۔

سید ناظم حسین شاہ: آپ کا یہ فرمان بجا ہے لیکن باقی ایجنڈا تو ہمیں فراہم کر دیا کریں جو زیر بحث لایا جانا ہوتا ہے ہمارے پاس ایجنڈا بالکل نہیں پہنچتا۔ میری یہ استدعا ہے کہ ہر ممبر کو شام کو وہ ایجنڈا پہنچ جائے۔

جناب سپیکر: اس سلسلہ میں میں سٹاف کو ہدایت جاری کروں گا۔ تحریک استحقاق نمبر 7 سید تابش الوری۔

پی ٹی وی کے خبر نامے میں پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو مناسب کوریج نہ دینا

سید تابش الوری: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 31۔ اکتوبر 1993ء کا دن صوبائی اسمبلی پنجاب کی غیرسرکاری کارروائی کے لیے مخصوص تھا۔ جناب سپیکر کی صدارت میں یہ اجلاس باقاعدہ طور پر منعقد ہوا اور پولیس اہلکاروں کی جانب سے ٹارچر اور تشدد سے متعلق میری اور قائد حزب اختلاف کی تحریک التواء زیر غور آئی۔ محترم وزیر صحت نے وضاحتی بیان دیا اور موثر قانونی کارروائی کی یقین دہانی کرائی۔ متعدد ارکان اسمبلی نے بحث میں حصہ لیا اور آپ نے تحریک نمٹا دی۔ اس کے بعد محترم وزیر قانون نے رکن اسمبلی مسٹر بشیر گجر کے انتقال کی خبر سے ہاؤس کو مطلع کیا اور تحریک پیش کی کہ روایت کے مطابق مرحوم رکن اسمبلی کے سوگ میں اجلاس ملتوی کر دیا جائے۔ چنانچہ جناب سپیکر نے اجلاس ملتوی کر دیا لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ پاکستان ٹیلی ویژن نے اپنے 7 بجے اور 9 بجے کی خبروں میں سرے سے پنجاب اسمبلی کے اس اجلاس اور کارروائی سے متعلق کوئی خبر نشر نہیں کی جبکہ سرحد اسمبلی کی خبر نمایاں طور پر دی گئی۔ پنجاب اسمبلی کی کارروائی سے متعلق پی۔ ٹی۔ وی کا رویہ مسلسل منفی محسوس ہو رہا ہے اور پاکستان کے سب سے بڑے صوبائی قانون ساز ادارے کو پی۔ ٹی۔ وی کی نشریات میں نظر انداز کیا جا رہا ہے جس سے پورے ایوان

کا آئینی، سیاسی اور صحافتی استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب والا! کل بھی پاکستان ٹیلی ویژن کے متعلق میری تحریک استحقاق تھی اور آپ نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے ہاؤس میں زیر بحث لانے کی بجائے خود اپنی سطح پر رابطہ کرنے کو ترجیح دی اور ہم نے اسے قبول کیا۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان ٹیلی ویژن پنجاب اسمبلی کی کارروائی کے سلسلے میں روزانہ مجرمانہ تغافل کا مظاہرہ کر رہا ہے اتنے بڑے قانون ساز ادارے کے حوالے سے کسی طرح بھی یہ صورت حال مناسب اور قابل رشک نہیں ہے۔ جناب والا! میں کل قومی خبر نامے میں دیکھ رہا تھا کہ کشمیر سے متعلق پیپلز پارٹی کے کلچر ونگ کے 15 آدمیوں کی نشست کو نمایاں طور پر دکھایا گیا لیکن پنجاب اسمبلی جیسے بڑے ادارے کو قطعی طور پر نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

جناب والا! اب صورت حال ایسی ہو گئی ہے کہ آپ سختی کے ساتھ اس کا نوٹس لیں اور اس تحریک کو ہاؤس میں زیر بحث لائیں یا اس کے لیے ایک سپیشل کمیٹی تشکیل دیں جس میں اس معاملے کو زیادہ تفصیل کے ساتھ طے کیا جا سکے اور ان وجوہ کا بھی پتہ چل سکے جن کی وجہ سے پاکستان ٹیلی ویژن پنجاب اسمبلی کو مسلسل نظر انداز کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں Constitution میں تو کوئی ایسا privilege نہیں ہے جس کے لیے ہم ایک حق کے طور پر مطالبہ کر سکیں لیکن جیسا کہ میں نے ہاؤس میں آپ سے وعدہ کیا تھا۔ میں نے کل ٹیلی ویژن کے ڈائریکٹر جنرل سے براہ راست بات کی تھی شکایت کی ہے اور ان کو کہا ہے کہ وہ لاہور میں متعین اپنے عملے کو اس بارے میں خاص طور پر خبردار کریں انہیں ہماری شکایت سے مطلع کریں اور اس کا تدارک کریں۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ اس سلسلے میں ایک میٹنگ کروں گا اور میں نے ڈائریکٹر جنرل سے بھی یہی کہا ہے کہ وہ یہاں پر اپنے نمائندے depute کریں اور میں نے کہا تھا کہ آپ کو بھی اس میٹنگ میں لائیں گے۔ میں یہ میٹنگ جلد کرتا ہوں۔ آپ تسلی رکھیے۔ اس کے بعد ضرورت محسوس ہوگی تو کمیٹیز بننے والی ہیں جس طرح سے تمام معاملات پر ہاؤس کمیٹیاں ہوں گی تو اس سلسلے میں بھی کمیٹی بنائیں گے اور اس کا تدارک کریں گے چونکہ اس کا نفس مضمون تحریک استحقاق نمبر ۴ سے متعلق ہے جو پہلے ہاؤس میں آ چکی ہے تو جو فیصلہ اس کا تھا وہی اس کا بھی ہے۔ میں نے ہاؤس کو بتایا ہے کہ اس کی کارروائی شروع ہے اور میں نے ڈائریکٹر جنرل سے already بات کی ہے۔

سید تابش الوری: پوائنٹ آف رڈر، جناب سپیکر! مجھے آپ کی رولنگ کا اور آپ کی رائے کا بے حد

احترام ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ کسی صورت میں بھی اسے چیلنج نہیں کیا جانا چاہیے ۔ میں آپ کی توجہ صرف اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے قانون ساز ادارے کے استحقاق کے سلسلے میں ایسا نرم رویہ اختیار کیا اور خود ہی اپنے استحقاق کو اتنا محدود کر لیا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، Constitution میں یہ استحقاق نہیں ہے ۔ نرم رویے کو اس طرح مت سمجھیے اور سخت سے سخت بات بھی نرم لہجہ میں کی جا سکتی ہے اور ضروری نہیں ہوتا کہ نرم بات ۔کو بھی لاٹھی مار کر کہا جائے ۔ سخت سے سخت بات بھی نرمی سے کی جاتی ہے ۔ Firmness with politeness بھی ہوتی ہے ۔ میں اس بارے میں firm ہوں ۔ میری ساری زندگی کا یہی رویہ ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)۔

سید تابش الوری، جناب والا! پاکستان ٹیلی ویژن ایک قومی ادارہ ہے اور اس پر تمام قومی اداروں کا استحقاق ہے ۔

جناب سپیکر، اب یہ بات ختم ہو گئی ہے ۔ تحریک استحقاق نمبر 8۔ رانا محمد اقبال صاحب۔

پی ٹی وی کی جانب سے پنجاب اسمبلی کی کارروائی کی غیر معیاری رپورٹنگ

رانا محمد اقبال: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ 30۔ اکتوبر 1993ء کو صوبائی اسمبلی پنجاب نے ایک ماہ کے اخراجات کے لیے پیشگی گرانٹ کی سرکاری تحریک منظور کی جس پر جناب وزیر قانون سمیت متعدد ارکان اسمبلی نے اظہار خیال کیا۔ اس سے پہلے ایک اہم تحریک استحقاق بھی زیر غور آئی اور وزیر متعلقہ نے اس پر بیان بھی دیا لیکن پاکستان ٹیلی ویژن نے اس دن کے اجلاس سے متعلق ادھوری ، بے معنی اور غلط خبر نشر کی ۔ نہ صرف یہ کہ گرانٹ کی مجموعی رقم غلط بتائی گئی بلکہ مقررین کے نام تک نہیں لیے گئے اور تحریک استحقاق کا سرے سے ذکر ہی نہیں کیا گیا جس سے اراکین اسمبلی اور اس ایوان کا انفرادی استحقاق پامال ہوا ہے ۔ اسمبلی کو اس پر فوری دخل اندازی کرنی چاہیے ۔

جناب سپیکر! اس ایوان میں پیش کیے گئے بجٹ کے بارے میں انہوں نے غلط اعداد و شمار

دیے ہیں انہوں نے اسمبلی کا بجٹ صرف اور صرف چھ ارب 96 کروڑ جتایا ہے جبکہ اس ہاؤس میں چھ ارب 96 کروڑ 58 لاکھ 93 ہزار 8 سو 42 روپے پیش کیا گیا تھا ۔ جناب والا! میری گزارش ہے کہ اس معاملے کو فوری طور پر حل کیا جائے اور ان سے پتا کیا جائے کہ اتنی بڑی رقم کا معاملہ اخفا میں کیوں رکھا گیا ۔ اس کو ظاہر کیوں نہیں کیا گیا اس بارے میں عوام کو کیوں نہیں جتایا گیا ۔ لہذا میں چاہوں گا کہ پاکستان ٹیلی ویژن کے متعلق اس ایوان میں ایک کمیٹی بنائی جائے جو کہ ایوان کی کارروائی کو صحیح طور پر نشر کرا سکے ۔ شکریہ ۔

جناب سپیکر، (حکومتی بنچز سے) آپ کی طرف سے اس پر کوئی کچھ کہنا چاہتا ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (سعید اکبر خان)، جناب والا! رانا صاحب کی جو تحریک آئی ہے ـــــ

سید تابش الوری ، جناب والا! میری باری پر تو آپ نے ان کو زحمت نہیں دی ۔

جناب سپیکر، آپ کی بات میں نے اپنے ذمے لے لی تھی ۔ اس لیے آپ میری ہی عرضداشت پر اکتفا فرمائیے ۔

سید تابش الوری، بڑی مہربانی ۔ جناب والا! میں آپ کا شکر گزار ہوں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)، جناب والا! رانا صاحب نے اپنی تحریک میں اعداد و شمار پیش نہیں کیے تھے یعنی بجٹ کے کیا اعداد و شمار تھے اور پاکستان ٹیلی ویژن نے کیا اعداد و شمار نشر کیے ـــــ؟

رانا محمد اقبال خان، پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! میں نے اعداد و شمار پیش کیے ہیں ۔ وزیر موصوف نے شاید میری بات سنی نہیں ہے ۔

جناب سپیکر، رانا صاحب' آپ نے اپنی گفتگو میں تو اعداد و شمار پیش کیے ہیں لیکن آپ نے جو تحریک پیش کی ہے اس میں اعداد و شمار پیش نہیں کیے ۔

رانا محمد اقبال خان، جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ انہوں نے اپنی خبر میں 6 کروڑ 95 لاکھ کا ذکر کیا ہے جبکہ اس ایوان میں جو ایک ماہ کا بجٹ پیش کیا گیا ہے وہ 6 ارب 96 کروڑ 58 لاکھ 93 ہزار اور 842 روپے کا تھا ـــــ

جناب سپیکر، چونکہ اس تحریک استحقاق کا نفس مضمون بھی تحریک استحقاق نمبر ۴ اور ۷ سے ملتا جلتا

ہے۔ اس لیے اس کو بھی اس کے ساتھ take up کر لیا جائے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر! اس تحریک میں اور اس تحریک میں بڑا فرق ہے۔ اس میں حقائق کو چھپایا گیا ہے اور غلط اعداد و شمار دیے گئے ہیں۔ اس معاملے میں اگر ہمارا استحقاق نہیں بنتا لیکن ہمارے ایوان میں پیش کردہ بجٹ کے اعداد و شمار اگر غلط بیان کیے جائیں یا کوئی تبدیلی کی جائے تو یہ ہمارے استحقاق کا معاملہ بنتا ہے۔

جناب سپیکر، آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب والا! میں یہی گزارش کر رہا تھا خود انہوں نے اپنی تحریک میں اعداد و شمار پیش نہیں کیے البتہ انہوں نے اپنی تقریر میں اعداد و شمار جائے ہیں اور تحریک استحقاق کی کاپی بھی ہمیں ابھی ملی ہے۔ یہ چونکہ ریکارڈ کی بات ہے ہم ان سے پوچھ لیتے اگر انہوں نے غلط اعداد و شمار پیش کیے ہیں تو کیسے ہوئے ہیں۔ ان کے ساتھ آپ کی ایک میٹنگ بھی ہوئی ہے جب آپ کی ان کے ساتھ میٹنگ ہو گی ——

جناب سپیکر، آئین اور قانون کے مطابق تو یہ کسی رکن کا استحقاق نہیں بنتا لیکن ہاؤس کی کارروائی کے سلسلے میں اگر آپ یہ یقین دہانی کروائیں کہ آپ بھی اپنی سطح پر یہ بات take up کریں گے تو پھر یہ بات کافی ہو گی۔

وزیر مال، جناب والا! میں یہی گزارش کرنے والا تھا ——

راجہ محمد بشارت، پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ اس وقت جو معاملہ زیر بحث ہے رانا اقبال کی بجائے حکومتی بنچوں کی طرف سے اور خاص طور پر وزیر متعلقہ کی طرف سے point out ہونا چاہیے تھا۔ ان کو اس بات کا نوٹس لینا چاہیے تھا کہ ٹیلی ویژن سے غلط اعداد و شمار کیوں نشر کیے گئے ہیں؟ اب میرے فاضل دوست جو اس تحریک کا جواب دے رہے ہیں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر وہ اس محکمے کے انچارج وزیر ہیں پھر تو ان کی یہ ذمہ داری بنتی ہے اور ان کو اور ان کے محکمے کو اس بات کا نوٹس لینا چاہیے تھا لیکن اگر ان کے پاس یہ محکمہ نہیں ہے ——

جناب سپیکر، اگر متعلقہ وزیر نہیں ہے تو انہوں نے اسمبلی کے کام کے لیے وزراء میں کام تقسیم ہوا ہے کہ وہ اس معاملے کا نوٹس لیں گے، اسمبلی میں جواب دیں گے ——

راجہ محمد بشارت: میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ متعلقہ وزیر کو اس بات کا نوٹس لینا چاہیے بلکہ ان کو ہم سے پہلے اس بات کا علم ہونا چاہیے تھا کیونکہ غلط figures quote کیے گئے ہیں چونکہ میرے بھائی اس محکمے سے متعلقہ نہیں ہیں اس لیے ان کا یہ کہنا کہ figures quote نہیں کیے گئے ان کی بات درست ہے۔ اس لیے متعلقہ وزیر کو اس بات کا جواب دینا چاہیے۔

جناب سپیکر: تو متعلقہ وزیر سے سن لیجیے۔

وزیر زراعت (مخدوم الطاف احمد): پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا' میں متعلقہ وزیر تو نہیں ہوں لیکن میں اس چیز کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ استحقاق وہ ہے جو ممبران اسمبلی کو یا ہاؤس کو آئین کے تحت عطا کیا گیا ہے اگر حکومت پنجاب ہاؤس کے اندر غلط اعداد و شمار پیش کرے وہ تو اس اسمبلی کا استحقاق بنتا ہے لیکن پریس یا ٹیلی ویژن وغیرہ غلطی سے اگر غلط اعداد و شمار پیش کر دیں تو اس کی ذمہ داری نہ تو حکومت پنجاب پر پڑتی ہے اور نہ ہی کسی اور پر پڑتی ہے ویسے بھی فنی طور پر یہ تحریک استحقاق admissible نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں نے اسے تحریک استحقاق کے طور پر admit نہیں کیا لیکن میں آپ کو یہ کہہ رہا ہوں اگر ٹیلی ویژن میں کوئی اس طرح کی غلطی ہوئی ہے تو متعلقہ وزیر اس کا نوٹس لیں اور اس کے تدارک کے لیے کہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! وزیرموصوف نے یہ فرمایا ہے کہ کوئی وزیر اگر اسمبلی کے اندر کوئی statement دے اور وہ غلط ہو تو استحقاق مجروح ہوتا ہے اسمبلی کے باہر اگر کوئی غلط بات کہے تو اس سے استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔ جناب والا! تصور یہ کیا جاتا ہے کہ جو سرکاری نیوز بلیٹن میں information دی جائے گی وہ حکومت کے بنچوں کی طرف سے دی جائے گی اور اگر ایسا نہیں کیا جا رہا تو پھر اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہو گی۔

جناب سپیکر: اس کی ذمہ داری ظاہر ہے کہ متعلقہ محکمے پر ہے اور حکومت اگر اس کا نوٹس لے تو یہ بہتر ہے۔ آپ اس بات کی یقین دہانی کرواتے ہیں کہ آپ اسے take up کریں گے کہ یہ غلط اعداد و شمار کیوں پیش کیے گئے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! آپ مجھے موقع دیں میں تو اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا

ہوں ۔ آپ وضاحت بھی نہیں کرنے دیتے ------

جناب سپیکر، دیکھیں ۔ ہمارے وزیر صاحب کو آپ بات کرنے دیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ، جناب والا! یہ خود ہی سوال کرتے ہیں اور خود ہی جواب بھی دے دیتے ہیں ۔ میری گزارش یہ تھی کہ ان کی تحریک استحقاق میں اعداد و شمار mention نہیں کیے گئے تھے ۔ اس بات کو ہم ٹیلی ویژن کے ساتھ take up کرنے کے لیے تیار ہیں اگر ہماری اسمبلی کی کسی کارروائی کو وہ غلط announce کرتے ہیں ہمارا یہ کام ہے کہ ہم اس کی تصحیح کروائیں ۔ ہمارے ایک معزز دوست نے ایک بات بار بار point out کی ہے ہم ان کا احترام کرتے ہوئے اسے ٹیلی ویژن والوں سے take up کریں گے اور انشاء اللہ اس کی تصحیح بھی کروائیں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر، اب میزانیہ بابت سال 94-1993ء پر عام بحث دوبارہ شروع کی جاتی ہے کل کے اجلاس کے التواء کے وقت جناب غلام عباس تقریر کر رہے تھے وہ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

پوائنٹ آف آرڈر

بجٹ کی دستاویزات میں تصحیح نامہ جاری کرنے کی قانونی حیثیت

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر ! آج اس معزز ایوان کا اجلاس شروع ہونے سے پہلے جب ہم اپنے ڈیسک پر آئے تو ہمیں یہ دو اوراق کا corrigenda بجٹ کے متعلق ملا ۔ آپ اسے ذرا ملاحظہ فرمائیں اور یہ میں اس لئے اس معزز ایوان کے نوٹس میں لا رہا ہوں کہ تقریباً چالیس پچاس صفحات کے تمام فیگرز، تمام نام بدل دیے گئے ہیں ۔ اب یہ کہا گیا ہے ان فیگرز کو یوں نہ پڑھا جائے، یوں پڑھا جائے، فلاں چیز کو یہ پڑھا جائے تو جناب والا ہمیں جو یہ corrigenda اب ملا ہے اب بجٹ پر کیا تقاریر ہونگی ۔ تمام کے تمام اعداد و شمار کو الٹ پلٹ کر دیا گیا ہے یا تو یہ بروقت دیا جاتا ۔ اب at the eleventh hour جس وقت بجٹ پر عام بحث شروع ہو چکی ہے اب ہم اپنی بات کس طرح سے کریں گے ؟ کس طرح سے اسے اپنے document کے ساتھ adjust کیا جائے گا اس لیے جناب والا یہ آپ کے نوٹس میں لانا ضروری تھا ۔

MR SPEAKER: I admit this point of order Minister for Finance may explain

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! پیشتر اس کے کہ آپ اس پر کوئی فیصلہ دیں---

جناب ایس ۔ اے حمید ، جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ ----

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پر سید ناظم حسین شاہ بات کر رہے ہیں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

جناب ایس ۔ اے حمید ، جناب والا! ابھی پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر فیصلہ نہیں آیا اس لیے دوسرا پوائنٹ آف آرڈر پیش نہیں ہو سکتا ۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! یہ کیسے نہیں ہو سکتا ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! آپ میرے پوائنٹ آف آرڈر کو admit کر چکے ہیں اب اس کا صرف جواب آسکتا ہے ۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں آسکتا ۔

جناب سپیکر، وزیر خزانہ ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور و خزانہ (چودھری محمد فاروق) ، جناب والا! فاضل رکن کا فرمان یہ ہے کہ جو corrigenda issue کیا گیا ہے اس کو ہم کس طرح ملا کر پڑھیں اور کس طرح سے درستگی ہو گی ۔ جناب سپیکر budget document بڑی محنت سے تیار کیا جاتا ہے ۔ یہ کسی ایک شعبے میں تیار نہیں ہوتا ۔ اس میں بے شمار متعلقہ محکمہ جات شامل ہوتے ہیں اور اس پر بہت سے افسران نے بھی کام کرنا ہوتا ہے ۔ علاوہ ازیں پرنٹنگ پریس میں بھی کام ہونا ہوتا ہے ۔ وہ بھی ہمارے جیسے انسان ہیں ۔ وہاں جو لوگ بجٹ تیار کر رہے ہیں ان سے فیگرز میں اگر کوئی غلطی ہو گئی ہے اور محکمہ خزانہ والے اس کا نوٹس لیتے ہوئے ڈیمانڈز put ہونے سے پہلے اور بجٹ پر ووٹنگ ہونے سے پہلے پہلے بجٹ میں اگر درستگی کر لیتے ہیں تو اس سے میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کا بھی وقار بڑھتا ہے -----

جناب سپیکر، *جناب منسٹر اس سے پہلے بھی جو ہر سال بجٹ پیش ہوتے ہیں کیا ان میں بھی کوئی corrigenda دیا جاتا رہا ہے ۔؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ ۹۳-۱۹۹۲ء کے بجٹ میں میں نے یہ پوائنٹ آف آرڈر raise کیا تھا اور اس پر حکومت نے corrigenda جاری کیا تھا ۔ جس پر کسی بھی طریقے سے ایوان میں بات نہیں ہوئی تھی اور ہم نے تو یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھنے اور یہ اعتراض ہونے سے بھی پہلے خود اس کا مطالعہ کرتے ہوئے اغلاط درست کر لی ہیں ۔

جناب سپیکر، جناب ناظم حسین شاہ۔

سید ناظم حسین شاہ، جناب والا! میں اپنے بھائیوں کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں کا یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ 1990ء کا بجٹ آپ دیکھ لیں - اس میں ہمیں دو دن بعد corrigendum ملا جو کہ پچیس صفحات کا تھا یہ تو صرف دو صفحے ہیں - پھر پندرہ صفحوں کا اور آخری دن اغلاط نامہ ملا جو 51 صفحوں پر مشتمل تھا۔ یعنی کہ تقریباً ٹوٹل فیگرز غلط تھیں اس لیے جناب والا! اگر آج یہ ہوا ہے تو میرے بھائیوں کو یہ بھی دیکھنا چاہیے اور پچھلا ریکارڈ بھی درست کرنا چاہیے اگر انہوں نے یہ روایت نہ ڈالی ہوتی، پہلے غلط اعداد و شمار پیش نہ کیے ہوتے تو آج یہاں پر ایسی لاپرواہی کا مظاہرہ نہ ہوتا۔ مگر اس کے باوجود بھی جیسے فنانس منسٹر نے پہلے نوٹس لیا ہے - اس وقت ہم نے پہلے point out کیا تھا اس کے بعد انہوں نے نوٹس لیا تھا مگر آج ان کے point out کرنے سے پہلے اگر منسٹر صاحب نے ازخود نوٹس لے لیا ہے تو ان کو اس چیز پر مطمئن ہونا چاہیے - جناب شکریہ۔

جناب سپیکر، میں خود پنجاب کا وزیر خزانہ رہا ہوں - ایک سال، دو سال، تین سال اور چار سال، یہ ہمیشہ سے corrigenda، یہ تصحیح نامے یہ ضرورت کے تحت ہمیشہ ہی جاری ہوتے رہے ہیں اس لیے کوئی خلاف روایت بات نہیں ہے - اس لیے یہاں اس بحث کو ختم کیا جاتا ہے -

راجہ محمد بشارت، جناب والا! ہمیں آپ کی بات سے کلی طور پر اتفاق ہے کہ جس طرح سے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح کی clerical mistakes ہوتی رہتی ہیں - لیکن صفحہ ۲۵۷ پر ایک clerical mistake ہے جس کی یہاں پر نشاندہی کی گئی ہے - صفحہ ۲۵۷ کالم (۲) - یہاں پر لکھا گیا ہے کہ،

"In the revised estimates 1992-93, the figures 10,57,90,000 be inserted against Total Police."

ایک جگہ وہاں ٹوٹل پولیس لکھا ہوا تھا اس کے against یہ گیارہ کروڑ روپیہ وہاں پر insert کروا رہے ہیں - میری گزارش یہ ہے کہ ہم باقی فیگرز کو نہیں لیتے اگر ایک فیگرز کو لیا جائے تو کیا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس میں گیارہ کروڑ روپے کی کمی بیشی سے بجٹ کی شکل تبدیل نہیں ہوگی -

جناب سپیکر، بشارت صاحب جب آپ کو بجٹ پر تقریر کا موقع ملے گا تو تب ان باتوں کی آپ نشاندہی کریں، جناب غلام عباس -

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! آپ سمجھتے ہیں کہ میزانیہ سب سے اہم دستاویز ہوتی ہے اور وزیر خزانہ نے بلکہ خود ان کے قائد ایوان نے بجٹ پیش کیا ہے - اس میں اگر تصحیح صرف

لفظوں کی ہو تو وہ قابل قبول ہوتی ہے لیکن یہ لفظوں کی تصحیح نہیں ہے یہ تو پورے کا پورا Chapter تبدیل ہوا ہے اس لیے یہ مناسب نہیں۔ آپ یہ غور فرمائیں کہ انہیں اس amended form میں اس بجٹ کو پیش کرنا چاہیے اور اس کی وضاحت بھی کرنی چاہیے ۔ کہ یہ ان بڑی تبدیلیوں کی بنیاد کیا ہے اس کا جواز کیا ہے؟ صرف یہ ہماری میز پر پہنچا دینا اور ہمیں یہ نہ بتانا کہ یہ تبدیلیاں کیوں کی گئی ہیں ' ان کی کیا وجوہ ہیں ؟ کم از کم جناب وزیر خزانہ کو یہاں پر اس کا اظہار کرنا چاہیے تاکہ جو مقررین بحث میں حصہ لے رہے ہیں اور وہ ان امور پر بھی بولنا چاہتے ہیں انہیں معلوم ہو سکے کہ یہ تبدیلیاں کیوں کی گئی ہیں ۔

جناب سپیکر، وزیر خزانہ۔

وزیرخزانہ ، میں پوائنٹ آف آرڈر کا جواب عرض کرنے لگا ہوں مجھے سپیکر صاحب نےفلور دیا ہے ۔

جناب سپیکر! میں تابش صاحب کی خدمت میں کچھ نہیں کہتا ۔ میں جناب والا کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ یہ جو ایوان میں تقاریر ہوتی ہیں کہ اس کو درست طریقے سے چلایا جائے ۔ یہ سارے ممبران بجٹ کی کارروائی میں حصہ لے رہے ہیں تو یہ ان کی خواہش ہے کہ بجٹ دستاویز میں یہ جو اپنے جذبات کا' اپنی خواہش کا اظہارکرتے ہیں اور جہاں جہاں پرکوئی غلطی ہو یہ اس کی نشان دہی کرتے ہیں تاکہ اس کی درستگی ہو ۔ اگر ایک دستاویز جس طرح پیش ہوتی ہے جناب والا! ہو بہو وہ پاس ہو جاتی ہے تو پھر تو اس ساری کارروائی کا کوئی فائدہ نہیں ہے جس صورت حال کی نشان دہی تابش الوری صاحب نے کی ہے یہ محض clerical mistakes تھیں جن کو درست کیا گیا ہے اور clerical mistakes درست کرکے بجٹ کو درست کر دیا جائے ۔

جناب سپیکر، بنیادی سوال یہ ہے کہ کیا اس میں تبدیلیاں کر دی گئی ہیں یا تصحیح کی گئی ہے اگر تصحیح ہے اور آپ assurance دیتے ہیں کہ یہ تصحیح ہے تو ہم بات کو آگے بڑھاتے ہیں ۔

وزیر خزانہ ، جناب سپیکر! قطعی طور پر کوئی تبدیلی نہیں بلکہ تصحیح کی گئی ہے ۔

جناب سپیکر، میں اسے تسلیم کرتا ہوں اور غلام عباس صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تقریر شروع کریں ۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ ادھر یہ

روایت ۔ختہ ہوتی جا رہی ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر کہہ کہہ کے جو مرضی بیان شروع کر دیا جائے جب تک پوائنٹ آف آرڈر رولز کے مطابق ہاؤس میں out of order نہ ہو جائے ایسے کھڑے ہو کے یہ بات نہیں کرنی چاہیے ۔ ان کے پاس یہ حق ہے کہ یہ اس میں کوئی کی تحریکیں پیش کر سکتے ہیں اور اپنی تقاریر میں اس کو زیر بحث لا سکتے ہیں ۔ یہ طریقہ نہیں ہے کہ یہ تصحیح کے لیے پوائنٹ آف آرڈر اٹھائیں اس کو جناب جب تک درست نہ فرمائیں گے ہاؤس کبھی آرڈر میں نہیں آئے گا ۔ اس لیے جناب ہر پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ فرمائیں کہ یہ درست ہے یا نہیں ۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر کو تسلیم کیا تھا اس لیے میں نے بحث کی اجازت دی ہے ۔ یہ دستاویز بھی بجٹ سے تعلق رکھتی ہے ۔ اس پر جو بحث ہے میں اسے بجٹ سے متعلقہ سمجھتا ہوں ۔ لیکن بحث کو wind up کر کے میں نے کہہ دیا ہے کہ اگر یہ صحیح ہے اور فنانس منسٹر نے اسے صحیح قرار دیا ہے ' گارنٹی کیا ہے کہ یہ صحیح ہے اور یہ تبدیلی نہیں ہے تو میں نے اسے قبول کیا ہے اور میں نے دعوت دی ہے غلام عباس صاحب کو کہ وہ اپنی تقریر شروع کریں ۔

چودھری محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر پر یہ نہیں پیش ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کا جواب ہوتا ہے۔ نہ اس کی کوئی روایت ہے اور نہ اس کا کوئی جواب دینا ہوتا ہے ۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھائیں تو جناب نے کہنا ہوتا ہے کہ درست ہے یا غلط ہے یا اس پر میری یہ رولنگ ہے ۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب آپ کو یاد ہونا چاہیے کہ میں نے کہا تھا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر درست ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا یہ رول ۱۸۴ ہے ۔ جناب یہ میں پڑھ دیتا ہوں ۔ رول ۱۸۴ جناب ملاحظہ فرمالیں ۔

(1) A point of order shall relate to the interpretation or enforcement of these rules or such Articles of the Constitution as regulate the business of the Assembly.

(2) A point of order shall relate to the business or matter before the Assembly at the moment.

(3) Subject to sub-rule (1) and (2), any member may submit a point

of order for the decision of the Speaker but in doing so shall confine himself to stating the point.

(4) During Division a member may raise a point of order only on a matter arising out of the Division.

یہ میرا پوائنٹ ہے۔ جناب نے decision دینا ہے۔

I repeat again -

" but in doing so shall confine to stating the point".

(5) The Speaker shall decide all points of order and his decision thereon shall be final.

(6) No discussion or debate shall be allowed on any point of order but the Speaker may, if he thinks fit, hear member before giving his decision.

(7) A point of order is not a point of privilege

(8) A member shall not raise a point of order:-

(a) to ask for information; or

(b) to explain his position; or

(c) When a question on any motion is being put to the Assembly;or

(d) Which may be hypothetical.

تو پھر میں جناب سے گزارش کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: کوئی discussion allow نہیں کی جا رہی۔

چودھری محمد وصی ظفر: جب جواب دیں گے تو discussion allow ہو گی۔

جناب والا آگے بھی۔

"............ but the Speaker may, if he thinks fit, hear members

before giving the decision".

تو اس میں جناب میری گزارش یہ ہے کہ اس میں ہر بات ایک ممبر ادھر سے ہو یا ادھر سے ہو' وہ کھڑے ہوتے ہیں پوائنٹ آف آرڈر پر متعلقہ اور غیر متعلقہ باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ پوائنٹ کا مطلب ہے پوائنٹ۔ It is not a speech تو جناب اس کو کنٹرول فرمائیں۔

جناب سپیکر: یہ درست ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ ---- غلام عباس۔

جناب عبدالرشید بھٹی (پنجابی تقریر کا اردو ترجمہ): میں پہلی مرتبہ کھڑا ہوا ہوں۔ ذرا مہربانی کرو۔ (مداخلت)۔ مجھے مادری زبان بولنے کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں۔ یہ پنجاب اسمبلی ہے۔ یہ انگریز اسمبلی نہیں۔ کوئی اردو اسمبلی نہیں۔ پنجاب اسمبلی ہے۔ یہاں مادری زبان بولنے کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب' جب تک اس پر میری رولنگ نہیں آ جاتی' آپ اجازت لیں۔ میں آپ کو اجازت دوں گا۔

جناب عبدالرشید بھٹی: جناب' اجازت دے دو۔

جناب سپیکر: اجازت ہے۔

جناب عبدالرشید بھٹی: میں اتنے دنوں سے آ کر اسمبلی کا حال دیکھ رہا ہوں۔ پہلے تو سب دوستوں سے گزارش کروں گا کہ میں بڑا ہی ان پڑھ' جاہل' گنوار' پینڈو آدمی ہوں۔ مجھ سے اگر کوئی گستاخی ہو جائے تو غصہ نہ کریں۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب' پوائنٹ آف آرڈر پر اتنی لمبی بات نہیں ہو سکتی۔ آپ متعلقہ بزنس پر بات کریں۔

جناب عبدالرشید بھٹی: سر مجھے نہ قواعد کا پتا ہے نہ قانون کا پتا ہے۔ مہربانی' میری بات ضرور سن لیں۔ اچھا سر۔ میں اس اسمبلی کو اپنی پنجاب دھرتی کی اسمبلی سمجھتا ہوں ہم پنجاب ماؤں کے پید کیے ہوئے ہیں ہم چاہے مسلم لیگ کے ہوں ہم چاہے پیپلز پارٹی کے ہوں چاہے ہم کسی بھی جماعت کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں ہم سبھی تقریباً پنجابی ماؤں کے دودھ پی کر جوان ہو کر آئے ہیں۔ انہوں نے ہمیں اس لیے نہیں بھیجا کہ ہم وہی انگریز اور انگریز کی بنائی ہوئی اسمبلی' اس کی نشانیاں ----

جناب سپیکر، بھٹی صاحب ' آپ اس پر مہربانی سے ایک قرارداد لائیں ' تحریک استحاق لائیں۔ آپ اس طریقے سے بجٹ اجلاس میں زبان کے مسئلے پر تقریر نہیں کر سکتے ۔

جناب عبدالرشید بھٹی ، میں تقریر نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر جو ہے وہ آج کے بزنس سے تعلق رکھنا چاہیے ۔

جناب عبدالرشید بھٹی ، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری سب کی توہین ہے کہ ہم یہاں اپنی مادری زبان بولنے کی اجازت لیں ہم اپنے گھر میں اجازت کس سے لیں۔ جناب یہ رولنگ دیں کہ اپنی ماں کا نام لینے پر ہوئے ہمارے ہاں کوئی اعتراض نہیں کرے گا۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔ جناب غلام عباس ۔ (قطع کلامیاں)
لگتا ہے کہ آپ غلام عباس صاحب کی تقریر نہیں سننا چاہتے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر' میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج میرے محترم بھائی بھٹی صاحب کی زبان سے یہ بات سن کر کہ یہ نہ اردو اسمبلی ہے' نہ انگریزی اسمبلی ہے' نہ بلوچی اسمبلی ہے' کم از کم یہ خوشی تو ہوئی کہ جو لوگ نعرے لگاتے تھے " بے نظیر' چاروں صوبوں کی زنجیر' آج صوبائی تعصب پر آ گئے ہیں ۔

جناب سپیکر، اس کا کیا تعلق ہے ؟ I rule it out.

میاں عبدالستار ، پوائنٹ آف آرڈر' جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بھٹی صاحب ہمارے بہت محترم اور معزز رکن اسمبلی ہیں انہوں نے دو لفظ کہے کہ وہ گنوار ہیں' جاہل ہیں ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ یہ اسمبلی کا ممبر بننے سے پہلے گنوار اور جاہل ہوں ۔ لیکن اب یہ ہمارے معزز رکن ہیں۔ میری گزارش ہو گی کہ یہ دونوں الفاظ کارروائی سے حذف کیے جائیں ۔

جناب سپیکر، بھٹی صاحب نے یہ لفظ انکساری میں بولے ہیں ۔ سب جانتے ہیں کہ وہ بہت پڑھے لکھے ہیں۔ طالب علم لیڈر تھے۔

جناب ارشد عمران سلہری، پوائنٹ آف آرڈر' جناب سپیکر ! فاضل دوست میرے ساتھ پنجاب یونیورسٹی میں ایم۔ ایس۔ سی میں پڑھتے رہے ہیں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ انہوں نے کیوں اپنے آپ کو۔۔

جناب سپیکر، میں نے بتایا ہے کہ انکسار میں ۔

جناب ارشد عمران سلہری، انھوں نے اپنے آپ کو جاہل اور گنوار کہا ہے۔ یہ پنجاب اسمبلی کے فاضل رکن ہیں۔ میں بھی عبدالستار صاحب کی تائید کرتا ہوں کہ ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، نہیں ۔ نہیں ۔ میں اسے انکسار میں شمار کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ یہ پنجاب کا کلچر ہے کہ ہم ہر بری بات اپنے اوپر لگاتے ہیں جیسے میرے ور گا ہماتر "۔ تو انھوں نے اس طرح کے لہجے میں یہ بات کی ہے ایسی کوئی بات نہیں ۔

خواجہ ریاض محمود ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ بھٹی صاحب ہمارے فاضل رکن ہیں ۔ اس ایوان میں پچھلے سات روز سے بجٹ پیش ہو رہا ہے ۔ میں اس سلسلے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں مثبت رویہ اختیار کرنا چاہیے ۔ اس کا اظہار دونوں طرف سے نہیں ہو رہا ۔ جن لوگوں نے ہمیں منتخب کر کے یہاں بھیجا ہے وہ ہماری طرف بڑے غور سے دیکھ رہے ہیں ' اخبار پڑھ رہے ہیں ' ہماری کار کردگی کا نوٹس لے رہے ہیں ۔

جناب سپیکر، خواجہ صاحب! آپ کے پاس لاؤڈ سپیکر ہے ۔ وہ بہت اچھی طرح سے آپ کی آواز پہنچاتا ہے ۔ آپ اسے موچی دروازہ نہ بنائیے ۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا ۔ بھٹی صاحب بڑی اچھی طرف آ رہے تھے ' وہ بڑی اچھی بات کہنا چاہتے تھے ۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ان کی بات سن لی جائے ۔ میں صرف یہی کہنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر، جناب غلام عباس۔(قطع کلامیاں)

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔ جناب غلام عباس ۔

سید تابش الوری، جناب والا! آپ مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے سے نہیں روک سکتے ۔ آپ تو لوگوں کی ایسی باتیں سن رہے ہیں کہ جو غیر متعلقہ ہیں اور میں متعلقہ بات کرنا چاہتا ہوں تو آپ سننے کے لیے تیار نہیں ۔

جناب سپیکر، آپ بات کریں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! اس طرف سے اس تصحیح کا یہ جواز پیش کیا گیا ہے کہ اس میں محض ٹائپ کی غلطیاں ہیں ---

جناب سپیکر، میں اسے rule out کر چکا ہوں - یہ بات نمٹ چکی ہے - میں اس پر رولنگ دے چکا ہوں' اس پر کوئی بات آگے نہیں چلے گی -(نعرہ ہائے تحسین)
رولنگ ہو چکی ہے - آپ تشریف رکھیں - یہ غلط بات ہے -

سید تابش الوری ، میں نکتہ استحقاق پر ہوں - یہاں غلط بیانی کی گئی ہے - لکھا یہ گیا ہے صفحہ ۱۹۲ "Delete line No.1 starting from جناب لکھا ہے' Delete line No.1- یہ تصحیح نہیں ہے -

جناب سپیکر، آپ بھی میں بھی دونوں پرنٹنگ کو بہت اچھی طرح سے سمجھتے ہیں - ایک پوری سطر بھی دوبارہ چھپ سکتی ہے ' غلط طور پر چھپ سکتی ہے - آپ بال کی کھال کھینچ رہے ہیں - اس پہ رولنگ دی جا چکی ہے - آپ تشریف رکھیں - جناب غلام عباس --- (نعرہ ہائے تحسین)

جناب غلام عباس ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم -

سید تابش الوری، یہ غلط بیانی کی گئی ہے - ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے -

جناب سپیکر، فالتو وقت لے کر آپ استحقاق مجروح کر رہے ہیں -

سید تابش الوری ، چالیس items ہیں - جناب والا! تصحیح کی گئی -

جناب سپیکر، چالیس نہیں - چار چار سو items ہوتی رہی ہیں - اور آپ بھی جانتے ہیں - آپ تشریف رکھیں -

سید تابش الوری، میں آپ کی توجہ دوسری item کی طرف دلانا چاہتا ہوں ---

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں - یہ مسئلہ زیر بحث نہیں ہے - اس پر کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں آسکتا - جناب غلام عباس -

سید تابش الوری، انھوں نے غلط بیانی کی ہے یا اس کی تصدیق کریں ---

جناب سپیکر، یہ مسئلہ نمٹا دیا گیا ہے - اس کو ہاؤس نے قبول کر لیا ہے - جو سپیکر نے رولنگ دے دی ہے کہ یہ تصحیح ہے اور اس کی ضمانت انھوں نے دی ہے - یہ مسئلہ نمٹ چکا ہے - آپ جب تقریر کر رہے ہوں تو یہ باتیں آپ اس میں لائیے گا-

سید تابش الوری، آپ صفحہ نمبر دیکھنا نہیں چاہتے۔

جناب سپیکر، میں فیصلہ دے چکا ہوں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

سید تابش الوری، آپ دستاویزی ثبوت بھی نہیں دیکھنا چاہتے ' آپ سننا بھی نہیں چاہتے ۔ ہم اس صورت حال کو قبول کرنے پر تیار نہیں ۔ ہم واک آؤٹ کرتے ہیں ۔

جناب غلام عباس، شیر بنو شیر ۔ میدان میں رہو ' یہاں بیٹھو ۔ اور حقیقتوں کا سامنا کرو ۔ یہاں پر بیٹھ کر سچائی کو سنو۔

جناب سپیکر، جناب غلام عباس ! آپ مجھے ایڈریس کر سکتے ہیں ۔ آپ انھیں براہ راست ایڈریس نہیں کر سکتے ۔ ہاؤس کے decorum کو maintain کیا جائے ۔

سید تابش الوری، آپ جانب دار ہیں ۔ ہم آپ کے رویے کے خلاف واک آؤٹ کرتے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے اراکین واک آؤٹ کر گئے)

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' وصی ظفر صاحب!

چودھری محمد وصی ظفر :جناب والا! اپوزیشن میں بہت پڑھے لکھے اصحاب موجود ہیں ۔ ان کو علم ہے یہ بھی وکیل صاحب ہیں۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں ۔

جناب سپیکر، وصی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔ ان کے بعد آپ کھڑے ہوں ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب' ان کو علم ہے کہ اگر کسی وزیر نے غلط بیانی کی ہے تو یہ تحریک استحقاق لا سکتے ہیں ۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر استحقاق کا مسئلہ پیش نہیں کر سکتے ۔ اگر انھوں نے غلط بیانی کی ہے تو وہ تحریک استحقاق لے آتے ۔ صرف انھوں نے بھاگنے کا جواز بنایا ہے۔ وہ سچائی کا سامنا نہیں کر سکتے ۔

جناب سپیکر، میں نے ان سے کہا ہے کہ وہ اپنی یہ بات تحریک میں لا سکتے ہیں ۔ اب اس کا فیصلہ ہو گیا ہے ۔ تو اب اس کے فیصلے کے بعد یہ غلط بات ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر، انھوں نے صرف بہانہ بنایا ہے کہ سچائی کا سامنا نہ کریں ۔

جناب سپیکر، جناب ظفر علی شاہ۔

سید ظفر علی شاہ۔ جناب والا! اپوزیشن کے واک آؤٹ کے بعد میں جناب کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ پیشتر اس کے کہ اجلاس کی قانونی کارروائی شروع ہو اس کا کورم دیکھ لیا جائے۔ کورم پورا نہیں ہے لہذا کارروائی آگے نہیں چل سکتی۔

جناب سپیکر۔ سیکرٹری صاحب گنتی کی جائے۔۔۔۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) ایوان میں 62 ممبران موجود ہیں لہذا کورم پورا ہے۔۔۔۔غلام عباس صاحب! تقریر فرمائیں۔

میاں منظور احمد موہل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ بات ریکارڈ پر لانے کے لیے کھڑا ہوا ہوں۔ مجھے یہ نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ تابش الوری صاحب جو نہایت پرانے اور اچھے پارلیمینٹیرین ہیں، جس طرح آج انہوں نے مظاہرہ کیا ہے یعنی سپیکر کی رولنگ کے بعد وہ متواتر اس بات پر بضد رہے کہ انہوں نے سپیکر کی بات کو نہیں مانا۔ جبکہ سپیکر کی جو بھی رولنگ ہو وہ فائنل ہوتی ہے۔ جب وہ رولنگ دے چکے ہوتے ہیں تو ایک اچھے پارلیمینٹیرین کا یہ استحقاق ہوتا ہے اس کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ فوراً اپنی سیٹ پر بیٹھ جائے۔ لیکن آج جو مظاہرہ انہوں نے کیا ہے وہ قابل مذمت ہے۔ میں اس کی مذمت کرتا ہوں کہ اپوزیشن نے بغیر کچھ دیکھے بھالے اس طرح سے بات کی ہے کہ جیسے وہ یہ کھیل کھیلنا نہیں چاہتے ہیں۔ جس طرح کہ یہاں کہا گیا ہے کہ پنجاب کے عوام ہماری طرف دیکھ رہے ہیں وہ اپنی امیدیں پوری کرنا چاہتے ہیں کہ یہ ہمارے نمائندے وہاں جا کر ہمارے لیے کیا کرتے ہیں۔ لیکن انہوں نے جس بات کا مظاہرہ کیا ہے وہ میں بطور خاص پریس کی خدمت میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ اس کو وہ آج بیان کریں کہ جس طرح انہوں نے آج کی کارروائی میں رکاوٹ پیدا کی ہے۔

میزانیہ بابت 94-1993ء پر بحث

جناب سپیکر۔ تشریف رکھیں۔۔۔۔غلام عباس صاحب!

جناب غلام عباس۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھی روایت ہے کہ اگر کوئی غلطی انسان سے کہیں بھی ہو جائے تو اس کی تصحیح کر لی جائے۔ ہمارے معزز ممبران جو کہ حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں وہ یقیناً اس بات کے عادی نہیں ہیں کہ وہ اپنی تصحیح کریں اور

نہ کوئی اور اپنی تصحیح کرے ۔ اور اسی بات کا انہوں نے آج عملی مظاہرہ کیا ہے ۔

جناب والا! آج 16 سالہ دور حکومت کے بعد جو صورت حال میرے ملک میں پیدا ہوئی ہے اس کو مدنظر رکھا جائے تو آج میرے ملک میں روزانہ 12 ہزار بچے پیدا ہوں گے ۔ 2 ہزار بچے ایک سال کی عمر سے پہلے مر جائیں گے ۔ ان میں سے 22 فی صد پرائمری سکول تک پہنچ سکیں گے اور 15 فی صد کو سیوریج کی سہولتیں میسر ہیں۔ یہ ہے آج کی میرے ملک کی صورت حال جس پر محترم قائد حزب اختلاف یہ بیان فرما رہے تھے کہ میاں نواز شریف کی حکومت میں ہم نے بے پناہ ترقی کی ۔ ہم نے ملک کو مستحکم کیا۔ تو استحکام یہ ہے کہ آج شہروں کی چمچماتی ہوئی سڑکوں پر شہروں میں جو صورت حال ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ گزشتہ 16 سال میں ہمارا پورے کا پورا قومی بجٹ لاہور کی رائے ونڈ روڈ پر' مال روڈ پر اور نہروں کے دورانیوں پر خرچ کیا گیا ۔

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر: جی

وزیر قانون: جناب والا! میں فاضل رکن کی تقریر میں مداخلت نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کے بغیر ایوان کی کارروائی بے شک چل رہی ہے لیکن ایوان مکمل نہیں ہوتا ۔ اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ ریاض فتیانہ صاحب اور جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب اور کسی ایک اور ممبر سے کہا جائے کہ وہ جا کر اپوزیشن کو منا کر لائیں ۔ ہم انہیں ایوان کے اندر دیکھنا بھی چاہتے ہیں اور سننا بھی چاہتے ہیں ۔

جناب سپیکر: اجازت ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔ شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں ۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں بالکل وزیر قانون کی رائے سے متفق ہوں مگر ایک بات میں اس ہاؤس کے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ چاہے حزب اختلاف ہو' چاہے حزب اقتدار' کوئی بھی' ممبر اس طریقے سے اپنی مرضی مسلط نہیں کر سکتا ۔ جناب تابش الوری نے جو آج مظاہرہ کیا ہے حالانکہ وہ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ آپ نے ایک دفعہ نہیں کئی مرتبہ ان کو کہا ہے ۔ چونکہ ہمارے وزیر قانون

نے یہ کہا ہے مگر آئندہ ان کو اس بات کا بھی نوٹس لینا چاہیے کہ اگر کوئی ممبر صرف اپنی مرضی مسلط کرنے کے لیے واک آؤٹ کرتا ہے تو پھر ہاؤس میں سے کسی کو اسے منانے کے لیے نہیں جانا چاہیے ۔ پھر انہیں اپنی سزا بھگتنی چاہیے اور لوگوں پر یہ بھی عیاں ہونا چاہیے کہ وہ واقعی اس ہاؤس کی کارروائی میں حصہ لینا چاہتے ہیں یا اخباروں میں اپنی شہ سرخیاں لگوا کر prominence چاہتے ہیں ۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! یہ ہاؤس پنجاب کے عوام نے منتخب کیا ہے وہ آپ کو بھی دیکھ رہے ہیں اور انہیں بھی دیکھ رہے ہیں ۔ جو ہاؤس کی کارروائی کو آگے بڑھانے کا عوام کی خوشحالی اور پنجاب کے مسائل کے حل کے لیے قانون سازی میں مدد دے گا اس کا بھی پتا چل جائے گا اور جو محض رکاوٹ ڈالے گا اس کا بھی پتا چل جائے گا ۔ آپ کا بھی پتا چل جائے گا' ان کا بھی پتا چل جائے گا ۔ سب کے لیے یہی بہتر ہے کہ ہاؤس کی کارروائی کو با معنی بنانے کے لیے باہم تعاون کیا جائے ۔ یہ جو پوائنٹ آف آرڈر کا مسئلہ بن چکا ہے اس پر توجہ دی جائے ۔ بجٹ جیسی سنجیدہ بحث کو صرف خشک چٹکلوں پر مشتمل نہیں ہونا چاہیے ۔ یہ بات پریس بھی نوٹ کر رہا ہے ' عوام بھی نوٹ کر رہے ہیں اور تاریخ بھی نوٹ کر رہی ہے ۔ آگے بڑھیے۔۔۔۔۔ جی غلام عباس صاحب!

جناب غلام عباس : جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ 12 ہزار پیدا ہونے والے بچوں میں سے صرف 25 فی صد بچے پرائمری سکول تک پہنچتے ہیں ۔ تو ماضی کے وہ تمام میزانیے جو پنجاب کی اسمبلی میں پیش کیے گئے یہ ان کا ایک تنقیدی جائزہ ہے ۔ کہ 5 فی صد بچے ان لوگوں کے بچے ہوتے ہیں جو کہ محنت کش ہیں ' مزدور ہیں ' کسان ہیں ' جو بیروزگار ہیں۔ یہاں ہمارے ملک میں ہمیں افسوس سے یہ کہنا پڑے گا کہ یہ سب کچھ نہیں کیا گیا جو کہ غریبوں کی بستیوں کے لیے ہونا چاہیے تھا اور آج بھی یہی صورت حال ہے اور محترم قائد حزب اختلاف کل جو تقریر فرما رہے تھے زیادہ بہتر ہوتا کہ وہ اپنی تقریر کو الٹا پڑھ لیتے تو ان کو آئینے میں اپنا چہرہ نظر آ جاتا گویا مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا ' اعداد و شمار پہلے آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ جب 1977ء میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت ختم کی گئی تو اس کے بعد 1977ء کے سال میں یہاں پر صرف 206 ہیروئن کے مریض رجسٹرڈ ہوئے تھے ۔

رانا محمد اقبال خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس وقت ہاؤس میں کورم پورا نہیں ہے ۔ میری گزارش ہے کہ جب تک کورم پورا نہ ہو تو اسمبلی کی کارروائی نہیں چلائی جا سکتی ۔

جناب سپیکر، گنتی کی جائے ----- (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)۔

ملک سجاد حسین جوئیہ، جناب سپیکر! صاحب موصوف اپنی سیٹ پر نہیں ہیں جنہوں نے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا ہے۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں کر سکتے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر اپنی نشست پر تشریف لے گئے) (قہقہے)---(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، جی جانسن مائیکل صاحب!

جناب جانسن مائیکل، جناب سپیکر! اس وقت ہمارے دو ممبر اپوزیشن کو منانے کے لیے گئے ہیں لہذا ان کو بھی گنتی میں شامل کر لیا جائے ۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! ہاؤس میں جو ارکان اس وقت موجود ہوں گے ان کے مطابق ہی کورم دیکھا جائے گا نہ کہ یہ کہ جو آدمی باہر ہیں یا جو ہمارے معزز ممبران باہر ہیں ان کو بھی شمار کر لیا جائے ۔

جناب سپیکر، ہاؤس میں 64 ممبران موجود ہیں ۔ کارروائی جاری رکھی جائے اور آئندہ جو حضرات بلاوجہ کورم point out کریں گے ان کو ہاؤس میں ضبط کر لیا جائے گا ۔ ان کو پھر واپس نہیں جانے دیا جائے گا۔ (قہقہے) ------ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب عبدالرشید بھٹی ، جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی گزارش کرنی چاہوں گا ۔

جناب سپیکر، جی آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب عبدالرشید بھٹی ، جناب پتا نہیں ۔ مجھے اس کا پتا نہیں ۔ (قہقہے)

جناب یہ قانون جو ہیں اس کے قاعدے جو ہیں ' میں دیکھ رہا ہوں کہ سوائے وقت ضائع کرنے کے اور کسی مقصد کے لیے یہ ادارہ نہیں بنایا گیا ۔ یہ جتنے آرڈر ' پوائنٹ آف آرڈر ' فلاں آرڈر یہ سب ہماری بربادی کے مظہر ہیں ۔ یہ انگریزوں نے بنائے تھے جب تک ہم ان قوانین کو نہیں بدلیں گے ہمیں اسمبلی میں بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ کبھی کوئی اٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ جی پوائنٹ آف آرڈر' کوئی کام کی بات ہم نے پنجاب کے لوگوں کے لیے کی ؟ کیا پنجاب کی اسمبلی اس طرح چلتی ہے ؟ ہمارے دیہات ہیں ' چھوٹی چھوٹی پنچایتیں ہیں وہاں کسی کو پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے کی جرات نہیں ہوتی ۔ یہاں علیحدہ ہی پوائنٹ آف آرڈر ہوا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

جناب عبدالرشید بھٹی: جناب! میری بات سنیں۔ اس قانون کو بدلیں ۔ آپ کی بڑی مہربانی ۔ سب سے پوچھ لیں اور مسئلہ حل کریں ۔

جناب سپیکر، قانون کو بھی آپ نے ہی بدلنا ہے ۔ آپ سنجیدہ ہو جائیں گے تو قوانین بھی بدل جائیں گے ۔ اس لیے جب تک آپ کا رویہ سنجیدہ نہیں ہوتا یہ قانون آپ کو خود مات دے گا۔ آپ اس کو بدل ڈالیے ۔ آپ اس لیے تو منتخب ہو کر آئے ہیں ۔ جناب غلام عباس

جناب غلام عباس : جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ 1977ء کے سال میں جمہوری حکومت کے خاتمے کے بعد صرف 206 مریض ہمارے ملک میں ہیروئن پر رجسٹرڈ ہوئے ۔ اب جبکہ 93-1992ء میں 20 لاکھ مریض ہیروئن کے عادی ہو چکے ہیں۔ 1997ء میں صرف 206 اور جناب نواز شریف اور ان کے روحانی پیشوا کے دور حکومت میں اس دھرتی پر 20 لاکھ انسان ہیروئن کے مریض بنے ہیں ۔ اس بات کا بھی ہمیں اندازہ کرنا چاہیے کہ وہ کون سے depressions ہیں وہ کون سی وجوہات ہیں کہ یہاں پر انسان خودکشی کی طرف چل پڑا ۔ وہ کون سے درندے ہیں جنہوں نے انسانیت کو اس طریقے سے برباد کیا اور آپ نے وہ سکاؤٹ فلم بھی پاکستان ٹیلی ویژن پر دیکھی ہو گی کہ اس سکاؤٹ کو جب گرفتار کیا گیا تو اس نے کہا کہ ضیاء الحق صاحب کی بیگم مجھے اپنی گاڑی میں بٹھا کر ہیروئن کے ساتھ جہاز پر سوار کیا کرتی تھی اور یہ اس کی ایکسپورٹ کی صورت حال ہے۔ اس ہیروئن کا نام جو کہ اس سے پہلے ہم نے کبھی نہیں سنا تھا موصوف قائد حزب اختلاف کے بڑے بھائی صاحب اور ان کے روحانی پیشوا کے دور حکومت میں یہ ہمارے ملک میں introduce کی گئی ۔ آج یہ بہت خوش نصیبی ہوتی ہمارے ملک و قوم کی کہ وہ یہاں بیٹھتے اور حقائق کو face کرتے مگر نہ تو وہ حقائق کو جاننا چاہتے ہیں اور نہ ہی حقائق کو face کر سکتے ہیں اس لیے کہ ان کے پاس کہنے کے سوا کچھ نہیں ہے اور ہمارے پاس کہنے کو بہت کچھ ہے۔ دکھانے کو زخم بہت ہیں ۔ ناسور بہت ہیں مگر یہ فضا اور یہ گھٹا گھٹا سا ماحول اور یہ ضبط کی تعزیریں ہماری زبان کو روک لیتی ہیں اور دل پکار اٹھتا ہے ۔

ابھی نہ چھیڑ محبت کے گیت اے مطلوب
ابھی حیات کا ماحول خوشگوار نہیں

جناب والا! آج بہانہ بنا کر یہاں سے نکالا گیا ۔ قائد حزب اختلاف کل اپنی تقریر کے فوراً

بعد یہاں سے چلے گئے اور وہ یہاں پر کوریا کے انقلاب کی بات کرتے رہے ۔ وہ کوریا جس کو اس وقت establish کیا گیا جب ویت نام کے عوام نے فتح حاصل کی اور صرف کوریا کو ہی establish نہیں کیا گیا ' ملائشیا کو بھی establish کیا گیا' لاؤس کو بھی کیا گیا اور اس کے بعد وہاں پر دوسرے خطوں کو بھی کیا گیا اور جنرل میکارتھو کو وہاں بھیجا گیا اور 320 ارب ڈالر اس وقت وہاں خرچ کئے گئے کہ وہاں پر ایک ایسا صنعتی طریقہ کار اختیار کیا جائے جس سے عوامی انقلاب کو روکا جائے اور آج جس کوریا پر قائد حزب اختلاف فخر کر رہے تھے اس کوریا کی صورت حال یہ ہے کہ اس کوریا میں سب سے زیادہ دنیا میں خود سوزی کی تحریکیں ہیں اور کوریا کی لاؤس کی جو سیون یونیورسٹی ہے وہاں پر تین طالب علم ہر روز خود سوزی کرتے ہیں اور آج کے اس مہذب ایوان میں قائد حزب اختلاف نے یہ کہہ کر اس بات کا اقرار کیا ہے کہ پاکستان میں جمہوری تحریکوں میں وقت ضائع ہوا ہے ۔ میرے پاس ان کی تقریر کے ٹیکسٹ موجود ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ تحریکیں وقت ضائع کرتی ہیں ۔ جناب والا! یہ ان کے لیے بہت painful ہے کہ تحریکوں سے تو جمہوریت آئی ہے ۔ وہ تو تحریکوں کو کچلتے رہے ہیں ' وہ تو عوام کو مارتے رہے ہیں۔ وہ تو عوام کو تباہ کرتے رہے ہیں' وہ تو صحافیوں پر کوڑے برساتے رہے ہیں' وہ تو صحافیوں کو شاہی قلعہ میں لے جاتے رہے ہیں' وہ تو دانشوروں کو ملک بدر کرتے رہے ہیں وہ تو طالب علموں کو نکالتے رہے ہیں۔ وہ تو بیٹیوں کو شاہی قلعوں میں لے جاتے رہے ہیں ۔ وہ طالب علموں کا قتل عام کرتے رہے ہیں' وہ تو طالب علم تنظیموں پر پابندیاں لگاتے رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) انہوں نے یونینوں پر پابندیاں لگائیں۔ انہوں نے طالب علموں کی تحریکوں پر پابندیاں لگائیں ۔ انہوں نے طالب علموں کی تنظیموں پر پابندیاں لگائیں۔ تنظیموں پر پابندیاں اس لیے لگائی گئیں کہ طلباء تنظیموں سے مڈل کلاس کی لیڈر شپ پیدا ہوتی ہے ۔ لوئر کلاس کی لیڈر شپ پیدا ہوتی ہے ۔ طلباء تنظیموں میں طلباء کو یہ شعور دیا جاتا ہے کہ جمہوریت کو کس طریقے سے چلایا جاتا ہے اور اس شعور سے عاری لوگ اس بات کو سننے کے عادی نہیں ہیں' اگر عادی ہوتے تو آج کے مہذب ایوان میں تشریف رکھتے اور اپنی بات سنتے اور ہمیں بات کرنے کا موقع دیتے مگر آج کیسے یہاں بیٹھیں کہ ان کی حکومت کی موجودگی میں جب یہاں پر جونیجو صاحب کی حکومت تھی میاں صاحب ان کے ساتھ تھے تو اوجڑی کیمپ کا سانحہ ہوا۔ اوجڑی کیمپ میں دھماکے ہوئے۔ ہزاروں کی تعداد میں بچے یتیم ہوئے۔ ہزاروں کی تعداد میں بیٹیاں گم ہوگئیں اور اوجڑی کیمپ کی واردات کی اطلاع تمام سفارت خانوں میں

دے دی گئی ۔ تمام سفارت کاروں کو یہ کہہ دیا گیا کہ آپ صبح دفتر مت آئیں۔ مگر قوم کی بیٹیوں کو نہیں کہا گیا کہ آپ اپنے سکول میں مت جائیں قوم کے بچوں کو یہ نہیں کہا گیا کہ آپ اپنے سکول میں مت جائیں۔ قوم کے نوجوانوں سے یہ نہیں کہا گیا کہ آپ اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں مگر قوم کو اندھیرے میں رکھ کر جب اوجڑی کیمپ کا واقعہ کیا گیا' لوگوں کے چیتھڑے اڑائے گئے اور بموں کے دھماکے ہوئے تو اس وقت کا ڈکٹیٹر یہ کہتا تھا کہ ابھی تو یہ شروعات ہیں یہ اخبارات کے تراشے ہیں۔ یہ ان کی تقاریر کا حصہ تھا تو میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ خدا کرے وقت آئے اے ضیاء الحق کہ تمہارے چیتھڑے بھی اسی طرح سے اڑیں اور تمہاری ماؤں اور بہنوں کو بھی پتے چلے کہ غریبوں کے چیتھڑے کس طرح اڑتے ہیں ۔ (تالیاں)۔

جناب والا! جب وہ حکومت ختم ہوئی اور حکومت اسی پوائنٹ پر ختم ہوئی اور محمد خان جونیجو (مرحوم) کی سربراہی میں جو تفتیش کمیٹی بنائی گئی وہ ایک رپورٹ لائی اور اس حکومت کو ختم کیا گیا اور جب وہ حکومت ختم ہوئی اور وہ ختم اس لیے کی گئی' بہانہ یہ تھا کہ ڈاکو' ہیں لٹیرے ہیں' بدمعاش ہیں' ملک کا سرمایہ لے گئے ہیں مگر حقیقت یہ تھی کہ ان کے چہرے ننگے ہونے والے تھے اور جب وہ ختم ہوئی پھر اس کے بعد کیا ہوا؟ یہی میاں نواز شریف صاحب اپنے محسن کو داغ مفارقت دے کر اس کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم جمہوریت کے چیمپئن ہیں ہم لوٹے نہیں ہیں کیا یہ لوٹے کا کردار نہیں تھا کہ جونیجو کو چھوڑ کر ضیاء الحق کی گود میں بیٹھا اور وہ اس حکومت سے چلا گیا تو یہ وہ صورت حال تھی جس میں یہ لوگ برسر اقتدار رہے اور آج پھر وہ یہاں نہیں بیٹھتے اس لیے کہ انہیں پتا ہے کہ کیا ہونے والا ہے اور ہمارے چہرے عوام کے سامنے ننگے ہونے والے ہیں انہوں نے 16 سالوں میں کیا نہیں کیا ۔ کیا نہیں ہوا۔ آج ڈرگ مافیا کا یہ حال ہے کہ آج ڈرگ مافیا کی رقم156 ارب ڈالر ہے اور ملک کی سیاہ معیشت کل معیشت کا 87 فی صد ڈرگ مافیا کا حصہ ہے ۔ پاکستان کی سب سے بڑی معیشت ڈرگ مافیا کو بنا دیا گیا ہے اور آج ڈرگ مافیا پیدا کرنے والے ڈرگ مافیا کے طور پر یہاں آئے ہیں۔ آج یہ کہتے ہیں کہ لوگوں کے پاس پیسہ کہاں سے آیا ان کے الیکشن پر ڈرگ مافیا نے سارا پیسہ خرچ کیا اور ان کے پچھلے 16 سالوں میں مجموعی داخلی پیداوار جی ۔ ڈی ۔ پی صرف 15 فی صد رہی۔ جناب میاں صاحب یہاں کھڑے ہو کر کہہ رہے تھے "نواز شریف کی حکومت ۔ نواز شریف کی حکومت"۔ وہ یہاں پر فرما رہے تھے -----

جناب سپیکر: نقل نہ اتاریں۔

جناب غلام عباس: تو جناب ۱۵ فیصد صرف جی۔ ڈی۔ پی تھا اور 1990ء میں قومی ترقی کی شرح صرف 6.4 فی صد تھی۔ جب محترمہ بے نظیر کی حکومت ختم ہوئی تو قومی ترقی کی شرح 6.4 فیصد تھی اور جب میاں نواز شریف کی حکومت ختم ہوئی تو یہ صرف 3 فی صد تھی۔

جناب والا یہ آج privatization کی بات کرتے ہیں کہ ہم نے privatization کی اور جناب بھٹو کی nationalization کی مخالفت کرتے ہیں۔ میں اس بحث میں نہیں جاتا مگر میں یہ ضرور بتاؤں گا کہ 57 صنعتیں صرف 9 ارب روپے میں فروخت کی گئیں جبکہ ان کی bid ایک سو ارب روپے کی تھی۔ لوگ ان صنعتوں کو ایک سو ارب روپے میں خریدنا چاہتے تھے۔ ان میں مسلم کمرشل بنک صرف 87 کروڑ روپے میں فروخت کیا گیا اور میاں منشا اور ان کے دوسرے دوستوں نے صرف 37 کروڑ روپیہ اپنی جیبوں میں سے دیا باقی دوسرے بنکوں میں سے میاں صاحب نے انہیں قرضہ لے کر دیا جبکہ اس کے صرف کراچی کے دفتر کی قیمت اڑھائی ارب روپیہ ہے اور کہتے ہیں کہ ہم رشوت کے خلاف جنگ کر رہے ہیں تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب ایم۔ سی۔ بی بیچا گیا جب میاں منشا نے اس کا اقتدار سنبھالا تو چند ہی دنوں میں میاں نواز شریف نے 15 ہزار روپے کا ایک اکاؤنٹ کھولا اور پھر دوسرا اکاؤنٹ 15 ہزار روپے کا کھولا اور ایک ہی دن میں تیس تیس کروڑ روپے دونوں اکاؤنٹ کے against انہوں نے قرضے کے طور پر وہاں سے وصول کئے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ وہ کونسا قانون ہے کہ ایک دن میں تیس کروڑ روپے کا قرضہ پندرہ ہزار روپے کے اکاؤنٹ پر ہو جائے اور آج وہ کہتے ہیں کہ جناب ہم تو بڑے pious ہیں میں تو یہی کہوں گا کہ۔

اتنی نہ بڑھا پاکئی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں نے یہ ساری بات رشوت کی صورت حال پر کی آج یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی معیشت کو بہت مضبوط کیا۔ جب جناب ذوالفقار علی بھٹو شہید کی حکومت ختم کی گئی اس وقت ڈالر کی قیمت صرف 4 روپے تھی اور آج ڈالر کی قیمت 32 روپے ہے اور یہ سارے ان کے شاہکار ہیں اور 1990ء میں جب محترمہ کی حکومت ختم ہوئی تو اس وقت بیرونی قرضہ 14.1 ارب ڈالر تھا اور جب میاں

صاحب کی حکومت ختم ہوئی تو آج 1993ء میں 27.2 ارب ڈالر بیرونی قرضے میرے ملک پر واجب الا دا ہیں اور افراط زر کی یہ پوزیشن ہے جب محترمہ کی حکومت ختم ہوئی تو 6.7 فی صد افراط زر تھا اور جب میاں صاحب کی حکومت ختم ہوئی تو 15 فی صد افراط زر اس ملک میں موجود ہے اور بے روزگار انسانوں میں سالانہ 10 لاکھ کا اضافہ ہو رہا ہے اور یہ اس لیے ہو رہا ہے کہ پورے 16 سالوں میں صرف ایک بات کی طرف توجہ دی گئی کہ آمریت کی حمایت کون کرتا ہے آمریت کے ساتھ کون چلتا ہے؟ جناب والا! کون ایسا شخص ہے جو جمہوریت کی بات نہیں کرے گا کون ہے جو جمہوریت زندہ باد نہیں کہے گا؟ کون ہے جو صحافت کی آزادی کی بات نہیں کرے گا؟ یہ صحافت کی آزادی کی بات کرتے ہیں کہ لانگ مارچ میں انہوں نے راشد بٹ اور اسد میر بھٹی جو مساوات کے صحافی تھے ان دونوں کو اڈیالہ جیل میں بند کیا اور دونوں پر تشدد کیا اور یہ اسی لانگ مارچ میں کیا گیا۔یہ جمہوریت کی بات کرتے ہیں کہ محترمہ بے نظیر بھٹو کے سر پر قذافی سٹیڈیم میں ڈانگیں ماری گئیں ان کا سر پھوڑ دیا گیا ۔ یہ جمہوریت کی بات کرتے ہیں کہ انہوں نے بیگم صاحب کی گاڑی پر فائرنگ کی اور ایک سرکاری اہلکار ان ہی کی فائرنگ سے مارا گیا اور آج یہ کہتے ہیں کہ ہم جمہوریت پسند ہیں۔ ان کی جمہوریت یہ ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو کو شہید کیا گیا اور ذوالفقار علی بھٹو کا لاشہ باہر رکھا گیا اور شہید کی بیٹی سے یہ کہا گیا کہ اگر تم اپنے باپ کا لاشہ دیکھنا چاہتی ہو تو پھر تمہیں ضیاء الحق زندہ باد کہنا پڑے گا ورنہ تم اپنے باپ کی لاش نہیں دیکھ سکتی۔ تو ہم اپنی قائد کو سلام پیش کرتے ہیں کیونکہ اس نے کہا کہ میں ضیاء الحق زندہ باد کہنے کی قیمت پر اپنے باپ کی لاش کو نہیں دیکھنا چاہتی۔ (تالیاں) تو یہ ان کی انسانیت ہے ان کی یہ اخلاقیات ہے۔ کہ باپ کی لاش کی موجودگی میں بیٹی کو جیل میں رکھا اور اسے دفن کرنے کی بھی اجازت نہیں ملی جبکہ ملک میں بڑے بڑے ڈاکوؤں اور بدمعاشوں کو پیرول پر رہائی ملتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ تم اپنے والدین کو دفن کر سکتے ہو۔ ان کو وہاں لے جا سکتے ہو ۔

جناب والا! یہاں پر ییلو کیپ کی بات کی گئی کہ انہوں نے 73 ہزار ییلو کیپ دی ہیں۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں اگر وہ آج یہاں ہوتے تو میں ان سے ضرور پوچھتا مگر میں آپ کی وساطت سے پوچھ رہا ہوں کہ اس 73 ہزار میں سے کتنی گاڑیاں ایسی ہیں جو اصل ڈرائیوروں کو دی ہیں۔ ان کے اپنے ایم ۔ این ۔ اے اور ایم ۔ پی ۔ اے ، ان کے لیڈروں نے ، ان کے سرمایہ کاروں نے ، ان کے دہشت گردوں نے ، ان کے ڈرگ مافیا کے ایجنٹوں نے پچاس ، پچاس سو گاڑیاں ایک ایک شخص نے خریدیں ہیں اور

آج بنکوں کا یہ حال ہے کہ ییلو کیب پر ایک ارب ڈالر خرچ کیا گیا ہے اور ایک ارب ڈالر میں سے قسط کا کوئی پیسہ نہیں پہنچ رہا اور یہ وہ لوگ نہیں پہنچا رہے جنہوں نے پچاس ' پچاس ' سو ' سو گاڑیاں لے رکھی ہیں اور سازش کے تحت یہ صرف دو بنکوں میں سے نکلوانے گئے جو حبیب بنک اور یو ۔ بی ۔ ایل ہیں اور سازش کے تحت حبیب اور یو ۔ بی ۔ ایل کو دیوالیہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ ان بنکوں کو بھی اونے پونے کوڑیوں کے بھاؤ خریدیں ۔ اسی لیے یہ سکیم کی گئی ۔ اگر ان کی اچھی نیت ہوتی تو ان پر یہ پابندی ہوتی کہ ایک شخص کو ایک سے زیادہ گاڑی نہیں دی جا سکتی ۔ مجھے یہ بتائیں کہ کیا یہ غریبوں کا مسئلہ ہے ۔ کیا کوئی غریب پچاس گاڑیاں خریدے گا کیا غریب آدمی سو گاڑیاں خریدے گا؟ کیا غریب آدمی ۱۵۰ گاڑیاں خریدے گا ؟ یہ صرف انہوں نے اپنے ان سرمایہ دار ایجنٹوں کو ' ان لٹیروں کو shield کرنے کے لیے قومی سرمایہ اور قومی بنکوں کو برباد کیا ہے اور جناب والا! میاں صاحب کے دور حکومت میں بیرونی سرمایہ کاری کی شرح منفی تین فیصد رہی اور نواز شریف کے قرضوں کی پالیسی کی وجہ سے آج ہمیں اپنے کل بجٹ کا ۴۷ فیصد قرضوں کی ادائیگی سروسنگ کے طور پر دینی پڑ رہی ہے ۔ آج وہ کہتے ہیں کہ ہمارا ضیاء الحق کے دور سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ ہماری حکومت ساڑھے سات سال سے ہے اور ہماری حکومت سولہ سال کی نہیں ہے ۔ جناب والا! میں ان سے یہ گزارش کروں گا جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارا سولہ سالہ دور حکومت نہیں ہے اور single party claim کر رہے ہیں مجھے بتایا جائے کہ اگر آپ کا سولہ سالہ دور حکومت نہیں ہے تو پھر میاں نواز شریف نے ابھی پچھلی برسی پر ضیاء الحق کے مزار پر کھڑے ہو کر یہ کیوں کہا تھا کہ میں ضیاء الحق کے مشن کو آگے بڑھاؤں گا ۔ میں اس کو استاد مانتا ہوں ' میں اس کو پیشوا مانتا ہوں۔ ضیاء الحق کو پیشوا ماننے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس ملک میں آمریت لانا چاہتے ہیں وہ اس ملک میں مارشل لاء لانا چاہتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ میاں شہباز شریف نے سچ کہہ دیا کہ کوریا کی طرز حکومت ہو ۔ کوریا میں بھی نیم آمریت ہے اور جناب والا! اسی ساری صورت حال سے ہم گزر رہے ہیں ۔ ان کے دور حکومت میں کوئی ڈیم نہیں بنا بلکہ کالا باغ ڈیم کے مسئلہ پر ایک ہی کمرے میں مٹی گھول دی ۔ چاروں چیف منسٹر بیٹھتے تھے اور باہر نکل کر ایک کہتا تھا کہ کالا باغ ڈیم بنے تو دوسرا کہتا تھا کہ کالا باغ ڈیم میری لاش کے اوپر بنے گا تیسرا کہتا تھا کہ ہم اس پر مصالحت کریں گے اور چوتھا کہتا تھا کہ مصالحت نہیں ہو گی یہ ڈرامے تھے اسی وجہ سے کوئی ڈیم نہ بن سکا۔ انہوں نے صرف اپنے پیٹ بھرے ' اپنی فیکٹریوں میں اضافہ ہوا اتفاق فونڈریوں میں اضافہ ہوا۔

میاں نواز شریف کے دور حکومت کے صرف ایک سال میں ٹیکسٹائل کی انڈسٹری کو لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے پانچ سو ملین ڈالر کا خسارہ ہوا اور اگر ان کو نظر آ رہا ہوتا تو اس پر وہ ضرور توجہ دیتے۔ ان کا تعلیم پر خرچ صرف 1.3 فی صد ہے ۔ کل وہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے تعلیم پر بہت خرچ کیا ۔ تعلیم پر 1.3 فی صد انہوں نے خرچ کیا اور صحت اور علاج پر 0.7 فیصد کیا۔ جناب والا! میں اسی کے ساتھ کچھ باتیں کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ جس حوالے سے یہ ہوا اور جو کچھ یہاں ہوتا رہا اور جس طریقے سے انہوں نے اس پورے ملک کو لوٹا ہے ۔ اس لوٹ مار کا بھی حساب ہونا چاہیے ۔ یہ قرارداد پاس ہونی چاہیے کہ فوری طور پر تاج کمپنی اور کوآپریٹو کے متاثرین کہ جن کا سرمایہ لوٹا گیا ہے وہ فوری طور پر واپس کروایا جائے ۔ کوآپریٹو بنکوں کی لوٹی ہوئی رقم جو ان کے پاس ہے ' میں کہتا ہوں کسی کے پاس بھی ہے ' تاج کمپنی اور کوآپریٹو اداروں سے غریبوں ' بے بسوں ' بیواؤں ' یتیموں ' بے سہاروں اور پینشنروں کی رقم کو واپس دلایا جائے ۔ خواہ ان کی جائیدادیں ہمیں نیلام کرنی پڑیں مگر ان کو عوام کا پیسہ واپس دینا ہو گا ۔ آج یہ غلام حیدر وائیں کی بات کرتے ہیں ۔ میں کہوں گا کہ غلام حیدر وائیں کی حکومت ختم ہو گئی ۔ ان کو قتل کر دیا گیا' انہیں شہید کیا گیا ۔ ہم انہیں شہید بھی کہہ دیتے ہیں ۔ ہمیں بہت افسوس ہے لیکن ہم یہ کہیں گے کہ وائیں صاحب کے بارے میں روز اخبارات میں آ رہا ہے مگر مجھے بتایا جائے کہ جنرل آصف نواز کے بارے میں اخبارات میں کیوں نہیں آتا ؟ علامہ احسان الہیٰ ظہیر کے بارے میں کیوں نہیں آتا' ملک ظفر علی کے بارے میں کیوں نہیں آیا' کرشن نگر کے ان سات شہیدوں ' عورتوں اور بچوں کے بارے میں کیوں نہیں آ رہا جن کے بارے میں اس وقت کے وزیر اعظم نے کہا تھا کہ سات دن کے اندر اندر قاتل گرفتار کیے جائیں ؟ ان کے بارے میں بات کیوں نہیں کی جا رہی ؟ ۴۸ گھنٹوں کا نوٹس دیا تھا مگر ان کے بارے میں آج کوئی بات نہیں کرتا ۔ کیا ہم ان لوگوں کے بارے میں کہ جن کا کوئی آدمی یہاں نہیں ہے ' جن کا بولنے والا کوئی نہیں ہے کیا ان کے ساتھ ہونے والے ظلم اور زیادتیوں کو اسی طرح ہم فراموش کر دیں گے ؟ میری یہ گزارش ہے کہ آپ میری ان باتوں کی طرف توجہ فرمائیں اور ہم آپ سے امید رکھیں گے کہ آپ جلد از جلد ایک ایسا ماحول پیدا کریں۔ انشاء اللہ ہمارے اپوزیشن کے معزز ممبران کو آہستہ آہستہ سچ سننے کی عادت پڑ جائے گی۔ اور ہماری دعا ہے کہ ان کے اندر حوصلہ ہو کہ وہ مخالف بات بھی سنیں ۔ بہت مہربانی ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، چودھری شوکت داؤد (ایوان میں حاضر نہیں تھے) ملک نواب شیر وسیر (ایوان میں حاضر

نہیں تھے) رانا محمد اقبال ، سید محمد اکبر شاہ۔ (اس مرحلہ پر رانا محمد اقبال ایوان میں داخل ہوئے اور اپنی تقریر کا آغاز کیا۔)

رانا محمد اقبال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔ جناب سپیکر! بجٹ کسی ادارے اور اسمبلی کا ، ملک کی بہتری اور عوام کی خوشحالی کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! ہمارے پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا جیسا کہ ہم سب کو علم ہے کہ اس ملک کا انحصار زیادہ تر زراعت پر ہے اور زراعت کے شعبے کو ترقی دینے کے لیے وزیر اعلیٰ کی تقریر سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ واقعی چونکہ وزیر اعلیٰ ایک کاشت کار بھی ہیں ، زمیندار بھی ہیں۔ یقینی طور پر وہ زراعت کو فروغ دیں گے۔ میری گزارش ہے کہ 93-1992ء میں زراعت کی مد میں ایک ارب ، 73 لاکھ روپے رکھے گئے تھے موجودہ بجٹ میں 96 کروڑ 20 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں اور اس طرح سے اس بجٹ میں 77 کروڑ 53 لاکھ روپے کی کمی واقع ہوئی ہے۔ تو جناب والا! بجائے اس کے کہ زراعت کے شعبے کو فروغ دیا جاتا اس رقم کو پہلے سے بھی کم کر دیا گیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پنجاب کے وہ کاشتکار جن کا انحصار زراعت پر ہے ، وہ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ ہماری پنجاب کی حکومت ہماری بہتری کے لیے کس قدر کوشش کر رہی ہے تو جناب والا! ان اعداد و شمار سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ پنجاب کی حکومت پہلے کی نسبت 77 کروڑ 53 لاکھ روپے صرف ایک ہی مد میں کم کر رہی ہے تو جناب والا! اس سے کس طرح اندازہ لگایا جائے گا کہ پنجاب کے کاشت کار خوشحال ہوں گے۔ جناب سپیکر! ایک اور مد دیہی ترقی کی مد ہے جس میں پہلے 2 ارب 59 کروڑ 60 لاکھ روپے رکھے گئے تھے۔ 93-1992ء میں جبکہ 94-1993ء کے بجٹ میں اس رقم کو صرف 3 کروڑ 92 لاکھ رکھا گیا ہے۔ اس طرح اس مد میں 2 ارب 55 کروڑ 68 لاکھ کی کمی واقع ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! ہمارے پنجاب اور پاکستان کی آبادی کا انحصار زیادہ تر دیہات پر ہے دیہات کے لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ہماری ترقی ہو ، ہمیں خوشحالی نصیب ہو ، ہمارے بچے پڑھ سکیں تو جناب والا! دیہی ترقی کے لیے ہم نے جو یہ 2 ارب 55 کروڑ اور 68 لاکھ روپے کی کمی کر دی ہے تو اس سے کس طرح اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دیہی ترقی میں اضافہ ہو گا۔ جناب سپیکر! آبپاشی کے محکمہ میں موجودہ رقم 31 کروڑ 4 لاکھ روپے رکھی گئی ہے جبکہ پہلے سال یہ رقم 42 کروڑ 29 لاکھ روپے تھی تو اس طرح سے آبپاشی کے محکمہ میں بھی گیارہ کروڑ پچیس لاکھ روپے کی کمی کی گئی ہے۔ جناب والا! ایک طرف تو ہم نعرہ لگاتے ہیں کہ ہم نے پنجاب کی معیشت

کو اور مضبوط کرنا ہے، پنجاب کی زراعت کو مضبوط کرنا ہے لیکن جناب والا! اس طرح جو پنجاب کی معیشت اور پنجاب کی زراعت کو اور کمزور کیا جا رہا ہے۔ میری اس معاملہ میں گزارش ہے کہ 11 کروڑ 25 لاکھ روپے کی جو رقم کم کی گئی ہے اس کو بحال رکھا جائے کم نہ کیا جائے۔ سڑکات اور پلوں کی مد میں 63 کروڑ 39 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں جبکہ سابقہ حکومت نے اس مد میں ایک ارب 22 کروڑ 51 لاکھ روپے رکھے تھے تو اس طرح سے دیہی آبادی کے لیے، سڑکات کے لیے 59 کروڑ 12 لاکھ روپے کی کمی واقع کی گئی ہے۔ جناب والا! یہ تو ابھی میں نے صرف چار مدات کا ذکر کیا ہے جس کی وجہ سے موجودہ بجٹ میں پہلے کی نسبت کل کمی 4 ارب 3 کروڑ 58 لاکھ اور 50 ہزار روپے کی گئی ہے تو جناب والا کس طرح سے اندازہ لگایا جائے کہ اس صوبے کے عوام کو خوشحالی نصیب ہو گی، اس صوبے کے عوام کو پانی میسر آئے گا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

تو جناب والا! کس طرح سے اندازہ لگایا جائے کہ اس صوبے کے لوگ خوشحال ہوں گے لہذا میری گزارش یہ ہے کہ جو موجودہ اعداد و شمار دیے گئے ہیں یا موجودہ رقم رکھی گئی ہے اس میں پہلے کی نسبت کمی واقع ہو رہی ہے زراعت کے شعبے میں بھی، دیہی ترقی کے شعبے میں بھی، آبپاشی کے شعبے میں بھی، سڑکات کے شعبے میں بھی۔ میں نے صرف چار مدات کا ذکر کیا ہے ۔ باقی مدات کا ذکر میرے دیگر دوست کریں گے تو جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پنجاب کے کاشتکار کا حال آپ نے بھی دیکھ لیا ہوگا کہ موجودہ الیکشن کے دوران ہی زراعت کے شعبہ سے تعلق رکھنے والے کاشتکار جو پانچ ہزار یا پچاس ہزار روپے کی رقم تک بنکوں کے مقروض تھے ان لوگوں سے جیلیں بھری پڑی تھیں ۔ جناب والا! پاکستان، پنجاب کا کاشتکار اس قدر مظلوم طبقہ ہے جس کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ پنجاب کا کاشت کار سب سے زیادہ اہمیت اپنے کھیت کے پانی کو دیتا ہے، اپنے بچوں سے زیادہ اس کو عزیز سمجھتا ہے اور جب وہ رات کو اپنے حصے کا پانی لگانے جاتا ہے تو وہ نہیں پرواہ کرتا کہ اس کو سردی لگ رہی ہے یا اس کے بچوں کو سردی لگ رہی ہے اسے صرف اور صرف اس بات کا خیال ہوتا ہے کہ وہ اپنے اس کاشت کیے ہوئے رقبہ کو پانی لگا سکے اور ملک کی خوشحالی میں وہ بھی اپنا حصہ ڈال سکے ۔ جناب سپیکر! آپ بھی زمیندار ہیں، کاشت کار ہیں آپ کو بھی اندازہ ہے کہ پنجاب کا کاشتکار کس حال میں ہے ۔ پنجاب کا کاشتکار بنکوں کے قرضوں سے اپنا کام چلاتا

ہے ۔ اس کے علاوہ اس کے کوئی اور ذرائع نہیں ہوتے جب کہ دوسری تنظیموں کے پاس اور بھی ذرائع ہوتے ہیں ۔ پنجاب کے کاشتکار صرف اور صرف اس وجہ سے اپنی مراعات سے محروم ہیں کہ ان بے چاروں کی کوئی تنظیم نہیں ہے لیکن وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے نمائندے اسمبلی میں جا کر ہمارے لیے بات کریں گے اور ہماری خوشحالی کے لیے کوئی اچھا منصوبہ بنائیں گے جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے کاشتکار کی خوشحالی کے لیے آپ جو بھی قدم اٹھانا چاہتے ہیں اٹھائیے گا لیکن خدا را اس رقم کو جو زراعت کے شعبہ میں دی گئی ہے اس میں کمی واقع نہ کی جائے بلکہ اسے کچھ اور زیادہ بڑھایا جائے ۔

جناب سپیکر! گندم کی بجائی کا وقت ہے اور سب سے اہم مسئلہ پانی کا ہے ۔ اب گندم کی جو بجائی کی جائے گی اس کے لیے روئی وغیرہ کی جاتی ہے لہذا میری گزارش ہے کہ نہروں میں پانی کی مقدار کو زیادہ کیا جائے اور اس بارے میں' میں اپنے ضلع کی طرف توجہ مبذول کرواتا ہوں بلکہ میں تو چاہتا ہوں کہ سارے پنجاب کو جہاں تک ممکن ہو سکے اور چولستان کے اس رقبہ کو جس کو پانی میسر نہیں ہے اس کے لیے بھی کوئی منصوبہ بندی کی جائے اور اس علاقے کو بھی سرسبز و شاداب کرنے کے لیے وہاں پر نہریں نکالی جائیں ۔

جناب سپیکر! اس وقت کاشت کار کو جو سب سے بڑا مسئلہ درپیش ہے وہ یہ ہے کہ بجائی کا موسم شروع ہونے کو ہے اور گندم کی بجائی کے لیے سابقہ حکومت نے اس مد میں حکومت کی طرف سے کاشتکاروں 25 فی صدی بیج کے لیے subsidy دی تھی ۔ میری گزارش ہے کہ اس مرتبہ بھی کاشت کاروں کو ان مراعات سے محروم نہ کیا جائے۔ جناب والا! کھاد کی قیمت بڑھانے کا مسئلہ قومی لیول پر ہے' وفاقی حکومت کا ہے ۔ کیونکہ اس ہاؤس میں بیٹھی ہوئی اکثریت کاشتکاروں اور کسانوں کی ہے اس لیے میری ہاؤس سے گزارش ہے کہ گنے کی قیمت کم از کم 25 روپے فی من مقرر کی جائے۔ جناب والا! آبیانہ کی شرح میں موجودہ دور میں ۲۵ فیصد اضافہ کیا گیا ہے میری حکومت سے گزارش ہے کہ اس ۲۵ فیصد آبیانہ میں اضافے کو واپس لیا جائے تاکہ پاکستان اور پنجاب کا کاشتکار محنت کر کے اس طرح اپنے غلہ میں اضافہ کر کے حکومت کے لیے ایک اہم کردار ادا کر سکے ۔ جناب والا! ہماری سب سے بڑی بد قسمتی یہ ہے کہ پنجاب کے کاشتکار پر اب ایک اور نیا ٹیکس عائد کر دیا گیا ہے جس کا نام زرعی ٹیکس رکھا گیا ہے جناب والا! میں آپ اور اس ہاؤس کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ اس

سلسلہ میں ہاؤس کی طرف سے unanimous resolution پاس ہونا چاہیے کہ پنجاب پر زرعی ٹیکس ختم کیا جائے ۔ جناب والا! اس سے پہلے حکومت نے Grow More Found کے تحت ٹیوب ویل نصب کیے تھے مگر بد قسمتی سے آج کل وہ ٹیوب ویلز کام نہیں کر رہے ہیں تو میری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ زراعت کے شعبہ کو اگر ترویج دینا ہے، اگر ترقی دینی ہے تو ٹیوب ویلز کے اس پرانے نظام کو بحال کیا جائے اور فعال کیا جائے ۔ اس میں راجباہ نیاز بیگ پر پہلے سے نصب شدہ ٹیوب ویلز کی از سر نو دیکھ بھال کر کے ان کی دوبارہ بحالی کا انتظام کیا جائے ۔

جناب سپیکر! ضمنی بجٹ 93-1992، کی آبپاشی سکیم نمبر 37 کے آئٹم نمبر 73 صفحہ نمبر 59 ایک پرانگ سپر جس سے لاکھوں ایکڑ اراضی اور کئی دیہات کو استفادہ پہنچتا ہے اور جس کے لیے سابقہ حکومت پنجاب نے 72 لاکھ روپے کا وعدہ کیا تھا مگر تاحال یہ رقم نہیں دی گئی ہے ۔ میری آپ کی وساطت سے گزارش ہے کہ اس رقم کو فوری طور پر بحال کروا کر پرانگ سپر کو بحال کیا جائے ۔

جناب سپیکر! سابقہ حکومت نے Water Management کا ایک محکمہ قائم کیا تھا جس سے آبپاشی کے نظام میں بہتری ہوئی تھی اور اس سے ہمارے اناج میں بھی اضافہ ہوا تھا ۔ جناب والا! اب اس سکیم کو اور بڑھایا جائے اور اس میں ٹیوب ویلز اور ان کھالہ جات کو بھی پکا کیا جائے ۔

جناب سپیکر! آبپاشی کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے سابقہ حکومت نے کسانوں کے لیے پانی کا ڈبل الاؤنس دینے کا وعدہ کیا تھا جس پر کافی حد تک کام کیا گیا ہے ۔ میری گزارش ہے کہ بی ۔ آر ۔ بی ۔ ڈی نہر کی re-modelling کی جائے اور Right Ravi Syphen پر Med Donald Company نے جو کام کیا ہے اور اس سے حکومت پنجاب کا معاہدہ ہوا تھا ۔ میری گزارش ہے کہ Ravi Syphen پر re-modelling کا کام کیا جائے تاکہ علاقے کے عوام اس پانی سے استفادہ حاصل کر سکیں اور تحصیل چونیاں ، دیپالپور اور پتو کی کو ڈبل پانی مل سکے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب، آپ کتنا وقت لیں گے ۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! میں اپنی بات چند منٹ میں ختم کرنے کو ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے ۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! بی ۔ ایس ۔ لنک کی برجی نمبر 14 پر lift pumps لگائے گئے تھے جو کہ اب ناکارہ ہو چکے ہیں یا خراب ہیں ۔ جن کی وجہ سے اس علاقے کی ہزاروں ایکڑ زمین بغیر کاشت

کے پڑی ہے۔ اگر وزیر آبپاشی یہاں موجود ہوں تو آپ کی وساطت سے میری گزارش ہے کہ ان ---- کو بحال کر کے وہاں کے عوام کو فائدہ پہنچایا جائے۔

جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب کی تقریر کے حوالے سے عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ عوام کو سستا اور آسان انصاف پہنچانے کی خاطر ہر سب ڈویژن لیول پر ایک ایک ایڈیشنل سیشن جج کا تقرر کیا جائے گا۔ میری گزارش ہے کہ سب۔ ڈویژن پتوکی کے لیے ایک ایڈیشنل سیشن جج کا تقرر کیا جائے تاکہ ہماری تحصیل کے عوام جو ساٹھ ستر میل کا سفر طے کر کے قصور جاتے ہیں وہ اس سفر سے چھٹکارا حاصل کر سکیں۔ جناب والا! میں اپنی بات ختم کرنے سے پہلے آپ کو اور اس ہاؤس کو اعتماد میں لیتے ہوئے یہ اپیل کروں گا کہ سابقہ نگران حکومت نے جو زرعی ٹیکس عائد کیا تھا اور جیسا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ ہم اس سلسلے میں کوئی قانون بنا رہے ہیں۔ جناب والا! اس ہاؤس میں اکثریت کا تعلق دیہات سے ہے میری آپ سے اور تمام ہاؤس سے اپیل ہے کہ اس زرعی ٹیکس کو واپس کرایا جائے۔ یہ ٹیکس عوام پر ایک بہت بڑا بوجھ ہے میں اسی کے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ رانا صاحب۔ میرے پاس مقررین کی فہرست کافی لمبی ہے ----

جناب غلام عباس: پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر: جب سپیکر بول رہا ہو تو اس وقت پوائنٹ آف آرڈر نہیں کیا جاتا۔ تشریف رکھیں۔ تو آج کے لیے جو مقرر ہیں میں ان کے نام بھی پڑھ دیتا ہوں اور ٹائم بھی مقرر کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ہم وقت مقرر نہیں کریں گے تو پھر زیادہ درست بات نہیں کر سکیں گے۔ تو میں وزیر قانون سے مشورہ لوں گا کہ ہر مقرر کے لیے کتنے منٹ مقرر کیے جائیں۔

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق): جناب والا! میرے خیال میں سر دست دس دس منٹ مقرر کر دیے جائیں کیونکہ جمعرات تک بحث ہونی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب میرے پاس درج ذیل نام ہیں۔ جناب محمد شاہ نواز چیمہ۔ جناب بادشاہ میر خان آفریدی۔ چودھری خادم حسین۔ للہ مہر لال بھیل، سید اختر حسین شاہ، صاحبزادہ فضل کریم۔ رانا سہیل احمد نون، سردار محمد حسین ڈوگر، اور گل نواز وڑائچ۔ یہ آج کے مقررین کی فہرست ہے جنہوں نے یہاں پر بات کرنی ہے تو اب میں غلام عباس صاحب سے کہوں گا کہ وہ پوائنٹ

آف آرڈر پر بات کر لیں ۔

جناب غلام عباس ، جناب سپیکر! میں صرف یہی پوچھنا چاہتا تھا کہ ہمارے دوستوں نے بائیکاٹ ختم کر دیا ہے کیا وہ بائیکاٹ صرف میری تقریر تک تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، دو فاضل اراکین بیٹھے ہیں ۔

جناب غلام عباس ، باقی صاحبان کو بھی آ جانا چاہیے کیونکہ یہ ایک اہم قومی معاملہ ہے یہ صوبے کا بجٹ ہے باقی صاحبان بھی تشریف لائیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی بات اچھی ہے ۔

جناب میر بادشاہ خان آفریدی، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا بائیکاٹ جاری ہے لیکن چونکہ ہماری تقاریر کی باری تھی اور ہمارے حلقہ نیابت کا جو فرض ہوتا ہے اس کے لیے اپنی تقریر اور خیالات آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان تک ، پریس تک اور لوگوں تک حکومت تک پہنچانے کے لیے ہم اپنی باری کا انتظار کر رہے ہیں ۔ اس میں انہیں معترض نہیں ہونا چاہیے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ ۔ جناب شاہ نواز چیمہ ۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ ، جناب سپیکر! مجھے پنجابی میں بات کرنے کی اجازت دی جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اجازت ہے ۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر! لیڈر آف دی اپوزیشن نے جو تقریر کی ہے میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں کیونکہ وہ اس مبارکباد کے حق دار ہیں ۔

رانا محمد اقبال خان، پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب رانا صاحب میرے خیال میں یہ آپ کی سیٹ نہیں ہے ۔

چودھری محمد نواز شاہ چیمہ، جناب والا

جناب ڈپٹی سپیکر، میں ان کو فلور دے چکا ہوں ۔ تھوڑی سی ان سے بات کر لیں ۔ کیا کہنا چاہتے ہیں ۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: (On a point of order)- Sir, I was late

and just arrived. I see so many vacant benches, especially my own side. Will you please let me know why this House is vacant.

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ میرا فرض نہیں ہے کہ میں بتاؤں یہ تو آپ کو پتا ہونا چاہیے ۔

جناب تاج محمد خانزادہ، میں تو ابھی باہر سے آیا ہوں مجھے تو علم نہیں ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سپیکر سے آپ کو ہر بات نہیں پوچھنی چاہیے ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر تھا لیکن میں اپنے بزرگوں کا احترام کرتا ہوں جس طرح انہوں نے point out کیا ہے کہ اس وقت ہاؤس میں کورم پورا نہیں ہے تو جناب سپیکر! گنتی کرائی جائے ۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب والا! لیڈر آف دی اپوزیشن نے اتنی اچھی اور پی باتیں کی ہیں اگر وہ آج ہوتے تو میں ان کو پھولوں کا ہار ڈالنا چاہتا تھا ۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: (On a point of order) He can put the garland around his neck, but when the quorum is pointed out to Mr Speaker, when the House is not in order, it should be immediately counted and nobody should get up from his seat and go out.

جناب ڈپٹی سپیکر، خانزادہ صاحب ! آپ کو پتا نہیں ہے پہلے انہوں نے یکے بعد دیگرے دو دفعہ point out کیا تھا اور گنتی کی گئی تھی اب انہوں نے از راہ تفنن بات کی ہے اور باہر چلے گئے ہیں وہ اس بات میں serious نہیں تھے ۔

ایک فاضل رکن، جناب والا! آئین میں واضح کیا گیا ہے کہ ہماری زبان اردو ہے اگر کوئی پنجابی یا انگریزی میں بات کرے گا تو وہ آپ سے اجازت لے گا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انہوں نے اجازت لی ہے ۔

ایک فاضل رکن، جناب والا! چیمہ صاحب نے تو اجازت لی ہے لیکن فاضل رکن خانزادہ صاحب جب بھی بات کرتے ہیں تو انگریزی میں کرتے ہیں لیکن انہوں نے کبھی بھی اجازت نہیں لی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ مستثنیٰ ہیں ۔ وہ بڑے پرانے پارلیمنٹرین ہیں ۔ ہم ان کی عزت و احترام کرتے ہیں ۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: (On a point of order) Sir, he is very ignorant. He should know the Constitution. It is provided there that English and Urdu is still the language of the House and he should be better educated.

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ ہاں جی شاہ نواز چیمہ ۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب والا! انہوں نے بہت پیاری اور سچی باتیں کی ہیں ۔ جو لوگ سچی باتیں کرتے ہیں وہ بڑے قابل عزت ہوتے ہیں ۔ آج میں میاں شہباز شریف صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے بڑی اور احسن طریقے کے ساتھ اپنی ساری داستان اس ہاؤس کو بتائی ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ آدمی بھی بڑا قابل عزت ہے جو گناہوں کا اعتراف کرے ۔ جناب والا! لیڈر آف دی اپوزیشن نے کہا کہ پاکستان کے لیے جو ذمہ داری ان کے ذمے آئی ہے وہ کہتے تھے کہ پاکستان بنانے میں مسلم لیگ کا بہت دخل تھا اور ہم اس کے جانشین ہیں ۔ جناب والا! میں کہتا ہوں کہ انہوں نے پاکستان کو اتفاق فونڈری میں تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے اس لیے وہ واقعی مبارکباد کے حق دار ہیں کیونکہ اس وقت جو پنجاب میں ہو رہا تھا وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے ہر ملازم سرکار جو پنجاب گورنمنٹ سے تنخواہ لیتا تھا وہ اپنے آپ کو پنجاب گورنمنٹ کا ملازم نہیں سمجھتا تھا بلکہ وہ یہ سمجھتا تھا کہ میں اتفاق برادرز کا ملازم ہوں اور ان کے حکم کو حکم ناطق سمجھ کر قبول کرتا تھا۔

جناب سپیکر! یہ مبارکباد کے حقدار ہیں ، ان کی قوت برداشت ایسی نہیں ہے کوئی اور آدمی بھی اس پنجاب کا باسی ہو اسی پنجاب کا رہنے والا ہو یہاں لیڈر آف دی اپوزیشن بن جائے ۔ جناب والا! ایک بھائی مرکز میں لیڈر آف اپوزیشن اور پنجاب میں دوسرا بھائی لیڈر آف اپوزیشن بن گیا ہے تو میں ان کی قابلیت بتاؤں کا ------

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعہ آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ایک ہی گھر کے پانچ پانچ لوگ مرکز میں وزیر بن سکتے ہیں ایک ہی گھر کے دو آدمی مختلف جگہوں پر اپوزیشن لیڈر کیوں نہیں بن سکتے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آفریدی صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ۔ اس کے بعد آپ نے بھی تقریر کرنی ہے اس میں آپ اپنا نقطہ نظر بیان فرما دیں اور اس کی وضاحت کر دیں ۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ: جناب سپیکر! میں مبارکباد دیتا ہوں اپنے لیڈر آف اپوزیشن کو جن کے حکم کے مطابق' جن کی اطاعت کرتے ہوئے مسلم لیگ کے جو باقی ممبر ہیں مسلم لیگ کے جو ممبر ہیں انہوں نے آج کس شوق میں بائیکاٹ کیا ہے آیا یہ نہیں چاہتے کہ آج بجٹ کی تقریر ہونی ہے کیونکہ ان کو پتا ہے کہ ہمیں ٹی ۔ اے مل جانا ہے اور ڈی۔ اے بھی مل جانا ہے'بائیکاٹ بھی کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم پنجاب کے پاسبان ہیں ہم پنجاب کے ساتھی ہیں ' ہم غریبوں کے ساتھی ہیں ۔ جناب میں کہوں گا کہ جتنی سچی باتیں انہوں نے کی ہیں کہ ہم نے پنجاب کو لوٹنے کے لیے کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ ان کا طریقہ اچھا تھا ۔ کیونکہ تاریخ کہتی ہے اور تاریخ گواہ رہے گی کہ ملک کا وہ حکمران نہیں ہونا چاہیے جو تاجر ہو۔ وہ قومیں ہمیشہ ترقی کرتی ہیں جن کے حکمرانوں نے کوئی بددیانتی نہ کی ہو آپ ایران کی مثال لائیں اور نوشیرواں عادل کی مثال لائیں جس نے اپنے سپاہیوں کو کہا کہ نمک باقیمت آرد کہ آپ نمک بھی خرید کر لے آئیں کیونکہ اگر ملک کا حاکم تھوڑی سی بھی بے ایمانی کرے گا تو قوم اس سے زیادہ بے ایمان ہو جائے گی۔جناب والا! یہ داستان سامنے ہے یہ دس سیٹیں بھی لیں تو ان کا حق ہے لیکن یہ جو ظلم پنجاب کے خطے پر کرتے رہے ہیں روز محشر تک پچھلی حکومت کو کوئی معاف نہیں کرے گا۔جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں کیا ہونا چاہیے یہ ان فاضل ممبران کو بھی پتا ہے کہ بائیکاٹ کا کوئی فائدہ نہیں اور اس کا کوئی نتیجہ نہیں تو میں ان کو یہ بھی کہتا ہوں کہ سویر کا بھولا اگر شام کو گھر آ جائے تو اس کو بھولا ہوا نہیں کہتے ۔ ان کو میں کہتا ہوں اور یہاں تک کہتا ہوں کہ یہ جو بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے کوئی دوست رابطہ کریں تو جا کر خود اپنے ساتھیوں کو لے کر آئیں اور وہ یہاں آ کر دیکھیں اور سنیں کہ ہم اس پنجاب میں کیا کرتے رہے ہیں اور یہاں کئی نئے معصوم بچے آئے ہیں جن کو اس بات کا علم نہیں کہ اس پنجاب کی دھرتی کے ساتھ اس اسمبلی میں کیا ظلم و ستم ہوتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کہتے ہیں کہ کالا باغ ڈیم بننا چاہیے ۔ میں بھی سنتا آ رہا ہوں میں بھی 1988ء میں اسی اسمبلی کا ممبر تھا اور اس اسمبلی کا لیڈر آف دی اپوزیشن جو تھا ایک وقت میں ملک کا پرائم منسٹر بن گیا ۔ اتفاق ہوتا ہے ایسی بات نہیں ہوتی تو اتفاق کے ساتھ کئی چیزیں

ہو جاتی ہیں لیکن اتفاق کے ساتھ اگر کوئی ملک کا حکمران بن جائے تو پھر اسے کیا سوچنا چاہیے اسے قوم اور رعایا کا سوچنا چاہیے جو یہ بجٹ بناتے ہیں اور جو آج بجٹ پیش کیا گیا ہے اس کا فرق آپ کو سامنے بتائے گا اس بجٹ میں خوشبو کس چیز کی آئے گی اس میں خوشبو آئے گی مزدوراں ' غریباں اور کسانوں کی محنت کی کمائی کی خوشبو آئے گی انہوں نے مختلف طریقوں کے ساتھ پنجاب کو لوٹا تھا۔ جناب سپیکر! میں اپنے حلقے میں پھرتا رہا ہوں تو میں یہ دعوے کے ساتھ کہتا ہوں میں نے لوگوں سے پوچھا بھائیو! کسی کے پاس پیلی ٹیکسی ہے تو میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں اور یہ ایمانداری کی بات ہے میرے اپنے حلقے میں ایک تاجر تھا جس کے پاس تین اکٹھی گاڑیاں تھیں مگر کسی اور غریب کے پاس نہیں تھیں۔ اس حق میں آ کر غریبوں کو بھی حق ملے۔ یہاں ظلم ہوا ہے اور وہ لوگ کبھی نہیں رہے جن کے پاس جھوٹ ہو۔ یہ جھوٹ کی سزا ہے اگر یہ سچ بولتے تو ملک میں جو اربوں روپے کا نقصان ہوا یہ تو نقصان نہ ہوتا اور ظالموں تم نے بجٹ پر کیا بولنا ہے خسارے تو آپ کے ہیں جو ہم نے پورے کرنے ہیں جو لوٹ مار تم نے کی ہے آج میرا وہ دوست کہاں گیا وہ آج میرے سامنے ہوتا تو میں بتاتا۔ چالیس لاکھ اور پچاس لاکھ کے چیک کہاں چلے گئے ہیں وہ جو پنجاب کے مالک بنتے تھے ' پنجاب کے جو حکمران بنتے تھے آج بھی ان کو علم ہے کہ ان کے لگائے ہوئے داغ سامنے ہیں آج ان کو کس طرح پتا لگ گیا ہے کہ بنک جو ہے وہ محافظ ہوتا ہے کسی بنک کو اس بات کی اجازت نہیں ہوتی کہ وہ بتائیں کہ کس کا اکاؤنٹ ہے اور کس کا نہیں کیونکہ یہ طبقہ امین کہلوایا جاتا ہے انہوں نے وہاں بھی وہ ظلم کیا یہ جس کی داستان کبھی چھپی نہیں رہے گی۔ جناب سپیکر! ایک بات میں بتاتا ہوں اگر اس ملک میں اس پنجاب میں چوریاں ڈاکے ہوتے ہیں اور میں یہ کہوں گا کہ بالکل ہوتے ہیں اور یہ کرنے کا موجب کون تھا ان کی غلط پالیسیاں تھیں۔ ایک تھانیدار جس کی عمر چالیس سال ہو تو اس چالیس سال کے بڈھے کو تھانیدار بھرتی کیا جائے۔ ۴۵ سال کے بڈھے کو تحصیلدار بھرتی کیا جائے وہ رات کو کیا کرے گا دن کے وقت وردی میں لوٹے گا تو راتوں کو وردی اتار کر لوٹے گا کیوں لوٹے گا؟ اس لیے کہ اسے پتا ہے کہ میں نے ترقی نہیں کرنی ' میری ترقی نہیں ہونی۔ ایک نوجوان ہو تو اسے پتا ہوتا ہے کہ تحصیلدار سے سیکرٹری بھی بن جائے گا ' تحصیلدار سے ڈپٹی کمشنر بھی بن جاتا ہے اور جسے یہ پتہ ہو کہ میں نے کچھ نہیں بننا تو وہ پھر کیا کرے گا؟ معاشرے کو تباہ کرے گا اس معاشرے کو برباد کرے گا تو جناب میں عرض کروں گا جناب بھی ۱۹۸۸ء کی اسمبلی میں ممبر تھے جتنے

گوالمنڈی کے آدمی تھے یا لاہور کے وہ لوگ جو چالیس سال کی عمر سے بھی زیادہ تھے ان کی غلط طور پر بھرتی نہیں کی گئیں؟ جناب سپیکر! میں بتانا چاہتا ہوں کہ اگر اسمبلی کے ممبران صرف ایک عہد کر لیں کہ ہم نے تو محاسبہ کرنا ہے، ہم نے کوئی کرپشن نہیں کرنی کوئی بددیانتی نہیں کرنی تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ تو سب اداروں کو تباہ کر گئے ہوئے ہیں کیونکہ یہ حکمران نہیں بادشاہ تھے اور بادشاہ کے منہ سے نکلی ہوئی ہر بات قانون ہوتی ہے آمر کے منہ سے نکلی ہوئی ہر بات قانون ہوتی ہے لہذا میں اپنے دوستوں کو کہتا ہوں کہ اسمبلی میں آنے کے مواقع روز نہیں ملتے تمہیں یہ موقع اللہ تعالیٰ نے عوام نے دیا ہے تو اپنا حق نمک ادا کرو تو یہ نہ سوچو کہ ہم نے کچھ نہیں کرنا۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چیمہ صاحب! آپ اپنی بات ایک منٹ میں ختم کریں۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر! میں تو ایک ہی بات کروں گا۔

ماں بولی جیہڑے بھل جاندے
گکھاں وانگوں رل جاندے

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ مہربانی۔

چودھری خادم حسین، (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! میرا یہ خیال ہے کہ کافی دیر ہو گئی ہے ہمارے اپوزیشن والے بھائی باہر بیٹھے ہوئے ہیں ان کا دل چاہ رہا ہے کہ ہم بھی اندر آئیں کیونکہ ایک ایک دو دو کر کے وہ آ رہے ہیں تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ کوئی ٹیم بھیجیں جو ان کو راضی کر کے لے آئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں خود بھی ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ایوان کے اندر تشریف لے آئیں کیونکہ جمہوریت کے فروغ کے لیے ان کی حاضری نہایت ضروری ہے اور جس مقصد کے لیے وہ آئے ہیں جب وہ ایوان میں آئیں گے تو وہ مقصد پورا ہو گا۔ آج کوئی ایسی بات بھی نہیں ہوئی کیونکہ ہم ان کو منانے کے لیے کل چلے گئے تھے لیکن آج میری نظر میں کوئی ایسی بات نہیں ہوئی ہے بلکہ ان کو ہمیں منانا چاہیے کیونکہ انہوں نے ایسی بات کی ہے ہماری طرف سے تو کوئی ایسی بات نہیں ہوئی۔ اگر وزیر قانون صاحب۔۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! اس سلسلے میں دو ارکان کو سپیکر صاحب پہلے بھجوا چکے ہیں

جناب ریاض فتیانہ ۔ اور جناب ریاض حشمت جنجوعہ بھی گئے ہوئے ہیں اور اس کے بعد میں نے اپنے طور پر جناب سعید اکبر جو ہمارے وزیر ہیں انہیں بھی بھیجا ہوا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی ۔ ٹھیک ہے ۔ میرے خیال میں انہیں بھی اب آ جانا چاہیے کیونکہ کوئی ایسی بات تو نہیں ہے ۔ تو کن احتجاج تو ان کا ہو گیا ہے ۔ بادشاہ میر خان آفریدی ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب والا! سب سے پہلے میں جناب سے گزارش کروں گا کہ میرا نام بادشاہ میر خان آفریدی ہے ۔ میرا نام صحیح پکارا جائے ۔ یہ تصحیح کر لی جائے ۔

بجٹ کے حوالے سے کچھ بات کرنے سے پیشتر میرے فاضل دوست چیمہ صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں جو تقریر فرمائی اس میں چند باتوں کا ذکر کیا ۔ جناب کے حکم کے مطابق میں اپنی تقریر میں ان باتوں کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے ایک اعتراض اٹھایا کہ ایک ہی گھر کے دو بھائی ایک مرکز میں لیڈر آف اپوزیشن ایک صوبے میں لیڈر آف اپوزیشن ہے ۔ تو میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ پیپلز پارٹی کے دور اقتدار میں یہ رسم ڈالی گئی تھی کہ گھر کے جتنے بھی بالغ افراد پاکستان میں موجود تھے ان سب کو وزیر یا وزیر اعظم بنا لیا گیا تھا ۔ اب اگر اپوزیشن جیسے کٹھن میدان میں یہ دونوں بھائی خم ٹھونک کر اترے ہیں تو ان کو اس بات پر معترض نہیں ہونا چاہیے ۔ دوسری گزارش کروں گا کہ جس درد سے جس بھرپور انداز میں یہ میرے موصوف ساتھی پنجاب کا رونا رو رہے تھے میں گزارش کروں گا کہ آپ رامے صاحب سے سفارش کیجیے ' ہمارے معزز سپیکر صاحب سے سفارش کیجیے کہ انہوں نے جو پنجاب کا مقدمہ لکھا تھا ان کو بطور سلطانی گواہ اس مقدمے میں پیش کریں ۔ جناب والا! انہوں نے اس دفعہ پنجاب میں جو بجٹ پیش کیا ۔ اس کے متعلق اتنی گزارش کروں گا کہ آپ بھی بہتر جانتے ہیں کہ موجودہ حکومت جب برسر اقتدار آئی تو اس نے من و عن اس بجٹ کو چربہ کرنے کی کوشش کی جو بجٹ ۹۲۔۱۹۹۲ء میں مسلم لیگ کی حکومت نے یہاں پیش کیا تھا ۔ کمی اس بات کی رہ گئی جیسا کہ ہمارے لیڈر آف اپوزیشن نے کہا تھا کہ غیر ترقیاتی اخراجات کو پانچ ارب سے بڑھا دیا گیا اور ترقیاتی اخراجات کو پانچ ارب روپے کم کر دیا گیا ۔ زراعت کے اخراجات کو تقریباً ۵۰ کروڑ کم کیا گیا اس کا مطلب کیا تھا ' اس کا مطلب صرف یہی تھا کہ افسر شاہی کو خوش رکھا جائے ' ان کو مراعات دی جائیں چاہے عوام پسماندگی کے تلے پستے رہیں ۔ عوام کے حقوق کا خیال نہ کیا جائے

صرف افسر شاہی کو راضی رکھنے کی کوشش کی جائے ۔ جناب والا! میں نہیں چاہتا کہ جمہوریت کے اس دور میں کہ جبکہ ملک میں دو پارٹی نظام تشکیل پا رہا ہے ملک میں اب وہ دور گزر گیا کہ جب ایک پارٹی smash کر کے آجاتی تھی ' ایک پارٹی چھا جاتی تھی اور دوسری پارٹی کی ایوان میں حاضری قابل قدر نہیں ہوتی تھی اور حکومتوں کو من مانی کرنے کا موقع ملتا تھا آج پاکستان اور خصوصاً پنجاب کی یہ خوش قسمتی ہے کہ پنجاب میں ایوان اقتدار اور ایون حزب اختلاف میں اتنا توازن ہے کہ کسی وقت بھی اقتدار کے یہ پلڑے آپس میں بدل سکتے ہیں حزب اقتدار والے حزب اختلاف میں جا سکتے ہیں اور حزب اختلاف والے حزب اقتدار میں آ سکتے ہیں ۔ یہ پنجاب میں ایک توازن پیدا ہو چکا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ میں یہاں پر جس پارٹی کی نمائندگی کر رہا ہوں اس کو اس ہاؤس میں واحد اکثریتی پارٹی ہونے کا اعزاز حاصل ہے جو ہمارے دوست حزب اقتدار میں بیٹھے ہیں ان کے متعلق میں نے ابتدائی دنوں میں ہی کہا تھا کہ یہ بارہ مصالحوں کی چاٹ ہے ' کسی کو گرم مصالحے کے طور پر استعمال کیا گیا ' کسی کو چنے کے طور پر استعمال کیا گیا کسی کو آلو کے طور پر استعمال کیا گیا اور کسی کو خوبصورتی کے لیے اوپر سے دہی بنا کر ڈالا گیا اور اس طرح سے یہ چاٹ اپنے پایہ تکمیل کو پہنچی ہے ۔ جناب والا! ہم نہیں چاہتے کہ اس صوبے کے غریب عوام کے لیے کچھ نہ کیا جائے ' اس سے پہلے کی حکومتوں میں غریبوں کی امداد کے لیے جہیز فنڈ ' اور بیت المال سے بہت کچھ کیا جاتا تھا اور اس حکومت نے اس کو بالکل ignore کیا ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں طریقہ کار غلط ہیں ' نہ تو غریبوں کو بیت المال کا محتاج بنایا جائے اور نہ ہی غریبوں کو بالکل نظر انداز کیا جائے ' میں سمجھتا ہوں کہ ذکواۃ کا وہ پیسہ جو بیت المال میں جمع ہوتا ہے ' عشر کی وہ رقم جو بیت المال میں جمع ہوتی ہے ' اس سے آپ لوگوں کو بھکاری بنانے کی بجائے ایسی صنعتیں قائم کریں کہ وہاں سے محتاجوں کو اپنا رزق کمانے کا موقع مل سکے ۔ اندھے اپنا کام سیکھ سکیں ' لنگڑے اپنا کام سیکھ سکیں اور یہ جو سڑکوں پر بھکاریوں کی لائن لگی ہے اس پر پابندی لگنی چاہیے کیونکہ یہ ملک پر کلنک کا ٹیکہ ہے وہ لوگ جو صحیح معنوں میں محتاج ہیں ان کو تربیت دی جائے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے رزق حلال کما سکیں اور وہ لوگ جو عادتاً اپنی اس طبیعت کی وجہ سے کہ انہوں نے ہٹ دھرمی اختیار کی ہوئی ہے اور جو نہیں چاہتے کہ محنت کر کے کمایا جا سکے ان کے لیے ایسا بندو بست کیا جائے کہ پاکستان کے اس معاشرے کو ان بھکاروں سے نجات دلائی جا سکے ۔ ذرا سی توجہ سے مسائل حل ہو سکتے ہیں اور یہ اربوں روپیہ جو کہ ذکواۃ کی مد میں اکٹھا ہوتا ہے اس کو بجائے سو سو ڈیڑھ

ڈیڑھ سو کر کے تقسیم کرنے کے اس کو اگر آپ اچھے طریقے سے مثبت انداز سے خرچ کریں تو اس سے ان محتاجوں کا مستقل طور پر ایک ذریعہ آمدن پیدا کیا جا سکتا ہے اور میں عرض کروں گا کہ وزیر اعلیٰ کی صوابدید کے لیے جو بھاری رقم رکھی گئی ہے آپ سمجھتے ہیں کہ اس وقت جس طرح حکومت کی تشکیل ہوئی ، جس طرح آزاد اقلیت پرمشتمل جماعتوں کو اپنے ساتھ ملا کر حکومت کا ملغوبہ تیار کیا گیا ایسی صورت میں وزیر اعلیٰ کی صوابدید کا یہ فنڈ انتہائی خطرناک شکل اختیار کر سکتا ہے ۔ ممبران کی خرید و فروخت کے لیے اسے ایک وسیلہ اور ذریعہ بنایا جا سکتا ہے ۔ ممبران کے ضمیر کو اپنے اس صوابدیدی فنڈ کی آڑ میں تعمیرات کا جھانسہ دے کے ، ذاتی لالچ دے کر ان کو وفاداریاں بدلنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کو اس صوابدیدی فنڈ پر اعتراض کرنا چاہیے کہ اس میں تمام ممبران کی تقدیس ہے اس میں تمام ممبران کی بھلائی ہے ' اس میں تمام ممبران پنجاب اسمبلی کی بہتری ہے' نیک نامی ہے ۔

جناب والا! اس موقع پر اگر میں پولیس کی کار کردگی کی طرف آؤں تو شاید میں ایوان کی معلومات میں کچھ اضافہ کر سکوں ۔ آپ ذرا سوچیے کہ ہماری پولیس ایک طرف تو اس پولیس کو بدنام کیا جاتا ہے ' ایک طرف پولیس کا نام نفرت کی علامت بن چکا ہے دوسری طرف اگر آپ گوجرانوالہ کے واقعات دیکھیں آپ دھرندال کے مقام پر پولیس مقابلے دیکھیں تو اس پولیس سے محبت بھی پیدا ہوتی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں اتنے وسائل ہونے کے باوجود آج تک پولیس کو منظم بنیادوں پر کیوں organize نہیں کیا گیا ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اس میں حکومت کی غلطی ہے آنے والی حکومت کی غلطی ہے یا جانے والی حکومت کی غلطی ہے چونکہ یہ ایک قومی مسئلہ ہے یہ ملک کے امن و امان کا مسئلہ ہے اس مسئلے پر ہمیں مل بیٹھ کر سوچنا چاہیے کہ ہم نے پولیس کو کس طریقے سے جدید طریقوں سے organize کرنا ہے ۔ جناب سپیکر! آج تک میرے مشاہدے میں جو بات آئی ہے وہ یہ ہے کہ جہاں بھی جعلی پولیس مقابلہ ہوتا ہے وہاں سے پولیس ہو کر آتی ہے کوئی شہزاد یا مون ہو وہ اپنے گھر میں پولیس مقابلے کا شکار ہو جاتا ہے اور جب بھی پولیس کو کہیں صحیح پولیس مقابلہ کرنا پڑے تو گوجرانوالا' دھرنال کی تاریخ دھرائی جاتی ہے ۔ میرے ایک دوست انسپکٹر نصیر وہاں اس مقابلے میں شہید ہوئے ، وہ اپنے فرائض کو ادا کرنے کے لیے گئے تھے میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں ' باقی چار دیگر شہدا کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیکن حکومت کے لیے یہ لمحہ

ضروری ہے پولیس کو جدید طریقے سے مسلح کیا جائے۔ پولیس کو جدید مواصلات کے ذرائع فراہم کیے جائیں۔ پولیس کے ہر تھانے میں کمانڈوز ہوں جو ایسے کاموں کے لیے مختص ہوں جہاں پہاڑوں میں مجرموں سے جنگ کرنی پڑے وہاں کمانڈوز کو استعمال کیا جائے ۔ معاف کیجیے آپ کی یہ فرسودہ پولیس جس کے تھانے داروں کی کمریں ٹیڑی ہیں جو مجھ سے زیادہ موٹے ہیں جو بالکل نااہل ہیں ۔-----

جناب اکبر علی شاہ: (پوائنٹ آف آرڈر) ۔ جناب یہ وقت بجٹ پر بحث کے لیے مخصوص ہے اور فاضل ممبر بجٹ سے ہٹ کر غیرمتعلقہ باتیں کر رہے ہیں میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ فاضل ممبر بجٹ پر ہی بحث کریں تو بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آفریدی صاحب۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! شاید فاضل ممبر کو یہ نہیں پتا ایک سال میں ہمیں ایک ہی موقع ملتا ہے جس میں ہم بجٹ کے علاوہ اپنے دل کی بھڑاس نکال سکتے ہیں ۔ اس میں تو ہم نے اپنی تجاویز بھی دینی ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس میں فاضل اراکین کی اطلاع کے لیے عرض کر دیتا ہوں کہ یہ جنرل ڈسکشن ہے اس پر سبھی باتیں ہو سکتی ہیں ' بجٹ پر بھی اور بجٹ سے ہٹ کر بھی ' اپنے اپنے علاقوں پر بھی ' یہ سب باتیں ہو سکتی ہیں ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! یہاں میں گزارش کروں گا کہ ہمارے مجسٹریٹ صاحبان جن پر دوھری ذمہ داریاں ہیں ' آپ کی حکومت جو کہ مرکز میں ہے اس نے وعدہ کیا ہے کہ مارچ تک عدلیہ اور انتظامیہ کو علیحدہ کیا جائے گا۔ جناب والا! یہ انتہائی ضروری کام ہے ۔ مجسٹریٹ حضرات جب انتظامی ڈیوٹیوں پر ہوتے ہیں تو عدالتوں کے دروازے ان لوگوں کے لیے جو وہاں پر پیشی بھگت رہے ہوتے ہیں شام چار چار بجے تک بند ہوتے ہیں باہر انتظار گاہوں میں خواتین بچے اور وہ لوگ جو بے گناہ ملوث ہوتے ہیں وہاں انتظار کے ایک عذاب میں انہیں گزرنا پڑتا ہے اس کا بھی کوئی بندوبست ہونا چاہیے اور ایک ایسا قانون جس کے مضمرات آپ لوگ آج تک نہیں سمجھ سکے وہ 3/6 فوڈ ایکٹ ہے یہ جناب ایک ایسا ایکٹ ہے ' میں سمجھتا ہوں کہ تمام ممبران کو اس پر توجہ دینی چاہیے کہ جس نے لوٹ مار کا ایک بازار گرم کر رکھا ہے اس فوڈ ایکٹ کے تحت کوئی تخصیص نہیں کی گئی ' کوئی definition نہیں ہے کہ ملاوٹ کا مطلب کیا ہے ' یہ 3/6 فوڈ ایکٹ ملاوٹ کی نشاندہی کرتا ہے لیکن اس میں کوئی

تخصیص نہیں کی گئی کہ ملاوٹ کا معیار کیا ہے ۔ پاکستان کا موسم انتہائی قسم کا موسم ہے میں گزارش کروں گا کہ پاکستان میں گرمی شدت کی پڑتی ہے اور سردی شدت کی پڑتی ہے ' برسات شدت سے ہوتی ہے اور خزاں شدت کے ساتھ آتی ہے ' اور ان چاروں موسموں میں ہوا میں نمی کا معیار ایک جیسا نہیں رہتا اور میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر پاکستان میں کسی ایماندار سے ایماندار تاجر کے مال کی بھی sampling کی جائے تو وہ بھی اس معیار پر پورا نہیں اترے گا جو حکومت نے مقرر کیا ہے ۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہمارے موسموں میں یکسانیت نہیں ہے ۔ اس قانون کی modification کی جائے تاکہ تاجر طبقہ جو اس وقت انتظامیہ کے ظالمانہ شکنجے میں آیا ہوا ہے اور اسے رشوت دے کر اپنی جان چھڑانی پڑتی ہے کم ازکم ذمہ داری کے ساتھ اپنا کاروبار جاری رکھ سکے ۔ اور بائی ویز پر یہ جو ٹریفک پولیس کے ناجائز ناکے لگے ہوئے ہیں میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جہاں ٹریفک کا اژدہام ہوتا ہے وہاں آپ کو ٹریفک والے بہت کم نظر آئیں گے اور وہ گزر گاہیں جہاں سے قومی ٹریفک چلتی ہے وہاں پر بلاجواز ٹرکوں کو، بسوں کو اور منی بسوں کو روک کر ان کی چیکنگ کی جاتی ہے۔ کاغذات نہیں چیک کیے جاتے ' وہاں نمبر چیک کیے جاتے ہیں کہ آیا اس ٹرک کا نمبر دے دیا ہے یا نہیں اس بات کو آپ موردالزام مت ٹھہرائیں کہ کس گورنمنٹ کا کارنامہ ہے یہ کریڈٹ آپ کی گورنمنٹ کو ہے کہ اس ملک سے رشوت کے بازار کو ختم کرنے کے لیے بائی ویز اور ان سڑکوں پر جہاں ٹریفک کا اژدہام نہیں ہوتا ' ان کو گاڑیاں روکنے سے منع کیا جائے اور ٹریفک کو آزاد چلنے کے لیے آزاد کیا جائے ۔ یہ آپ کا بہت بڑا کارنامہ ہو گا اگر آپ کی حکومت اس کی طرف توجہ دے ۔

میں اپنی تقریر کو مختصر کرتے ہوئے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس پاکستان میں جمہوریت کی بقا چاہتے ہیں ' ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان میں جمہوری نظام پھلے پھولے ' ہم نہیں چاہتے کہ آپ اپنے سو سال کا افسانہ بنا کر اس ہاؤس کی فضاؤں کو مکدر کریں اور ہم آپ کے سابقہ دور کی حکومت کے کارنامے یہاں بیان کر کے آپ کو ذہنی طور پر پریشان کریں ۔ ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان کے استحکام کے لیے اور پنجاب کے لیے جس کی بہتری کے یہاں دعوے کیے گئے پنجاب کی خوشحالی کے لیے حکومت کے ہر مثبت اقدام کا ہم خیر مقدم کریں اور آپ بھی اپوزیشن کی ہر اس مثبت بات کا ' جس کا مقصد پنجاب میں فلاح ہو ' جو ملکی خوش حالی کی طرف جاتا ہو ' آپ بھی اس کی کھلے دل سے تائید کریں۔ اگر یہاں نفرت برائے نفرت کی سیاست ہوتی رہی تو ملک پسماندگی کا شکار ہوتا رہے گا۔

یہاں اگر ایک دوسرے کے غلط کاموں کو جواز بنا کر آگے کے لیے ، مستقبل کے لیے اچھے کاموں کی راہ روکی گئی تو پھر یہ ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان صحیح معنوں میں ترقی کرے ، پنجاب صحیح معنوں میں مثالی صوبہ بنے تو پھر ایک دوسرے کی چھوٹی چھوٹی غلطیاں بھلا کر خوش حال مستقبل کے لیے اچھے کاموں کے لیے ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر چلیں۔

پاکستان زندہ باد ۔ قائد اعظم زندہ باد ۔ --- شکریہ

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری خادم حسین صاحب۔

چودھری خادم حسین: جناب والا! میں نے تین تاریخ کے لیے اپنا نام دیا تھا۔

جناب عمران مسعود: جناب سپیکر! ہاؤس میں کورم پورا نہیں۔ براہ مہربانی گنتی کروائی جائے۔ مجھے بڑا افسوس ہوا ہے۔ میں جب نیچے کیفے ٹیریا میں گیا ہوں تو وہاں حکومتی بنچوں کے تمام ارکان چائے اور سموسے کھا رہے تھے لہذا میری گزارش ہے کہ آپ گنتی کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے ---- گنتی کی گئی --- کورم پورا نہیں ، پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں ---- گھنٹیاں بجائی گئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

The House is in quorum. Please continue.

---- لالہ مہر لال بھیل۔

جناب لالہ مہر لال بھیل: جناب والا! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ جناب والا! میں آج اپنی اقلیتوں کی طرف سے چند مسائل پر روشنی ڈالوں گا۔ جناب سپیکر! ہمارا علاقہ بہاولپور ڈویژن پر مشتمل ہے جس سے میں تعلق رکھتا ہوں۔ بہاولپور میں ایک ایسا علاقہ ہے جو چولستان کہلاتا ہے۔ چولستان کی اراضی کی تقریباً چار دفعہ الاٹمنٹ ہوئی ہے۔ ایک سکیم کے تحت 1965ء میں ہم نے درخواستیں دیں۔ 1973ء میں ہم نے درخواستیں دیں پھر 1974ء میں ہم نے درخواستیں دیں۔ پھر 1987ء میں ہم نے درخواستیں دیں لیکن اقلیتوں کو چولستان میں اپنے حقوق سے محروم کیا جاتا رہا ہے۔

تو میں جناب کے توسط سے عرض کروں گا کہ معلوم ہوا ہے کہ آئندہ دسمبر میں چولستان کی دوبارہ الاٹمنٹ کھل رہی ہے جو پیچھے وقت گزر گیا اس کی جانب ہم نہیں جانا چاہتے ۔ آئندہ کی الاٹمنٹ میں چولستان میں اقلیتوں کو آباد کیا جائے ۔ ہمارا بھی حق بنتا ہے ۔ ہم بھی اس خطے کے پرانے باسی ہیں۔ جناب والا ! چولستان کی الاٹمنٹ کے سلسلے میں 1987ء سے جو پابندی لگائی گئی تھی اسے ختم کیا جائے۔ اور اس کی الاٹمنٹ فوری کی جانی چاہیے تاکہ جن کی درخواستیں 1987ء کی الاٹمنٹ کمیٹی سے پاس شدہ ہیں اور ابھی تک التوا میں پڑی ہوئی ہیں ان کو اپنا حق مل سکے ۔

پاکستان کی حکومت نے ۸۷-۱۹۸۶ء میں سات مرلہ سکیم کے تحت بے گھر لوگوں کو آباد کرنے کے لیے سکیم پاس کی تھی۔ اس میں کافی بے گھر لوگوں کی بستیاں ریت کے ٹیلوں پر un-commanded رقبے پر آباد کی گئی ہیں ان کے لیے پینے کا پانی، سکول، بجلی اور سڑک کا اہم مسئلہ ہے ۔ ہمارے بہاولپور اور رحیم یار خان میں تقریباً ۲۳ کالونیاں سات مرلہ سکیم کے تحت الاٹ ہوئی ہیں ان میں پینے کے پانی کا ایک اہم مسئلہ ہے ۔ جب ہم محکمے کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں یہ رقبہ un-commanded ہے پہلے یہ commanded ہو گا اس کے بعد آپ کو پانی ملے گا ۔ جناب والا! جب ہمارا کوئی دوسرا رقبہ نہیں ہے اور جو تالاب بنے ہوئے ہیں وہاں سے پانی حاصل کیا جاتا ہے ہم تو صرف مال مویشیوں کے لیے اور انسانوں کے پینے کے لیے پانی مانگتے ہیں ۔ تو اس میں رقبے کے un-commanded and commanded کا کیا مسئلہ ہے ؟ جناب والا! رحیم یار خاں ضلع میں اور بہاولپور ضلع میں کافی ہندو اوقاف کا رقبہ یا ہندو اوقاف کے مندر اور گاؤشالے وغیرہ خالی پڑے ہوئے ہیں تو جس شہر میں ہندو اقلیت آباد ہے وہاں کم از کم ایک ایک کنال کا پلاٹ ہندو اوقاف پراپرٹی سے دیا جائے ۔ تاکہ وہاں ہم اپنے دھرم شالہ قائم کر سکیں ۔ کیونکہ ہمارے لوگ زیادہ تر دیہات میں ہیں جب وہ شہر میں آتے ہیں تو وہاں ان کے رہنے کے لیے کوئی ٹھکانہ ایسا نہیں ہے جہاں وہ دو منٹ آرام کر سکیں یا بیٹھ سکیں ۔

جناب والا! اس ایوان سے میری التماس ہے کہ سرکاری ملازمتوں میں اقلیتوں کے نمائندوں کے لیے کوٹہ مقرر کیا جائے کیونکہ اقلیتوں کا حلقہ انتخاب پورا صوبہ ہے لیکن ہمیں صرف ایک ضلع کی کمیٹی میں رکھا جاتا ہے جو سراسر ناانصافی اور زیادتی ہے اسطرح ہم دوسرے اضلاع کے اپنے ووٹروں کو کچھ بھی نہیں دے سکتے اس کے لیے کمیٹی ہونی چاہیے تاکہ ہم اپنے دوسرے اضلاع کے ووٹرز کو بھی

کچھ دے سکیں۔

جناب والا! اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لیے اقلیتی نمائندوں کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔ کئی ایسے اضلاع ہیں جہاں اقلیتوں کی نمائندگی نہیں ہے کئی ڈویژنوں سے نمائندے بنے ہیں اور کئی ڈویژن ایسے ہیں جہاں سے نمائندہ نہیں بن سکا اس ڈویژن میں بھی ہم اپنا کام کروانا چاہتے ہیں جیسے ترقیاتی کام ہیں، سرکاری ملازمتیں ہیں یا کوئی اور کسی قسم کا منصوبہ ہے وہ ہم انہیں دے سکیں۔

جناب والا! ملک پاکستان میں شناختی کارڈ کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ ایسی پالیسی اپنائی گئی ہے کہ ہر فرد کے لیے، ہر شناختی کارڈ کے لیے ڈومیسائل کی شرط لگائی گئی ہے۔ ہم اس میں کوئی ملازمت نہیں لے رہے کوئی ضعیف العمر ہے تو ان کے لیے بھی ڈومیسائل کا ہونا ضروری ہے۔ اس لیے ڈومیسائل کی شرط کو فوری طور پر ختم کیا جائے اور ہر علاقے کے باشندے کا شناختی کارڈ بننا چاہیے تاکہ ووٹوں کے دوران بھی وہ کام دے سکے۔ اور اپنی شناخت کے لیے شناختی کارڈ اس کے پاس ہونا اشد ضروری ہے۔

جناب والا! ہمارے اقلیتوں کے قومی اور صوبائی الیکشن میں حلقہ اتنا بنایا گیا ہے کہ قومی اسمبلی کے لیے پورا ملک ہے اور صوبائی اسمبلی کے لیے پورا صوبہ ہے تو اس کے لیے میری گزارش ہے کہ آئندہ الیکشن میں حلقہ بندی کی جانی چاہیے تاکہ ہر نمائندے کو اپنے حلقے کے مطابق، اپنے حلقے کا پتہ ہونا چاہیے کہ میرے حلقے میں یہ یہ اضلاع ہیں اور ہمیں یہ کام کن کن اضلاع میں کرنا ہے۔ پورے ملک میں الیکشن لڑنا اقلیتوں کے بس کا روگ نہیں ہے۔ پورے ملک میں تو پرائم منسٹر کو بھی الیکشن لڑنے کے لیے کہا جائے تو اس کے پاس بھی اتنے وسائل نہیں ہیں۔ ہر ووٹر کے پاس وہ بھی نہیں پہنچ سکتا تو جناب والا! میری گزارش ہے کہ آئندہ الیکشن میں قومی اسمبلی کے لیے صوبے کا حلقہ بنایا جائے اور صوبائی اسمبلی کے لیے ڈویژن کی سطح پر حلقہ بنایا جائے۔

جناب والا! آپ کو معلوم ہے کہ ہماری قومی اسمبلی کی دس سیٹیں ہیں اور صوبائی اسمبلی پنجاب کی آٹھ سیٹیں ہیں۔ اگر تمام اقلیتوں کو اکٹھا کیا جاتا، ہمیں جدا نہ کیا جاتا تو ہر ڈویژن کی ایک ایک سیٹ بن سکتی ہے۔ اس میں کوئی مانع نہیں ہے کہ حلقہ نیابت بنانے میں حکومت کو کوئی دشواری پیش ہو گی۔ ضلع کی سیٹوں میں، ٹاؤن کمیٹیوں میں، کارپوریشنوں میں تو ہماری تمام اقلیت کو اکٹھا کیا گیا ہے لیکن صرف قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے لیے ہمیں چار تفرقوں میں، چار قوموں میں

تقسیم کیا گیا ہے جو کہ سراسر زیادتی ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ تمام اقلیتوں کو اکٹھا کر کے ایک ہی اقلیت تصور کیا جائے اور حلقے بالکل چھوٹے کئے جائیں تا کہ ہمیں جلد از جلد نمائندگی مل سکے ۔

جناب والا! صوبائی کابینہ میں بھی ہمیں نمائندگی دی جائے ۔ آپ کو معلوم ہے کہ ۸۵ء سے دوسرے صوبوں میں چاہے تین ، تین ممبر ہیں تو وہاں بھی نمائندگی ہے لیکن ہم یہاں پنجاب میں آٹھ نمائندے ہیں تو ہمیں آج تک صوبائی کابینہ میں نمائندگی نہیں دی گئی جو کہ سراسر زیادتی ہے ۔ میں حکومت پنجاب سے توقع کروں گا کہ آئندہ ہمیں صوبائی کابینہ میں نمائندگی دی جائے گی ۔

جناب والا! وفاقی حکومت نے اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لیے ایک ویلفیئر فنڈ قائم کیا ہے جیسے آپ کا عشر و زکوٰۃ کا فنڈ ہے ۔ اسی طرح اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لیے ویلفیئر فنڈ قائم کیا گیا ہے جو کہ ایم ۔ این ۔ اے کو دیا جاتا ہے ۔ ہمارا پنجاب میں کوئی ایم ۔ این ۔ اے نہیں ہے اس لیے 1985ء سے لے کر آج تک ہم اپنے حقوق سے محروم رہے ہیں تو صوبائی سطح پر بھی ہمارا اقلیتی ویلفیئر فنڈ قائم کیا جائے تا کہ اقلیتوں کی بیوگان اور معذوران کو مالی امداد دی جا سکے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے ۔

لالہ مہر لال بھیل ، جناب صرف ایک منٹ ۔ جناب والا! جیسا کہ وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ صاحبان ہر ضلع کا دورہ کرتے ہیں تو جہاں اور جس ضلع میں بھی یہ دونوں صاحبان دورہ کریں تو وہاں کی اقلیت کے وفد کو ٹائم دیا جائے تا کہ وہاں اقلیتیں اپنے مسائل پیش کر سکیں اور ان کی حوصلہ افزائی ہو سکے ۔ شکریہ جناب ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سید اختر حسین شاہ صاحب۔

(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہیں تھے)

جناب ڈپٹی سپیکر، صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم،

(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہیں تھے)

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا سہیل احمد نون۔

(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہیں تھے)

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری گل نواز خان وڑائچ۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب سپیکر! میں بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ہے۔ میں عرض کروں کہ نماز کا وقت ہو چکا ہے اگر آپ اجازت دیں تو عصر کی نماز پڑھ لی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی آپ تقریر کر سکتے ہیں۔ پھر اس کے بعد نماز پڑھنے کے لیے چلے جائیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جی وہ ایک خواہش ہوتی ہے تاکہ باجماعت نماز ادا کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پڑھ لیں میں اگلے ممبر کو بلاتا ہوں۔ محمود اختر گھمن صاحب۔

جناب محمود اختر گھمن: جناب سپیکر! پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے۔ لیکن یہ پنجاب کی پچھلے سالوں سے بدقسمتی رہی ہے کہ پنجاب کے جو بھی وزرائے اعلیٰ آئے خاص طور پر میں میاں نواز شریف کے دور کی بات کر رہا ہوں ' ان کی زراعت میں بہت کم دلچسپی رہی ہے اور ہمارے لوگ جو زراعت سے تعلق رکھتے ہیں ان کو بری طرح سے کچلا گیا۔ ہم جن علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے بارے میں تھوڑا سا عرض کروں گا میری خواہش تھی کہ میاں شہباز شریف صاحب ہوتے اور ان باتوں کو سنتے۔ انہوں نے جو اپنے دور کے لمبے چوڑے دعوے کیے ہیں ان کی حقیقت سے ان کو آگاہ کرتا۔

جناب والا! میرا حلقہ پی پی۔ 198 ہے۔ میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ میاں شہباز شریف اپنے میڈیکل اور صحت کے پروگرام کے متعلق دعویٰ کرتے تھے میرے پورے حلقے میں ایک بھی لیڈی ڈاکٹر آج تک تعینات نہ ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی وہاں زنانہ ہسپتال ہے۔ نہ ہی ویسے کوئی ہسپتال ہے تو یہ ان کا دعویٰ جو یہاں وہ فرما رہے تھے کہ انہوں نے صحت پر کروڑوں روپے کا بجٹ دیا ہے۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہ بجٹ کہاں خرچ کیا ہے۔

جناب والا! اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ یہاں لاہور میں اپنے گھر کو تو انہوں نے خوبصورت بنا دیا ہے ' ماڈل ٹاؤن کو تو خوبصورت ضرور بنا دیا ہے لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میرے علاقے کے جو ۱۲۵ گاؤں ہیں ان میں سے ۲۵ دیہات کے لوگ سوئی گیس کو ترس رہے ہیں۔ قیام پاکستان سے لے کر آج تک ان لوگوں کو سوئی گیس نصیب نہیں ہوا۔ وہ پینے کے میٹھے پانی کو ترس رہے ہیں۔ وہاں پرائمری سکول نہیں ہیں۔ معصوم بچوں کو پرائمری تعلیم حاصل کرنے لیے تین ' تین چار ' چار میل دور تک جانا پڑتا ہے۔ تو میں عرض کروں گا کہ اپنی تقریر میں انہوں نے صرف اپنے بھائی کے پچھلے دور کی تعریف کی ہے لیکن حقائق کو مسخ کیا ہے۔ آج اگر وہ یہاں ہوتے تو اس بات کو ان کے سامنے میں چیلنج کرتا۔ پھر جہاں تک انہوں نے پولیس کے نظام کی بات کی ہمارے ہاں تو یہ

ہوتا رہا ہے کہ اس وقت کا ان کے اپنے گروپ کا ایک ایم - پی - اے جو تھا اگر انہوں نے اس کے خلاف بات کی تو ان کا ایم - این - اے وہاں داخل نہیں ہو سکتا تھا یہ کہاں کا انصاف تھا؟ یہ کہاں کا نظام تھا ----

جناب انعام اللہ خان نیازی: (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے - یا تو ہاؤس adjourn کیا جائے یا پھر گھنٹیاں بجائی جائیں۔ میرا خیال ہے کہ کل بھی یہ بات زیر بحث رہی ہے--

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں، بس ٹھیک ہے - آپ نے پوائنٹ raise کر دیا ہے - گنتی کی جائے -

ایک معزز ممبر: جناب سپیکر! کئی ممبر نماز پڑھنے گئے ہیں -

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں یہ چھوٹ تو ملنی چاہیے - فاضل رکن سے میں کہوں گا کہ جب نماز کے لیے ممبر گئے ہوں تو میرے خیال میں اتنی رعایت ہونی چاہیے -

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! آپ کے سامنے ابھی ایک فاضل رکن نے گزارش کی تھی کہ نماز کے لیے وقفہ کیا جائے جس کی آپ نے اجازت نہیں دی - اس کا مطلب ہے کہ کورم اگر پورا نہیں ہے تو نماز کی وجہ سے نہیں ہے یہ ان کی اپنی مہربانیوں کی وجہ سے ہے - پھر میرا خیال ہے کہ جب کورم پورا نہیں ہے تو اجلاس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ گنتی کرا لیں -

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر ایسے کرتے ہیں کہ 15 منٹ کے لیے نماز کے لیے وقفہ ہے۔ نماز پڑھ لیں۔ پھر 15 منٹ کے بعد ہم یہاں ملیں گے -

(ہاؤس کی کارروائی ۱۵ منٹ کے لیے ملتوی کی گئی)

(ایک بج کر 42 منٹ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے -

(گنتی کی گئی - کورم پورا نہیں ہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: ایوان میں فاضل اراکین کی مطلوبہ تعداد نہیں ہے - اس لیے ہاؤس کی کارروائی کل دس بجے تک ملتوی کی جاتی ہے -

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی بدھ 3 نومبر 1993ء دس بجے صبح کے لیے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چوتھا اجلاس)

بدھ' 3 نومبر 1993ء

(چہار شنبہ'17۔ جمادی الاوّل 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں 11 بجے صبح زیر صدارت جناب سپیکر محمد حنیف رامے منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ

اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْۗءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ

وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا

عَنْ سُوْۗءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾

سورۃ النساء آیات 147 تا 149

اگر تم اللہ کے شکرگزار ہو اور اس پر ایمان رکھتے ہو تو اللہ تم کو عذاب دے کر کیا کرے گا۔ اور اللہ تو قدر شناس اور دانا ہے اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی شخص کو اعلانیہ بُرا کہے مگر وہ جو مظلوم ہو اور اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔ اگر تم لوگ بھلائی کُھلم کُھلا کرو گے یا چھپا کر یا برائی سے درگزر کرو گے تو اللہ تو معاف کرنے والا اور صاحب قدرت ہے۰

وما علینا الا البلاغ۰

میزانیہ بابت سال 94-1993 پر بحث

(---------جاری)

جناب سپیکر، آج اجلاس میں کوئی تحریک استحقاق ایجنڈے پر نہیں ہے۔ ایک تحریک تھی جو واپس لے لی گئی ہے۔ اس لیے میزانیہ بابت سال 94-1993ء پر عام بحث جاری رہے گی۔ کل جب اجلاس ملتوی ہوا تو جناب محمود اختر گھمن تقریر کر رہے تھے۔ میں ان سے کہوں گا کہ وہ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب محمود اختر گھمن، جناب سپیکر! ایک بہت اچھا اور ٹیکس فری بجٹ پیش کیا گیا۔ قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر میں زیادہ تر وقت اپنے برادر محترم کی پالیسیوں اور اپنے دور کی پالیسیوں کی تعریف میں گزارا۔ وہ اس بات پر بھی نازاں تھے کہ ان کے دور میں رورل ڈویلپمنٹ پالیسی بہت کامیاب رہی۔ جناب والا! یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ضلع میں رورل ڈویلپمنٹ پالیسی کے تحت کروڑوں روپیہ اس وقت کے وزراء نے حاصل کیا اور وہ روپیہ حاصل کرنے کے بعد بھی وہاں پر کوئی پراجیکٹ نہیں چلا' کسی غریب آدمی کو روزگار نہیں ملا اور جناب والا! شہر کی ڈویلپمنٹ کے نام پر' کچھ ڈویلپمنٹ ہوئی ہے لیکن وزراء کے گھروں کے سامنے شاہراہت پر کروڑوں روپیہ خرچ کیا گیا۔ ان کے گھروں کے سامنے ماڈل ٹاؤن کے جو فوارے ہیں ان میں سے تو ٹنوں پانی گزرتا ہے لیکن جناب والا! ہمارے ہی علاقے میں ہماری مائیں بہنیں میٹھا پانی لینے کے لیے کئی میلوں کا فاصلہ طے کرتی ہیں۔ جناب والا! ڈویلپمنٹ وہ ہوتی ہے جو اس ملک کے اس معاشرے کے اور پنجاب کے ہر آدمی کے لیے مساوی ہو۔ جناب والا! یہ سمجھتے ہیں اور ان کی یہ پالیسی رہی ہے کہ اس ملک کی دولت پر اس ملک کے خزانے پر اس ملک کے وسائل پر چند خاندانوں کا قبضہ ہو اور باقی تمام عوام ان کے رحم وکرم پر ہوں۔ جناب والا! میں ڈویلپمنٹ کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ 1990ء میں پیپلز ورکس پروگرام کے تحت 112 ای بی۔104 ای بی۔124 ای بی۔136 ای بی میں بجلی کے پول لگائے گئے اور آج تک اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود ان کی حکومت آنے کے بعد وہ لوگ جو ہزاروں کی تعداد میں رہتے ہیں بجلی جیسی نعمت سے محروم ہیں۔ جناب والا! بجلی کوئی عیاشی نہیں ہے بلکہ بجلی اس دور میں ایک ضرورت ہے۔ جناب والا! آپ یہ ملاحظہ فرمائیں گے کہ یہاں ماڈل ٹاؤن کے ارد گرد ہزاروں قمقمے راتوں کو جلتے ہیں اور میرے علاقے کے غریب طالب علم دیے میں تعلیم مکمل کرتے ہیں۔ کیا جناب والا! پاکستان ان لوگوں کے

نلیے بنا تھا۔ کیا جناب والا! ہم لوگ جو دیہات کے رہنے والے ہیں ہمارے بچوں کو ہماری بہنوں کو ہماری بیٹیوں کو پاکستان کے ثمرات میں پاکستان کے وسائل میں کوئی حق حاصل نہیں ہے۔جناب والا! یہاں میں ایک اور عرض بھی کروں گا کہ بورے والا ہاؤسنگ سکیم نمبر 2پر آج سے پانچ سال پہلے کروڑوں روپیہ لگا تھا اور اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے ایک حکم امتناعی جاری کیا جس کی وجہ سے وہ سکیم نامکمل رہ گئی ہے۔ جناب والا! وہاں پر ٹینکی بن چکی ہے' سیوریج بن چکا ہے لیکن پانچ سال stay کے باوجود' اور وہ stay کیوں ہوا اور اس میں کیا مفادات تھے کس کو مفاد پہنچانا چاہتے تھے یہ وہ خود ہی بہتر جانتے ہیں۔ لیکن جناب والا! وہ کروڑوں روپیہ اب بھی ضائع ہو رہا ہے۔ جناب والا! یہی نہیں ان کے دور حکومت میں ہمارے علاقے پر وہ وہ ظلم ڈھائے گئے' 2-BR کا ایک علاقہ ہے جہاں پر غریب کاشت کار رہتے ہیں۔ کسی بھی کاشت کار کی زمین ایک مربع سے اوپر نہیں ہے وہاں کے لوگوں کو اس وقت کے وزراء نے پانی سے محروم کر دیا اور یہ ریکارڈ کی باتیں ہیں۔ ان لوگوں کی زمینیں اب بنجر ہو گئی ہیں لوگ بھیڑ بکریاں پال کر اپنا گزارا کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ ان حالات پر بھی میں جناب سپیکر! آپ کی اور اس معزز ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر! آخر میں یہ بھی عرض کروں گا کہ حکومت کی پالیسیوں نے ہم کاشت کاروں کو بہت ہی پریشان کر دیا ہے۔ کپاس کی فصل پچھلے چند سالوں سے وائرس کا شکار چلی آ رہی ہے۔ سابقہ حکومت کے دور میں اس کے لیے کچھ نہیں کیا گیا۔یہاں تک کہ کپاس کے ریٹ بھی مناسب نہ ملے۔ اس کے علاوہ ٹیکسٹائل انڈسٹری میں بھی جو کپاس گئی اس کی بھی آج تک ادائیگی نہیں ہوئی۔ ہمارے زمینداروں کو ابھی تک پچھلی فصل کی بھی ادائیگی نہیں ہوئی۔ گنا جو ملوں میں بھیجا گیا کاشت کار کو اس کا ابھی تک پیسہ نہیں ملا۔ اب جو دھان کی موجودہ فصل ہے اس کے لیے بھی زمیندار کو قیمتیں نہیں مل رہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ بنکوں سے تمام سرمایہ ییلو کیب سکیم کے تحت لے لیا گیا اور اب بنکوں کے پاس اتنا سرمایہ بھی نہیں ہے کہ ان کی ادائیگی ہو سکے۔ میری جناب والا سے یہ درخواست ہوگی کہ کاشت کاروں کی مفلسی کو مد نظر رکھتے ہوئے 15 ہزار روپے کا قرضہ ہر کاشت کار کو بلاسود دیا جائے تاکہ گندم کی کاشت کے لیے بیج اور کھاد خرید سکیں۔اس کے علاوہ مونجی کی فصل کی قیمت کی ادائیگی کو سرکاری طور پر یقینی بنایا جائے۔ خریف 94-1993 ء کا جو مالیہ ہے وہ معاف کیا جائے کیونکہ ان کی فصل خراب ہو چکی ہے۔ آخر میں جناب والا! ان کی خدمت میں یہی عرض کروں گا کہ،

رہے گی سادہ کتاب کب تک کہیں تو آغاز باب ہو گا
جنھوں نے بستی اجاڑ ڈالی کبھی تو ان کا حساب ہو گا

جناب سپیکر: سردار امجد حمید دستی صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! اللہ تعالیٰ نے آپ کو گونا گوں صفات سے نوازا ہے۔ آپ آرٹسٹ بھی ہیں پینٹر بھی ہیں' ادیب بھی ہیں سکالر بھی ہیں اور دنیا کے حالات سے باخبر بھی ہیں۔ آپ کے علم میں ہو گا کہ اس وقت نائیجریا کے ملک میں جو صدر ہے ان کا نام ہے ابراہیم بدمعاشی بن گیدا۔ میں نے جب پڑھا تو میں نے کہا کہ اگر تو بدمعاشی کا بن گیدا ہے' شرارتوں کا بابا ہے تو ہمارے ہاں بھی ایک بابا ہے۔ تیرا نام prophet ابراہیم پر ہے تو اس کا نام اسحٰق ہے۔

جناب سپیکر: میں معزز رکن سے یہ گزارش کروں گا کہ اس طرح کی تنقید نہ کی جائے۔ یہ کوئی بحث پر بحث نہیں ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: ٹھیک ہے۔ لیکن جناب والا یہ عام بحث ہے اس پر ملکی حالات پر تبصرہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: لیکن شخصیات پر نہیں۔اس سے پرہیز کیا جائے۔ He is President on leave

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! ٹھیک ہے۔ اگر یہ بات ہے تو صرف ان کے جو احکامات ہیں اور ان کی وجہ سے ملک پر جو اثرات پڑے ہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ نے فرمایا ہے کہ ان کو شخصیات پر بحث نہیں کرنی چاہیے لیکن گزشتہ دو دنوں سے حکومتی بنچوں سے جتنی بھی تقریریں ہوئی ہیں-----

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں ان پر بھی یہی رول لاگو ہو گا اور سب کا خیال رکھا جائے گا۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ صبر اور سکون سے ملاحظہ فرمائیں گے' سماعت فرمائیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ میری بات جو ہے ملک کے مفاد میں ہے۔

جناب سپیکر: لیکن بجٹ سے تعلق رکھنی چاہیے۔

سردار امجد حمید خان دستی: جی بجٹ سے تعلق ہو گا۔ بجٹ کے متعلق بات کروں گا بجٹ جو ہے یہ outcome ہے economic reforms کا جو معین قریشی صاحب ہمیں تفویض کر گئے اور معین

قریشی صاحب کس کی پیداوار تھے؟ وہ اس بن گیدا کی پیداوار تھے۔

جناب والا! ایک دفعہ یہ نعرہ بلند ہوا "گو بابا گو"۔ میری نواسی جو کہ ایک چھوٹی سی بچی ہے اور سکول میں پڑھتی ہے وہ کہنے لگی کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ ہم تو اپنے سکول میں پڑھتے ہیں،

Ba, Ba blacksheep
Have you any wool,
Yes Sir, Yes Sir, Three bags full,
One for my master, one for the dame,
And one for the naughty boy cross the lane?

تو میں نے کہا یہ بابا وہی ہیں جو کہ blacksheep بھی ہیں اور بابا بھی ہیں اور انھوں نے اپنے لیے وضع کیا ہے،

Ba, Ba blacksheep have you any wolf,
Yes Sir, yes Sir, three bags full,
One for my master America

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! معزز رکن جو تقریر کر رہے ہیں آیا یہ بجٹ کی تقریر ہے اور انھوں نے اپنی بچی کو یہ نہیں بتایا کہ میں نے بھی ووٹ اسحق خان کو دیا تھا۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! یہ وکیل ہیں قابل آدمی ہیں لیکن انھوں نے پنجابی میں تقریر کی تھی یہ اپنی عادات سے مجبور ہیں۔ یہ اپنی قومی زبان سے بھی ہٹ کر باتیں کرتے ہیں۔ ان کا ملکی مفادات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر، آپ کی تو کوئی مجبوری نہیں ہے۔ آپ مہربانی فرما کر بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب میں آپ کو prove کروں گا۔

I will not bore you Sir and I will prove that I am speaking on the budget.

اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ میں پرانا آدمی ہوں اور آپ کا خادم ہوں پانچویں دفعہ منتخب ہو کر آ رہا ہوں اور پارلیمنٹری رولز سے بخوبی واقف ہوں ۔ میری بات صبر وسکون سے سنی جائے۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ:

One for my master America, one for the dame B.B.Benazir,

And one for the naughty boy living in Okara.

تو جناب والا! انھوں نے ہمیں کیا دیا اور کیا نمونہ دیا؛ معین قریشی لا کر ہمارے حوالے کیا۔ معین قریشی کے متعلق میں آپ کو تبصرہ پڑھاتا ہوں بلکہ سناتا ہوں ایک ہندو جو بنگلور میں رہتا ہے

Banglore is one of the beautiful cities.

اور مجھے اس وجہ سے بھی یاد ہے کہ فوجی وہاں پر کمیشن کے سلسلے میں جاتے تھے ــــــ

جناب سپیکر: آپ کو پتا ہونا چاہیے کہ کل ایوان میں متفقہ طور پر یہ بات طے ہوئی تھی کہ ہر سپیکر دس منٹ تک بول سکتا ہے۔ تو آپ خیال رکھیے گا آپ کے سات منٹ ہو چکے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! آپ کے بھی سفید بال ہیں اور میرے بہت سفید ہیں اور سفید بالوں کی تھوڑی سی رعایت ہوتی ہے۔پانچ منٹ کی بجائے مجھے دس منٹ دے دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور ہمارے جو دوست بنچوں پر بیٹھے ہیں یہ بھی بور نہیں ہوں گے اور آپ بھی بور نہیں ہوں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! بات یہ ہے کہ میرے معزز بھائی امجد حمید دستی صاحب ہمارے بڑے بھائی ہیں فرما رہے ہیں کہ آپ کے بھی بال سفید ہیں میرے بھی بال سفید ہیں۔ آپ کے تو 1970ء میں بھی ہم نے دیکھے ہیں پہلے گرے تھے اور اب سفید ہو گئے ہیں۔ مگر ان کا 1970ء کا رنگ ابھی تک نہیں گیا ایک بال بھی زیادہ سفید نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: دستی صاحب اپنی بات مکمل کریں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا!بنگلور کے ہیں اور ان کا نام ہے گیاتری بائی لاز ہندو ہیں۔ انھوں نے نیوز ویک میں معین قریشی صاحب کے متعلق تبصرہ کیا۔ میں وہ آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ یہ معین قریشی صاحب کی برکات ہیں کہ یہ بجٹ میں تبصرے ہوتے ہیں اور تنقید بھی ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

Former investment banker and interim Prime Minister Moeen Qureshi's economic reforms prove the importance of having a non political leader at the helm of a nation. Unlike professional political Qureshi lacks politicians ambition and the State is responsible for introducing reforms.

میں آگے چل کر یہ بھی عرض کروں گا کہ انھوں نے اس ملک کے لیے کیا اصلاحات کیں۔

And in taming Pakistan's economic crisis rampant drug traffic and administrative corruption Qureshi is really interested in helping the people of Pakistan rather than in being a long term leader to them. Hindu says that I envoy the Pakistanis for having someone like him.

تو میں نے کہا کہ گیاتری صاحب، میں ماضی کے دریچے میں جھانکا تو مجھے ایک اور آدمی یاد آ گیا، جومو کنیاٹا، جومو کنیاٹا کینیا کے سب سے پہلے وزیر اعظم تھے اور گورنر جنرل جب ------

جناب سپیکر، آپ کا وقت تو ہو گیا لیکن اب آپ سفید بالوں کے سہارے بول رہے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سردار امجد حمید خان دستی، جناب I will not bore you, Sir. اور اگر آپ بور ہونے تو میں بیٹھ جاؤں گا۔ جناب والا! میں جھانکا تو مجھے ایک شخص نظر آیا جو مو کنیاٹا کینیا کا پہلا وزیر اعظم۔ گورنر جنرل کٹر یانی تقریر کرنے لگے تو وہ کہنے لگے، ہم نے کینیا کو ریل دی، ڈاکخانے دیے، سکول دیے، حیوانات کے ہسپتال بھی دیے اس کے علاوہ تار گھر دیے، ٹیلیفون دیے اور یہ دیا وہ دیا۔ سب سے بڑی بات ہم نے یہ دی کہ ہم نے کینیا کو بائیبل بھی دی

And you will be surprised to know Mr Speaker

جومو کینیاٹا نے کہا کہ آپ کی، برٹش امپائر کی جو برکات ہیں تار کی، ٹیلیفون کی اور سکولوں کی، ہسپتالوں کی اور سب سے بڑی بات آپ نے بائیبل کی کہی ہے۔

For God's sake leave this country alongwith your Bible.

تو میں گیاتری کو کہتا ہوں کہ،

What do you enovy of? For God's sake take this Moeen qureshi to your country if you envoy the Pakistanis.

تو جناب، یہ اصلاحات کیا کریں گے؟ اصلاحات انھوں نے کیں-----

ڈاکٹر شیلا۔بی۔ چارلس، پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار امجد حمید خان دستی،بی بی، آپ تو ہمارے ساتھ رہی ہیں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس،میں ان کے ساتھ بھی رہی ہوں لیکن ان کی انفرمیشن کے لیے میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں۔(قطع کلامیاں)

I am on a point of order I would request my respected Members that we should have respect and regard for the Bible too We are sitting in this Assembly and we will not tolerate sayings that same one should leave alongwith the Bible Why should we take away the Bible We are Christians in this Assembly and this Bible will remain in the Assembly So, I would like him to take his words back and they should be expnuged from the record

سردار امجد حمید خان دستی،میں ان کی تسلی کے لیے وضاحت کر دیتا ہوں۔ ان کو یہ معلوم نہیں کہ ہم اہل کتاب ہیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔

سردار امجد حمید خان دستی،ہم جتنا قران مجید کا احترام کرتے ہیں اسی طرح بائبل کا بھی احترام کرتے ہیں ان کو بات یاد نہیں رہی ۔(قطع کلامیاں)۔ پہلے میری بات مکمل ہونے دیں۔

جناب سپیکر، کیا ممبر صاحب نے اپنی طرف سے الفاظ کہے ہیں یا کسی کا حوالہ دے رہے ہیں؟ اگر quote کر رہے ہیں تو وہ کہنے والا اور ہے اگر انھوں نے کہا ہے تو وہ الفاظ واپس لے سکتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! ڈاکٹر صاحبہ میری بڑی محترم ساتھی رہی ہیں۔ مجھے ابھی ابھی

ایک نسخہ بھی دیا ہے اور میں آپ کو ان کا لکھا ہوا بھی دکھا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس نسخے میں افیون تو نہیں ہے۔ کیونکہ نسخوں میں افیون بھی استعمال ہوتی ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: محترمہ بڑی اچھی ڈاکٹر ہیں۔ میں ان کو admire کرتا ہوں۔ لیکن ان کو بھی admire کرنا چاہیے کہ میں ایک انگریز کا ایک پکے عیسائی کا حوالہ دے رہا ہوں۔ اس نے یہ بات کی اور اس کا یہ جواب دیا۔پکے عیسائی جومو کنیانا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پندرہ منٹ لے چکے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر اپنی تقریر wind up کریں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! میرے دوست جو یہاں بیٹھے ہیں مجھے اپنا وقت دے رہے ہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! جب بجٹ پر بحث کا آغاز ہوا تو ایک ایسے ممبر کو جو پہلی دفعہ منتخب ہو کر آئے ہیں اس کو اڑھائی گھنٹے کا وقت دیا گیا اور جو پانچ دفعہ منتخب ہو کر آ رہے ہیں آپ ان کو پندرہ منٹ میں بیٹھنے کے لیے کہہ رہے ہیں یہ کوئی انصاف نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جب ہاؤس میں ایک بات طے ہو جائے تو اس کے مطابق عمل ہوتا ہے اور اس وقت یہ طے نہیں ہوا تھا۔ اب ہاؤس نے طے کر دیا ہے تو سب کو اس کا احترام کرنا چاہیے۔ جناب دستی صاحب مہربانی فرما کر اپنی تقریر wind up کریں۔

SARDAR AMJAD HAMEED KHAN DASTI: Sir, I am an exception. I am a man with grey hair and one of the oldest man in this House. I am coming here for the fifth time and I have a right to speak and may have more time.

جناب سپیکر: سب کا حق برابر ہے۔

SARDAR AMJAD HAMEED KHAN DASTI: My colleagues from the Opposition will give their own time to me.

جناب سپیکر: کون اپنا وقت دینا چاہتا ہے؟

آوازیں: جناب والا! ہم اپنا وقت دینے کے لیے تیار ہیں۔

چودھری خادم حسین: جناب والا! پہلے اس بات کی تسلی کر لیں کہ جو لوگ ان کو وقت دے رہے

ہیں کیا آج ان کا نام مقررین میں شامل ہے؟ اگر ان کا نام شامل ہے پھر تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، سیکرٹریٹ ان کے نام درج کر رہا ہے ۔ ان دوستوں نے اپنے لیے تقریر کی گنجائش خود ختم کی ہے۔وہ اپنے حلقے کے بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہتے اس لیے انھوں نے جناب امجد حمید صاحب کو اپنا حق دے دیا ہے وہ اب ان کا حق استعمال کریں۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! نام لکھ کر آپ کو دیے جا رہے ہیں۔ یہ تو ایک طریقہ اپنایا جا رہا ہے۔ باقی آپ یا کوئی اور شخص کسی کو روک نہیں سکتا۔ ہم عوام کے نمائندے ہیں جس وقت مرضی چاہیں بولیں۔ بجٹ پر بولیں یا کسی اور مسئلے پر بولیں قانون کے تحت ہم پر کوئی قدغن نہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ اس ہاؤس کا بھی ایک طریقہ ہے اور یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بلکہ یہ آؤٹ آف آرڈر ہے۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں آیا قانون میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ دوسرا آدمی وقت دے سکتا ہے؟ اس کی وضاحت کی جائے۔

جناب سپیکر، یہ بات روایات میں ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! جدے پلے کچھ نہ ہوے او دوسرے نوں واری دے دیندا اے ۔ جا توں چلا جا توں واری لے ۔انھاں نے مینوں واری دے دتی اے۔

جناب سپیکر، دستی صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ باباجی کا ذکر آیا تو یہاں اس دفعہ صدارت کے لیے بیس آدمی کھڑے ہو گئے۔ ہمارے ہاں سرائیکی میں کہتے ہیں کہ ********* یعنی صدارت اس قدر سستی ہو گئی کہ بیس آدمی اٹھ کھڑے ہوئے اور تانگے کی سواریوں والے بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ جن کا ایک ووٹ ہے وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں سبق سیکھنا چاہیے۔اپوزیشن کو بھی اور حکومتی بنچوں کو بھی۔

وزیر خزانہ(چودھری محمد افضل سندھو)،پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ سے یہ درخواست کروں

***(بحکم جناب سپیکر کارروائی سے حذف کر دیا گیا)

گا کہ میرے محترم بزرگ نے سرائیکی میں جو کچھ کہا ہے اسے ریکارڈ سے حذف کیا جائے۔ انھوں نے اس کو چھپانے کی کوشش ضرور کی ہے لیکن وہ الفاظ کوئی پارلیمانی آداب کا حصہ نہیں ہیں۔ اس لیے میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ اسے اسمبلی کے ریکارڈ سے حذف کیا جائے۔ انھیں ان کے بزرگ ہونے کے ناطے۔۔۔۔

جناب سپیکر، اسے حذف کیا جائے۔

سردار امجد حمید خان دستی، مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ جناب والا! معین قریشی صاحب نے ہمیں یہ اصلاحات دیں۔ نام تو ان اصلاحات کا یہ تھا کہ قرضے واپس لو۔ کروڑوں روپے کے قرضے سیاست دان کھا گئے۔ یہ ذرگ مافیا ہیں انھوں نے ساری قدم کو نشے پر لگا دیا ہے۔ رشوت بہت زیادہ ہے ۔ لوگوں کا دھیان اس طرف لگا دیا اور کیا یہ کہ پاکستانی کرنسی کی قیمت کو کم کر دیا۔ پانچ ارب کا جو قرضہ تھا وہ روپے کی قیمت کم ہونے کی وجہ سے ڈیڑھ گنا ہو گیا بلکہ دگنا ہو گیا۔ یہ انھوں نے اصلاحات کیں۔ گیاتری صاحب کو میں کہتا ہوں کہ لے جاؤ اس کو انڈیا میں ہمیں بخشو بی بلی چوہا لنڈورا بھلا ۔جناب والا! دوسری مہربانی انھوں نے یہ فرمائی کہ جب دیکھا کہ ہاؤس خالی ہے' قومی اسمبلی بھی خالی ہے اور پنجاب کی اسمبلی بھی خالی ہےتو انھوں نے ایک دوسری رحمت ہم پر فرمائی کہ زراعت پر ٹیکس لگا دیا۔ تاکہ یہ جو شرارتیں ہیں ان کو ختم کرنے میں بھی وقت لگے اور یہ بحث وتحیص میں الجھ جائیں۔ایک دفعہ کرنسی کی قیمت کم ہو جائے تو پھر اس کی تلافی نہیں کی جا سکتی اور یہ ایک ایسا نقصان تھا جس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔تو میں پھر ایک دفعہ جومو کنیاتا کی طرف سے پھر دہراتا ہوں کہ اس سوغات کو انڈیا لے جائیں۔ وہیں بنگلور میں رکھیں۔ تمہاری کرنسی کی قیمت بھی کم کرے گا۔تم پر بھی ایسے ٹیکس لگائے گا کہ تم پھر روؤ گے۔

نواب شیر وسیر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں معزز رکن سے درخواست کروں گا کہ یہ بار بار ہندو فلاسفر کو پڑھتے رہتے ہیں کبھی مسلمان فلاسفر کو بھی پڑھا ہے۔ کبھی یہ معین قریشی کو باہر بھیج رہے ہیں اور کبھی کسی کو ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ بجٹ کی تقریر پڑھیں ۔ میرے خیال میں عمر زیادہ ہو گئی ہے اور ستر سے بہتر سے ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ اپنی تقریر کو جاری رکھیں۔

سردار امجد حمید خان دستی:انھوں نے ایک اور رحمت ہمارے ملک پر یہ فرمائی' ایک تو یہ تقریر کے دوران مداخلت کرتے ہیں مجھے ریفرنس ہی بھول جاتے ہیں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, my honourable friend has passed a comment saying that he has been "SATRAY BAHATRAY". This is very unparliamentary and a very personal remark It should be taken back by him and this House should stand in a total condemnation of his unparliamentary lanaguage.

جناب سپیکر: میں نے اسی لیے ان کی گزارشات کو آؤٹ آف آرڈر قرار دیا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! میں اس کو جلدی ختم کرتا ہوں۔ دوسری انھوں نے یہ مرحمت فرمائی کہ آہستہ آہستہ ہمارا ایٹمی پروگرام رول بیک کرنا شروع کر دیا اورکشمیر کے مسئلے کو بھی سرد خانے میں ڈالنے کی کوشش کی۔ ان اصلاحات کو ہم پر مسلط کرنے کے لیے اور امریکہ کو خوش کرنے کے لیے کیا گیا۔ ان کے متعلق یہ کارٹون بھی شائع ہوا تھا کہ انکل سام ٹوپ پہنے ہوئے کھڑے ہیں اور معین قریشی صاحب : Like a gentleman I have done my duty My Lord انھوں نے یہی ڈیوٹی امریکہ بہادر کے سامنے ادا کی ہے۔ کشمیر کے مسئلے کی اہمیت کم کی'ایٹمی پروگرام رول بیک کیا اس کے علاوہ ہماری زراعت پر ٹیکس لگا دیا اور کرنسی کی قیمت بھی کم کر دی گئی۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: I call the House to order.

سردار امجد حمید خان دستی: اور جناب سپیکر! انھوں نے آگ لگائی اور چالو ہوائی جہاز پر بیٹھے اور انکل سام کے پاس پہنچ گئے۔جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو انکل سام کے مرید ہیں ان سے ہماری جان چھڑائیے ایک مدت کے بعد میں اس سے انکار نہیں کروں گا کہ محترمہ بے نظیر صاحبہ اور Mian Nawaz Sharif is also an outstanding great leader in his own right دونوں محب وطن ہیں ان دونوں کو چاہیے کہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور ایک ایسا صدر لائیں ایک ایسا شریف آدمی لائیں۔ پڑھا لکھا آدمی لائیں قانون کو جاننے والا آدمی لائیں۔ ٹھنڈی طبیعت کا آدمی لائیں جس کی طبیعت میری طرح ایسی نہ ہو جو کسی کو دیکھ کر مچل جائے۔

جناب سپیکر، دستی صاحب! یوں لگتا ہے کہ آپ میرے لیے لابنگ کر رہے ہیں۔(قہقہے)۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! میں حکومتی بنچوں کی brain washing نہیں کر رہا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس آڑے وقت میں ہسٹری یاد رکھے گی اگر آپ اس وقت صحیح آدمی کو سلیکٹ کر لیں گے۔جناب والا! صحیح سلیکشن میں وسیم سجاد سے بہتر کوئی سلیکشن نہیں ہو سکتی۔میں یہ بھی گزارش کروں گا......

جناب شاہ نواز چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں اے گزارش کراں گا کہ جناب دستی صاحب کافی وقت لے چکے نیں۔ میرے خیال دے مطابق جیہڑی ڈاکٹر شیلا بی چارلس نے دوائی دتی اے او کوئی غلط دوائی دے دتی اے اور اے اپنے وقت توں زیادہ بول رہئے نیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

چودھری محمود اختر گھمن، پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! یہ بجٹ تقریر ہے اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ہمارے بزرگ رکن وسیم سجاد کی ہاؤس میں campaign کر رہے ہیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ یہ کوئی احسن بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر،میں نے تو آپ کو رائے دی تھی کہ کس کی کر رہے ہیں لیکن آپ نے وہ بات سنی نہیں۔دستی صاحب! اب آپ کے لیے تین منٹ باقی رہ گئے ہیں تاوقتیکہ کوئی اور ممبر آپ کو وقت دے دے۔

ڈاکٹر شیلابی چارلس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ بجٹ تقریر ہے یا صدر کے الیکشن کی تقریر ہے۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گی کہ وہ اپنی تقریر میں بجٹ کے متعلق بات کریں۔

جناب سپیکر، جناب دستی صاحب آپ اپنی تقریر تین منٹ کے اندر wind up کریں۔

سردار امجد حمید خان دستی، میں جناب رول بیک کرتا ہوں ۔میں گزارش کر رہا تھا کہ اپوزیشن سے بھی اور حکومتی پارٹی میں بھی ایسے ایسے نامور لوگ آئے ہیں جن کو دنیا آج تک یاد کرتی ہے۔ان میں سے ایک مولوی تمیز الدین خان بھی تھے ۔ جنھوں نے جمہوریت کی بحالی کے لیے بڑی تگ ودو کی اور آج تک ان کا نام سب کو یاد ہےاور ہسٹری میں نام لکھا جائے گا کہ انھوں نے ایک ڈکٹیٹر غلام محمد کا

مقابلہ کرنے کی کوشش کی۔ پھر نام آتا ہے ملک معراج خالد کا۔ آپ کے بنچوں کی طرف سے ملک معراج خالد نے جو یادیں چھوڑی ہیں He is a very independent man and a very capable speaker. اور بطور سپیکر کے انھوں نے ایک ہسٹری چھوڑی ہے اور یہ نظر آتا تھا کہ He is the real speaker. جو ایک آزاد اور خود مختار سپیکر تھے۔ پھر اس کے بعد مسلم لیگ کی طرف سے ایک اور آدمی آیا جس کا نام فخر امام تھا وہ بھی اسی طرح،

He also behaved like this. Very independent, very impartial, stronger and approachable and here is another man Mr Waseem Sajjad.

تھوڑے عرصہ میں چند مہینے کے عرصہ میں Within a few months he had proved his method. تو میں یہ گزارش کروں گا کہ جھگڑوں سے پرہیز کیا جائے۔ اسی طرح یہ FATA، مانگے والی پارٹیاں اور آزاد اراکین سے ہٹ کر دونوں بڑی پارٹیوں کو سوچنا چاہیے They have emerged as big parties. Their leaders have become very big and in their own right they have emerged as big leaders. تو ان کو جناب سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیے۔ Let he country has another good Speaker in the shape of Mr Waseem Sajjad. اور اس نے جو ان مہینوں میں behave کیا ہے۔

جناب سپیکر، معزز رکن سے درخواست کی جاتی ہے کہ ان کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا بس آخری بات کر کے میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔جناب والا! انھوں نے جو ایک اچھی بات کی ہے جس کی میں تعریف کیے بغیر نہیں رہوں گا کہ انھوں نے ایک اچھی تجویز دی ہے کہ خواتین کو واپس لانے کا انھوں نے مژدہ جاں فزا سنایا۔ ہم دل کی گہرائیوں سے اس کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ یہ جتنی جلدی آئیں اتنا اچھا ہے۔ دنیا میں جو رنگ وبو ہے وہ ان کے دم قدم سے ہے۔ہمارے ہاں تو بڑی نامور قسم کی خواتین آئی ہیں اور ان میں سے ایک ایسی بھی تھیں جن کو اپوزیشن نے بھی اور حکومتی بنچوں نے بھی with one voice اور ایک ایسا ریزولیوشن ہسٹری میں تھا جس کی کسی نے مخالفت نہیں کی۔ وہ مجھے اس وقت یاد نہیں آرہا کہ بلبل پاکستان------

جناب سپیکر، اگلی مرتبہ سہی اور اس کے ساتھ ہی میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، ایک قسم کی ذہین عورتیں آسکتی ہیں۔ ہم ان کے لیے فرش راہ ہیں۔

جناب سپیکر، واہ واہ۔ چودھری گل نواز وڑائچ۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ بجٹ پر جو اعتراضات ہیں اس پر تو ہمارے لیڈر ہی وضاحت کر سکیں گے۔ قائد حزب اختلاف نے جو کچھ کہا جس روانی سے کہا جس جوش سے کہا جس جذبے سے کہا تو ہم قائل ہو گئے کہ ممکن ہے کہ نواز شریف صاحب نے شاید اچھے کام کیے ہوں اور قوم کو خبر ہی نہ ہو۔ میں بھی چند روز ان کے ساتھ رہا ہوں میں گھر کا بھیدی ہوں سب کچھ جانتا ہوں۔ انھوں نے بہت کچھ کیا اور وہ قابل تعریف باتیں ہیں جو انھوں نے کیں میں ان کی تائید کرتا ہوں لیکن اس میں حقائق کا کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی حقیقت سے اس کا کوئی واسطہ ہے اور نہ ہی عوام کی بہتری کا واسطہ ہے۔ اس کے علاوہ نہ ہی بنکوں کی بہتری کا کوئی واسطہ ہے نہ ہی زمیندار کی بہتری کا کوئی واسطہ ہے اور نہ ہی مزدور کی بہتری کا کوئی واسطہ ہے لیکن جب انھوں نے باتیں کہیں تو یہ بھی کہا کہ نواز شریف صاحب کی وجہ سے انھیں بہت فائدے ہوئے۔ انھوں نے بڑے کام کیے اور اسی سلسلے میں انھوں نے یہ بھی کہا کہ ییلو کیب سکیم شروع کی۔ میرے ایک وزیر بھائی نے اس کے متعلق اعداد وشمار بھی بتائے ہیں کہ 73 ہزار ییلو ویگنیں دی گئی ہیں اور بنکوں کو بالکل تباہ کر دیا گیا ہے۔ بنک والے کہتے ہیں کہ تین چار ماہ بعد یہ تمام ییلو کیب ہمارے بنک کے سامنے کھڑی ہوں گی اور ان کی قیمت ایک ہزار روپے ہو گی۔

جناب سپیکر، سب کی یا ایک کی؟

چودھری گل نواز خان وڑائچ، جناب والا! بنک کو ایک پائی بھی کوئی قسط نہیں دے رہا۔

(قطع کلامیاں)۔

MR SPEAKER: I call the house to order, please.

چودھری گل نواز خان وڑائچ، جناب والا! یہ ییلو کیب اس ملک سے منگوائی گئی ہیں جس ملک سے ہمارے چودھری برادران اور میاں نواز شریف کو بہت زیادہ لگاؤ ہے۔ جناب والا! بغیر عذر کے ہماری سڑکیں بھی وہی بناتے ہیں گاڑی بھی وہی منگواتے ہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں معزز رکن کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ کسی ایک ملک سے ییلو کیب درآمد نہیں کی گئیں یہ جاپان اٹلی فرانس اور پاکستان

میں تیار کردہ ییلو کیب تقسیم کی گئی ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! یہ اس سلسلے میں اعداد وشمار بتا سکتے ہیں۔ جاپان سے اتنی کم لی گئی ہیں جو کہ آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہیں۔زیادہ گاڑیاں کوریا سے ہی امپورٹ کی گئی ہیں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب والا! میرے فاضل دوست نے یہ فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے ییلو سکیم میں گاڑیاں لی ہیں ان میں سے کوئی بھی آدمی قسط ادا نہیں کر رہا۔یہاں ان کو یہ پتا نہیں ہے کہ ہزاروں لوگ قسط جمع کروا رہے ہیں اور بنک نے خود کہا ہے کہ 65 فیصد لوگ قسط جمع کروا رہے ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! یہ اعدادوشمار لا کر بتا دیں ۔ 73 ہزار ییلو کیب بک کروائی گئی ہیں اور بنک سے آج اعدادوشمار لے لیں کہ ان میں سے کتنے آدمی قسطیں دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ چونکہ اس مسئلے پر بات کر رہے ہیں اور ایک طرح سے فرض تو آپ کا بنتا ہے کہ جو بات آپ کریں دلیل کے ساتھ کریں اور اعدادوشمار کے ساتھ کریں ۔ بے شک آپ جو بات کر رہے ہیں یہ بھی بحث کا ہی حصہ ہیں۔ جو اور ممبران بھی اعدادوشمار پیش کریں گے ہم ان کی بات بھی سنیں گے۔ اب آپ اپنی بات کو آگے بڑھائیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میری عرض یہ ہے بنک یہ کہہ رہے ہیں اور میں اعدادوشمار تو پیش نہیں کر سکتا ' کیونکہ بنک والے ابھی ان افراد کو تلاش کر رہے ہیں ۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی تو ہمیں ان لوگوں کی تلاش ہے کیونکہ کئی آدمیوں کا تو وجود ہی نہیں ہے اور انھوں نے جعلی شناختی کارڈ پیش کیے ہیں۔ خاص طور پر لاہور کے افراد کو زیادہ تعداد میں دی گئیں۔ بلکہ یہ ایلکشن جیتنے کے لیے دی گئیں۔ کسی مزدور کو ییلو کیب گاڑی نہیں دی گئی۔

(قطع کلامیاں)۔

جناب سپیکر: اگر اس طرح مداخلت ہوگی تو کوئی شخص بھی نہیں بول سکے گا۔ اس لیے میری یہ رائے ہے کہ اگر کسی ایک معزز رکن کو بولنے کا موقع دیا گیا ہے تو آپ کو بھی موقع دیا جائے گا۔ آپ اپنی بات اس موقع پر کہہ دیجیے۔بجائے اس کے کہ ہر سپیکر کو بیس بیس مرتبہ ٹوکا جائے اور بات بھی دس منٹ کی بجائے آدھے گھنٹے میں پھیل جائے اور ایک دن ایسا آئے گا کہ اراکین کی تقریرختم

ہونے سے پہلے ہاؤس کا وقت ختم ہو جائے گا۔ میں آپ کو یہ تجویز کرتا ہوں کہ یہی بہتر طریقہ ہے اپنی تقریر کے لیے آپ نکات نوٹ کریں، جو نکتہ آپ کو پسند نہیں ہے اپنی تقریر میں اس نکتے کا جواب دے دیجیے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میں استدعا کرتا ہوں کہ ضبط پیدا کریں باتیں سننے کا ضبط پیدا کریں۔ اگر یہ مداخلت کریں گے تو میں بولتا ہی جاؤں گا۔

جناب سپیکر: اب آپ اپنی تقریر فرمائیں۔ اب آپ کے بھی تین چار منٹ رہ گئے ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میرا وقت بڑھایا جائے میری تقریر میں بار بار مداخلت سے وقت ضائع کیا گیا ہے۔ جناب والا! سابقہ حکومت کے جو نقائص تھے ان پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی گئی۔ میں ذاتی طور پر زخم خوردہ ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ میاں صاحب بڑے دوست پرور تھے، میں ان کا دوست رہا ہوں اور میرا کیس اڑھائی سال بعد سپیڈی کورٹ میں بھیجا گیا ہے جو اب بھی چل رہا ہے اور بلاوجہ بھیجا گیا ہے، میں اس قتل میں ملوث ہی نہیں تھا۔ اس وقت میں ڈی سی اور ڈی آئی جی کے پاس بیٹھا ہوا تھا ۔ ان دونوں سے یہ بھی کہ گیا کہ اس کی صفائی نہ دینا ۔ مجھے انھوں نے بتایا ہے کہ حکومت نے کہا ہے کہ اس کی صفائی نہیں دینا ۔ مجھے اس لیے اس میں ملوث کیا گیا ہے۔ میں جناب والا! ابھی تک وہ کیس بھگت رہا ہوں۔ جناب والا! یہ ان کی دوستی اور مروت کی مثال ہے ۔

سردار حسن اختر موکل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو کیس پہلے سے کسی عدالت میں چل رہا ہو اس پر اس ایوان میں بات نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: کورٹ کے متعلق تو وہ بات نہیں کر رہے اس کا ضمناً ذکر کر رہے ہیں۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! صحیح یا غلط ہونے پر یہ بات نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر، وہ صحیح یا غلط ہونے کی بات نہیں کر رہے۔ اور نہ ہی آپ اس پر بات کریں۔ اب آپ اپنی بات کو آگے بڑھائیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، جناب والا! یہ کام خلاف قاعدہ اور خلاف قانون ہوا۔ سپیشل کورٹس میں وہ کیس جاتے ہیں جو پولیس اور ڈی سی لکھے اور پھر چند دن کے اندر وہ کیسز چلے بھی جاتے ہیں۔ لیکن ہمارا کیس اڑھائی سال بعد سپیشل کورٹ میں بھیجا گیا۔ اس کے جج صاحب کون ہیں؟ وہ میاں

صاحب کے عزیز ہیں ۔ وہ گوجرانوالہ سے راولپنڈی ٹرانسفر ہوئے تو ان سے کہا گیا کہ آپ نے گوجرانوالہ اور لاہور کے کیسز بھی سننے ہیں ۔

میاں عمران مسعود: میں نہیں سمجھتا کہ یہ مناسب بات ہو گی کہ کسی جج کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ وزیر اعظم کا رشتہ دار ہے یا اس نے فلاں کی حمایت کی۔

جناب سپیکر: اگر وہ جج ہیں تو وہ جج ہیں ۔ وڑائچ صاحب! آپ احتیاط کریں۔ آپ بجٹ پر بات کریں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میں اپنی بات کو مختصر کرتا ہوں۔ ایک اخبار کی بات کرتا ہوں ضیاء الحق صاحب نے فرمایا تھا' میری زندگی بھی خدا تعالیٰ نواز شریف صاحب کو دے۔ان ضیاء الحق صاحب نے یہ بات کی جنھوں نے پاکستان میں ہیروئن کو متعارف کروایا۔ یعنی تمام بچے ہیروئن پر ضیاء الحق صاحب کی وجہ سے لگے ہیں۔ اب جناب والا! اس کی تفصیل میں نہیں جاتا کیونکہ وقت کم ہے۔

(قطع کلامیاں)۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! کل جو اجلاس ہوا تھا ہم نے ان سے گزارش کی تھی کہ آپ ہمارے رہنما پر اس طرح سے تنقید نہ کریں اور اب یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ پاکستان میں جتنے ہیروئن پینے والے ہیں ضیاء الحق ان کو لگا کر گئے ہیں۔ اس وقت دنیا میں تقریباً اڑھائی کروڑ افراد ہیروئن کے عادی ہیں ان کو اس طرف کس نے لگایا ہے؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ معزز رکن سے بھی میں یہ درخواست کروں گا کہ وہ اپنی بات wind up کریں۔ایک منٹ میں آپ اپنی بات مکمل کریں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں ۔ میں سب بات کو چھوڑتا ہوں اور تحریک استحقاق کی طرف آتا ہوں۔ جناب والا! میں گجرات کا رہنے والا ہوں ۔ بنک میں جو لوگ پیسہ جمع کرواتے ہیں ان کا کوئی استحقاق نہیں تھا ۔ جب نواز شریف صاحب بحال ہوئے تو میری کوٹھی پر فائرنگ کروائی گئی جس سے بجلی کی تاریں ٹوٹ گئیں ٹیلی فون کی بھی تاریں ٹوٹ گئیں لیکن ہمارا تو کوئی استحقاق تھا ہی نہیں۔ میں اپنے عزیز دوست سے استدعا کرتا ہوں جو میرا بچہ ہے میرا بھائی ہے۔ استحقاق کی باتیں آپ چھوڑیں۔ کھدو پھولیاں لیراں ای نکلدیاں نیں۔استحقاق کو چھوڑیں اور اس کو نہ زیادہ طول دیں ورنہ پنجاب کا بچہ بچہ اور گجرات کا بچہ بچہ کھڑا ہو جائے گا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بجٹ پر بات کریں۔ استحقاق کی طرف آپ کہاں چل دیے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، جناب والا! یہ بھی میرا حصہ ہے۔

جناب سپیکر، پھر اس پر تحریک استحقاق لے آئیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، میں اس پر بھی بول سکتا ہوں جو تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ ہر بات پر کھڑے ہو جاتے ہیں کیا وضاحت کرنا چاہتے ہیں؟

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بار بار اپنے ذاتی مسائل کی آڑ میں ہمارے قائدین کو نشانہ بنا رہے ہیں۔ہم اگر بات کرنے کو آگئے تو پاکستان کا بچہ بچہ گواہی دے گا کہ پاکستان میں تخریب کاری کر کے کتنی جانیں لی گئیں۔ کس طرح پاکستان کے امن وامان کو تباہ کیا گیا۔ ہم اپنی زبان۔۔

جناب سپیکر، آپ مہربانی سے بیٹھیں ۔ یہاں ہر شخص یہ کہتا ہے کہ اگر یہ کیا گیا تو ہم یہ کر دیں گے ۔ یہ دھمکی آمیز لہجہ ہاؤس کے وقار کے خلاف ہے۔ اس سے پرہیز کیا جائے۔ ایک دوسرے کو دھمکیاں نہ دی جائیں۔

جناب محمد اسلم، یہ اپنا اعمال نامہ قوم کو پیش کر چکے ہیں اور اسی اعمال نامے کی وجہ سے آپ لوگ وہاں بیٹھے ہیں۔ ایسے ہی یہ کہتے ہیں کہ یہ کریں گے وہ کریں گے

جناب سپیکر، اسلم صاحب! آپ تشریف رکھیں آپ کو اجازت نہیں دی گئی۔ (قطع کلامیاں)

چودھری گل نواز وڑائچ اپنی بات کو wind up کریں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ، جناب والا! میں چونکہ ایک چھوٹا کاشت کار ہوں۔میں مختصراً عرض کروں گا کہ۔۔۔۔

جناب محمد اسلم، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔۔

جناب سپیکر، اسلم صاحب! آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں؟ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب محمد اسلم، جناب والا! متعلقہ بات ہے۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب محمد اسلم: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جس فیلی کو میرے فاضل دوست defend کر رہے ہیں۔ یہ دیکھیں کہ ان کا کس ضلع سے تعلق ہے اور آج اس ضلع کا نقشہ کیا ہے؟ اس ضلع کے لوگوں نے تو ان سے جان چھڑا کر نئے اضلاع بنا لیے ہیں۔ اب وقت آئے گا کہ ان کا ایک گھر ہو گا۔

میاں معراج دین: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے معزز رکن سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ کوئی بجٹ کی بات کریں۔ بجٹ کے بارے میں تو انھوں نے ایک لفظ نہیں کہا اور دوسرے معاملات پر تقریر شروع کر دی ہے۔

جناب سپیکر: جب آدھا گھنٹا ہمارے سب کے مہربان دوست۔ جناب امجد حمید دستی تقریر فرما رہے تھے تو کسی دوست نے یہ نہیں کہا کہ وہ بجٹ پر تقریر کریں۔ اگر آپ نے آدھا گھنٹا ان کی بات سنی ہے تو ایک آدھ منٹ کسی اور نے بھی اپنی بات کر لی ہے تو تھوڑی سی برداشت رکھیں۔ جناب وڑائچ صاحب۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میں بادشاہ صاحب کے متعلق عرض کروں گا کہ وہ اپنی آواز سے فائدہ نہ اٹھائیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! ان کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں میں دیکھ رہا ہوں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: یہ جو بھاری آواز والے میرے بھائی ہیں اپنی آواز سے غلط فائدہ نہ اٹھائیں۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی سے اپنی بات کو مکمل کریں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! یہ زمیندار اور کاشت کار جن کی انھوں نے امداد فرمائی ہے ان کے دور حکومت میں کھاد مہنگی ہوئی، ڈیزل مہنگا ہوا، ٹریکٹر مہنگا ہوا۔ زمیندار کو خود 236 روپے من گندم پڑتی ہے اور اس کا ریٹ 135 روپے ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے زمینداروں کو سہولیات دی ہیں، زمیندار تو بے چارہ تباہ ہو گیا ہے۔ جناب والا! میں مختصراً عرض کرتا ہوں کہ میں نے دونوں الیکشن لڑے ہیں رورل ڈویلپمنٹ کی بجائے الیکشن ڈویلپمنٹ تھی۔ ان کو تو پیسے ملتے تھے کہ گاؤں میں

جاؤ ووٹروں سے کہو، ووٹ دو، نالیاں بناؤ اور پھر ان کو یہ پیسے رول ڈویلپمنٹ سے ملتا تھا اور ان سے کہا یہ جاتا تھا کہ بنانا مت صرف ہمیں ووٹ دینا۔ اس سلسلے میں تحریری ثبوت پیش کر سکتا ہوں۔یہ جتنے بھی پیسے خرچ کیے گئے اس سے نہ کوئی گلی اور نہ ہی کوئی سڑک بنی ہے۔ اس لیے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ الیکشن ڈویلپمنٹ تھی۔۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کا وقت مکمل ہو گیاہے آپ تشریف رکھیں۔جناب تاج محمد خانزادہ صاحب۔

سید اختر حسین رضوی: جناب سپیکر! میں نے یہ گزارش کرنی ہے کہ جن دوستوں نے پہلی تاریخ کو اپنے تقریروں کے لیے نام دیے تھے کل ان کے اس وقت نام بولے گئے جب ہم احتجاجاً واک آؤٹ پر تھے۔ جناب والا! پہلے ان اراکین کو وقت دیا جائے بعد میں دوسروں کو دیا جائے۔

جناب سپیکر: کوشش کی جا رہی ہے کہ آپ سب کو وقت دیا جائے لیکن اگر آپ اسی طرح وقت ضائع کرتے رہے اور اپنے ساتھیوں کی تقریر میں مداخلت کر کے پریشان کرتے رہیں گےتو سب کو موقع نہیں مل سکے گا وقت محدود ہے۔ چند دن مخصوص ہیں اسی کو تقسیم کر کے سب کو وقت دیا جا رہا ہے۔ آپ خود سنجیدہ ہو جائیں تو آپ سب کو وقت مل جائے گا۔ جناب تاج محمد خانزادہ صاحب۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I am grateful to you for giving me the first opportunity to speak to congratulate you on your occupying this highest and most august Chair in the Assembly Next to this, I would like to welcome and congratulate all the new members who have joined us in serving Punjab and Pakistan Sir, there is a lot to be said about the backward areas both North and South since budget speech is the only occasion when anything can be said under the sun to express your views about certain issues that are agitating the minds of the public in this country. Sir, today, when I entered this House of legislature, I saw books of Constitution being distributed to the Members of this Assembly. While looking at that Constitution my mind went 46 years back when this noble counrty came into existence and a Constitution was

given to this country to live by it and to abide by it. Sir, it is most unfortunate that immediately after the demise of the great Quaid the Constitution, for personal reasons, was thrown tothe wind. The law of necessity was revoked and the Constitution was thrown to pieces. Subsequently, in defence of the Constitution and in defence of the fundamental rights of the citizens of Pakistan, we saw a number of dictators both in uniform and in civilian cloths I would not like to go into the details and the names of the people because they are already well known. But this country through a short period of 46 years has gone to three Martial Laws and two dissolutions of the soverign bodies of this country. Sir, violation of the Constitution and usurption of the power through the barrels of the gun amountsto traitorship but in this country it has been.......Said as the people say that the period of Field Martial Ayub Khan was the golden period of development. Admittedly it was. But it does not justify working against the Constitution. Many of our great dictators did have the sympathy to restore this country back to democratic schools and it was whether through compulsions or whether through good wishes, democracy, after heavy Martial Law was brought back in to this country through one shape or through another; Sometime through a limited democracy and sometime through refrendum. Sir, not only that the race ofamendments which is today the hot topic of this country succeeded in dissolving sovereign bodies twice in this country. My mind goes back to a very short period when this august body of the Punjab Assembly was dissolved after a solemn promise by no less a person than the President of Pakistan. Sir, I will be very correct in saying that very honourable and noble members of this House interviewed the then President and he said I have nothing to dissolve the Assembly of Punjab and Mr Wattoo is a witness to it. We all contributed so

that the Provincial and the Central Assemblies will live their normal life of five years. Sir, what has happened, has happened. I do not want to cry over the split milk but I do want to make an assurance and I do want to assure this House and I do want this house to be determined to ensure that these Assemblies whether at the level of the Federal or at the Provincial level will live its normal life of five years. We should make a vow that if somebody again takes that courage to dissolve the Assemblies, we shall not only defend the existence of the Assemblies but we shall initiate proper measures to seek that our fundamental rights are ensured even at the cost of spilling our blood in the streets.

Sir the history of democracy is very chequered. We type of democracy from the British but the Western type of democracy did not suit the Quranic Laws. In England in democracy you can make a man into woman and a woman into a man. Some people will disagree with me, but I am prepared to sit with them and say that the total enunciations of democracy in this country, is within the parameter of Quranic Laws. Our democracy has to exist within the four parameters and within the four corners of our law which is Quran and of which we have our Eman Sir, there has been a lot of talk by the people that our previous Governments have failed to bring in Shariat. I will defend the previous Governments and say that they have not failed in their duty but so far no legislature, nobody of Ulma has been able to make a unanimous decision regarding certain laws of Islam which can be universally adopted by all sects of Islam and any adoption of law based on sectarianism will only result in disorder and bad blood in this country. We want Islam to come into this country but we want then a liberal, a united Islam approved by all Sharia and by all sects of Islam as given in Quran.

MR SPEAKER: The honourable Members is requested to wind up his speech please

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, since you insist that I should wind up I being the oldest member since 1962 you may bear with me for a few minutes if you so desire otherwise I will resume my seat. I would like to say a few things about the backwardness of the north and the south Sir, today after 46 years of existence of this country, our childern are not still getting drinking water. Sir, in Districts like Dera Ghazi Khan, Jehlum, Attock, Muzaffargarh and other districts of Multan, today, our children are bringing water from several miles in pitchers in hot weather where the donkeys and the animal urinate and you have to purify that water to drink it Sir, I appeal to this House that inspite of your limitations in the Budget, the first provision you should make irrespective of any political consideration, that we must give pure water and drinking water to all the citizens irrespective of their creed, colour or their political feelings Sir, you have been able to establish previously certan trust for D G. Khan and other backward area potohar including Attock, Jehlum and Rawalpindi but the rural areas of Murree are so backward that today they not only can get two square miles but they cannot in winter even clothe their bodies and they cannot get their water Sir, I hope and my prayer is to this House and my appeal to them in the name of God Almightyto come to the rescue of these poor undefended, uncalled for, dumb and deaf population of the backward areas Sir, even if the resources of the Punjab Govt Do not allow the Punjab, the Punjab Government has been making numerous sacrifices for other provinces everytime when they are in difficulties. The Central Government has been giving subvention from Sui gas, from petroleum and from other sources of electricity but poor punjab which is the

maximum exporter of rice and maximum exporter of cotton and the biggest foreign exchange earner not even given one pie to be reimbursed for the development of this province. Sir, today, I ask this legislature to stand for their rights not to deny anything to our other less fortunate areas in the province but atleast please ask the Central Government to come to the rescue Let this House ensurethat within the next years programme, provision is made that there is nobody left without drinking water in the village. Sir, I will wind up my speech because as I know you are a little impatient, you would like me to stop I hope I will have anopportunity on some other occasion when I give my cut motions to speak on various other matters such as law and order, corruption, medical, education etc. Iam grateful to this House for giving me this patient hearing without disturbing me in my speech. Thank you

جناب سپیکر : معزز ارکان نے انگریزی زبان کی طاقت ملاحظہ فرمائی ۔ سفید بالوں کے علاوہ اور محترم خانزادہ صاحب کے بہت اچھے خیالات کے علاوہ اس بات کا بھی اس میں بہت دخل ہے کہ انھوں نے انگریزی میں تقریر کی اور ایک مرتبہ بھی کسی نے interrupt نہیں کیا۔ پھر لوگ کہتے ہیں کہ لوگ کیوں انگریزی میں بات کرتے ہیں؟ جناب وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سپیکر! انتہائی شکریہ کہ جناب نے مجھے موقع فراہم کیا۔

جناب والا! اب تک جتنے اراکین اپوزیشن 'لیڈر آف اپوزیشن سمیت جو بھی یہاں بات کرتے رہے انھوں نے زیادہ تر ملکی امور اور صدارتی الیکشن کے بارے میں زیادہ سے زیادہ بات کی۔ کسی نے کہا yellow cab اور کسی نے کہا کہ موٹر وے۔ جن کا صوبائی معاملات یا موجودہ بجٹ سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا۔ لہذا اس کا جواب دینا بھی اسی طرح ہی لازم ہے ۔ میں بھی ان باتوں کے جواب کے علاوہ صوبائی بجٹ کے بارے میں جناب کے گوش گزار کرتا ہوں۔

جناب والا! یہ yellow cab کے مسئلے کے بارے میں بہت کہتے ہیں۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ انھوں نے یہ yellow cab بھی کمیشن حاصل کرنے کے لیے منگوائی اور انھوں نے ایک مخصوص

car manufacturers سے یہ yellow cab منگوا کر کمیشن حاصل کیا---

جناب بادشاہ میر خان آفریدی:۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

چودھری محمد وصی ظفر: جناب میں floor of the House پر یہ ثابت کرتا ہوں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! کورم پورا نہیں ہے۔ گنتی کروائی جائے۔

جناب سپیکر: (گنتی کی جانے----- گنتی کی گئی ----- کورم پورا ہے ۔ جی وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! بڑے فخر سے بیان کیا گیا کہ جی ہم نے yellow cab دیں۔ میں عرض کروں گا کہ ییلو کیب کی سکیم بھی بنکوں اور manufacturers سے کمشن حاصل کرنے کے لیے تھی---

میاں عبدالستار: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! معزز رکن جناب وصی ظفر صاحب نے ابھی yellow cab کی بات ہے اور اس سے پہلے---

جناب سپیکر: ابھی تو انھوں نے بات مکمل ہی نہیں کی۔

میاں عبدالستار: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں---- جناب تقریر سے پہلے یہ بات کر چکے ہیں کہ یہاں پر مقررین نے yellow cab کی بات کی' موٹر وے کی بات کی اور دونوں کا تعلق جناب سنٹرل گورنمنٹ سے تھا۔ اب جس وقت یہ خود ہی کہتے ہیں -----

جناب سپیکر: کیا ان موضوعات پر لیڈر آف دی ہاؤس نے اپنی تقریر میں ذکر نہیں کیا؟

میاں عبدالستار: جناب' مجھے بات تو کرنے دیجیے۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں عبدالستار: میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جب یہ خود ہی کہتے ہیں کہ اس کا تعلق سنٹرل گورنمنٹ سے ہے اور موجودہ بجٹ سے نہیں ہے تو ان کو اس کی بات نہیں کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ .It is not a point of order۔ جی چودھری وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اس میں صرف ایک ہی غرض تھی۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ جو خود گاڑی چلاتے ہیں ان میں سے صرف دو فیصد نے yellow cab حاصل کی ہے' باقی تمام یا تو اپنی فیملی کے لیے خود بطور کار استعمال کر رہے ہیں' یا وہ روزانہ استعمال کے لیے کرایہ پر دے دیتے

ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

سب اسے تجارت کا دھندا بنا کر اور روزانہ استعمال کے لیے کرایہ پر دے کر منافع خوری کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ آگے دیکھیں کہ ایک ' ایک شخص نے جعلی شناختی کارڈوں پر ڈیڑھ ' ڈیڑھ سو گاڑیاں اکٹھی منگوا کر ان کو کراچی میں ہی کھول دیا یعنی پرزے پرزے کر دیا اور بطور سپیئر پارٹس ان کو فروخت کر کے اصل قیمت سے بھی زیادہ کمائے۔ جناب ان جعلی کارڈوں کا وجود ہی نہیں ہے۔ اور ان کا خیال تھا کہ شناختی کارڈ بھی جعلی ہو گا اور گاڑی بھی نہیں ہو گی تو ہم سے بنک کیا لے گا؟ اس ساری صورت حال کا حکم رانوں کو علم تھا اور وہ دیدہ دانستہ اس میں فریق بنے۔ جنابیڑے فخر سے بیان کیا جاتا ہے کہ ہم ایک بہت بڑی شاہراہ ' موٹر وے بنا رہے ہیں۔ جناب والا! اس وقت کے حکمرانوں نے اس میں سے آٹھ ارب روپیہ بطور کمیشن حاصل کیا۔ آپ آج آڈٹ کروا لیں' آج حساب کر لیں میں on the floor of the House یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ اس کی کوئی غرض و غایت ' اس کی کوئی افادیت نہیں۔ اتنی رقم سے-----

خواجہ ریاض محمود. جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمد وصی ظفر. جناب سپیکر! یہ اپنی سیٹ پر نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر. خواجہ صاحب! اگر آپ نے پوائنٹ آف آرڈر کرنا ہے تو آپ اپنی سیٹ پر تشریف لائیں۔ وہاں پوائنٹ آف آرڈر کریں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی. پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اس ایوان میں اپنے معزز رکن سے گزارش کروں گا کہ کسی پر بھی الزام لگانے سے پہلے کم از کم اگر وہ مصدقہ ثبوت ساتھ لاتے تو اچھا تھا۔ جناب یہ بینکوں کا معاملہ ہے آج مرکز میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے اگر ہمارے قائدین نے کوئی بے ضابطگی کی ہے تو آپ کے پاس پوری اتھارٹی موجود ہے' آپ کے پاس پورے وسائل موجود ہیں آپ اس کی انکوائری کروائیں لیکن ایوان میں اس طرح الزام تراشی کر کے ایوان کا ماحول خراب نہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر. آپ نے اپنا پوائنٹ آف آرڈر raise کر دیا ہے۔ میں فاضل رکن سے کہوں گا کہ آپ اب زیادہ بجٹ کی طرف آئیں ان سے میری درخواست یہی ہے۔

خواجہ ریاض محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی ابھی سپیکر چیمبر میں آپ کی موجودگی میں ہماری طرف سے اور حزب اقتدار کی طرف سے یہ فیصلہ ہوا ہے کہ ذاتی attacks یا بجٹ سے ہٹ کر باتیں نہیں کی جائیں گی اور مجھے علم ہے کہ دستی صاحب نے کوئی ذاتی attack نہیں کیا۔ وہ جنرل بات کرتے رہے ہیں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب، آپ تشریف رکھیں۔

خواجہ ریاض محمود: نہیں، جناب! میں اپنی بات پوری کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ میری بات سنیں۔۔۔۔ پوائنٹ آف آرڈر جو ہوتا ہے وہ بڑا ہی brief ہوتا ہے، clevant ہوتا ہے، ایک پوائنٹ ہوتا ہے اس پر تقریر نہیں ہوتی۔ آپ نے جو بات کی ہے وہ ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

خواجہ ریاض محمود: آپ پہلے میری بات سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

خواجہ ریاض محمود: جناب آپ پہلے میری بات تو سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔۔۔ مقصد یہ ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر صرف بڑا مختصر ہوتا ہے اس کو elaborate نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر تقریر نہیں ہو سکتی۔ آپ نے ایک پوائنٹ raise کیا جو valid ہے۔ یہی فیصلہ ہوا ہے کہ کسی پر ایسے ہی کیچڑ نہیں اچھالنا ہے۔ سلجھی ہوئی تقاریر کرنی ہیں اور positive بات کرنی ہے۔ تو میں فاضل رکن سے کہوں گا کہ وہ اپنی بات جاری کریں۔

وزیر بلدیات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ گزارش یہ ہے کہ ہمارے معزز رکن وصی ظفر صاحب نے کسی کا نام نہیں لیا۔ جب ہم پالیسی ڈسکس کریں گے اور ہم کسی کی پالیسی پر اعتراض کریں گے تو ظاہر ہے کہ سابقہ حکومت کا نام بھی آئے گا، سابقہ حکمران کا نام بھی آئے گا مگر معزز رکن نے کسی کا ذاتی طور پر نام نہیں لیا اس لیے جناب راجہ صاحب کا جو اعتراض ہے وہ ٹھیک نہیں ہے۔ اگر وہ کسی کا نام لیتے تو پھر ان کا اعتراض ٹھیک تھا۔ وہ ہمارے لیے بالکل قابل احترام ہیں۔ چاہے نواز شریف صاحب ہوں۔ چاہے شہباز شریف صاحب ہوں یہ ہمارے لیے بالکل ہی قابل احترام ہیں۔ مگر جب ہم کسی کی پالیسی پر بات کریں گے تو پھر حکمرانوں کا نام

ضرور آئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب' آپ تشریف رکھیں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب -----

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب' please sit down. آپ بات سنیں----- آپ بیٹھیں----- تشریف رکھیں----- یہ کوئی طریقہ نہیں----- یہ جو شاہ صاحب نے بات کی ہے اصل میں انھوں نے سپیکر کا رول ادا کیا ہے ۔ میں اس کو rule out کرتا ہوں ۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں----- چلیں جی' وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اگر میں کوئی غلط بات کرتا ہوں تو یہ تحریک استحقاق لے آئیں-----

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ please continue۔

چودھری محمد وصی ظفر، یہ میرے اوپر تحریک استحقاق لائیں۔ میری بات وہی ہے کہ انھوں نے آٹھ ارب کمیشن لیا ہے۔ (قطع کلامیاں) اگر میری یہ بات غلط ہے تو میں ثابت کروں گا--- یہ تحریک استحقاق لائیں میں ثابت کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں ٹھیک ہے ۔ شاباش۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اس کا بجٹ سے اس طرح رابطہ ہے کہ اگر یہ اس شاہراہ کو نہ بناتے تو تمام ملکی شاہراہ دو رویہ ہو جاتیں اور وہ قابل استعمال حالت میں آ جاتیں۔ ابھی کسی فاضل رکن کو کہیں کہ وہ لاہور سے جڑانوالا سڑک پر سفر کر کے بتا دے۔ ایک طرف سڑکوں کا یہ حال اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ اربوں روپیہ جن سے ہمیں کمیشن ملتا ہے ان سے ہم یہ تعمیر کریں گے جس کی افادیت ہی نہیں ہے۔ جناب اس کا بجٹ سے کیسے تعلق نہیں ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آفریدی صاحب! یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے----- آفریدی صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ This is not the way ----- نہیں یہ فاضل رکن کو بتا دیں----- یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ ان کو تقریر کرنے دیں----- پھر آپ cross talk بھی کرتے ہیں اور اس پر جملے

بھی بول رہے ہیں یہ طریقہ نہیں ہے۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ۔ اصغر علی گجر صاحب۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس ایوان میں سب سے زیادہ وقت پوائنٹ آف آرڈر پر گزرا ہے' تو مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بجٹ تقریر کی اجازت ہے کہ میں تقریر کر لوں تاکہ میں اس ایوان میں اپنا کام کر لوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ شکریہ۔ آپ نے اچھے طریقے سے سب کی خدمت میں گزارش کر دی ہے۔ میں بھی یہی گزارش کروں گا کہ آپ تقاریر ہونے دیں' یہ آپ سب کا وقت ہے سب کو وقت مل جائے گا ۔ اگر اسی طرح پوائنٹ آف آرڈر کرتے رہے تو بات نہیں ہو سکے گی۔ جی چودھری وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں ایک تھوڑی سی مثال دیتا ہوں کہ اسی شاہراہ کو جسے یہ موٹر وے کہتے ہیں expand کرنے کے لیے کہہ دیا گیا کہ اسے expand کریں۔ آٹھ کروڑ روپے نئے سروے کے لیے مختص کر دیے گئے اور ڈائیو کمپنی نے صرف دو کروڑ روپے دے کر وہ سروے کرا لیا اور چھ کروڑ میں سے تین' تین کروڑ آدھے آدھے کر لیے یہ میں فلور آف دی ہاؤس پر کہہ رہا ہوں۔ آپ تحریک استحقاق لائیں۔ میں ثابت کروں گا۔ اتنی رقمیں کھا کر آپ کے پیٹ نہیں بھرے اور پھر آپ کہتے ہیں کہ جی غلط بات ہو رہی ہے۔ تمام ملیں لگائی گئیں' غریب آدمی کا خیال نہیں کیا گیا' زراعت کو ignore کیا گیا ' ایک خاندان اور دوسرے خاندان کی مل پر مل لگتی چلی گئی' سرمائے میں اضافہ ہوتا چلا گیا' غریب آدمی اور درمیانہ طبقہ پستا چلا گیا ' غریب آدمی اور کاشتکار کو بھوکا مارتے رہے اور ان کے اپنے پیٹ کے ایندھن نہیں بھرے۔ ابھی یہ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ اگر میری ایک بات بھی غلط ہو تو میں تحریک استحقاق کو face کرنے کو تیار ہوں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب سپیکر! کیا فاضل ممبر بجٹ تقریر فرما رہے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب یہی بجٹ تقریر ہے ۔ اور آپ کو جو چیز تکلیف دہ گزرے گی اس پر آپ کورم بھی point out کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وصی ظفر صاحب، آپ کا وقت صرف دو منٹ رہ گیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: نہیں جناب۔ وہ تو آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر وقت دیا میری تو تقریر ابھی آدھا منٹ ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا۔ پانچ منٹ میں آپ اپنی تقریر ختم کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! آپ دیکھیں کہ سابق حکمرانوں نے ......

خواجہ ریاض محمود: جناب آپ حساب کریں ان کے اب صرف دو منٹ باقی رہ گئے ہیں اب ان کو مزید تین منٹ کس حساب سے دیے جا رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے پانچ منٹ کورم کے مسئلے میں چلے گئے تھے۔ جب کورم ٹوٹ گیا تھا تو اس میں بھی وقت ضائع ہوا ہے۔

سردار محمد عارف نکئی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں اپنے دوستوں سے یہ پوچھتا ہوں کہ جب یہ تقریر کرتے ہیں تو ہم ان کو interrupt نہیں کرتے۔ اگر یہ اسی طرح کریں گے تو ہم بھی ان کو تقریر نہیں کرنے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: This is not a point of order. آپ اسی طرح سے ایک دوسرے سے پوچھتے رہیں کہ یہ بات ہے وہ بات ہے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ بڑے پرانے پارلیمنٹرین ہیں آپ منسٹر بھی رہے ہیں تو ایسے ہی بات کہ کسی سے کوئی بات کرنی ہو تو پوائنٹ آف آرڈر کر دیا یہ ٹھیک نہیں ہے ----- جی وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! سابق دور کے حکمرانوں نے پنجاب میں بالخصوص عوام کو انتظامیہ کے شکنجے میں جکڑ کر رکھا اور ان کو کہیں سے انصاف مہیا نہیں ہونے دیا۔ کوئی تبادلہ ہے تو ممبر کرائے گا، اگر کسی کی تعیناتی ہے تو ممبر کرائے گا، ایس۔ ایچ۔ او کو ممبر لگوائے گا، نائب تحصیلدار ہے تو ممبر لگوائے گا، تحصیلدار ہے تو ممبر لگوائے گا، چاروں ممبر اکٹھے ہو کر آ جاؤ تو ڈی۔ایس۔ پی لگوا لو۔ چاروں ممبر اکٹھے ہو کر جاؤ تو اے۔سی لگوا لو۔ عوامی نمائندوں کی مرضی سے کام کرو، عوام کو کہیں سے بھی انصاف نہیں ملا۔ ہم ان شاء اللہ ایک ایسا معاشرہ قائم کر کے دکھائیں گے کہ عوام کو ان کے حقوق اور ان کو انصاف ان کے گھر بیٹھے سستے داموں ہی نہیں بلکہ بغیر کسی دام کے ملے۔ یہ

جناب سستے داموں، ریٹ کم کر کے دیتے رہے ہیں، میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ ان کے منتخب نمائندے لوگوں کے کاموں کے پیسے لیتے رہے ہیں اور میں ثابت کروں گا۔ جناب یہ ایس۔ایچ۔او کے ساتھ دلالی کرتے رہے ہیں، تحصیلدار کی دلالی کرتے رہے ہیں۔۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: No cross talk ....No cross talk No. No This is not the way... Order please. . Order please.

آپ، بیک وقت چار آدمی کھڑے ہیں۔ آپ میں سے ایک آدمی کھڑا ہو۔۔۔۔ یہ پانچ آدمی کھڑے ہو گئے یہ کیا ہے۔۔۔ ایک آدمی کھڑا ہو جو پوائنٹ آف آرڈر کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔Please sit down. - یہ کیا طریقہ ہے۔۔۔۔۔ Order please

سید ظفر علی شاہ: جناب، اس قسم کے سخت الفاظ بیان کیے گئے مگر آپ نے ان کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔۔۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: Order please Please sit down جب سپیکر بول رہا ہو تو آپ سب کو تشریف رکھنی چاہیے۔

بات یہ ہے کہ اگر آپ کو کوئی بات ناگوار گزرتی ہے تو اس کے لیے بیک وقت چار، پانچ آدمیوں کا کھڑا ہونا مناسب نہیں ہے یہ بالکل رولز کے خلاف ہے۔ آپ کو یہ حق حاصل ہے کہ ایک آدمی کھڑا ہو۔ اور ایک ہی جماعت کے چار پانچ آدمی خواہ ادھر سے کھڑے ہو جائیں تو میں ان کو بھی اسی طرح گزارش کروں گا۔ اب آپ میں سے جو کوئی بات کرنا چاہتا ہے تو کرے۔

میاں فضل حق: جناب سپیکر! میں آپ کے توسل سے معزز رکن سے یہ عرض کروں گا کہ جو صبح میٹنگ ہوئی ہے اس میں یہ ڈسکس کیا گیا تھا کہ ہم لوگ آرام سے ایک دوسرے کی بات سنیں اور بجٹ پر بات کریں۔ اب آپ دیکھیے کہ معزز رکن نے جتنی باتیں کی ہیں ان میں حکمرانوں کے اوپر الزام تراشی کی ہے اور جب پہلے سپیکر صاحب بیٹھے تھے تو ہماری طرف سے کسی بھی رکن نے اس طرح کی بات کی تو انھوں نے کہا کہ بجٹ پر بات کریں۔ ہم ان سے request کرتے ہیں کہ اس ایوان کا ماحول خراب نہ کریں۔ یہ بار بار یہ کہتے ہیں کہ تحریک استحقاق لائیں میں ثابت کروں گا۔

Rightly, I will do that. The time will come. Don't you worry But the basic thing is:

کہ یہاں صحیح طریقے سے بات کریں، تھوڑی سی generalize کر کے بات کریں اور اس کے بعد بجٹ پر بھی کچھ بات کریں۔ تو جناب، میری یہ request ہے کہ for God's sake ماحول کو کچھ اچھا رکھیے۔ ہم لوگ آپ سے co-operate کریں گے، ہم آپ کی باتیں بھی تسلی سے سنیں گے، آپ ہماری بھی بات تسلی سے سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیں ناں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر raise کریں۔ اگر raise کر کے اس کی خود ہی تشریح شروع کر دیں، اس پر تقریر شروع کر دیں تو یہ بات اچھی نہیں ہے۔ یعنی ایک پوائنٹ آف آرڈر raise ہوا ہے۔ یہ وہی پوائنٹ آف آرڈر ہے تو خواجہ صاحب نے پہلے بات کی تھی یہ بعینہ وہی ہے۔ میں نے پہلے بھی گزارش کر دی ہے کہ یہی طے ہوا ہے لیکن انھوں نے ابھی تک کوئی کیچڑ نہیں اچھالا۔ تقریر کرنے کا ہر آدمی کا ایک انداز ہوتا ہے۔ اگر آپ کہیں کہ ہر آدمی ایک ہی طریقے سے تقریر کرے یہ ناممکن ہے ان کا اپنا ایک طریقہ ہے وہ اس طریقے سے تقریر کر رہے ہیں وہ کسی پر کیچڑ نہیں اچھال رہے۔ وہ یہی کہہ رہے ہیں کہ کمیشن چلا ہے، وہ چلا ہے، اگر نہیں چلا ہے تو سب جانتے ہیں۔ اگر چلا ہے تو پھر بھی جانتے ہیں۔ تو میں اب اس پوائنٹ کو یہاں ختم کرتا ہوں۔ وصی ظفر صاحب، آپ بجٹ پر آئیں اور بجٹ کے بارے میں بھی اپنے کچھ خیالات کا اظہار کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ،پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن سے یہ گزارش کروں گا کہ ---

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ مجھے گزارش کریں۔ فاضل رکن کو کیوں آپ کہتے ہیں؟ سن لیجیے کہ اگر آپ نے کوئی بات کرنی ہے آپ سپیکر کو کہیں، اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا! میں یہی گزارش کر رہا ہوں کہ انھوں نے جو لفظ دلالی کا استعمال کیا ہے یہ غیر پارلیمانی ہے ---

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں، مہربانی سے تشریف رکھیں۔ میری رولنگ ہے کہ دلالی کا لفظ استعمال ہو سکتا ہے۔ یہ آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ،جناب والا! میں معذرت چاہتا ہوں۔ میں جناب بالکل حلفاً بیان کر رہا ہوں کہ

عوام کو دیدہ دانستہ رشوت ستانی کی چکی میں اس طرح پیسا گیا کہ سوچنے سے باہر ہے' عوام کے ساتھ وہ سلوک اور وہ حشر کیا گیا کہ آج کوئی بھی جرات نہیں کر سکتا کہ عوامی نمائندے کے بغیر کوئی ایس۔ ایچ۔او کے پاس درخواست لے کر چلا جائے۔ اے سی کے پاس چلا جائے۔ ایم۔پی۔اے صاحب کی مرضی کے خلاف کوئی کام ہو گیا ہو۔ آپ جناب پچھلے ریکارڈ منگوا کر دیکھ لیں جناب میں غلط باتیں نہیں کر رہا۔ یہ قابل غور باتیں ہیں' یہ ان کا بھی فرض ہے کہ وہ سوچیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: خواجہ صاحب! براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ میئر رہے ہیں بڑی بات ہے۔ آپ اگر ایسی بات کریں گے تو مناسب نہیں ہے۔ میرے خیال میں آپ سے تو سب دوستوں کو سیکھنا چاہیے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہم ان شاء اللہ ایک ایسا معاشرہ قائم کریں گے۔۔۔۔۔۔

میاں عبدالستار: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! محترم وصی ظفر صاحب جو کمیشن اور رشوت کی بات کر رہے ہیں' یہ دراصل 1988ء سے لے کر۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ مہربانی سے تشریف رکھیں۔ آپ تو پرانے پارلیمنٹرین ہیں۔ یہ بات نہیں بنتی کہ اس طرح آپ جیسے سلجھے ہوئے لوگ بھی ایسی بات کریں۔ آپ کو ان کی کسی بات سے اختلاف ہوتا ہے تو آپ پوائنٹ آف آرڈر raise کر دیتے ہیں۔ یہ طریقہ ٹھیک نہیں' چلیں جی وصی ظفر صاحب!

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میری تو صرف اتنی گزارش ہے کہ ہم اس عزم اور ارادے کے ساتھ اس ایوان میں آئے ہیں کہ ان شاء اللہ ہم ان برائیوں کو دور کریں گے' انصاف پر مبنی صحیح معاشرہ قائم کریں گے تاکہ لوگوں کو سکھ کا سانس نصیب ہو اور انتظامیہ کو پتہ ہو کہ ہمارے کیا فرائض ہیں اور وہ اپنے فرائض آزادانہ استعمال کریں' عوام کو ان کے حقوق ملیں اور ان کو بھی کچھ ہوش آئے۔ وہ جکڑے ہوئے شکنجے سے باہر نکلیں۔ میری تو جناب' یہ گزارش۔ اگر یہ بری ہے تو میں یہ الفاظ واپس لے لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وصی ظفر صاحب! اب آپ اپنی تقریر کو wind up فرمائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اس کے بعد آپ یہ دیکھیں کہ انھوں نے کاشت کاروں کی طرف

بالکل کوئی توجہ نہیں دی۔ سکارپ کے ٹیوب ویل بند کیے ' آبپاشی کا نظام تباہ و برباد کیا ' اپنی ملوں کو منافع میں چلانے کے لیے انھوں نے گنے کی قیمت نہیں بڑھائی' privately چند ملیں تو 25'26 روپے گنا خرید کر بھی منافع میں جاتی تھیں مگر انھوں نے اٹھارہ روپے سے نہیں بڑھنے دیا صرف اس لیے کہ حکمرانوں کی ملیں ہیں۔ اب یہ بھی کہہ دیں کہ یہ غلط اور فضول بات کر رہا ہے۔ یہ حقائق کی باتیں ہیں ان سے آنکھیں بند نہیں کی جا سکتیں ' ان سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی۔ انھوں نے عوام کو لوٹنے کے لیے تمام راستے نکالے۔ جناب والا! آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ایک notification کیا کہ شوگر ملیں سابقہ تین سال کی ایکسائز ڈیوٹی ادا نہیں کریں گی اور شوگر ملوں کے مالکان نے کروڑوں روپے گورنمنٹ کے خزانے سے واپس لے لیے ۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ وہ شوگر ملیں ہیں زیادہ کس کی؟ اس میں غلط بات کون سی ہے؟ اور یہ اس ملک کے ساتھ ہوا۔ اس ملک کے خزانے کو لوٹا اس طرح گیا ہے۔

جناب والا! موجودہ بجٹ میں ---

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ wind up کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! میں دو منٹ میں ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ اب تو آپ کا ایک منٹ رہ گیا ہے۔ میں نے وہ ٹائم نکال دیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! موجودہ بجٹ میں آبپاشی' مرمت انہار ' ڈیموں کی دیکھ بھال' سیم تھور کے خاتمہ کے لیے تمام بجٹوں سے زیادہ رقم رکھی گئی ہے' تعلیم پر 29 فیصد رقم ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک نواب شیر وسیر صاحب۔

ملک نواب شیر وسیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں
جہاں اب میرے رازداں اور بھی ہیں

جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ میں سب پہلے قائد ایوان کو free tax بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد دوں گا کیونکہ نہ کوئی ٹیکس' نہ کوئی ڈیوٹی اور نہ کوئی فیس لگائی گئی اور بجٹ بغیر خسارے کے پیش کیا گیا۔

جناب والا! اس سے پہلے جتنے بھی بجٹ پیش ہوئے ان میں زمینداروں کے لیے' کسانوں

کے لیے کوئی خاص رقوم نہیں رکھی گئیں قائد ایوان نے اپنی تقریر میں ان کے لیے رقوم رکھنے کا فرمایا لیکن جناب والا! میں عرض کروں گا کہ ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ آپ دیکھیں کہ جہاں پر فصلوں کو پانی نہ ملے تو فصلیں کہاں سے پیدا ہوں گی جناب زمین ملکیت نہیں ہوتی بلکہ پانی ملکیت ہوتا ہے تو نہری پانی کی کمی ہونے کی وجہ سے سکارپ ٹیوب ویلوں کو بند کیا جانا ناانصافی تھی جو ماضی میں زمینداروں کے ساتھ کیا گیا ان شاء اللہ تعالیٰ سکارپ ٹیوب ویلوں کو دوبارہ جاری کرنے سے اور زمینداروں کو بہتر پانی دینے سے زراعت میں ترقی ہونے کے امکانات روشن ہوں گے جس کا وعدہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا۔ قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر میں اپنے بھائی کے قصیدے کے حوالے کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا۔ انھوں نے پیلی ٹیکسیوں کا بہت ذکر کیا۔ جناب والا! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تمام ملک کے غریب بچوں کو، نوجوانوں کو جو پڑھ لکھ کر معاشرے میں اپنا مقام حاصل کرنا چاہتے تھے ان کو وہ مقام دیں گے مگر تحصیلدار تو ایم پی اے اور وزراء کے بیٹے بنائے جا رہے تھے، تھانیدار تو وزراء اور ایم۔پی۔اے کے بیٹے بنائے جا رہے تھے۔ آپ ریکارڈ دیکھ لیں آپ 1985ء، 1988، اور 1990 کی لسٹیں دیکھ لیں کہ کسی عام آدمی کا کوئی بیٹا بھی تحصیلدار یا تھانیدار لگا ہو، حالانکہ جناب والا! وہ لوگ ان کے بچوں سے زیادہ حق دار تھے۔ زیادہ محنتی تھے ان کو بے روزگاری کے نام پر پیلی ٹیکسیاں دے دی گئیں۔ یہ پیلی ٹیکسیاں قوم کو یرقان کی حیثیت سے لگی ہیں اگر یہ اتنی ہی اچھی سکیم تھی تو ہم یہ سوچ سکتے تھے کہ حسین نواز شریف کو بھیٹیکسی ڈرائیور بنا دیا جائے۔ جناب یہ قوم کے ساتھ سراسر زیادتی تھی کہ بے روزگاری کے خاتمے کے لیے ٹیکسیوں کے نام پر قوم کو روکا جاتا۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ بے روزگاری کے خاتمے کے لیے عوام کو ہماری حکومت میں یکسر مواقع میسر آئیں۔

یہاں پر موٹر وے کے متعلق بارہا کہا جا رہا ہے۔ ابھی میرے دوست وصی ظفر صاحب بھی جڑانوالا سے لاہور روڈ کا ذکر کر چکے ہیں۔ لاہور سے جڑانوالا جو یقیناً ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت ہے اگر آپ یہ طے کرنا چاہیں تو سات گھنٹے میں بھی طے نہیں کر سکتے۔ جناب والا! ہم موٹر وے کو کیا کریں؟ ہماری ترجیحات پہلے کیا ہیں۔ ہماری پہلی ترجیح روٹی ہے، ہماری پہلی ترجیح تعلیم ہے، ہماری پہلی ترجیح دوائی ہے لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی کو بھوک لگی ہو اور وہ روٹی نہ کھائے اور پرفیوم خرید لے۔ اس حکومت میں یہ ہوا کہ ہماری سڑکوں کی ناگفتہ بہ حالت تھی جس کی وجہ سے ہم اپنے گھروں سے نہیں نکل سکتے تھے۔ آپ جناب والا! میرے شہر جڑانوالا میں جا کر دیکھیں کہ ہم ایک

مریض کو ایمبولینس پر لے کر ہسپتال میں نہیں جا سکتے۔ تمام سڑکیں کھنڈرات بن چکی ہیں اور جڑانوالا سے لاہور کا 67 میل کا سفر سات گھنٹے میں طے نہیں کر سکتے ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو one way بنائیں گے اور غریب عوام کی سہولت کے لیے شہر کی سڑکوں کو بہتر سے بہتر بنایا جائے گا تو اس سے ہم سمجھتے ہیں کہ پہلے ہماری بنیادی ضروریات پوری ہوتیں، پہلے ہماری تعلیم، ہماری صحت اور کھیتوں سے منڈیوں میں اجناس کو لانے کے لیے راستے بنائے جاتے پھر اس کے بعد اگر ہماری کبھی موٹر وے کی ضرورت ہوتی تو اس پر یہ پیسہ لگایا۔ جاتا لیکن یہ شاہ خرچیاں اور فضول خرچیاں کرنے سے قوم کو پیچھے کی طرف دھکیلا جاتا جا رہا ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ یہاں پر میں یہ عرض کرنی ضروری سمجھتا ہوں کہ یہاں غریبوں کا نام لیا جاتا رہا ہے۔ شکر ہے کہ میاں شہباز شریف قائد حزب اختلاف کی زبان پر بھی غریب کا نام آیا اور انھوں نے کہا کہ ہم نے غریبوں کی ترقی کے لیے بہت کچھ کیا۔ تو کیا ان کو چائنہ بستی بلڈوز کرتے وقت اور اپنے گھروں کو آگے بڑھا کر جنگلے لگاتے وقت یہ یاد نہیں آیا کہ غریبوں کے گھروں کو کیسے مسمار کیا جا رہا ہے؟ غریبوں کی بستیوں کو شہید ذوالفقار علی بھٹو نے بسایا تھا اور ان شاء اللہ اب ان میں تمام سہولیات بھی ہم ہی دیں گے کیونکہ وہ ہمارا حق ہے۔

جناب والا! کوآپریٹو سکینڈل کے حوالے سے یہاں پر تمام یتیموں، ناداروں اور غریبوں کی رقوم کو ہڑپ کیا گیا۔ آج ان کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ اتنی دیر حکومت میں رہنے کے بعد کیا غریبوں کو یہی کچھ دیا گیا اسی لیے تو شاعر نے کہا کہ۔

جس عہد میں لٹ جائے غریبوں کی کمائی
اس عہد کے سلطاں سے کوئی بھول ہوئی ہے

اور یہ بھول ہی تھی کہ آج وہ اپوزیشن میں ہیں جنھوں نے حکمران بن کر بھی غریبوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں اپنے اقتدار کے ممبران اور وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ جناب والا! ہم پر بڑی بھاری ذمہ داری ہے۔ ہم نے صنعتکار کو بھی ساتھ لے کر چلنا ہے، ہم نے تاجروں کو بھی ساتھ لے کر چلنا ہے اور یہاں پر پسے ہوئے زمیندار طبقے کو بھی آگے بڑھانے کے لیے ہمیں سب سے زیادہ اقدام کرنے ہوں گے۔

جناب والا! کھاد اور دوسری جو زمیندار کی ضرورت کی چیزیں ہیں ان کی قیمتیں تو اور مقرر کرتے ہیں اور جناب، اجناس جو زمیندار پیدا کرتا ہے اس کی قیمتیں اور مقرر کرتے ہیں۔ تو یہ فرق ختم

کیا جانا چاہیے۔ یہ کہنے سے نہیں' بلکہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی ترجیحات میں فرمایا ہے اور ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس کی ترجیحات بنائیں گے اور زمیندار کی اجناس کا ریٹ بڑھایا جائے گا۔ جناب' جیسے چودھری وصی ظفر صاحب فرما رہے تھے کہ گنے کی قیمت اٹھارہ روپے اور ایک جو کابلی کیکر ہے اس کی لکڑی کی قیمت ساٹھ روپے اور یہ لکڑی ساٹھ روپے فی من کے حساب سے ملے تو آپ زمیندار کو کس طرح خوشحال دیکھ سکتے ہیں؟ اس اسی فیصد آبادی کے چہرے پر آپ کس طرح رونق دیکھ سکتے ہیں؟ اور یہ ریٹ جو نہیں بڑھا اس لیے نہیں بڑھا کہ وفاق میں بھی ان کی حکومت تھی جن کی ملیں تھیں اور صوبے میں بھی ان کی حکومتیں تھیں' جن کی ملیں تھیں۔ جناب جب گنے کی کمی آجائے تو مل مالک زمیندار سے گنا 31 روپے فی من تک لینے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اور جب زمیندار کو پیسے کی ضرورت ہوتی ہے' اس کو کھاد کی ضرورت ہوتی ہے تو اس وقت وہ اٹھارہ روپے سے بھی کم لینے پر رضامند نہیں ہوتا تو جناب والا! یہ فرق ختم ہونا چاہیے۔ ملوں کے شروع سے بند ہونے تک ایک ریٹ ملنا چاہیے تاکہ زمیندار کو پتہ ہو کہ مجھے میری محنت کا معاوضہ ملے گا۔ کوآپریٹو سوسائٹیز کے جتنے بھی زمیندار کو چھوٹے قرضے کھاد اور بیج کے ذریعے دیے جاتے ہیں ان کو جاری کیا جانا چاہیے تھا وہ بند رہے اور اپنے پسندیدہ افراد کو قرضے جاری کیے جاتے رہے۔ تو جناب والا! جہاں وزیر اعلیٰ صاحب نے ضلع کونسلوں اور دوسری کارپوریشنوں اور اداروں میں گھپلوں کے آڈٹ کا کہا ہے تو اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ حقائق سامنے آجائیں گے۔ جو چور ہے' جو لٹیرا ہے' جس نے کھایا ہے جو کچھ بھی کیا ہے اسے سامنے لانے کی پوری کوشش کی جائے گی۔ عوام کا لوٹا ہوا پیسہ عوام کے خزانے میں واپس آنا بہت ضروری ہے۔

جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ میرا حلقہ چک نمبر 534 گ۔ب ڈیڑھ سو مربع اراضی پر مشتمل ہے۔ پاکستان بننے سے پہلے سے لے کر آج تک لوگ وہاں بیٹھے اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ کسی کے پاس دو ایکڑ ہے' کسی کے پاس ایک ایکڑ ہے۔ اسے prohibited zone میں لا کر حقوق ملکیت سے رکھنا ناانصافی ہے۔ وہاں پر سیم و تھور کے اللائی اور چاہی سکیم کے اللائی 1927ء سے لے کر آج تک حقوق ملکیت حاصل کرنے سے محروم ہیں اور جہاں ایک آدمی ٹینڈر حاصل کرتا ہے تو دو سال میں اس کو ملکیت مل جاتی ہے۔ تو اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود اور چھوٹے مالک ہونے کے باوجود ان کسانوں کا یہ حق ہے کہ وہ بھی اس ملک کے اوپر اور اپنی زمین کے اوپر یہ فخر محسوس کر سکیں---

جناب ڈپٹی سپیکر، اب آپ اپنی تقریر کو ایک منٹ میں ختم کریں۔

ملک نواب شیر وسیر، جناب! ہم تو کبھی بولتے ہی نہیں۔ اس لیے آپ آج ہمیں زیادہ ٹائم دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ یہ وقت تو سب کے لیے ایک ہی ہے۔ یا تو کوئی دوست اپنے وقت کی آپ کو قربانی دے۔

ملک نواب شیر وسیر، تو جناب والا! ہماری یہ گزارش ہے کہ ان کو مالکانہ حقوق ضرور دیے جائیں اور وہی گاؤں جس کا میں ذکر کر رہا ہوں اس گاؤں کی ڈیڑھ سو مربع اراضی کا پانی کاٹ دیا گیا۔ اب ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا پانی بھی بحال کیا جائے گا۔ جڑانوالا شہر دو لاکھ آبادی پر مشتمل ہے۔ وہاں پر بچوں کے کھیلنے کے لیے آج تک کوئی پارک نہیں بنایا گیا۔ وہاں پر سٹیڈیم کی حالت ناگفتہ بہ رہی اور ادھر ماڈل ٹاؤن کی سڑکوں کو کارپٹ کیا جاتا رہا۔ وہاں پر شہر کے نزدیک سے ایک نہر گزرتی ہے۔ اس نے آبادی کو بڑھنے سے روکا ہوا ہے اس کے اوپر پل نہ بنانا اور اس کی پٹریوں کے اوپر پکی سڑکیں نہ بنانا اور یہاں گھر گھر کی سڑکوں کے اوپر مرکری بلب لگانا ناانصافی ہے۔ جناب والا! یہ ہم زمینداروں کے ٹیکسوں سے ہی ان محلوں میں رونقیں ہیں اور یہاں شہروں میں جو مرکری بلب جل رہے ہیں وہ ہمارے غریبوں کے خون سے ہی جل رہے ہیں۔ اس لیے ہماری استدعا ہو گی کہ شہر سے دور آبادیوں میں بھی مرکری بلب جلیں وہاں بھی فوارے لگائے جائیں۔ یہ نہیں کہ یہ صرف لاہور ہی کا حق ہے اس لیے کہ یہاں حاکم بستے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب اصغر علی گجر صاحب۔

چودھری اصغر علی گجر، شکریہ' جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اسمبلی کے اندر جو بجٹ پیش کیا گیا ہے' اس سے پہلے بھی بجٹ پیش ہوتے رہے ہیں۔ اس میں میری صرف اتنی گزارش ہے کہ جب بھی اسمبلی کے اندر بجٹ پیش کیا جاتا ہے یا صوبے کے اندر بجٹ بنایا جاتا ہے تو یہ برابری کی بنیاد پر بنایا جاتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بجٹ کو ہمیشہ ضرورت کی بنیاد پر بنایا جانا چاہیے اور پنجاب اسمبلی میں آج تک کوئی بھی بجٹ ضرورت کی بنیاد پر نہیں بنایا گیا۔ اس سے پہلے جب آئی۔جے۔آئی کی حکومت تھی تو ہم نے اپنی پارلیمانی میٹنگ میں جناب نواز شریف صاحب سے اس بات کا اظہار کیا تھا کہ آپ ضرورت کے تحت اس بجٹ کو بنائیں تاکہ ان لوگوں کو فائدہ پہنچ سکے جن کو اصل میں اس بات کی ضرورت ہے۔ ضرورت کے تحت بجٹ بنانے سے میرا مطلب یہ ہے کہ وہ

لوگ جن کو حکومت کی طرف سے کوئی سہولت مہیا نہیں ہے ان لوگوں پر بجٹ زیادہ خرچ کیا جائے اور جن کے پاس سہولیات زیادہ موجود ہیں ان پر کم بجٹ خرچ کیا جائے تاکہ پاکستان کے تمام شہری یا اس صوبے کے تمام شہری برابری کی سطح پر آنے شروع ہو جائیں۔ اس وقت ہمارے ساتھ ایک وعدہ کیا گیا تھا کہ ہم خوشاب سے لے کر رحیم یار خان تک یا اس صوبے کے پس ماندہ علاقوں کو 45 فیصد بجٹ دیں گے اور 55 فیصد بجٹ اس علاقے کے دوسرے حلقوں کو جو تقریباً ان سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں ان کو یہ بجٹ دیا جائے گا۔ یہ وعدہ ہمارے ساتھ پارلیمانی میٹنگ میں کیا گیا۔ لیکن افسوس کہ وہ وعدہ بجٹ کے اندر پورا نہ کیا گیا اور جو بجٹ اس ایوان میں پیش کیا گیا اس میں یہ بات نہیں تھی اس طرح ہمارے علاقے کو جو علاقہ خوشاب سے لے کر بہاولپور تک' رحیم یار خان تک جاتا ہے اس کو اس وقت بھی بجٹ کے اندر ان کی ضروریات کے تحت محروم رکھا گیا۔ تو آج بھی جو بجٹ اس اسمبلی کے اندر پیش کیا گیا ہے اس میں بھی اس بات کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا کہ جو علاقے محروم ہیں جن علاقوں میں کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوا ان کو بطور خاص دیکھا جائے ان میں بطور خاص پیسہ دیا جائے' ان کو اٹھانے کی کوئی کوشش کی جائے لیکن اس بجٹ کے اندر بھی ان غریبوں کو ان پس ماندہ لوگوں کو' ان پس ماندہ علاقوں کو اٹھانے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ انصاف پر مبنی نہیں' اس میں انصاف کی کوئی بات نہیں رکھی گئی۔ اگر اس ایوان میں موجودہ حکومت یہ دیکھے کہ پنجاب کے اندر کون سے علاقے پس ماندہ ہیں تو میں اس حکومت کو یہ بات کہوں گا ' میں تو اس سے پہلے بھی حکومتوں کو کہتا رہا ہوں کہ خوشاب سے لے کر بہاولپور تک کا علاقہ انتہائی پس ماندہ علاقہ ہے' وہاں کے لوگ انتہائی پس ماندہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ وہ لوگ مجبور ہیں کہ وہ اس پنجاب کے اتحاد کے خلاف آواز اٹھائیں اور وہ اٹھا بھی رہے ہیں اور وہ اس لیے اٹھا رہے ہیں کہ پنجاب کے اندر بجٹ بنانے والے لوگ ان لوگوں کی زندگیوں سے واقف نہیں ہیں۔ ان کی حقیقتوں کو جانتے نہیں ہیں کہ وہاں پر ایک شخص اگر علاج کے لیے نکلتا ہے تو وہ ہسپتال جاتے جاتے سسکیاں لیتے لیتے مر جاتا ہے۔ ایک شخص جو اس پاکستان کا شہری ہے اس کو اپنے بچے کو پڑھانے کے لیے کوئی مدرسہ میسر نہیں۔ جناب کل یا پرسوں اپوزیشن کے میرے محترم لیڈر یہ فرما رہے تھے کہ جناب وزیراعلیٰ نے یہ کہا ہے کہ ہم تعلیم کے لیے بہت سا پیسہ رکھ رہے ہیں۔ ہمارے بچوں کے پاس تو ٹاٹ ہیں ان سے ٹاٹ نہ چھینے جائیں۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ سابقہ حکومت میں تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کے لیے درختوں کا سایہ تک میسر نہیں تھا۔ یہ میں حقیقت

کہہ رہا ہوں' میں سچ کہہ رہا ہوں۔لوگ نیلے آسمان کے نیچے بیٹھ کر اپنی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ میں موجودہ حکومت سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ وہ علاقہ جو سرائیکی علاقے کے نام سے مشہور ہے وہاں پر پیپلز پارٹی کو اس دفعہ بہت زور دار طریقے سے ووٹ ملا ہے اور اس سے پہلے جناب آئی۔جے آئی کی حکومت کو ووٹ ملا تھا اور اب انھوں نے مسلم لیگ کی حکومت کو ووٹ نہیں دیا اور پیپلز پارٹی کو بہت اکثریت سے ووٹ دیے ہیں اور اگر پیپلز پارٹی کی حکومت نے بھی یا موجودہ حکمرانوں نے بھی مسلم لیگ ہی کی طرح اس علاقے کو ignore کیا تو یقیناً ان کے ساتھ بھی وہی حشر ہو گا جو آج مسلم لیگ کے ساتھ اس علاقے نے کیا ہے۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ اقتدار میں بیٹھنے والوں کو بھی اختلاف میں بیٹھنے والوں سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ جب تک یہ لوگ عوام کی خدمت نہیں کریں گے غریبوں کے کام نہیں آئیں گے اس وقت تک یہ اقتدار میں نہیں بیٹھ سکتے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ آئندہ جب بھی بجٹ بنائیں وہ برابری کی سطح پر نہ بنائیں خدارا وہ ضرورت کی بنیاد پر بنائیں تاکہ وہ جو محروم علاقے ہیں' جو محروم لوگ ہیں ان کو اٹھایا جا سکے۔ ان کو برابری کی سطح پر لایا جا سکے۔ پنجاب کے اندر لاہور پر جتنا پیسہ خرچ کریں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ پنجاب کا دل ہے یہ دارالخلافہ ہے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہاں سڑکیں بنائیں' ہائی وے بنائیں اور موٹر وے بنائیں اس سے ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ یہ سب ملک کی ترقی کے راز ہیں ان کو ہونا چاہیے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اگر غریبوں کو محروم رکھ کر یہ کام کیا جائے گا تو یقیناً وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے۔ آج کسان بڑا خاموش ہے' غریب بڑے خاموش ہیں ان کو اپنے اندر اتحاد پیدا کرنے کا شعور نہیں ہے لیکن اگر کبھی ان میں اتحاد پیدا ہو گیا تو یقیناً یہ حکمران کپکپا اٹھیں گے پھر ان کو تکلیف ہوگی۔ اس سے پہلے کہ ان کو متحد ہونے کا شعور آئے ' انھیں کوئی بات کرنے کا شعور آئے ان کو ان کا حق ملنا چاہیے اور یہ ان کا حق بنتا ہے اور حکمرانوں کا حق بنتا ہے کہ یہ ان کی خدمت کریں۔

جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے بھی تعلیم پر بہت کم بجٹ رکھا ہے اس پر بہت کم پیسہ خرچ کیا ہے۔ مجھے تو یاد نہیں۔ میرے بہت سے colleaques ادھر بھی بیٹھے ہیں اور ادھر بھی بیٹھے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ پچھلے اڑھائی سال میں ایک بھی پرائمری سکول نہیں بنا' ایک بھی مڈل سکول نہیں بنا' ایک بھی ہائی سکول نہیں بنا۔ اگر کوئی بنا ہے تو ایم۔این۔اے اور ایم۔پی۔اے کو جو پچاس لاکھ کی گرانٹ ملتی تھی وہ پیسے خرچ کر کے تعلیمی ادارہ بنایا گیا۔ تو میں گزارش کروں گا کہ

تعلیم ایک ایسا شعبہ ہے جس پر اس پاکستان میں سب سے زیادہ رقم خرچ ہونی چاہیے۔دنیا میں پاکستان کی تعلیم کا گراف ratio کے لحاظ سے گر رہا ہے اس کو بڑھنا چاہیے اور اس پر جتنی بھی بہتر سے بہتر تدبیریں ہو سکیں وہ کرنی چاہییں جتنا بھی پیسہ خرچ ہو سکے اس کو خرچ کیا جانا چاہیے تاکہ لوگ تعلیمی طور پر آگے بڑھیں اور قوم کے اندر ایک شعور پیدا ہو ۔ اگر قوم کے اندر شعور پیدا ہوگا تو یقیناً ہمارے لیڈر بھی باشعور ہوں گے اور اسمبلیاں بھی زیادہ بہتر طریقے سے اور باشعور طریقے پر کام کر سکیں گی۔

جناب سپیکر! زراعت کے معاملے میں عرض کروں گا کہ آج اس پنجاب کا کسان اپنی زندگی کی آخری ہچکیاں لے رہا ہے۔ یقین کریں کہ لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ تم جتنے بھی نمائندے یہاں سے منتخب ہو کر جاتے ہو تمام کسان ہو' کسانوں سے تعلق رکھتے ہو' اپنے پاس زمین رکھتے ہو اسے کاشت کرتے ہو لیکن وہاں جا کر کسان کی کوئی بات نہیں کرتے اور پورے ایوان کے اندر ' چاہے وہ مرکز کا ہو چاہے وہ صوبے کا ہو اس میں اکثریت کسانوں کی ہوتی ہے لیکن افسوس کہ ہر آنے والی حکومت نے جب بھی کبھی چھری چلائی تو کسانوں کے گلے پر چلائی' چاہے وہ بے نظیر کا دور تھا چاہے وہ نواز شریف کا دور تھا تمام لوگوں نے کسانوں کے گلے پر چھری چلائی آج تک کسی نے بھی کسانوں کی کوئی بھلائی نہ سوچی اور آج میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ کوئی آدمی ایوان سے اٹھ کر ' کوئی کسان ایوان سے اٹھ کر یہ بات جانئے کہ اگر ایک کسان کی محنت کو تمام مہینوں پر اکٹھا کر لیا جائے جو دن رات کرتا ہے اس کی بیوی کام کرتی ہے' اس کی بیٹی کام کرتی ہے' اس کا بیٹا کام کرتا ہے وہ رات کو کام کرتے ہیں' وہ دن کو کام کرتے ہیں ان کی مزدوری لگائی جائے تو میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ گھاٹے میں جا رہا ہے' اسے نقصان ہو رہا ہے اور وہ اپنی زندگی بڑی مشکل سے بسر کر رہا ہے۔ کیا یہ اس کی سادگی کی سزا ہے کہ اس کو اس کا معاوضہ نہ دیا جائے۔ اسے یہ ملنا چاہیے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ اب ان پر ذمہ داری ہے آج یہ تقریریں ایسے کر رہے تھے جیسے اپوزیشن میں بیٹھے ہوں ان کو کل یہ بات ثابت کرنی ہو گی ان کے کندھوں پر ذمہ داریاں ہیں۔ ان کو یہ ثابت کرنا ہوگا۔ اگر مسلم لیگ نے یہ کام نہیں کیا تو پیپلز پارٹیپیہ کام کر کے دکھائے گی اگر کر کے دکھائی گی تو یہ سرخرو ہوں گے ورنہ یہ لوگ یہاں سے اٹھ کر ادھر آ جائیں گے۔

جناب والا! آخر میں' میں پھر یہ گزارش کروں گا کہ کالاباغ ڈیم کی بات دونوں طرف سے

بڑے زور و شور سے آتی رہی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ کالا باغ ڈیم اس پاکستان کی بہت بڑی ضرورت ہے' پورے پاکستان کی بہت بڑی ضرورت ہے لیکن افسوس کہ اس کالاباغ ڈیم کو ہمیشہ سیاست کی بھینٹ چڑھایا گیا اور ہر شخص نے اس کو سیاست کی بھینٹ چڑھایا۔ اس کالا باغ ڈیم میں جو اختلافی معاملات ہیں وہ خود حکمرانوں نے پیدا کیے۔ اس پر کوئی اختلاف نہیں تھا۔ مرحوم جنرل ضیاء کے وقت اس کالا باغ ڈیم میں کوئی بھی ابہام نہ تھا' کوئی اختلاف نہیں تھا۔ خود انھوں نے ایک قوم کو اس طرف لانے کے لیے خواہ مخواہ اختلافی باتیں کرنی شروع کر دیں حالانکہ اس وقت ولی خان کے باپ سے بھی جنرل ضیاء صاحب کا بڑی قریبی تعلق تھا۔ سندھی نیشنل لیڈر جی۔ ایم سید کے ساتھ بھی اس کا بڑا اچھا تعلق تھا۔ دونوں لیڈر اس کے مخالف تھے۔ تو اس وقت اگر وہ بنانا چاہتے تو اس کو بنا سکتے تھے لیکن انھوں نے اپنی حکومت کو زیادہ دیر قائم رکھنے کے لیے اس میں اختلاف پیدا کیے اور یہ نہ بنا اس کے بعد بے نظیر کو موقع ملا اور بے نظیر جب اس ملک کی حکمران بنی تو اگر وہ یہ چاہتی تو یہ ڈیم بنا سکتی تھی لیکن افسوس کہ اس نے چند سندھی مفاد پرستوں کی حمایت کے لیے اس ڈیم کو نہ بنایا اور اس کے بعد نواز شریف آئے ۔ اسی ایوان کے اندر نواز شریف کی قیادت میں پورے ایوان نے یہ قرارداد کئی دفعہ منظور کی کہ کالا باغ ڈیم بننا چاہیے۔ بے نظیر کو کہا گیا کہ کالاباغ ڈیم بننا چاہیے۔ پوری پنجاب اسمبلی نے دو دفعہ قراردادیں منظور کر کے بھیجیں لیکن افسوس کہ جب نواز شریف اس ملک کا حکمران بنا تو اس نے اپنی حکومت کو طول دینے کے لیے اس ڈیم کے سب سے بڑے دشمن اور اس ملک کے غدار ولی خان سے صلح کر لی اور اس ڈیم کو نہ بنایا۔۔۔

راجہ جاوید اخلاص، پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! ایوان میں کسی کو غدار کہنا جائز بات نہیں ہے اس بات کو حذف کیا جائے۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب اگر میری بات درست نہیں تو اسے جناب حذف کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہے تو میرے خیال میں۔۔۔۔۔

چودھری اصغر علی گجر، یہ درست بات ہے۔ میں اس کو درست مانتا ہوں۔

جناب والا! میں اپنی بات کو وہاں ہی سے شروع کرتا ہوں کہ وہ شخص جو اس ڈیم کا سب سے بڑا مخالف تھا ' وہ شخص جو بھارت نواز ہے' وہ شخص جو آج بھی کشمیر کی حمایت کی بات نہیں کرتا' وہ شخص جس نے کبھی پاکستان کی حمایت کی بات نہیں کی' میں اسے غدار نہیں کہتا میں

اسے نواز شریف کا دوست کہتا ہوں کہ نواز شریف نے اپنی حکومت کو قائم رکھنے کے لیے پھر ولی خان سے جا کر صلح کر لی۔ ایک ایسے شخص سے جس کے باپ نے خود کو پاکستان کے اندر دفنانا جائز نہیں سمجھا' اس کی لاش بھی آج جلال آباد میں ہے۔ لوگ یہ باتیں تو کرتے ہیں میں کہتا ہوں کہ حوصلے سے بات کرنی چاہیے۔ میں ان پر تنقید نہیں کرتا میں تو حق کی بات کہتا ہوں یہ سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔ اور آج اب میں پھر پیپلز پارٹی سے گزارش کروں گا۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب میں آخر میں ایک بات کروں گا کہ اس وقت ملک کے اندر۔۔۔۔۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میرے معزز ممبر نے کہا ہے کہ کسی کو غدار نہیں کہا جا سکتا۔ میں انہی کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ مرحوم غلام حیدر وائیں کا نیشنل اسمبلی میں ایک resolution ہے جنھوں نے NAP کو غدار قرار دیا اور وہاں انھوں نے resolution دیا۔ ان کے ریکارڈ کو ٹھیک کرنے کے لیے عرض کروں گا کہ انہی کی پارٹی کے اس وقت کے اپوزیشن لیڈر نے ان کے خلاف بات کی اور یہ on record ہے۔ میں ریکارڈ پر لانے کے لیے یہ بات کرنا چاہتا تھا اور اس بات کو درست کرنے کے لیے کہنا چاہتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: This is invalid point of order ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہے کیونکہ جب تک کورٹ declare نہ کرے یہاں پر کسی کو غدار نہیں کہا جا سکتا۔ اگر وائیں صاحب نے وہاں بات کی ہے تو ہم اس کو ایسی مثال نہیں بنا سکتے کہ ان کا کہا ہوا ہر ایک کو ماننا چاہیے۔ تو یہ پوائنٹ آف آرڈر جائز نہیں ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس بجٹ سیشن کے دوران irrelevant باتوں پر اتنا زور دیا گیا کہ اپنی انتخابی شکست کو بجائے تسلیم کرنے کے ایک ایسی جماعت کو یہاں تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے کہ جو اپنی کار کردگی کی بنیاد پر آج صوبہ سرحد میں اقتدار میں شریک ہے اور ان شاء اللہ جلد ہی پورے پاکستان میں وہ شریک ہو گی۔

MR DEPUTY SPEAKER: This is no point of order. I declare it out of order.

چودھری اصغر علی گجر: وقت چونکہ کم ہے میں اپنی آخری بات کروں گا۔

جناب سپیکر! آخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ اس ملک میں منفی

سیاست کا رجحان موجود ہے اور میرے خیال کے اندر اس ملک کے اندر تمام برائیاں منفی politics کی وجہ سے موجود ہیں۔ اگر کرپشن موجود ہے تو منفی politics کی وجہ سے ہے اور اگر اس ملک کے اندر کوئی ترقیاتی کام نہیں ہو رہے تو وہ منفی politics کی وجہ سے نہیں ہو رہے۔ تو میں اس وقت کے تمام سیاستدانوں سے گزارش کروں گا کہ وہ منفی politics کو ختم کریں۔ کل بے نظیر اس جمہوریت کے خلاف آواز اٹھا رہی تھی اور آج مسلم لیگ پھر اس حکومت کو کمزور کرنے کے لیے جمہوریت کے خلاف ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ بھائیوں کی طرح ایک اچھائی کے لیے، کم از کم پاکستان کے لیے تو متحد ہو جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے بڑی اچھی تقریر کی ہے۔ اب آپ مہربانی کریں۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں اور سب بھائیوں کا بھی مشکور ہوں کہ انھوں نے مجھے زیادہ سے زیادہ وقت دیا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری غلام حسین صاحب۔

MR KHANZADA TAJ MUHAMMAD: Point of Order. Mr Speaker, Sir, I would explain that those people who stood for the freedome of this country against British Imperialism........ ..

جناب ڈپٹی سپیکر، خانزادہ صاحب، آپ کس بات پر بولنا چاہتے ہیں؟

MR KHANZADA TAJ MUHAMMAD: I want to explain the point to you

I want to put the record right

MR DEPUTY SPEAKER: On what point?

MR KHANZADA TAJ MUHAMMAD: On the fact that you called people traitor.......

MR DEPUTY SPEAKER: No. This is not the point.

MR KHANZADAN TAJ MUHAMMAD: And that people who fought against the British Imperialism and for the freedom of this country and India and Pakistan became free, cannot be called traitor. It is irony of fate that those

who could not lift their small finger against the British imperialism, today are condemning people who stood and went through the jail . and bore the hardships in order to get this country free......

MR DEPUTY SPEAKER: Khanzada Sahib, this is not a point of order. Mr Khadim Hussain.

MR KHANZADA TAJ MUHAMMAD: They are dead; they are no longer here in this world.

مردوں کے خلاف یہاں پر بات کرنا شرم کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی سے بیٹھ جائیں۔ چودھری غلام حسین صاحب۔

چودھری خادم حسین، جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بھی بولنے کا موقع دیا۔ آج یہ بھی بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہر دو فریق نے یہ بھی فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم ایک دوسرے پر غیر ضروری points of order raise نہیں کریں گے۔ اسمبلی کی کارروائی چلانے کے لیے یہ بھی خوش آئند بات ہے۔

جناب والا! مجھ سے پہلے بجٹ پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس کے لیے وقت کی حکومت مبارکباد کی مستحق ہے۔ کل یا پرسوں قائد حزب اختلاف نے یہاں پر ایک بات پر بڑا زور دیا تھا اور وہ بات بھی اچھی تھی کہ صنعتی پالیسی جب تک عام اور اچھے طریقے سے رائج نہ کی جائے اس وقت تک ملک میں بے روزگاری ختم نہیں ہو سکتی۔ لیکن ان رعایتوں کے باوجود باہر کے سرمایہ داروں نے یہاں سرمایہ کاری کرنے کے لیے جو رضامندی ظاہر نہیں کی تو اس کی وجہ کیا تھی۔ جناب والا! جہاں تک میری سمجھ کا تعلق ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ سب سے پہلے جو بجلی کا بحران ہے اس سے صنعتوں کو نقصان ہو رہا ہے اس لیے باہر کے سرمایہ دار یہاں سرمایہ کاری کرنے کے لیے رضامند نہ ہوتے تھے اور اس کا واحد حل یہ تھا کہ کالاباغ ڈیم بنتا اور پچھلے سال کے بجٹ میں وفاقی حکومت نے کالا باغ ڈیم کے لیے ایک پیسہ بھی نہیں رکھا تھا تو باہر کے سرمایہ دار سمجھ چکے تھے کہ جب تک وہاں بجلی نہیں ہو گی ہماری صنعتیں کامیاب نہیں ہوں گی۔ اس لیے کالاباغ ڈیم کا بننا اشد ضروری ہے۔جناب والا! جہاں تک ہماری زراعت کا تعلق ہے اس

لحاظ سے بھی اور صنعتوں کے لحاظ سے بھی اس ڈیم کا بننا بہت ضروری تھا۔

میاں امتیاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! معزز رکن اس ایوان میں لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھ سکتے اور میرے معزز دوست نے تقریر لے کر یہاں رکھی ہوئی ہے اور پڑھ پڑھ کر ہمیں سنا رہے ہیں اگر ان کو زبانی تقریر نہیں آتی تو مہربانی سے تقریر نہ کریں۔ ہمیں موقع دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں تو نہ پڑھیں۔

چودھری خادم حسین: جناب والا! میں اس میں سے پوائنٹس لے رہا ہوں۔ شاید ان کو یہ پتہ نہیں ہے کہ جو بھی تقریر کرتا ہے وہ پوائنٹس لے سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی تقریر کریں۔ آپ اپنا وقت اس طرح ضائع نہ کریں۔ اگر لکھی ہوئی پڑھ رہے ہیں تو نہ پڑھیں۔ آپ پوائنٹس دیکھ سکتے ہیں--- وہ پوائنٹس دیکھ سکتے ہیں۔

میاں امتیاز احمد: جناب آپ نے میرے پوائنٹ آف آرڈر پر کیا رولنگ دی ہے۔

چودھری خادم حسین: میرا خیال ہے شاید یہ پہلی دفعہ تشریف لائے ہیں۔ ان کو یہ نہیں پتہ کہ قاعدے کے مطابق ہم پوائنٹس دیکھ سکتے ہیں۔

میاں امتیاز احمد: جناب' میں بار بار آنے والوں کو دیکھ رہا ہوں وہ جو کر رہے ہیں؛

چودھری خادم حسین: یہ پہلے قاعدہ کو پڑھیں پھر مجھ پر اعتراض کریں۔ میں تو آج بڑا خوش ہوا تھا کہ آج یہاں غیر ضروری باتیں نہیں ہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے اسی بات پر اپنے تین منٹ ضائع کر دیے۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ آپ بھی تو ایسا تاثر دے رہے ہیں کہ کاغذ سے پڑھ رہے ہیں۔

چودھری خادم حسین: جناب والا! جہاں تک بجٹ کے متعلق باتیں ہیں یہ باتیں ہر دو اطراف سے بہت ہوئی ہیں۔ میں بجٹ پر بات نہیں کروں گا۔ میں آج بجٹ کی implementation کی بات کروں گا جو سب سے ضروری ہے کیونکہ جتنی development ہو رہی ہے میں آپ کو آج ایک تجویز بھی پیش کرتا ہوں کہ اس اجلاس میں ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے جو کہ یہاں جو بھی کارروائی ہو گی بجٹ کے علاوہ بھی' اس کو implement کرانے کے لیے وہ موثر اقدامات کرے۔

میاں عبدالستار: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! معزز ممبر بجٹ پر بات نہیں کرنا چاہتے۔ چونکہ یہ

بجٹ تقاریر ہو رہی ہیں اور اگر وہ بجٹ پر بات نہیں کرنا چاہتے تو پھر انھیں منع کر دیجیے۔

He should not be allowed to speak.

جناب ڈپٹی سپیکر : میاں صاحب ! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ انوری صاحب ! آپ پارلیمانی میٹنگ میں اس بارے میں روشنی ڈالا کریں۔

چودھری خادم حسین ۔ جناب والا ! میں نے یہ نہیں کہا کہ میں بجٹ پر بات نہیں کروں گا' میں نے کہا ہے کہ بجٹ کے بارے میں اعداد و شمار پہ بہت سی باتیں ہو چکی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں' کرتے جائیں۔ میں آپ کو ایک منٹ بھی زیادہ بولنے کی اجازت نہیں دوں گا۔

چودھری خادم حسین : میں اپنا وقت ضائع نہیں کر رہا' جو میرا وقت ضائع کر رہے ہیں میں ان سے پورا حساب لے کر پھر بات ختم کروں گا۔ تو میں بات کر رہا تھا کہ development کی جو رقوم اپنے اپنے علاقوں میں جاتی ہیں جب تک ان کو صحیح طریقے سے خرچ نہیں کیا جائے گا اس وقت تک ہمارے بجٹ حقیقت میں بجٹ نہیں ہوں گے۔ جناب والا ! آپ دیکھیں کہ ٹھیکیداری نظام میں بجٹ کے کتنے پیسے کمیشن کی طرف جاتے ہیں۔ ہم سب کمیشن کے جھگڑے میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہم ان کے قائدین کی مخالفت کرتے ہیں' وہ ہمارے قائدین کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ ناسور کس طرف ہیں اور ان ناسوروں کا ہم نے کس طرح بندوبست کرنا ہے؟ جناب والا! 25 فی صد کمیشن تو محکمے کھا جاتے ہیں۔ یہ بلڈنگ جو بنی ہے اس میں بھی کمیشن لیا ہو گا' لیکن اس وقت ٹھیکیدار' کنٹریکٹر اپنا منافع اور کمیشن شامل کر کے ٹینڈر دیا کرتے تھے لیکن آج کتنی ایسی سکیمیں ہیں جو ایک سال کے بعد ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتی ہیں۔ ان کو کون چیک کرتا ہے' کون دیکھتا ہے؟ اس لیے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ممبران کی ایک کمیٹی بنائیں جو کہ علاقے میں جا کر دیکھے کہ یہ پیسہ صحیح طریقے سے خرچ ہو رہا ہے یا نہیں؟ آدھی رقم منافع یا کمیشن میں جاتی ہے جبکہ آدھی رقم development میں لگتی ہے۔ پہلے ایک پراجیکٹ کمیٹی کے تحت کام ہوا کرتا تھا' اس کمیٹی میں پانچ دس آدمی ہوتے تھے جس کی وجہ سے کرپشن نہیں ہوا کرتی تھی۔ اب کمیشن حاصل کرنے کے لیے انھوں نے وہ پراجیکٹ کمیٹیوں کا نظام ختم کر دیا' وہ بھی ٹھیکیداری نظام کو دے دیا تاکہ کمیشن حاصل کر سکیں۔ آج XEN کی اسامی کی بولی لگ رہی ہے' اسے ڈی ایل جی کی اسامی کی بولی

لگ رہی ہے۔ ہم نے اس طرف دیکھنا ہے' ہم نے وہ پیسہ جو کسان' مزدور کی محنت کی کمائی سے ٹیکس کی صورت میں حاصل کرتے ہیں اسے صحیح صرف کرنے کے لیے کام کرنا ہے۔ ہم نے ایک دوسرے پر کیچڑ نہیں اچھالنا۔ ہم نے اس نظام' سسٹم کو بدلنا ہے جس کی وجہ سے امیر لوگ امیر سے امیر تر ہوتے جا رہے ہیں اور غریب لوگ غریب تر ہوتے جا رہے ہیں۔

جناب والا! یہاں میرٹ پالیسی پر بات ہوئی' میں میرٹ پالیسی کے آج بھی خلاف ہوں۔ میں چوتھی دفعہ منتخب ہو کر آیا ہوں' پچھلے سالوں میں بھی میں نے اس کی مخالفت کی تھی آج بھی مخالفت کرتا ہوں۔ یہاں جب تک یکساں معیار تعلیم نہیں ہو گا' جیسا کہ یہاں ہمارے قائد ایوان نے فرمایا تھا کہ ہم نظام تعلیم کو برابر کریں گے۔ جب تک مساوی حقوق نہیں دیے جائیں گے تو یہ نظام بہتر نہیں ہو سکے گا۔ ایچی سن کالج کے پڑھے ہوئے طالب علم کے مقابلے میں ہمارے عام پرائمری سکول کا پڑھا ہوا طالب علم کس طرح میرٹ پہ آ سکتا ہے؟ میرے کالجوں میں 17/17 سیٹیں آج تک خالی پڑی ہوئی ہیں' وہاں پروفیسرز' لیکچرار نہیں ہیں۔ میرے کالج کی فہرست میں آنے والی بچی کو یہاں داخلہ نہ مل سکا۔ جناب والا! میرٹ یہ نہیں ہے کہ ہم دیکھیں کہ کس کے نمبر زیادہ ہیں؟ میرٹ اضلاع کے لحاظ سے مقرر ہونا چاہیے' ان کے لیے کوٹہ مقرر ہونا چاہیے۔ جہلم کے لیے الگ' گجرات کے لیے الگ کوٹہ ہونا چاہیے۔ یہاں تو عام کسان کا بچہ' بیٹا' بیٹی میرٹ حاصل نہیں کر سکتی' میرٹ کے لیے تو کاریں دوڑتی ہیں' اثر و رسوخ استعمال ہوتا ہے' نقلیں لگتی ہیں اور ذہین بچے میرٹ میں نہیں آتے۔ اس لیے میں کہوں گا کہ میرٹ پالیسی کوٹہ کے لحاظ سے ہونی چاہیے کہ ہر ضلع کا اپنا اپنا کوٹہ ہو۔ اور ہر کالج' یونیورسٹی میں داخلہ اس کوٹے کے لحاظ سے دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ چودھری صاحب' مہربانی' آپ کا وقت ختم ہوا۔ میاں امتیاز احمد۔

میاں امتیاز احمد: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے آج بجٹ پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔ میں ذرا ماضی کی طرف جاؤں گا' 1970ء میں جب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے روٹی' کپڑا اور مکان کا نعرہ لگا کر ہمارے ملک کے غریبوں کا استحصال کیا' ہمارے ملک کے غریبوں کو بے وقوف بنا کر اس ملک پر حکومت کی مگر غریب کو انھوں نے اپنے سات سالہ دور حکومت میں کچھ نہیں دیا سوائے راشن ڈپوؤں پر لائنیں لگانے کے۔ اس ملک کے غریب کا جو حال کیا گیا وہ ہم سب صاحبان کے سامنے ہے۔ مگر اب پھر پیپلز پارٹی کی حکومت غریب کا نام لے رہی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ خدارا' اس بجٹ

میں غریب کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور رکھیں جس کا آپ نام لیتے ہیں۔ مجھے اپنے قائد میاں نواز شریف صاحب پر فخر ہے جس نے غریبوں کی فلاح کے اپنے اڑھائی سالہ دور حکومت میں بے شمار منصوبے شروع کیے۔ انھوں نے غریبوں کے لیے پانچ مرلہ اور سات مرلے کی سکیمیں دیں۔ انھوں نے بے روز گار لوگوں کے لیے ییلو کیب سکیم دی' یہ ایک اچھی سکیم تھی۔ جن ٹیکسی ڈرائیوروں پر یہ اعتراض کر رہے ہیں مجھے ان پر فخر ہے۔ میرے ایک فاضل دوست نے یہاں کہا کہ حسین نواز شریف کو بھی ٹیکسی ڈرائیور بنا دیا جائے' تو ایسی کوئی بات نہیں۔ ہمیں ان ٹیکسی ڈرائیوروں پر فخر ہے جو اپنا روز گار عزت سے کما رہے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں آپ کی توجہ اپنے حلقے کی جانب مبذول کرواؤں گا کہ ہمارا حلقہ' ہمارا ضلع رحیم یار خان جو کہ پنجاب کی ٹیلوں پر واقع ہے۔ آج تک اس ضلع کی طرف بالکل کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ ہمارے ضلع کا ایک بڑا مسئلہ سکارپ کے پانی کا ہے۔ جہاں سکارپ کا پانی ذخیرہ کیا گیا ہے وہاں تقریباً 20/25 دیہات اس پانی کی نذر ہو گئے ہیں۔ میں آپ کی توجہ اس مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے لیے متبادل زمین کا بندوبست کیا جائے۔ جناب والا! میرے ضلع رحیم یار خان میں لڑکیوں کے صرف تین ہائی سکول ہیں جو کہ ناکافی ہیں۔ اس بجٹ میں گیارہ مثالی سکول بنانے کے لیے سکیمیں رکھی گئی ہیں لیکن اس میں رحیم یار خان کا نام شامل نہیں ہے۔ میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ خدارا رحیم یار خان کا نام بھی اس میں شامل کیا جائے۔ جناب سپیکر! اس بجٹ میں بیوگان کے لیے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی' ہمارے شہر رحیم یار خان میں کئی بیوگان کو مکان قرقی کے نوٹس جاری ہو چکے ہیں۔ اس بجٹ میں ان بیوگان کے لیے ضرور کچھ رقم مختص کی جانی چاہیے تاکہ وہ اپنی بقیہ زندگی اچھی طرح بسر کر سکیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: غلام صابر انصاری صاحب!

غلام صابر انصاری، جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کا وقت دیا۔ مجھ سے پہلے بہت سی باتیں ہو چکی ہیں' میں اپنے علاقے کی طرف ہی آؤں گا۔ جناب والا! میرے علاقے میں فیکٹریوں کے پانی کی نکاسی کے بارے میں بی بی سی نے بھی اعلان کیا کہ وہاں کا پانی پینے کے قابل نہیں ہے' لوگ کینسر کی بیماری میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ ہمارے آج کے وزیر اعلیٰ صاحب جب بھی اپنے گھر جاتے ہیں تو وہاں سے گزر کر جاتے ہیں۔ پچھلی حکومت نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ ہم اس کے لیے فنڈز رکھیں گے مگر موجودہ حکومت نے وہ فنڈز نہیں رکھے بلکہ نئے نئے ضلعے' نئی نئی

تحصیلیں بنا کر ان فنڈز کو وہاں پہ خرچ کر رہے ہیں۔ ایک ایسے منصوبے کے لیے کوئی فنڈز مختص نہیں کیے گئے جس سے لاکھوں لوگ بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ جناب سپیکر ! میرے ساتھ ایک اور بھی زیادتی کی گئی' میرے ہاں ایک سبزی منڈی ہے جو 1978ء میں بنائی گئی تھی اور ایک سال پہلے وہ چالو ہوئی مگر سیاسی رشوت کے طور پر موجودہ وزیر اعلیٰ صاحب نے قصور میں ایک اور منڈی قائم کر دی ہے۔ پہلی منڈی کے لیے بجلی کے بل ادا کرنے کے لیے پیسے نہیں ہیں' وہاں پہ بجلی کا میٹر کٹ چکا ہے لیکن دوسری طرف ایک نئی منڈی کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ جناب والا ! یہ ایک سیاسی رشوت دی گئی ہے۔ جب کسی شہر میں کوئی نئی منڈی بن جاتی ہے اور اپنا کام شروع کر دیتی ہے تو پرانی منڈیوں میں کام بند ہو جاتا ہے لیکن یہاں انھوں نے سیاسی رشوت کے طور پر پرانی منڈی پھر چالو کر دی ہے' یہ کتنا ظلم ہے؟ جناب سپیکر ! جیسا کہ بجٹ میں صنعتی کارکنوں کے لیے فنڈز رکھے گئے ہیں کہ ان کی بچیوں کو جہیز فنڈ میں دس ہزار روپے دیے جائیں گے' ان کو سائیکلیں دی جائیں گی' انھیں تین مرلے کے پلاٹ دیے جائیں گے۔ ہمارے صوبہ پنجاب میں صنعتی مزدوروں کے علاوہ ایسے مزدور بھی ہیں جو اپنے دیہاتوں سے آ کر شہر میں مزدوری کرتے ہیں' کام کرتے ہیں۔ ان کے لیے کوئی فنڈز نہیں رکھے گئے۔ اسی طرح جو لوگ چھوٹی چھوٹی صنعتوں میں کام کرتے ہیں انھیں سائیکلیں نہیں دی جاتیں' انھیں اس جہیز فنڈز میں سے کوئی حصہ نہیں دیا جاتا' انھیں تین مرلہ سکیم سے کوئی پلاٹ نہیں دیا جاتا۔ تو میری آپ سے گزارش ہے کہ جس طرح آپ نے بجٹ میں صنعتی کارکنوں کے لیے فنڈز رکھے ہیں اسی طرح اس فنڈ میں ان کارکنوں کو بھی شامل کیا جائے جو روزانہ اپنے گاؤں سے آ کر شہروں میں کام کرتے ہیں۔ ان کا بھی جہیز فنڈز سے حق بنتا ہے' ان کا بھی حق تین مرلے کی سکیم سے بنتا ہے' ان کا بھی سائیکلوں میں سے حق بنتا ہے مگر آج تک ان بےچاروں کو کہیں' کوئی فنڈ مہیا نہیں کیا گیا۔ انھیں تو مزدور سمجھا ہی نہیں جاتا۔ میری آپ سے گزارش ہے کارکنان کے لیے جو بھی فنڈز رکھے گئے ہیں اس میں سے کم از کم پچاس فی صد ایسے کارکنوں کو دیا جائے جو مزدور ہیں اور ان کا نام مزدوروں کی فہرست میں شامل نہیں ہے جو لوگ بڑی بڑی صنعتوں میں کام کرتے ہیں وہاں فیکٹری والے سوشل سکیورٹی دیتے ہیں' اس حوالے سے ان کا نام صنعتی کارکنوں میں آتا ہے' جس چھوٹی فیکٹری کا سوشل سکیورٹی میں نام نہیں آتا اس کے مزدور کو اس کا کوئی حق نہیں ملتا۔ جس طرح صنعتی مزدوروں کے جو بچے پڑھتے ہیں انھیں سالانہ وظائف دیے جاتے ہیں' مفت کتابیں مہیا کی جاتی ہیں' مفت یونیفارمز دی جاتی ہیں' اسی طرح ان مزدوروں

کے لیے بھی کچھ نہ کچھ ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر! ہمارے وزیراعلیٰ صاحب نے اپنی ذاتی رہائش کے لیے 8 لاکھ روپے رکھے ہیں۔ حالانکہ یہ ان کا اپنا پرائیویٹ گھر ہے' اس کے لیے آٹھ لاکھ روپے رکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ خود بھی بڑے امیر ہیں وہ اپنے گھر میں اپنی جیب سے بھی لگا سکتے ہیں۔ اگر یہی آٹھ لاکھ روپے میرے حلقے میں لگا دیتے جہاں ٹینریوں کے پانی کی نکاسی کا کوئی بندوبست نہیں۔ جناب والا! ذاتی گھر میں کوئی سرکاری فنڈ خرچ نہیں کیا جا سکتا۔ جناب سپیکر! میرے علاقے میں اس سال بھی سیلاب آیا۔ اس سے پہلے جو بھی حکومت ہوا کرتی تھی وہ سیلاب زدگان کی مدد کیا کرتی تھی' ان کے جو گھر گرتے تھے اس سلسلے میں ان کی مدد کی جاتی تھی' ان کی فصلوں کا ازالہ کیا جاتا تھا جبکہ ہماری موجودہ حکومت نے ان سیلاب زدگان کی کوئی مدد نہیں کی۔ جناب والا! ہمارے ان سیلاب زدگان کی مدد کرنی چاہیے' انھیں مالیہ معاف کرنا چاہیے' ان کے تین مہینے کے بجلی کے بل معاف ہونے چاہیے۔ ہماری سابقہ حکومت نے چھوٹے چھوٹے قرضوں کا اجراء کیا تھا۔ ہمارے علاقے دخیل کاری کے تحت لوگوں نے زمینیں بیچیں اور غریب لوگوں نے پانچ پانچ دس دس مرلے زمینیں حاصل کیں۔ اب جب قرضے کے لیے جاتے ہیں تو انھیں کہا جاتا ہے کہ تمھارے پاس مالکانہ حقوق نہیں ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس مسئلے کو حل کریں۔ شہروں میں جتنی بھی آبادیاں بنی ہیں انھیں مالکانہ حقوق دیے جائیں اور ساتھ ہی رورل ایریاز میں جو میرے دوست' جو میرے دیہاتی بھائی اس وقت پیسے جمع نہیں کروا سکے تھے ان کے لیے تاریخ بڑھائی جائے تاکہ دخیل کاری کے تحت جتنے پیسے بنتے ہیں وہ حکومت کو جمع کروا سکیں اور اپنی زمین کے مالک بنیں۔ جناب والا! پچھلی حکومت نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ میرے علاقے میں ٹینریوں کے پانی کی نکاسی کے لیے منصوبہ دیا جائے گا' فنڈز مہیا کیے جائیں گے مگر موجودہ حکومت نے میرے ساتھ انتقامی کارروائی کرتے ہوئے اس منصوبے کو بجٹ میں نہیں آنے دیا۔ میری گزارش ہے کہ اس منصوبے کو فی الفور لایا جائے کیونکہ یہ ایک بہت ہی بڑا مسئلہ ہے' اس سے پینے کا پانی بہت خراب ہو چکا ہے اور اس بارے میں بی بی سی نے بھی اعلان کیا ہے اور گاہے بگاہے ہمارا پاکستانی ٹی وی بھی اعلان کرتا رہتا ہے کہ قصور کے گندے پانی کا نکاس ہونا چاہیے' اس سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے علاقے کا ایک دوسرا منصوبہ روہی نالہ کو پختہ کرنے کا چل رہا تھا۔ پچھلی حکومت نے اس کے لیے 15 لاکھ روپے دیے تھے جبکہ ایک کروڑ روپے باقی رہتے تھے۔ اس موجودہ بجٹ میں وہ رقم بھی نہیں دی گئی۔

رے ساتھ یہ انتقامی کارروائی ہو رہی ہے۔ انھوں نے اعلان کیا تھا کہ ہم سب کے ساتھ برابری کا
ک کریں گے۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ برابری کا سلوک ہو رہا ہے؟ جناب والا! یہ برابری کا
ک نہیں ہو رہا۔ ہماری حکومت کے بارے میں یہاں کہا گیا کہ ہم رشوت لیتے تھے' جس کو چاہتے
پٹر یا تحصیلدار لگوا لیتے تھے۔ میں اس موجودہ حکومت کی مثال دیتا ہوں کہ یہ تو اب کلرکوں تک آ
ی ہے کہ کلرکوں کے تبادلے یہ رشوت لے کر اچھی جگہوں پر کرواتے ہیں۔ ہم نے آج تک کسی
ے تبادلے میں رشوت نہیں لی۔ جناب سپیکر! آپ آج کا اخبار پڑھیں' اس میں لکھا ہوا ہے کہ
سائز اینڈ ٹیکسیشن میں دو آفیسر کام کرتے تھے' جنھوں نے اپنے تبادلوں کے لیے لاکھوں روپے کی
ں آفر کی ہے اور انھوں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ہم ان شاء اللہ بجٹ کے بعد آپ کے
لے کروا دیں گے۔ یہ میں آج کے اخبار کی خبر بتا رہا ہوں۔ یہ ان کی ابتدا ہے جبکہ ہم نے جو
کام کیے وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کیے۔ ہم اپنے دور حکومت میں غریبوں کی فلاح و
د کے لیے کام کرتے رہے ہیں۔ اب ہم دیکھیں گے کہ یہ کیسے غریبوں کے لیے کام کرتے ہیں۔
ب والا! ہماری حکومت نے چھوٹے چھوٹے قرضوں کا اجراء کیا تھا لیکن آج سے پانچ مہینے پہلے
قرضے بند کر دیے گئے ہیں۔ میری آپ سے اپیل ہے کہ ان چھوٹے چھوٹے قرضوں کا اجراء کر
ے ثابت کیا جائے کہ آپ بے روزگاروں کے حامی ہیں۔ بے روزگاری کو ختم کیا جائے بلکہ میں تو یہ
وں گا کہ اس مد میں پہلے سے بھی زیادہ فنڈز دینے چاہییں کیونکہ موجودہ حکومت اپنے آپ کو
یبوں کی حامی کہتی ہے۔ اگر یہ غریبوں کے حامی ہیں تو انھیں چاہیے کہ اگر پچھلے سال چھوٹے
ضوں کے لیے ایک ارب روپیہ رکھا گیا تھا تو اس سال انھیں اس مد کے لیے دو ارب روپے رکھنے
ہیں۔ جناب والا! 93-1992ء کے بجٹ میں پونے چودہ ارب روپے development کے لیے رکھے
ے تھے جبکہ اس دفعہ اسے کم کر کے 9۔ ارب روپے کر دیے گئے ہیں۔ معین قریشی کی حکومت
ے ہماری کرنسی کی قیمت 15 فی صد کم کر دی۔ اب چاہیے تو یہ تھا کہ پونے چودہ ارب میں پندرہ فی
بڑھا کر ترقیاتی فنڈز رکھے جاتے۔ مگر انھوں نے کم کر کے نو ارب روپے رکھے ہیں۔ اس کے
ھ ساتھ کئی نئے اضلاع اور تحصیلیں بنائی گئی ہیں۔ ان کے لیے عمارتوں کی ضرورت ہو گی جس
ے لیے پیسے ضروری ہیں۔ اس نو ارب روپے میں سے ان نئے اضلاع یا تحصیلوں کی عمارتیں بھی
ں گی جس سے ہماری ترقیاتی فنڈز میں بہت زیادہ کمی آ جائے گی۔ جناب سپیکر! آپ کو یہ بھی علم

ارب روپے ہیں۔ ہماری حکومت 22 ارب روپے سے کیسے گزارا کرے گی؟ ہماری پنجاب کی حکومت کیسے چلے گی! یہ کہتے ہیں کہ یہ ٹیکس فری بجٹ ہے جبکہ میں کہتا ہوں کہ یہ ہماری غریب عوام پر مزید ٹیکس لگائیں گے۔ جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ بجٹ میں غریبوں کے لیے زیادہ سے زیادہ فنڈز رکھیں اور صنعتی کارکنوں کے ساتھ وہ مزدور جن کا نام صنعتی مزدور کے طور پر درج نہیں ہے انھیں بھیاس میں سے پچاس فی صد حصہ دیا جائے۔ میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ۔

میاں امتیاز احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومتی ارکان نے آج واک آؤٹ کیا ہوا ہے؟ ہمیشہ سے یہ ہوتا چلا آیا ہے کہ اپوزیشن والے واک آؤٹ کرتے ہیں لیکن آج یہ بنچز خالی دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ آج حکومتی ارکان نے واک آؤٹ کیا ہوا ہے۔

میاں فضل حق : جناب سپیکر! میں نکتۂ ذاتی وضاحت پر ایک انفرمیشن کے لیے آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں تو۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ نکتۂ ذاتی وضاحت پر تو بات کر سکتے ہیں' انفرمیشن کا تو کوئی موقع نہیں ہے۔

میاں فضل حق، جناب والا! عوامی مفاد کے زمرے میں یہ بات بہت اہم ہے اور میں آپ سے اس بابت رہنمائی لینا چاہوں گا۔ میرے فاضل رکن نے ابھی بات کی ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی ذاتی رہائش گاہ پر آٹھ لاکھ روپے خرچ کیے گئے ہیں' اس کا تعلق میرے حلقے سے ہے۔ جس طریقے سے اس پبلک پراپرٹی کو خراب کیا جا رہا ہے' وہاں دن رات کنسٹرکشن ہو رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرا یہاں موجود ہونا اور اس پہ بات نہ کرنا صحیح نہیں ہے۔ جبکہ وزیر اعلیٰ صاحب کے لیے سرکاری رہائش گاہ موجود ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں فضل حق صاحب! تشریف رکھیں۔ ذاتی وضاحت صرف اس بات پر ہوتی ہے کہ جب آپ کی ذات' آپ کے نام کے حوالے سے یہاں کوئی بات کر دی جائے اور آپ اس کی وضاحت کرنا چاہتے ہوں۔ لیکن جو ابھی آپ بات کر رہے ہیں یہ اس وقت کیجیے گا جب آپ بجٹ پر تقریر کریں گے کیونکہ اس وقت آپ کو پورا پورا موقع ملے گا اور آپ یہ سب باتیں کر سکتے ہیں۔

میاں فضل حق : جناب والا! میں تو آپ کی توجہ اس بے قاعدگی کی طرف دلانا چاہتا تھا۔اور پھر اس بات کی بہت اہمیت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں نے اپنی رولنگ دے دی ہے اور ہر بات کی اہمیت ہوتی ہے۔ میں نے بتا دیا ہے کہ جب آپ اپنی باری پر تقریر کریں گے تو اس وقت آپ کو بڑا وقت ملے گا۔ آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ صاحبزادہ ممتاز احمد مہاروی صاحب۔

صاحبزادہ ممتاز احمد مہاروی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی طور پرمشکور ہوں کہ آپ نے مجھے آج بجٹ کے سلسلے میں اپنی گزارشات کرنے کا موقع دیا۔ جناب والا! ہم اپنی تاریخ کے اس دور سے گزر رہے ہیں جہاں سے ہم نے اس راستے کا انتخاب کرنا ہے جو جمہوریت کی نشو و نما اور اس کی جلا کے لیے خوش آئند ہو۔ جس کام کے لیے ہم چالیس پینتالیس سال سے کوشش کر رہے ہیں کہ جمہوریت بڑھے اور پھلے پھولے۔ اب ہم نے اپنی ذاتی عداوتوں، رنجشوں اور کدورتوں کو پس پشت ڈال کر اس صوبہ پنجاب اور اس ملک کے عوام کے لیے کوشش کرنی ہے۔ ہمارے صوبے کے عوام خواہ وہ کسی بھی طبقے سے تعلق رکھتے ہوں، وہ مزدور ہوں، کسان ہوں یا کاشت ہوں ان کی پر امید نگاہیں اس وقت ہماری طرف لگی ہوئی ہیں۔ اور اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان کی پس ماندگی، غربت اور ان کے افلاس کو دور کرنے کے لیے جدوجہد کریں۔ اب ہم نے ان کے لیے نئی ترقی کی راہیں متعین کرنی ہیں اور ہم نے مل جل کر یہ فیصلہ کرنا ہے کہ اس صوبے سے غربت اور جہالت کو ختم کرنا ہے۔ یہ سب کچھ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم سب یقین محکم کے ساتھ اکٹھے ہو کر کوشش کریں کہ اس ملک، اس صوبے سے افلاس، غربت اور جہالت کو کس طریقے سے ختم کیا جا سکتا ہے۔ جناب والا! یہ اس صورت میں ممکن نہیں کہ ہمارے اپوزیشن کے بھائی حکومت وقت، عوامی حکومت جو اس صوبہ اور ملک میں رائج ہے اس کے ہر راستے میں رکاوٹ بنیں۔ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ حکومت وقت جو کام عوام کی فلاح و بہبود، بہتری، غربت اور افلاس کو دور کرنے کے لیے کرے اس میں وہ ہمارے معاون و مددگار ثابت ہوں۔ میں اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے اپنے بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ وہ صرف تنقید برائے تنقید کا کام نہ کریں بلکہ حکومت وقت اس ملک یا صوبے کے عوام کے لیے جو بہتری کے کام کرے اس میں معاون و مددگار ثابت ہوں اور ان کے اچھے معاملات میں رکاوٹ نہ بنیں۔ جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں کہ اپوزیشن

صحافت کا عوامی حکومت میں، جمہوریت میں بڑا اہم رول ہوتا ہے اور اپوزیشن کا یہ کام ہے کہ وہ
مت کے مثبت، تعمیری کاموں میں معاون و مدد گار ثابت ہوں تاکہ صوبے کے انتظام و انصرام کو
طریقے سے چلایا جا سکے اور ہم ترقی کی نئی منازل متعین کر سکیں۔ جناب سپیکر ! میں اس سلسلے
یہ گزارش کروں گا کہ جن مشکل اور نامساعد حالات سے گزر کر ہم یہاں تک پہنچے ہیں ان حالات
ایسا بجٹ پیش کرنا حکومت وقت کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے اور صوبے کی ترقی کے لیے ایک
قدم ہے۔ حکومت وقت نے اس بجٹ میں اس صوبے کے اہم شعبوں سے وابستہ لوگوں کو
ی طور پر زراعت، آبپاشی، تعلیم اور صنعت سے وابستہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ مراعات دینے کی
شش کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر طریقے سے اور کوئی کام نہیں ہو سکتا اور اس سے
بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا۔

جناب والا! صوبہ پنجاب سے متعلق عرض کروں گا کہ یہ ایک زرعی صوبہ ہے۔ اس میں ستر فی
عوام کی معیشت، ان کے روز گار کا انحصار زراعت پہ ہے لیکن پچھلے ادوار میں اس صوبے
، کاشت کاروں کے ساتھ ہمیشہ ظلم ہوتا رہا ہے۔ جن لوگوں نے اس صوبے پر 16 سال تک
مت کی، اس صوبے کے سولہ سال تک حکمران رہے انھوں نے زراعت کے شعبے کو پس پشت
ے رکھا۔ انھوں نے علی الاعلان وہ کام کیا جس سے زراعت پیشہ لوگوں پہ زیادہ سے زیادہ بوجھ پڑ سکے۔
، زراعت سے متعلقہ کسی چیز کو لے لیں، کاشت کار کے استعمال کی کسی چیز کو لے لیں،
ے کی ادویات دیکھ لیں، کھاد دیکھ لیں، ڈیزل کی قیمتیں، ٹریکٹر کی قیمتیں راتوں رات آسمان تک
ا دی گئیں۔ بے چارہ کاشت کار اپنے استعمال کی چیزیں کھاد، زرعی ادویات جب خریدنے کے لیے
تو اسے پریشانی اٹھانی پڑی۔ اور وہ طبقہ جس کی پچھلی حکومتیں نمائندگی کر رہی تھی، جو صرف اس
ے میں پانچ فی صد ہے انھوں نے کاشت کار کے ساتھ وہ ظلم اور زیادتی روا رکھی کہ جس کا کوئی
زہ ہی نہیں ہے۔ جناب والا! میں خاص طور پر یہ گزارش کروں گا کہ ان لوگوں نے جو عوام کے
رہے رہے، جن کے پاس حکومت رہی انھوں نے حکومت میں رہتے ہوئے بھی اس اسمبلی کے
، فارم سے آج تک کبھی غریب کاشت کار کے لیے، زراعت پیشہ لوگوں کے لیے ایک لفظ تک
گوارا نہیں کیا۔ اس وقت کے وزیراعلیٰ اور وزیراعظم جو اپنے آپ کو غریبوں، کاشت کاروں،
وروں کے بہت بڑے حامی کہتے تھے انھیں یہ فکر ہی نہیں تھی کہ یہ غریب مزدور، کاشت کار کس

کریں گے کہ اس صوبہ کے غریب عوام' کاشت کار' مزدوروں کے مسائل کو حل کیا جائے۔ جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ کاشت کار جو اس صوبہ میں ستر فی صد ہیں اور زراعت کا شعبہ اس ملک' صوبے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن آج تک کوئی ایسی پالیسی یا پروگرام نہیں بنایا گیا جس سے زراعت سے وابستہ لوگوں کی بھلائی ہو سکے یا ان کی مشکلات آسان ہو سکیں۔ جناب سپیکر ! میں جس حلقے سے منتخب ہو کر آیا ہوں اس علاقے کے بارے میں چند گزارشات کروں گا۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ اس حلقے کی عوام کس حال میں زندگی گزار رہے ہیں' ان کی پسماندگی کا یا عالم ہے۔ ان لوگوں کی یہ خواہش نہیں کہ ان کے پاس پاکٹل ٹیلیفون ہوں' ان کی یہ خواہش نہیں کہ ان کے پاس بڑی بڑی کوٹھیاں ہوں' ان کی یہ خواہش نہیں ہے کہ ان کے پاس لمبی لمبی کاریں ہوں بلکہ ان کی یہ خواہش ہے کہ ان کی ماں بہنوں' بیٹیوں کو میلوں سفر کر کے اپنے سروں پر پانی کے گھڑے بھر کر نہ لانے پڑیں۔ ان کی بھی یہ خواہش ہے کہ ان کے بچوں کو آخری وقت میں دوائی کا ایک قطرہ مل جائے' ان کی یہ خواہش ہے کہ ہمیں دیہات سے شہر پہنچنے کے لیے کوئی راستہ مل جائے۔ جناب والا ! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ گلبرگ کی نہر کو خوب صورت سے خوب صورت تر بنانے کی کیا ضرورت تھی؟ ماڈل ٹاؤن میں نئے نئے پارک بنانے کی کیا ضرورت تھی؟ موٹر وے' ہائی وے بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ جناب والا! ان سب چیزوں سے بہتر اور ضروری یہ ہے کہ وہ لوگ جو پس ماندگی' غربت اور افلاس میں زندگی گزار رہے ہیں ان کے لیے بنیادی ضرورتیں مہیا کی جاتیں' ان کے لیے سڑکیں بنائی جاتیں' ان کے بچوں کے لیے تعلیم کا بندوبست کیا جاتا' ان کے بچوں کے لیے دوائی کا بندوبست کیا جاتا۔ جناب سپیکر ! اس وقت کے وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم نے ایسی کبھی کوشش ہی نہیں کی حالانکہ وہ اپنے آپ کو درویش وزیراعلیٰ کہتے تھے۔ وہ بھی ایک زرعی علاقے' دیہاتی علاقے سے تعلق رکھتے تھے لیکن انھوں نے اس وقت کے وزیراعظم کے دباؤ کی وجہ سے کبھی یہ اظہار ہی نہیں کیا کہ ان غریب لوگوں کے مسائل بھی حل کیے جائیں۔ تو جناب والا ! اس وقت عوامی حکومت رائج ہے' اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری کوشش ہو گی اور ہم یہ کر کے دکھائیں گے کہ اس ملک یا صوبے میں رہنے والے غریب عوام' غریب مزدور اور غریب کاشت کاروں کے لیے زیادہ سے زیادہ بہتری پیدا کی جائے گی اور ان کے مسائل کو حل کیا جائے گا' ان شاء اللہ اس کے لیے ہم پوری پوری کوشش کریں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ' غلام دستگیر لک صاحب !

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! میں نکتۂ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر ! آپ کو معلوم ہے کہ کل اسمبلی میں ہمارے پوائنٹ آف آرڈر پر ایک ناخوش گوار صورت حال پیدا ہوئی تھی اور اس کے نتیجے میں پوری حزب اختلاف نے واک آؤٹ کیا تھا۔ اس کے بعد حزب اقتدار کی طرف سے مذاکراتی ٹیم نے کئی دور میں اس موضوع پرگفتگو کی اور آج صبح جناب سپیکر آپ' حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی ٹیموں نے اس موضوع پر تبادلہ خیال کیا اور اپنا اپنا نقطۂ نظر پیش کیا۔ ہمارا اصرار یہی تھا کہ سپیکر اور ڈپٹی سپیکر صاحب۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ابھی آپ کس پوائنٹ پہ بات کر رہے ہیں؟

سید تابش الوری : میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آج جو ہم یہاں واپس آئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں نہیں' آپ میری بات سنیں۔ آپ بھی رولز سمجھتے ہیں اور میں بھی رولز سمجھتا ہوں۔

سید تابش الوری : اگر آپ چاہیں تو ہم ہاؤس اور پریس کو اعتماد میں لے لیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو آپ بات کرلیں میں اس پر اظہار خیال نہیں کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں میں پریس کو بتا دوں گا۔

سید تابش الوری: میں چاہتا ہوں کہ آپ اسی مرحلے پر یہ وضاحت کر دیں کہ حزب اختلاف کس طرح سے ایک مفاہمت کے نتیجے میں واپس آئی ہے ۔ جناب سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کی ایک واضح یقین دہانی کے بعد کہ وہ غیر جانب دار ہوں گے اور ہاؤس کو قاعدے اور قانون کے مطابق چلائیں گے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : الوری صاحب ! آپ میری بات سنیں' تشریف رکھیں۔ میں ایک ضروری وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ تمام فاضل اراکین یہاں ڈیسک پر آ کر سپیکر کو اپنے نام لکھواتے ہیں اور چٹیں بھیجتے ہیں۔ یہ طریقہ مناسب نہیں ہے' یہ خلاف روایت ہے۔ میں نے اب محسوس کیا ہے کہ میں ہاؤس میں اس بات کا اعلان کروں کہ اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اپنی اپنی جماعت کو نام دے دیے جاتے ہیں اور ان کا قائد یہ نام سپیکر تک پہنچا دیتا ہے۔ اگر کوئی ایسے ناگزیر حالات ہو جائیں تو پھر گیلیوں پر کھڑے ہوئے ڈور کیپروں کے ذریعے چٹ کی صورت میں وہ بات سپیکر تک پہنچائی جا سکتی ہے۔ یہ

مناسب طریقہ نہیں کہ ہر وقت ایک فاضل رکن یہاں سپیکر کے پاس آ کر کھڑا ہو جائے۔ دوسری وضاحت پریس کے لیے ہے' جیسا کہ تابش الوری صاحب فرما رہے تھے کہ آج ہماری میٹنگ ہوئی اور اس میں افہام و تفہیم ہوئی۔ اپوزیشن کو جو یہ گلہ شکوہ تھا کہ ہمارے ساتھ جانبداری ہو رہی ہے' سپیکر اور ڈپٹی سپیکر نے انھیں میٹنگ میں یقین دلایا ہے کہ قطعاً آپ کے ساتھ جانبداری نہیں ہے' یہ ایک آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ میرے خیال میں ہاؤس کے دونوں اطراف کے ممبران اس ہاؤس کو چلانا چاہتے ہیں' ایک مرحلے میں دونوں اطراف کے دوست غلط فہمی کا شکار ہوئے لیکن کوئی بھی دل سے قطعاً اس بات کے حق میں نہیں کہ ہاؤس کا بائی کاٹ کیا جائے یا اس کی کارروائی جاری نہ رکھی جائے۔ تو میٹنگ میں یہ بات طے ہو گئی ہے کہ کوئی کسی کے ساتھ جانبداری کا رویہ اختیار نہیں کرے گا بلکہ جمہوریت کی خاطر قواعد و ضوابط کے تابع' آئین کے اندر رہتے ہوئے اس ہاؤس کو چلایا جائے گا۔ سپیکر اور ڈپٹی سپیکر اپنی غیر جانبداری کو بالکل قائم رکھیں گے' اس میں کسی قسم کا کوئی ابہام نہیں۔ اب جناب غلام دستگیر صاحب ! وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا نام سید اختر حسین رضوی صاحب کا ہے۔

سید اختر حسین رضوی : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر ! میں آپ کا تہہ دل سے مشکور و ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ سب سے پہلے تو میں نے یہ بات کرنی ہے کہ دو چار دن سے اس ہاؤس میں جو تلخی چل رہی تھی آج وہ کافی حد تک ختم ہو چکی ہے۔ اس کے لیے میں آپ کا اور تمام دوسرے ساتھیوں کا بھی مشکور ہوں۔ جناب والا ! کل یہاں پر میرے ایک معزز رکن نے اپنی تقریر میں میاں نواز شریف اور شہباز شریف صاحب کے بارے میں ذاتی بات کی' میں سمجھتا ہوں کہ یہاں ہر رکن کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ کسی بھی حکومت پر یا اس کی پالیسیوں پر تنقید کر سکے لیکن ذاتی حیثیت میں کسی پر تنقید مناسب نہیں ہے۔ ریکارڈ کی درستگی کے لیے میں یہ عرض کروں گا کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو (مرحوم) کے دور میں ضلع سیالکوٹ سے ہمارے ایک ایم این اے ملک سلیمان صاحب ہوا کرتے تھے۔ انھوں نے ہاؤس میں ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے خلاف صرف ایک لفظ کہا تھا تو خدا کی قسم' ان کا جو حشر ہوا وہ قابل بیان نہیں' ان کی دونوں بیٹیوں کو اغواء کر لیا گیا' ان کی بیوی کے ساتھ سر بازار تشدد کیا گیا اور چھ ماہ تک سلیمان صاحب کو جیل کاٹنا پڑی۔ جناب سپیکر ! میں نے یہ بات اس لیے کی ہے کہ جو بندہ' رکن ہمارے قائد کے خلاف بات کرے گا تو ہم بھی اس کے قائد کے

خلاف بات کریں گے۔ جو لوگ خود شیشے کے گھروں میں رہتے ہیں وہ پتھروں سے پرہیز کریں تو بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رضوی صاحب! میں گزارش کروں گا' جیسا آپ نے کہا کہ آج ماحول اچھا ہے' وہاں میٹنگ میں بات طے ہو گئی ہے کہ کسی پر بھی کیچڑ نہیں اچھالنا۔ میرے خیال میں آپ ان باتوں کو چھوڑیں۔ آپ اپنے علاقے کی بات کریں۔

سید اختر حسین رضوی، اگر میری بات سے کسی کو تکلیف پہنچی ہے تو میں معذرت کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! جب بھی کوئی بجٹ پیش ہو رہا ہوتا ہے تو پوری قوم کی نظریں اس بجٹ پہ لگی ہوتی ہیں کیونکہ ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والا انسان اس بجٹ میں اپنی خوشیاں ڈھونڈتا ہے۔ اگر مزدور اس بجٹ میں دو وقت کی روٹی ڈھونڈتا ہے تو کسان اس بجٹ میں اپنی فصل' جنس کی قیمت ڈھونڈتا ہے' طالب علم اس میں اگر اپنا روشن مستقبل ڈھونڈتا ہے تو بیمار اس میں اپنا علاج اور ہسپتال ڈھونڈتا ہے۔ جناب سپیکر! اس ملک میں ایک اور طبقہ بھی ہے جو اس بجٹ میں اپنی 10 فی صد کمیشن ڈھونڈتا ہے۔ اسی طرح ایک سیاسی نمائندہ اس بجٹ میں اپنے علاقے کے مسائل کا حل ڈھونڈتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ کیا اس بجٹ اس کے علاقے کے مسائل کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے یا نہیں' اس کے علاقے کے لیے کوئی ترقیاتی سکیم رکھی گئی ہے یا نہیں۔ جناب والا! جب اس بجٹ کی ورق گردانی کی گئی تو میں نے دیکھا کہ میری تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کے لیے خدا کی قسم ایک پائی تک نہیں رکھی گئی۔ میں جناب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میرا علاقہ' میرا ضلع سیالکوٹ ندی نالوں کا علاقہ ہے۔ میرے علاقے میں کافی دیر سے ایک مسئلہ حل طلب چل رہا ہے۔ وہ یہ کہ میرے علاقے میں ایک نالہ ڈیک ہے مرید کے تک آتا ہے۔ یہ ڈیک ہر سال ہزاروں کسانوں کو بے گھر کر دیتی ہے' ہزاروں ایکڑ زمین اس کی وجہ سے برد ہو چکی ہے۔ پچھلی حکومت میں میاں نواز شریف صاحب نے اس پہ تھوڑا بہت کام کیا تھا' اس بارے میں ایک کمیٹی بھی بنی تھی۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ موجودہ حکومت نے آبپاشی کی مد میں کچھ فنڈز رکھے ہیں۔ ان فنڈز میں سے میرے علاقے کے اس سب سے اہم مسئلے کو بھی ضرور شامل کر لیا جائے تو مہربانی ہو گی۔

جناب والا! اگر میں یہ کہوں کہ میاں نواز شریف صاحب کا اڑھائی سالہ دور اقتدار تاریخ کا سنہری دور ہے تو غلط نہ ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ نعرے تو بہت سے لوگوں نے لگائے' غریب کی

غربت ختم کرنے کا نعرہ تو بہت سے لوگوں نے لگایا لیکن اگر کسی نے غریب کے قدموں کو جھانک کر دیکھا تو وہ صرف نواز شریف صاحب نے دیکھا' اگر غریب کی جھگی میں جھانک کر دیکھا تو وہ صرف نواز شریف نے دیکھا' اگر طلباء کے مسائل حل کیے تو صرف نواز شریف نے کیے' اگر کسان کے مسائل کی طرف توجہ دی تو صرف نواز شریف نے دی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب سے پاکستان بنا ہے خدا کی قسم قائد اعظم کے بعد اگر کوئی مرد مجاہد پیدا ہوا ہے تو وہ صرف نواز شریف ہے۔

جناب والا! اس وقت ہمارے ملک اور صوبے میں امن و امان کی صورت حال بہت بگڑ چکی ہے' رشوت ستانی زوروں پر ہے۔ نگران حکومت کے دور میں میری تحصیل اور ضلع میں رشوت کا یہ عالم رہا ہے کہ محکمہ تعلیم کے ارباب اختیار نمائندوں نے خدا کی قسم ایک چپڑاسی کی بھرتی کے لیے بھی ہزاروں روپے رشوت لی۔

جناب غلام عباس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: غلام عباس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب غلام عباس: جناب سپیکر! معزز رکن نے بے شمار ایسی باتیں کی ہیں کہ جن کے بارے میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے مگر میں اپنے بھائی کے ریکارڈ کی درستگی کے لیے عرض کروں گا۔ محکمہ تعلیم کے بارے میں آپ نے جو کچھ فرمایا اس بارے میں عرض ہے کہ سکندر حیات ملی صاحب جو پہلے یہاں پر نواز شریف صاحب کی حکومت میں صوبائی اسمبلی کے ممبر تھے انھوں نے محکمہ تعلیم کا تمام ریکارڈ اپنے پاس رکھا تھا اور جب ہائی کورٹ میں رٹ ہوئی تو اس رٹ میں جب ڈائریکٹر کو بلوایا گیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم غلام عباس صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ براہ کرم آپ تشریف رکھیں۔ جی رضوی صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیے۔

سید اختر حسین رضوی: جناب سپیکر! میں جو کچھ عرض کرنے والا تھا میرے محترم رکن نے تو وہ پوری بات سنی نہیں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ رشوت کا یہ عالم ہے کہ اس دور میں اگر کوئی چپڑاسی بھی بھرتی ہوتے ہیں تو ان سے دس دس ہزار روپے فی آدمی لیے گئے ہیں۔ اور پھر وہ دس دس ہزار روپے اس چپڑاسی نے اپنے گھر سے نہیں دیے بلکہ اس نے زمین رہن رکھ کر دیے ہیں' پھر گھر بیچ کر دیے ہیں یا اپنی بہن' بیٹی کے جہیز بیچ کر دیے ہیں۔ میں تو یہی عرض کر رہا تھا۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ جناب سپیکر! آپ ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا دیں' اس ضلع کے ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی [illegible]

چیک کریں، معلوم کریں کہ آیا ایسے واقعات ہوتے ہیں یا نہیں۔ جناب والا! سالانہ ترقیاتی پروگرام کے حوالے سے تو بجٹ میں بہت سی باتیں کی گئی ہیں لیکن میں یہ کہوں گا کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے بجٹ میں سے پونے پانچ ارب روپے کی کمی کر دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ موجودہ حکومت ترقیاتی کاموں کے معاملے میں زیادہ سنجیدہ نہیں ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو پونے پانچ ارب روپے کی کمی کی گئی ہے اسے فی الفور دوبارہ اس مد میں رکھا جائے تاکہ تمام علاقوں کی development ہو سکے۔ جناب عالی! میں نے ایک اور عرض کرنی ہے کہ غیر ترقیاتی اخراجات کے بارے میں حکومت کو سوچنا چاہیے، انھیں کم کرنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ عوام یہ کبھی بھی نہیں چاہتے کہ وزیروں کی فوج ظفر موج بھرتی کر لی جائے، نہ مشیروں کی لائن لگائی جائے، نہ پارلیمانی سیکرٹریوں کی ایک جماعت بنائی جائے۔ کیونکہ جب یہ تمام لوگ ہوں گے تو ان کے ساتھ ساتھ ملازم بھی بھرتی کرنے پڑیں گے، ملازموں کی تنخواہیں دینی پڑیں گی، ان کے لیے کوٹھیاں لینی پڑیں گے، ان کے لیے کاریں لینا پڑیں گے۔ تو یہ جو غیر ترقیاتی اخراجات ہیں انھیں کم کر کے ترقیاتی اخراجات کی مد کو زیادہ بڑھایا جائے تاکہ علاقے کی ترقی ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں نے آخر میں یہ عرض کرنا ہے کہ میرے علاقے میں سڑکات پہ اس لیے زیادہ توجہ دی جائے کیونکہ میرا علاقہ بارڈر پر واقع ہے اور ڈیفنس کے نقطۂ نظر سے بھی یہ سڑکیں جلدی تعمیر ہونی چاہییں تاکہ اگر کوئی ایسا موقع پڑ جائے تو وہ فوج کے لیے بھی استعمال ہو سکیں۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ صوابدیدی فنڈز میں رقوم رکھی گئی ہیں انھیں کم کیا جائے۔ اول تو گورنر اور وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈز کو بالکل ختم کر دیا جائے، اگر کچھ رقوم رکھی جانی ضروری ہیں تو پھر بالکل تھوڑی رقم اس مد میں رکھیں جائیں اور زیادہ توجہ ترقیاتی کاموں کی طرف دینی چاہیے۔

جناب عمران مسعود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی عمران مسعود صاحب!

جناب عمران مسعود: جناب سپیکر! وقت کے بارے میں اگر آپ کچھ وضاحت فرمانا چاہیں گے؛ آیا آپ نے ہاؤس کا وقت بڑھا دیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آج دس بجے اجلاس تھا اور تین بجے تک چلے گا، پانچ گھنٹے اسمبلی ہوتی ہے۔

چودھری محمد شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر! پہلے اسمبلی کے دو کارڈ ملا کرتے تھے جبکہ اس دفعہ معلوم ہوا ہے کہ صرف ایک ہی کارڈ بنے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ نواز چیمہ صاحب! اس بارے میں آپ چیمبر میں بات کر سکتے ہیں۔ اگلے مقرر سید اکبر شاہ صاحب، تشریف نہیں رکھتے۔ اگلے مقرر سید محمد عارف حسین بخاری صاحب۔

سید محمد عارف حسین بخاری، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے اظہار خیال کا موقع دیا میں اس پر شکر گزار ہوں اور میں کوشش کروں گا کہ آپ کا مختصر ترین وقت لوں جناب محترم! بجٹ قومی امنگوں، آرزوؤں کا مظہر ہوتا ہے اور گھر کے ذمہ دار اس گھر کو بنانا چاہتے ہیں، نکھارنا چاہتے ہیں، سنوارنا چاہتے ہیں یا اجاڑنا چاہتے ہیں اس کا مظہر ہوتا ہے۔ صد افسوس، جو بجٹ ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے یہ الفاظ کی ملمع کاری کے سوا کچھ نہیں۔ اس میں ہمدردی کے آنسو تو بہت بہائے گئے ہیں، انٹ شنٹ فلسفہ تو بہت بگھارا گیا ہے لیکن عملی حقیقت صفر ہے۔ جناب محترم! کہنے کو تو اس بجٹ کا حجم گزشتہ بجٹ سے 104 کروڑ روپے زیادہ ہے مگر اگر اس تلخ نوائی پہ مجھے معاف کر دیا جائے تو میں یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ اس کی روح کو بری طرح پامال کر دیا گیا ہے بلکہ اس کی روح ہی نکال دی گئی ہے۔ جناب محترم! قطع نظر اس امر کے کہ بجٹ کی 65 فی صد ایلوکیشن زیر کار آ چکی ہے اور صرف 35 فی صد بقایا ہے جو شاید جنوری یا فروری تک بھی بھگتان نہ کر سکے۔ اور پھر ہمیں ضمنی بجٹ کا سہارا لینا پڑے۔ جناب والا! ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ حکمرانوں کو اپنے ناز و نخرے کس قدر مرغوب ہیں اور تعمیر و ترقی میں کتنی دلچسپی ہے۔ محترم المقام! 93-1992ء کے مالی تخمینے کا حجم 5722 کروڑ روپے تھا اور اس کا 76 فی صد غیر ترقیاتی اور 20 فی ترقیاتی بجٹ کے لیے مختص تھا مگر اس کے برعکس موجودہ بجٹ جس کا حجم 5826 کروڑ روپے ہے اور اس کا 85 فی صد غیر ترقیاتی اور صرف 15 فی صد بجٹ ترقیاتی کاموں کے لیے مختص ہے۔ جناب عالی! زراعت اس ملک کی ریڑھ ہے مگر ہمارے حکمرانوں نے ریڑھ کی ہڈی سے مغز ہی نکال دیا ہے روپے کی قیمت میں کمی کے باوجود پچھلے بجٹ میں زراعت کے لیے 175 کروڑ روپے مختص تھے مگر اس دفعہ کم کر کے ان کو صرف 96 کروڑ روپے کر دیا گیا ہے۔ جناب والا! توجہ فرمائیے، کمی کی گئی ہے تو کن مدات میں؟ زراعت میں، تعلیم میں، تعمیر و ترقی میں، سوشل ایکشن پروگرام میں، اور اضافہ کیا گیا ہے تو کس میں؟ حکمرانوں کے اللوں تللوں میں اضافہ کیا گیا ہے۔ جناب والا! غیر ترقیاتی بجٹ میں 6 ارب روپے کی خطیر رقم کا اضافہ کیا

گیا ہے۔ طرفہ تماشا یہ ہے کہ لاہور میں وزیر اعلیٰ ہاؤس موجود ہوتے ہوئے جناب وزیر اعلیٰ نے اپنی ذاتی رہائش گاہ کو وزیر اعلیٰ ہاؤس قرار دیا ہے۔۔۔

چودھری شاہنواز چیمہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ نواز صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری شاہ نواز چیمہ، جناب سپیکر! ہاؤس میں لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھی جا سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ٹھیک ہے، لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھی جا سکتی۔

سید محمد عارف حسین بخاری ، جناب والا! میں لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھ رہا' البتہ پوائنٹس ضرور لکھے ہوئے ہیں جو کہ میں نے دیکھے ہیں' تقریر لکھی ہوئی نہیں۔ جناب محترم! تو میں عرض کر رہا تھا کہ اپنے ذاتی گھر کو انھوں نے وزیراعلیٰ ہاؤس قرار دیا ہے اور اس میں ماحول کو درست کرنے کے لیے' کار پارک کے لیے' لوگوں کی نشست و برخاست کے لیے خطیر رقم خرچ ہوگی اور اہل محلہ کی پریشانی اس پر مستزاد ہوگی۔ کیا ہی بہتر ہوتا اگر محترم وزیراعلیٰ سرکاری گھر میں تشریف رکھتے۔

مگر جو چاہے ان کا حسن کرشمہ ساز کرے۔

جناب محترم! اس وقت پنجاب کی آبادی تقریباً سات کروڑ افراد پر مشتمل ہے اور اگر اس اے ڈی پی کو پنجاب کی آبادی پر تقسیم کر دیا جائے تو غالباً -/125 روپے فی کس بنتے ہیں۔ میں تو یہی کہوں گا کہ،

سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم
بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے

جناب محترم! ویسے تو محرومیت کی داستان پورے چمن میں بکھری پڑی ہے۔ مگر میں بطور مثال اپنے حلقہ پی پی 79 کا ذکر کروں گا۔ ضلعی صدر مقام اور ایک لاکھ کی آبادی کا مسکن ہونے کے باوجود حافظ آباد وہ بدقسمت شہر ہے' جس میں تفریح کے لیے سرے سے کوئی پارک ہی موجود نہیں۔ حافظ آباد کے ہسپتال میں کوئی سہولت نہیں۔ ہمارے حکمران ایسی روایات قائم کریں اور سب ساتھیوں کو ساتھ لے کر چلیں۔ کسی کے ساتھ بھی ایسا رویہ نہیں ہونا چاہیے کہ یہ ہمارا مخالف ہے یا ہمارا موافق ہے۔

اے شمع تیری عمر طبعی ہے ایک رات
رو کر گزار یا اسے ہنس کر گزار دے

میرے محترم! میں کچھ تجاویز عرض کرنا چاہتا ہوں۔ پنجاب اس وقت تقریباً 71 ارب روپے کا مقروض ہے اور اس میں وفاقی حکومت کا قرضہ' U S-Aid اور عالمی بنک کا قرضہ شامل ہے۔ ان قرضوں پر ہمیں ساڑھے دس سے ساڑھے انیس فی صد تک مارک اپ دینا پڑتا ہے اور بسااوقات مارک اپکی ادائیگی کے لیے بھی قرضے لینے پڑتے ہیں۔ خوش قسمتی سے اس وقت مرکز اور صوبے میں ایک ہی پارٹی کی گورنمنٹ ہے۔ کیا ہی مناسب ہو کہ ہم سب مل کر اپنی وفاقی حکومت سے یہ عرض کریں کہ کم از کم پنجاب کی حد تک قرضے معاف کر دیے جائیں تاکہ ہم یہ رقم اپنے اس عظیم صوبے کی تعمیر و ترقی کے لیے استعمال کر سکیں۔

جناب محترم! میرا تعلق دیہات سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دیہات کا چھوٹا زمین دار کس طرح پریشان ہے۔ اس کی داد فریاد سننے والا کوئی نہیں۔ میرے علاقے میں دوہرا آبیانہ ہے۔ دوہرے آبیانے نے زمین دار کی کمر توڑ دی ہے۔ فرٹیلائزر' زرعی ادویات اور اس کی ضروریات اتنی مہنگی ہیں کہ شاید اس دور میں چھوٹے زمین دار سے بڑھ کر کوئی اورمظلوم نہ ہو۔ اس میں' میں ایک تجویز عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چھوٹے زمین دار کو باقی معاملات جو ہیں وہ تو ہیں' کم از کم پٹواری کی دست برد سے تو بچا لیا جائے۔ اور اگر آبیانہ پیداواری یونٹوں پہ فلیٹ ریٹ آبیانہ کا نظام متعارف کروا دیا جائے تو ایک طرف سرکاری خزانے میں رقم آئے گی اور وہ رقم جو زمین دار پٹواری کو دے کرکسی اور طریقے سے اپنے آبیانے کو چھڑوانے کی کوشش کرتا ہے' وہ رقم بھی سرکاری خزانے میں آئے گی۔ اس طرح حکومت کی آمدنی کی مد میں بھی اضافہ ہو گا۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ سکارپ ٹیوب ویل اپنے محکمہ پر سفید ہاتھی بن کر مسلط ہیں۔ ان کی مرمت پہ بے پناہ بھاری اخراجات اٹھتے ہیں۔ جن جن مقامات پر سکارپ ٹیوب ویل ناکارہ ہو چکے ہیں' خدارا وہاں زمین داروں کو سب سڈی دیں تاکہ وہ زیر زمین میٹھے پانی سے استفادہ کر سکیں۔ میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ حکومت سب سڈی دیتے ہوئے سنگل آبیانہ مقرر کرے اور بجلی کے بل کے لیے یہ ایوان مرکزی حکومت سے سفارش کرے کہ جو فلیٹ ریٹ اور جس شرح سے بجلی کے بل صوبہ سرحد میں وصول کیے جاتے ہیں' پنجاب میں بھی اسی شرح سے وصول کیے جائیں۔ آپ نے مجھے وقت دیا' اس پر میں مشکور ہوں۔ میں کچھ اور کہنا چاہتا تھا۔ ان شاء اللہ اگر پھر کبھی آپ نے موقع دیا تو عرض کروں گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی۔

وزیر اوقاف (چودھری شاہ نواز چیمہ)۔ پوائنٹ آف انفرمیشن

جناب ڈپٹی سپیکر۔ پوائنٹ آف انفرمیشن تو رول میں نہیں ہے۔

وزیر اوقاف (چودھری شاہ نواز چیمہ)۔ پوائنٹ آف آرڈر سے لیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ فاضل ممبر صاحب نے جو بات کہی ہے کہ پچھلی حکومت نے جو دھاندلی اور جو کرپشن کی ہے۔ اس کی انکوائری ہونی چاہیے تو میں استدعا کرتا ہوں کہ ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس کی انکوائری کرے اور لوگوں کو پتا چلے کہ پچھلی حکومت نے کیا کیا تھا۔ میرے فاضل دوست نے جو بات کہی ہے' وہ بالکل درست ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تشریف رکھیے۔ ان کی بات ٹھیک ہے اور آپ کی بات بھی ٹھیک ہے لیکن یہ طریقہ نہیں ہے۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

میاں عمران مسعود۔ جناب سپیکر! جس رول کے حوالے سے چیمہ صاحب نے آپ کی اجازت کے ساتھ ---

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں نے rule out کر دیا ہے۔

میاں عمران مسعود۔ اگر آپ مجھے بھی انھی کی طرح دو منٹ دیں۔ ہمارے اپوزیشن لیڈر میاں شہباز صاحب نے بھی یہی کہا تھا کہ واقعی ایک کمیٹی بنا دی جائے کہ بیت المال میں جو دھاندلیاں ہوئی ہیں یا اس میں دو تین کروڑ روپے کا ہیر پھیر ہے۔ اس کی ضرور کمیٹی بنائی جائے۔ ہماری طرف سے بھی لوگ آئیں اور اس طرف سے بھی لوگ بیٹھیں تاکہ پوری انکوائری کی جائے۔ میں ان کی بات کی تائید کرتا ہوں اور میں انھیں سیکنڈ کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ بنے گی' بنے گی۔ ٹھیک ہے' ٹھیک ہے۔ آگے رئیس مشتاق احمد رحیم یار خان سے ہیں۔

جناب امان اللہ خان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب۔

جناب امان اللہ خان۔ میرے خیال میں کورم پورا نہیں ہے۔ گنتی کروائی جائے۔ اسیں تقریراں کی

کرنیاں نیں تے کناں نوں سنانیاں نیں؛ پہلے کورم پورا کیتا جاوے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کے بعد ڈاکٹر نور محمد غفاری صاحب کی باری ہے۔

جناب امان اللہ خان، جناب پہلے کورم پورا کیتا جاوے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں ایک آدمی ادھر سے اور ایک آدمی ادھر سے بلا رہا ہوں۔

جناب امان اللہ خان، جناب' پہلے کورم پورا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر آپ insist کرتے ہیں تو میں گنتی کروا دیتا ہوں۔

میاں عمران مسعود، ہاؤس کو صبح کے لیے ملتوی کر دیا جائے' کیونکہ صبح سے بیٹھے ہوئے ہیں' بھوک بھی لگ گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا مطلب ہے کہ آپ اجلاس ملتوی کروانا چاہتے ہیں۔

جناب امان اللہ خان، میں نے گزارش کی ہے کہ گنتی کروائی جائے۔ تقریر کے لیے میں نے بھی چٹ دی ہے' میرا بھی نمبر آ سکتا ہے۔ ہم نے تقریر کن کو سنانی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔ نماز کا وقت بھی ہو گیا اور چند اراکین کی بھی خواہش ہے' لہذا ہاؤس کل دس بجے تک ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چوتھا اجلاس)

جمعرات' 4 نومبر 1993ء

(پنج شنبہ' 18- جمادی الاول 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر محمد حنیف رامے منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

مَآ اَصَابَكَ مِنْ

حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ وَاَرْسَلْنٰكَ

لِلنَّاسِ رَسُوْلًا وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ

فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾

وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ

مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ فَاَعْرِضْ

عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ

الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا

كَثِيْرًا

سورۃ النساء آیات 79 تا 82

اراکین اسمبلی کی رخصت

اب سپیکر ۔ اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

جناب عادل شریف گل

بکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب عادل شریف گل رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے صول ہوئی ہے

Due to sickness I was unable to attend the session on 30th of October, 1993 .

Kindy grant me leave . Thanks

ناب سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سردار غلام عباس خان

یکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سردار غلام عباس خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول وئی ہے ۔

میں مورخہ 27 اکتوبر 1993ء کو اجلاس میں بوجہ مصروفیت شامل نہ ہو سکوں گا۔
رخصت منظور فرمائی جائے۔

بناب سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

راجہ سلطان عظمت حیات خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست راجہ سلطان عظمت حیات خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Kindly grant me leave for two days i.e.30 th to 31st Oct, 1993 as I have to attend a very important marriage of my relavtive.

(اے آدم زاد) تجھ کو جو فائدہ پہنچے وہ خدا کی طرف سے ہے اور جو نقصان پہنچے وہ تیری ہی شامت اعمال کی وجہ سے ہے اور اے محمد ! ہم نے تم کو لوگوں کی ہدایت کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور اس بات کا خدا ہی گواہ کافی ہے ○ جو شخص رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بیشک اس نے خدا کی فرمانبرداری کی اور جو نافرمانی کرے تو اے پیغمبر تمہیں ہم نے ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا ○ اور یہ لوگ منہ سے تو کہتے ہیں کہ آپ کی فرمانبرداری (دل سے منظور ہے) لیکن جب تمہارے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ان میں سے بعض لوگ رات کو تمہاری باتوں کے خلاف مشورے کرتے ہیں اور جو مشورے یہ کرتے ہیں خدا ان کو لکھ لیتا ہے۔ تو ان کا کچھ خیال نہ کرو اور خدا پر بھروسہ رکھو اور خدا ہی کافی کارساز ہے ○ بھلا یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے ۔ اگر یہ خدا کے سوا کسی اور کا کلام ہوتا تو اس میں بہت سے اختلاف پاتے ○

وما علینا الا البلاغ ○

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب بادشاہ میر خان آفریدی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب بادشاہ میر خان آفریدی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں 21۔ اکتوبر 1993ء کو خرابی صحت کے باعث اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ براہ کرم میری رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(رخصت منظور ہوئی)

جناب تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب تاج محمد خانزادہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I was unable to attend the Assembly due to illness Leave may kindly be granted from 27th to 31st Oct 1993 Thanks

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(رخصت منظور ہوئی)

جناب مظہر علی خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب مظہر علی خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں بوجہ مصروفیت مورخہ 27 اکتوبر 1993ء کو اسمبلی اجلاس میں شمولیت نہ کر سکا۔ رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری محمد اسلم

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد اسلم رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں مورخہ 30 نومبر 1993ء اجلاس میں بوجہ ناسازی طبع شرکت نہیں کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری شوکت داؤد

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری شوکت داؤد رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں ضروری کام کے سلسلہ میں اپنے حلقہ میں جا رہا ہوں لہذا 2۔نومبر 1993 تا 4۔نومبر 1993ء میری چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(رخصت منظور ہوئی)

سردار امجد حمید خان دستی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سردار امجد حمید خان دستی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I could not attend the Assembly meeting held on 30th Oct. to 31st Oct.1993 due to unavoidable circumstances.

Kindly excuse my absense for the said dates.

I shall be grateful .

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(رخصت منظور ہوئی)

جناب ایس اے حمید

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ایس اے حمید رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ مورخہ 3 نومبر 1993ء کو ایک ضروری کام کے سلسلہ میں مجھے رخصت درکار ہے۔مہربانی کرکے رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(رخصت منظور ہوئی)

جناب سپیکر، آپ کی کوئی تحریک استحقاق نہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! تحریک استحقاق تو آج دو موجود تھیں۔ چونکہ شوکت داؤد صاحب کل اور پرسوں رخصت پر تھے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آیا آج بھی وہ رخصت پر ہیں۔

جناب سپیکر، وہ آج چار تاریخ کو بھی رخصت پر ہیں۔ اس لیے ان تحاریک کو ابھی pending رکھا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، درست ہے۔

اسمبلی چیمبرز کو صدر پاکستان کے الیکشن کی غرض سے استعمال کے لیے قواعد کی معطلی

جناب سپیکر، اب وزیر قانون ایک تحریک صدر پاکستان کے الیکشن کے سلسلہ میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ پنجاب اسمبلی کے قواعد انضباط کار مجریہ 1973ء کے قاعدہ نمبر 202 کے تحت ضابطہ نمبر 165 اور ضابطہ نمبر 208 کو معطل کرکے 13 نومبر 1993ء کے دن اسمبلی چیمبرز کو صدر پاکستان کے الیکشن کے لیے استعمال کرنے کی اجازت دی جائے"۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

"کہ پنجاب اسمبلی کے قواعد انضباط کار مجریہ 1973ء کو معطل کر کے 13 نومبر 1993ء کے دن اسمبلی چیمبرز کو صدر پاکستان کے الیکشن کے لیے استعمال کرنے کی اجازت دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب باقاعدہ سرکاری کارروائی کا آغاز ہوتا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا' میرے سامنے corrigenda پڑا ہوا ہے یعنی یہ غلطی ہوئی۔ اس کو اس طرح سے پڑھا جائے ------

The Punjab Government with all its staff and batallion of public servants

یہ انسانی غلطیاں ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ----------

جناب سپیکر، دستی صاحب! اس مسئلے پر بحث ہو چکی ہے۔ اسے دوبارہ پیش نہ کیا جائے۔

سردار امجد حمید خان دستی، نہیں جناب والا۔ I am finishing it. میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان سے بھی غلطیاں ہوئی ہیں۔ مجھ سے بھی غلطی ہوئی ہے۔ انسان غلطی کا پتلا ہے۔ میں کل گڑبڑ میں یہ کہہ گیا کہ جن کے پلے کچھ نہیں تھا انھوں نے مجھے وقت دے دیا۔ در اصل بات یہ تھی کہ میرے پلے کچھ نہیں تھا۔ انھوں نے میرے پلے ڈال دیا۔

جناب سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ آپ Point of Personal Explanation پر بات کر سکتے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! I will change it into a personal explanation. ایک اور غلطی جو ہوئی ہے۔ یہ پریس والے بھی انسان ہیں۔ انھوں نے Babangida کا نام یعنی ایک اخبار والے نے Babangira رکھ دیا ہے۔ مجھے یہ خدشہ ہے کہ ایک تو ان کا پورا نام نہیں لکھا گیا۔ Ibrahim Bademisi Babangida ہے اور جو ادھورا نام لیا گیا تو اس میں بھی Babaginda کی بجائے Babagira بنا دیا گیا ہے۔ اگر مجھ پر وہ وہاں نائجیریا میں دعویٰ کر دیں اور انٹرپول کی معرفت مجھے پکڑ کرے جائیں------

جناب سپیکر، نہیں وہ کافی فراخ دل واقع ہوئے ہیں' آپ تسلی رکھیں۔ وہ آپ پر دعویٰ نہیں کریں گے۔

میزانیہ بابت 1993-94ء پر بحث

(جاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔)

جناب سپیکر: اب میزانیہ بابت سال 1993-94ء پر عام بحث جو کل سے جاری تھی اس کو جاری کیا جاتا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر: جب سپیکر بول رہا ہو تو آپ پوائنٹ آف آرڈر پیش نہیں کر سکتے۔ میزانیہ بابت سال 1993-94ء پر عام بحث جاری ہے۔ کل جب اجلاس ختم ہوا تو رئیس مشتاق احمد بحث کر رہے تھے۔ رئیس مشتاق احمد اپنی تقریر جاری کریں۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر عرض یہ ہے کہ mobile telephone اسمبلی کے اندر یا گیلری کے اندر لایا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اس پر میں جناب والا کی رولنگ چاہتا ہوں۔ شکریہ!

جناب سپیکر: mobile telephone یا کوئی بھی ٹیلیفون اسمبلی کے اس ایوان میں نہیں لایا جا سکتا۔ جناب محمد حسین ڈوگر (تشریف نہیں رکھتے) سید تابش الوری! اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ وقت دس منٹ کا مقرر ہے۔

سید تابش الوری: جناب والا! میں آپ سے مودبانہ گزارش کروں گا کہ پہلے سپیکر جناب غلام عباس کو غالباً ڈیڑھ گھنٹہ دیا گیا تھا۔ میں آپ سے اس سے نصف وقت کی توقع رکھوں گا۔

جناب سپیکر: بات یہ ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ ہاؤس کا فیصلہ ہے اور یہ فیصلہ بھی بعد میں ہوا۔ اب جب فیصلہ ہو چکا ہے تو ہر سپیکر کے پاس دس منٹ ہیں۔ آپ اپنی گفتگو جاری کیجئے۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر!

یہ داغ داغ اجالا یہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر تو نہیں

ہم دیکھ رہے ہیں اور سب دیکھ رہے ہیں کہ نئی سحر کے انتظار میں گجر بجنے سے دھوکہ کھائی ہوئی قوم حالات کے نئے دھندلکوں میں الجھی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور سیاست کے افق پر امید کی بجائے مایوسی کے سائے ابھرتے ہوئے محسوس ہو رہے ہیں۔

جناب والا! توقع یہ تھی کہ نئی حکومت صوبے کا نیا بجٹ ' نئے انقلابی اصلاحات نئی سماجی و رفاعی اقدامات ' نئی حکمت عملی ' نئے سیاسی ولولوں اور نئے معاشی جذبوں کے حوالے سے پیش کرے گی لیکن ہمیں یہ دیکھ کر بڑی مایوسی ہوئی ہے کہ قوم کے سامنے پنجاب کا خالصتاً روایتی ' رجعتی ' غیر موثر ' بے روح اور بے جان بجٹ پیش کر دیا گیا ہے۔

جناب والا! ہر بجٹ میں کچھ چمکدار پہلو ہوتے ہیں۔ کچھ نئے اقدامات ہوتے ہیں جنہیں متفقہ طور پر سراہا جاتا ہے۔ میں نے بھی کوشش کی کہ اس بجٹ میں کوئی نئی حکمت عملی کوئی نئی بات ' کوئی نیا انقلابی فیصلہ تلاش کر لوں تاکہ میں اس کی تعریف کر سکوں۔ لیکن مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ میری ساری کوشش کے باوجود مجھے اس روایتی اور رجعتی بجٹ میں عوام کے لیے کوئی نئی نوید ' کوئی نئی بشارت ' کوئی نیا مژدہ موجود نظر نہیں آتا ہے۔

جناب سپیکر! صوبے کے عوام کے لیے یہ بجٹ دلکش پروگراموں ہی سے خالی نہیں بلکہ دلکش جملوں اور لفظوں تک سے خالی ہے۔

وہ بھی شاید رو پڑے ویران کاغذ دیکھ کر
میں نے اس کو آخری خط میں لکھا کچھ بھی نہیں

جناب سپیکر! حزب اقتدار کہہ سکتی ہے کہ اسے بجٹ کی تیاری کا پورا موقع نہیں ملا۔ یہ بجٹ اس کا اپنا بیٹا نہیں لیکن اس نے اسے گود تو لیا ہے۔ اسے متبنیٰ تو بنایا ہے اور اس اعتبار سے اس کی اچھائی اور برائی کی پوری ذمہ داری اس حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ چلیے مان لیا حکومت سازی اور وزارت بازی کے جوڑ توڑ میں انھیں اس اہم قومی کام کے لیے وقت نہیں مل سکا۔ یا وہ اس کے لیے وقت نہیں نکال سکے۔ لیکن کیا غریب ' مجبور اور مقہور عوام کی دعوئی دار پیپلز پارٹی کلی طور پر نہ سہی جزوی طور پر ہی سہی کیا وہ اپنے انقلابی اور رفاعی پروگرام کی ایک جھلک تک اس پروگرام میں شامل نہیں کر سکتے تھے۔

جناب والا! مجھے اعتراف کرنے دیجیے کہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے ایسے مایوس کن ' غیر عوامی اور غیر انقلابی بجٹ پیش کر کے پورے صوبے کے عوام کو مایوس کیا۔ اور اب تو مجھے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ پی پی کے پاس صرف دعوے ہیں عمل نہیں ' صرف خواب ہیں تعبیریں نہیں خالی خولی نعرہ ہے کوئی عملی خاکہ موجود نہیں۔ ورنہ اس اہم ترین صوبائی دستاویز میں پیپلز پارٹی کے انقلابی اقدامات کی کوئی جھلک ' کوئی پہلو اور اس کا کوئی حوالہ تو ضرور موجود ہونا چاہیے تھا۔ اس کے

علاوہ جناب قائد ایوان نے جو پالیسی بیان دیا اس میں یقیناً کچھ نئی باتیں تھیں' کچھ نئے عزائم تھے۔ کچھ توقعات کا اظہار تھا۔ لیکن ان کی اس تقریر اور اس پالیسی بیان میں کوئی ہم آہنگی نہیں بلکہ قول و فعل کا تضاد ظاہر ہو رہا ہے۔ جناب والا! مجھے کہنے دیجیے کہ موجودہ بجٹ ایک سیاستدان کا تخلیقی خاکہ نہیں بلکہ ایک بیوروکریٹ کا کاغذی دستہ ہے کاغذی گلدستہ ہے۔ جس میں نہ عزائم کی خوشبو ہے نہ عمل کا کوئی رنگ موجود ہے۔

جناب والا! سیاست اور عوام کے مقتضیات اور مطالبات سے عاری یہ بجٹ ایک انحطاطی اور زوالیاتی بجٹ ہے۔ جو پنجاب کے معاشی ترقی کو کئی سال پیچھے کی طرف لے جائے گا۔

لوٹ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو
اور آغاز اگر یہ ہے تو انجام خدا جانے

جناب والا! میں آپ سے اور اس پورے ہاؤس سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے عزیز صوبہ پنجاب کو سنبھالیے۔ یہ تیزی سے تنزلی کے اندھیرے غار کی طرف جا رہا ہے۔ مشہور یہ ہے کہ یہ بڑا امیر' بڑا خوشحال اور ترقی یافتہ صوبہ ہے۔ مگر جب میں یہ انکشاف کروں گا تو آپ چونک جائیں گے کہ پنجاب اب غریب ترین صوبہ بن رہا ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ پاکستان کے چاروں صوبوں میں غربت کی سطح سے بھی نیچے زندگی گزارنے والی دیہی آبادی کی شرح پنجاب میں سب سے زیادہ ہے۔ یعنی 31 فیصد پنجاب کی شرح ہے جبکہ بلوچستان میں غربت کی شرح 27 فیصد' سندھ میں 18 فیصد اور سرحد میں 15 فیصد ہے۔ اس طرح شہری آبادی میں غربت کی سطح سے بھی نیچے زندگی گزارنے والے افراد کی شرح پنجاب میں 25 فیصد ہے جبکہ بلوچستان میں 23 فیصد سندھ میں 14 فیصد اور سرحد میں صرف 10 فیصد ہے۔

جناب والا! اس سنگین اور خوفناک معروضی صورت حال کے پیش نظر پنجاب میں انقلابی و ہنگامی بنیادوں پر ترقیاتی پروگرام کا کام زیادہ تیز اور زیادہ وسیع ہونا چاہیے تھا۔ لیکن ہوا یہ ہے کہ 45.26 کروڑ روپے کے خسارے کے بجٹ میں سالانہ ترقیاتی پروگرام اور سوشل ایکشن پروگرام کی رقوم غیر معمولی طور پر کم کر دی گئی ہیں۔ اور غیر ترقیاتی مدوں میں رقوم غیر معمولی طور پر بڑھا دی گئی ہے۔

جناب غلام عباس، پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! یہ خدا کا شکر ہے کہ میرے دوست میرے بھائی

نے تسلیم کر لیا ہے کہ انھوں نے پنجاب کو اس حالت تک پہنچا دیا ہے ۔ شکریہ ۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ۔ آپ جاری رکھیں۔

سید تابش الوری: جناب والا' پورا پنجاب ' پنجاب اسمبلی کی طرف دیکھ رہا ہے کہ وہ آئندہ سال کے لیے ہماری تقدیر کا کیا فیصلہ کرتی ہے ۔ ان کے سامنے مسلم لیگ کی حکومت کا ترقیاتی پروگرام بھی ہے اور نئی حکومت کا بجٹ بھی ہے ۔ اس لیے میں چاہوں گا کہ ہاؤس کی طرف ہاؤس میں بیٹھے ہوئے دونوں طرف کے دوست خود جائزہ لے کر یہ فیصلہ کریں کہ پنجاب کی نئی حکومت کیا کر رہی ہے ۔ جناب والا ! پچھلے سال مسلم لیگ کے اے ڈی پی کے لیے 1167 کروڑ روپیہ مختص تھا ۔ اس سال صرف 900 کروڑ روپیہ یعنی 267 کروڑ روپے کے ترقیاتی کام کم ہوں گے ۔

جناب سپیکر: تابش صاحب ! آپ کا وقت ہو گیا ہے ۔ آپ وائنڈ اپ کریں۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر ! مجھے اجازت دیجیے میں اہم باتیں کر رہا ہوں جو پورے ہاؤس کے لیے معلومات کا درجہ رکھتی ہیں۔

جناب سپیکر: سب کا برابر کا حق ہے ۔ میں خاص طور پر آپ کو پانچ منٹ مزید دیتا ہوں ۔ دوسروں کو دس منٹ دیے ہیں آپ کو پندرہ منٹ دیتا ہوں ۔ اب آپ پانچ منٹ میں اپنی بات کو وائنڈ اپ کریں۔

سید تابش الوری: جناب والا ! پچھلے سال غیر ترقیاتی اخراجات 76 فیصد اور ترقیاتی اخراجات 24 فیصد تھے ۔ اور اب غیر ترقیاتی 85 فیصد کر دیے گئے ہیں۔ اور ترقیاتی اخراجات صرف 15 فیصد پر آ گئے ہیں ۔ اس طرح پنجاب میں اس وقت ترقیاتی پروگرام کے لیے فی کس صرف 130 روپے رکھے گئے ہیں جو دوسرے صوبوں کے مقابلے میں انتہائی کم اور ناقابل رشک ہیں۔

جناب والا ! مسلم لیگ کی حکومت نے پچھلے سال زراعت ' دیہی ترقی ' صحت اور ہاؤسنگ کے لیے جو رقوم رکھی تھیں اس کے مقابلے میں اس سال زراعت کے شعبوں میں 80 کروڑ' صحت میں 32 کروڑ ' ہاؤسنگ میں 58 کروڑ اور تعلیم میں 169 کروڑ روپے کی کمی کر دی گئی ہے۔ اسی طرح دیہی ترقی کی مد میں کمی کر دی گئی ہے۔

جناب والا ! فیڈرل بجٹ کے مطابق پنجاب کا Social Action Programme 9 سو کروڑ روپے کا دکھایا ہے ۔ لیکن ہمارے بجٹ میں موجودہ صوبائی بجٹ میں صرف 340 کروڑ روپے

رکھے گئے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ 560 کروڑ روپے کی یہ کمی کیسے ہوئی ۔ کیونکر ہوئی اور اس سلسلہ میں کسی نے ابھی تک یہ کیوں نہیں بتایا کہ اس کی بنیادی وجوہ اور جواز کیا ہے؟

جناب والا ! ایک اہم ترین سوال یہ بھی پوچھنا ہے کہ اس سال کل بجٹ 48 ارب روپے کا ہے ۔ اس میں سے پانچ ماہ میں 45 سو کروڑ روپے خرچ کیے جا چکے ہیں ۔ یعنی 77 فیصد خرچ ہو چکا ہے باقی فنڈ مشکل سے جنوری تک چلے گا ۔ مجھے بتایا جائے کہ اراکین اسمبلی کی ترجیحات کے مطابق باقی مہینوں میں کس طرح سے سرکاری کام چلایا جائے گا اور یقیناً اس کے لیے بڑا ضمنی بجٹ آئے گا اور جب ضمنی بجٹ آئے گا تو اس کے لیے سرمایہ کہاں سے آئے گا۔ میں خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی معیشت تقریباً دیوالیہ ہونے کے قریب ہے ۔ پنجاب کا سالانہ بجٹ 48 ارب روپے کا ہے ۔ جناب والا' میں بتانا چاہتا ہوں کہ پنجاب کا بجٹ 48 ارب روپے کا ہے جب کہ وہ اس وقت 72 ارب 62 کروڑ روپے کا مقروض ہے ۔ جس کا سالانہ سود یا سروسز 10 ارب 2 کروڑ روپے ہیں۔ صرف سالانہ سود 10 ارب 2 کروڑ روپے ہے ۔ مرکز سے ہمیں سالانہ صرف 6 ارب روپے مل رہے ہیں اور اپنے وسائل میں سے ہر سال 4 ارب روپے دے کر ہم صرف سود کی رقم ادا کر رہے ہیں ۔ یہ وہ صورت حال ہے جس پر اس پورے ہاؤس کو غور کرنا ہے اور یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہمیں پنجاب کو چلانے کے لیے آئندہ کیا اقدامات کرنے ہوں گے ۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ جب آپ یہ فیصد کرنے پر آئیں گے تو آپ کو یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ ہمیں اپنے غیر ترقیاتی اخراجات کو اپنے انتظامی اللے تللوں کو حکم رانوں کی شاہ خرچیوں کو اور نوکر شاہی کی فضول خرچیوں کو آہنی ہاتھوں سے روکنا ہو گا ' ختم کرنا ہو گا۔ اس کے بغیر ہم اپنے معاشی حالات کو کسی بھی طور پر بہتر نہیں بنا سکتے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! نجات کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم مرکز سے مطالبہ کریں کہ وہ دوسرے صوبوں کے اصل قرضوں کو بھی معاف کر رہا ہے ۔ پنجاب کے لیے کم از کم سود ہی معاف کرا لیا جائے اور اگر سود کو فوری طور پر معاف کرنا ممکن نہیں تو کم از کم سود کی ادائیگی کو دو سال کے لیے ملتوی کرایا جائے۔ اس وقت مرکز اور صوبے میں ہم خیال حکومتیں قائم ہیں ۔ اس لیے یہ مشکل پیش نہیں آنی چاہیے۔ ہمیں جرأت کے ساتھ وفاق کے سامنے اپنی معاشی معروضی صورت حال کو جاری رکھنا ہو گا اور ان سے یہ کہنا ہو گا کہ پنجاب کو اگر ترقیات کی منزل تک پہنچانا ہے تو اسے اس وقت معاشی رعایتیں دینی ہوں گی ۔ اور وہ سود معاف کرنا ہو گا۔ جو وہ اپنی تمام تر مرکزی امداد رکھنے کے باوجود پورا نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر ، تابش صاحب! اب آپ کا وقت پورا ہو گیا ہے ۔ پندرہ منٹ سے بھی زیادہ وقت ہو گیا ہے ۔

سید تابش الوری، جناب والا! میاں الیاس قریشی صاحب مجھے اپنا وقت دینا چاہتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! وہ تقریر نہیں کریں گے ۔ وہ مجھے کہہ کے گئے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ۔

چودھری محمد افضل سندھو، پوائنٹ آف آرڈر!

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

بابا! یہ حشر کرنا تھا ملک کا تو پہلے بتا دیا ہوتا؟

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ جناب تابش الوری' دس منٹ مزید آپ کو دیے جاتے ہیں۔

سید تابش الوری، آپ جانتے ہیں اور ہاؤس کے دونوں طرف سے اراکین اسمبلی نے پنجاب کی زرعی صورت حال آپ کے سامنے پیش کی ہے اور زراعت کی بدحالی کا نقشہ کھینچا ہے ۔ لیکن آپ نے دیکھا ہے کہ اس تمام احتجاج کے باوجود نگران حکومت کی طرف سے جو زرعی انکم ٹیکس ' زرعی ویلتھ ٹیکس اور آبیانے میں جو اضافے کا فیصلہ کیا گیا تھا اس کے مطابق پنجاب میں ایک آرڈیننس کے ذریعے زرعی ٹیکس نافذ کر دیا گیا ہے اور آبیانہ پہلے 25 فیصد یا اور بعد میں اب 10 فیصد بڑھا کر زراعت پر ایک نیا بوجھ ڈال دیا گیا ہے ۔ ہمیں مطالبہ کرنا ہو گا کہ زرعی ٹیکس کا فیصلہ یا تو واپس لیا جائے یا اسے کم از کم دو سال کے لیے ملتوی کر دیا جائے ۔ اور صوبائی حکومت اعلیٰ سطح کی ایک کمیٹی قائم کرے جو زراعت کے تمام حالات کو سامنے رکھ کر آئندہ کے لیے سفارشات پیش کرے۔

جناب والا ' مہنگائی ' بے روزگاری اور رشوت کے سنگین مسائل کے ساتھ ساتھ اس وقت ایک اور سنگین ترین مسئلہ ہمارے سامنے ہے وہ پسماندہ علاقوں بالخصوص بہاولپور میں محرومی کا احساس ہے ۔ جسے دور کرنے کے لیے ہنگامی بنیاد پر غیر معمولی اقدامات کرنے ہوں گے ۔ کیونکہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ احساس محرومی نے وہاں نہ صرف یہ کہ سیاسی مسائل پیدا کیے ہیں بلکہ ایسی احتجاجی صورت پیدا کر دی ہے جو انتخابات ہی میں نہیں دوسری سماجی اور ثقافتی صورتوں میں بھی اثر پذیر ہو رہی ہے اور اس کے اثرات ہمارے سامنے آ رہے ہیں ۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ ملازمتوں ' ترقیاتی پروگراموں اور

دوسری سرکاری سہولتوں اور مراعات میں پس ماندہ علاقوں کوزیادہ سے زیادہ نمائندگی دی جائے تاکہ وہ پنجاب کے ترقی یافتہ علاقوں کے خلاف نفرتوں کا طوفان سینوں میں جنم دینے کی بجائے محبتوں کی طرف راغب ہوسکیں۔ جناب والا! اس لیے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ ہماری نئی حکومت کو اس سلسلے میں غیر معمولی اقدامات کا اعلان کرنا ہو گا۔

اب میں بہاول پور کے مسائل کے سلسلے میں بھی آپ سے چند منٹ چاہوں گا۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ بہاول پور تاریخی اور انتظامی اعتبار سے ایک الگ صوبے کی حیثیت سے کام کرتا رہا ہے اور 1955ء میں اس کو ون یونٹ کے ساتھ شامل کیا گیا اور اس کے بعد 1971ء میں اس کی صوبائی حیثیت ختم کر کے اسے پنجاب میں ضم کر دیا گیا۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ پنجاب جیسے بڑے صوبے میں انضمام کے بعد وہاں ترقی کی رفتار تیز ہونی چاہیے تھی لیکن وہ مدھم ہوتی چلی گئی ہے اور اب وہاں صورت حال یہ ہے کہ وہاں کے نوجوان ڈگریاں لیے پھر رہے ہیں۔ انھیں ملازمتیں نہیں ملتیں۔ وہاں معیار زندگی گرتا جا رہا ہے اور صنعتی اور زرعی ترقی سے وہ علاقہ بدستور محروم ہے۔ اس لیے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ بہاول پور میں Heavy Industrial Estate قائم کی جائے اور وہاں چند بڑی انڈسٹریز اور چند بڑے کارخانے لگائے جائیں تاکہ وہاں لوگوں کو روزگار میسر آسکے اور وہاں معیار زندگی بلند ہو سکے۔ سرکاری ملازمتوں میں آبادی کے مطابق کوٹہ منظور کیا جائے تاکہ وہ دوسرے ترقیاتی علاقوں کے دوش بدوش ملازمتوں میں اپنے حقوق اور اپنے استحقاق کے مطابق جگہ پا سکیں۔ تعلیمی و زرعی ترقی کے لیے زیادہ فنڈ مہیا کیے جائیں۔ بہاول پور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو بہاول پور ڈویژن کے بجائے بہاولپور شہر کی حد تک محیط رکھا جائے۔ تاکہ شہر کی ترقی زیادہ تیز رفتاری سے ہو سکے۔ دوسرے ایم ڈی اے صرف ملتان شہر' ایف ڈی اے فیصل آباد شہر اور ایل ڈی اے صرف لاہور شہر کی ڈویلپمنٹ تک مخصوص ہے۔ لیکن بی ڈی اے کو پورے بہاولپور ڈویژن کا دائرہ کار دے دیا گیا ہے جس کی وجہ سے کہیں بھی ترقی نظر نہیں آ رہی۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ اسے بہاول پور شہر تک محدود کر دیا جائے۔ بلدیہ بہاولپور کے لیے مالی گرانٹ دی جائے کیونکہ وہاں چار مہینے سے لوگوں کو تنخواہیں نہیں ملیں۔ جناب والا' بہاول پور میں انجینئرنگ کالج اور خواتین کی یونیورسٹی قائم کی جائے اور شہر میں بوائز انٹر کالج کو ڈگری کالج کا درجہ دے دیا جائے اور یہ درجہ بڑھانے کے لیے کوئی مزید رقم خرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ وہاں تمام سازو سامان اور سٹاف موجود ہے۔ صرف اس کا درجہ بڑھانا ہو گا۔۔۔۔۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ ، اور دوسرا جناب سپیکر! میں یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ کوئی رول ایسا ہے----

جناب سپیکر ، کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں-؟

چودھری محمد شاہنواز چیمہ ، کوئی رولز ہیں کہ کوئی دوسرا ممبر ایک ممبر کو ٹائم دے سکے۔ راہنمائی کے لیے مجھے بتایا جائے۔

جناب سپیکر، رول نہیں ہے روایت ہے۔ لیکن اس کی ایک حد ہے۔ یہ نہیں کہ سارا ایوان ان کو وقت دے دے۔ بہر حال ' اس کی ایک حد ہے اور میں اس کا اندازہ رکھتا ہوں۔ ایک دوست نے انھیں وقت دیا ہے۔ ابھی ان کی گفتگو جاری ہے۔ آپ تسلی رکھیں۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ ، میں اس پر تحریک استحقاق دینا چاہتا ہوں۔ لیکن جناب انھیں وقت دے چکے ہیں اس لیے میں نے نہیں دی۔

جناب سپیکر، اس لیے بہتر ہے کہ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری پرویز الٰہی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جب کل منظور موہل صاحب بطور سپیکر فرائض سر انجام دے رہے تھے انھوں نے یہی سوال ان سے پوچھا تھا اور انھوں نے ان کی تسلی کروائی تھی اور ان کی تسلی ہو گئی تھی۔ آج پھر انھوں نے وہی سوال آپ سے دہرایا ہے تو میرا خیال ہے کہ آپ انھیں لکھ کر رولنگ دے دیں تاکہ آئندہ وہ یہ سوال نہ کریں۔

جناب سپیکر ، میں نے رولنگ دے دی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ بھی اسی بات پر نہ بولیں۔ جناب تابش الوری!

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں کہہ رہا تھا کہ بہاولپور ایئر پورٹ صرف فوکر کے رن وے کی گنجائش موجود ہے۔ ہم صوبائی حکومت کے ذریعے مرکزی حکومت اور Civil Aviation Authority سے مطالبہ کرتے ہیں کہ بہاولپور ایئر پورٹ پر بوئنگ کے رن وے کی تعمیر کرنے کی منظوری دی جائے۔

جناب غلام عباس ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری اپنے فاضل مقرر دوست سے گزارش ہے کہ وہ بہاولپور میں انڈسٹری لگانے کا مشورہ ہمارے محترم قائد حزب اختلاف کو دیں جنھوں نے ڈائیوو میں investment کی ہے اور کوریا اور جاپان میں بھی investment کی ہے۔

MR SPEAKER: It is not a point of order. It is out of order.

تابش صاحب ! اب آپ کے پاس بس ایک منٹ ہے ۔

سید تابش الوری: جناب والا ' میں ایک ہی منٹ میں اپنی بات ختم کرونگا ۔ میں آپ کی توجہ پنجاب کے ایک اہم ترین مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں ۔ اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ نگران صوبائی حکومت نے پنجاب کے سات محکموں کو بیک جنبش قلم ختم کرنے کا کاعلان کر دیا ہے ۔ ان میں کارخانہ آلات زرعی بہاولپور بھی ہے۔

چودھری محمد افضل سندھو : جناب سپیکر ' پوائنٹ آف آرڈر ! تابش الوری صاحب کی یہ بات بالکل درست ہے کہ بہاولپور ڈویژن میں انڈسٹری نہیں لگائی گئی ۔ اور یہی وجہ ہے کہ پنجاب میں سب سے زیادہ شکست نواز شریف کو بہاولپور ڈویژن میں ہوئی ۔

جناب سپیکر : افضل سندھو صاحب آپ کی باری بھی آئی تھی اور آپ یہی بات اس میں بھی کہہ سکتے تھے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ چلیے تابش صاحب ' اپنی تقریر wind up کیجیے۔

چودھری عبدالحمید : پوائنٹ آف آرڈر ! جناب والا ' ابھی چند منٹ ہوئے ہیں کہ اسمبلی کی کارروائی شروع ہوئی ہے ۔ اس کے بعد سے اس طرف سے تمام دوستوں نے بار بار جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھائے ہیں کیا ان میں کوئی حقیقت ہے ؟ یہ جان بوجھ کر اس کارروائی کو التواء میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ نہیں چاہتے کہ کوئی کارروائی احسن طریقے سے چلے ؟جناب سپیکر : آپ کا بھی کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

چودھری عبدالحمید جناب والا ' میرا پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے ۔ یہ دوست نہیں چاہتے کہ اسمبلی کی کارروائی بطریق احسن چلے ۔

جناب سپیکر : آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بھی نہیں بنتا ۔ آپ تشریف رکھیں۔ I rule it out.

چودھری عبدالحمید : اگر یہ اس طریقے سے چاہتے ہیں تو پھر ایسا ہی ہو گا۔

جناب سپیکر : I rule it out. آپ تشریف رکھیں۔

سید تابش الوری : جناب والا ' میں یہ عرض کر رہا تھا کہ نگران صوبائی حکومت نے بیک جنبش قلم سات صوبائی محکموں کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا ہے ۔ اس میں میڈیکل سٹور ' کارخانہ آلات زرعی ' سٹیشنری ڈپو

اور اسمپلائمنٹ ایکسچینج کے محکمے بھی شامل ہیں۔ جناب والا ' ان میں سے سٹیشنری ڈپو اور میڈیکل سٹور کے محکمے تو نفع میں جا رہے تھے اور وہ کروڑوں روپے نفع سالانہ صوبائی حکومت کو پہنچا رہے تھے۔ جبکہ اس کا جواز یہ پیش کیا گیا ہے کہ ہم بچت کرنا چاہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جناب وزیر اعلیٰ اس سلسلہ میں فوری مداخلت کریں اور حتا حکم ثانی ان محکموں کو بحال کر کے ایک اعلیٰ سطح کی کمیٹی قائم کریں جو ان تمام محکموں کی کارکردگی کا جائزہ لے کر مستقبل میں ان کو جاری رکھنے یا نہ رکھنے کا فیصلہ کریں۔ یہ ایک منتخب حکومت کا فرض ہے ۔ منتخب نمائندوں کا فرض ہے کہ وہ محکمانہ سطح پر نا اہل اور ناقص محکموں کا خاتمہ کریں۔ اس کو بیروکریٹک وہیلز پر نہیں چلنا چاہیے ۔ اور بہاولپور کا کارخانہ آلات زرعی اورسٹیشنری ڈپو جو سالہا سال سے کام کر رہے ہیں اور وہاں پہلے سے بے روزگاری ہے ۔ اگر یہ محکمے ختم کردیے گئے تو بیروزگاری میں مزید اضافہ ہو گا اور احساس محرومی اور بڑھ جائے گا۔ شکریہ !

جناب سپیکر۔ سید اکبر علی شاہ!

سید اکبر علی شاہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر ! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان میں اپنی آواز سنانے کا وقت دیا۔ میں جناب منظور وٹو وزیر اعلیٰ پنجاب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے ایک بہترین اور انقلابی بجٹ پیش کیا ۔ جہاں تک میرے فاضل دوست جناب تابش الوری نے کہا ہے کہ انقلابی بجٹ نظر نہیں آ رہا ۔ تو انھیں وہ صوابدیدی فنڈ اس بجٹ نظر نہیں آ رہے جو پچھلے سالوں میں وزیر اعلیٰ خود استعمال کرتے تھے ۔ اور وہ بھی نظر نہیں آرہا جو کروڑوں روپے ایک جعلی معاہدے اور جعلی مشہوری کی خاطر اخبارات کو دیے جاتے تھے ۔ اب ایسا نہیں ہو گا ۔ اب بجٹ کے پیسے صحیح راستوں اور صحیح جگہ پر خرچ ہوں گے ۔ آپ اطمینان رکھیں ۔ اس بجٹ پر اس دن قائد حزب اختلاف نے جو تقریر کی اس میں صرف اپنے بھائی کے قصیدے پڑھے ۔ حالانکہ انہیں علم ہے کہ پچھلے تو دس سال سے وہ اقتدار کے ساتھ کسی نہ کسی طریقے سے رہے ہیں ۔ وہ 1985ء سے وزیر اعلیٰ پنجاب رہے ہیں اور پونے تین سال وہ وزیر اعظم پاکستان بھی رہے ہیں ۔ تو اتنے لمبے اقتدار کے بعد انھوں نے جتنے قصیدے بھی کہے کسی میں کوئی وزن نہیں تھا۔ جناب تابش الوری صاحب نے ابھی ابھی کہا کہ بے نظیر کے پاس صرف دعوے ہیں ' نعرے ہیں اور کچھ بھی نہیں ۔ تو میں اپنے معزز دوست کے علم میں آپ کی وساطت سے تھوڑا سا اضافہ کرتا ہوں۔

سید تابش الوری۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر ! میں نے بے نظیر صاحبہ کا نام نہیں لیا۔

جناب سپیکر: انھوں نے نام نہیں لیا۔ انھوں نے پیپلز پارٹی کا نام لیا ہے۔

سید اکبر علی شاہ: جناب والا میں عرض کرتا ہوں کہ محترمہ کا نام لیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: تابش الوری صاحب نے نام نہیں لیا۔

سید اکبر علی شاہ: جناب سپیکر! میں ان کے علم میں اضافے کے لیے عرض کرتا ہوں کہ محترمہ نے ڈیڑھ سال حکومت کی اور وہ بھی انتہائی مجبوری کی ایسی حکومت تھی کہ پنجاب جو سب سے بڑا صوبہ تھا نے انھیں ہرصورت میں فیل کرنے کی کوشش کی اور اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے ہرممکن ان لوگوں کا ساتھ دیا جو مرکزی حکومت کے خلاف تھے۔ اتنی مجبوریوں اور مشکلات کے باوجود بے نظیر نے تقریباً ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ افراد کو ڈیڑھ سال میں روزگار دیا۔

جناب سپیکر: محترمہ بے نظیر بھٹو پاکستان کی وزیر اعظم ہیں۔ مہربانی سے ان کا پورا نام لیا کریں۔

سید اکبر علی شاہ: جناب والا' محترمہ صاحبہ نے تقریباً ـــــ (قطع کلامیاں) جناب سپیکر! وہ ہماری لیڈر ہیں اور ہمیں علم ہے۔

جناب سپیکر: اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ان کا پورا احترام نہ کریں۔

سید اکبر علی شاہ: جناب والا' محترمہ بے نظیر بھٹو نے Kashmir Cause پر پوری اسلامی سربراہی کانفرنس میں اس وقت قرارداد پاس کروائی اور اب بھی کشمیر کے لیے رائے عامہ ہموار کرنے کے لیے تیار ہیں۔ یہ کام میاں صاحب کی سابقہ حکومت تین سال میں بھی نہ کر سکی۔ اس کے بعد جب بابری مسجد گرائی جا رہی تھی تو وہ ہمارے حکم رانوں کا کردار یہ تھا کہ وہ اعلان پر اعلان کیے جا رہے تھے کہ جو لوگ ہندوستان میں رہائش پذیر ہیں وہ واپس آ جائیں ہم ان کے ذمہ دار نہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر' میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ فاضل رکن بجٹ کی کونسی مد پر بات کر رہے ہیں' جو بھی بات کر رہے ہیں وہ ہمیں سمجھ نہیں آ رہی۔ یہ irrelevant باتیں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ دیکھنا میرا کام ہے۔ This is no point of order

سید اکبر علی شاہ: جناب سپیکر میں اردو میں بول رہا ہوں۔ کسی غیر زبان میں نہیں بول رہا۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سید اکبر علی شاہ : جناب سپیکر ! محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے ڈیڑھ سال میں وہ کام کیے جو یہ اپنے تقریباً دس سالہ دور اقتدار میں نہ کرا سکے ۔ آمر کے دور میں ضیاء الحق کے دور میں تقریباً گیارہ سال میں جب یورپین ممالک کی طرف سے دودھ اور گھی کی نہریں پاکستان کی طرف چل رہی تھیں تو اس وقت تک وہ صرف چالیس ایف 16 لے سکے ۔ اور محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے ڈیڑھ سال میں ساٹھ ایف 16 طیارے اس ملک کو لے کر دیے ۔ اور ان کی ادائیگی بھی کی۔

MR SPEAKER: I call the House to order.

سید اکبر علی شاہ: جناب والا ' میں مزید ان کے علم میں اضافے کے لیے عرض کر رہا ہوں کہ اعتراض برائے اعتراض نہیں کرنا چاہیے ۔ جناب تابش الوری صاحب نے اس ایوان میں اعتراضات کیے تھے ۔ جن کا میں نے جواب دیا ہے ۔ یہ بجٹ کا حصہ نہیں ہے ۔ اب بجٹ پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا ! پچھلے حکم رانوں کے دور میں جیسے تابش الوری صاحب نے خود تسلیم کیا ہے کہ پنجاب کا دیوالیہ کر دیا گیا ہے ۔ تو سابق حکمرانوں نے اسے دیوالیہ کیا ۔ اپنی جھوٹی شان و شوکت اور اپنی مشہوری کے لیے کروں روپے کے اشتہارات اخبارات میں دیے اور اس غریب زمیندار کے پیسے چھوٹی منڈیوں ' ڈسٹرکٹ کونسلوں یا بلدیات کے پیسے اخبارات کے اشتہارات پر صرف اپنی مشہوری کے لیے لگائے ۔

ایک عدد جھوٹا جعلی معاہدہ کر لیا۔ ایک کالاباغ ڈیم کے پانی کا مسئلہ ہے ۔ اس سارے مسئلہ کا چاروں صوبوں نے مشترکہ فیصلہ کر لیا تو وہ ایک جعلی معاہدہ تھا ۔ حالانکہ ان کی ایک اتحادی پارٹی کہہ رہی تھی کہ ہماری لاشوں سے گزر کر یہ کام کریں گے ۔ انھوں نے اخبارات میں ایک ماہ بعد اشتہار دیا کہ نواز شریف تیرا شکریہ ۔ تم نے یہ معاہدہ کر لیا ۔ حالانکہ اس میں کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ فراڈ معاہدہ تھا لیکن وہ کروڑوں روپے جو اس قوم کے اور غریب کے تھے وہ صرف شکریہ کے لیے ادا کیے گئے ۔ وہ کیوں کیے گئے۔ اسی وجہ سے پنجاب کو دیوالیہ کر دیا گیا۔ وہ پنجاب کے بجٹ کو اپنے اشتہاروں اور تشہیری مہم پر خرچ کرتے رہے ۔

جناب والا ! پچھلی دفعہ ایک مہم تھی ۔ میں اس کی ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ ہمارے سابق درویش وزیر اعلیٰ کے دور میں جو انھوں نے ایک بھل صفائی کا منصوبہ بنایا تھا ۔ اس میں انھوں نے میاں صاحب کا ایک دورہ شیخوپورہ کروایا۔ اس میں جتنی بسیں تھیں ' جتنے ٹریکٹر تھے ان سب پر انھوں

نے پچاس لاکھ کا خرچہ کر دیا لیکن ہوا کیا کہ دس بچوں کو یا پچاس بچوں کو لگا کر تھوڑی سی مٹی نکال دی گئی اور کہا کہ یہ بھل صفائی ہو گئی ہے ۔ حالانکہ یہ نہ سوچا گیا کہ اس پچاس لاکھ سے تقریباً تین ضلعوں کی نہروں کی صفائی ہوتی ہے ۔ تو انھوں نے ایک جعلی ڈرامہ صرف اپنی تشہیر کے لیے ، عوام میں اپنے آپ کو مقبول کرنے کے لیے ، اخبارات میں مقبول کرنے کے لیے ، جلسے جلوس کرنے کے لیے کیا اور پھر اس طرح حکومت کا پیسہ ضائع کیا۔

جناب سپیکر، جناب اکبر شاہ صاحب وقت ہو گیا ہے ۔

سید اکبر علی شاہ، نہیں جناب، ابھی میرا وقت نہیں ہوا ۔ تابش الوری صاحب نے پندرہ منٹ لیے تھے۔

جناب سپیکر ، آپ وائنڈ اپ کریں۔

سید اکبر علی شاہ، میں درخواست کروں گا کہ مجھے بھی پانچ منٹ مزید دیے جائیں ۔

MR SPEAEKR: Please wind up your speach.

سید اکبر علی شاہ، جناب والا ! اس بجٹ میں کوئی انقلابی پروگرام کیوں نہیں ۔ اس میں غریب کے لیے وعدہ کیا گیا ہے اور اس کے لیے رقم رکھی گئی ہے کہ ہر غریب کو مکان دیا جائے گا ۔ ان کو پلاٹ اور زمین دی جائے گی ۔ اس طرح زمینداروں اور کسانوں کے لیے کافی رقم رکھی گئی ہے تاکہ جو گزشتہ کسان مخالف کاشت کار دشمن دور گزرا ہے اس کمی کو پورا کرنے کے لیے اس بجٹ میں کافی رقم رکھی گئی ہے۔ جناب والا ! سڑکوں کا اس وقت یہ حال ہے کہ میرے بھائی نواب شیر وسیر نے کہا ہے کہ جس سڑک پر ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت ہے وہاں سات گھنٹے لگتے ہیں۔ سابقہ حکومت نے صرف ایک کام کیا۔ یہ صرف وہ کام کرتے تھے کہ جہاں سے انھیں کمشن ملتی تھی یا اخبارات میں ان کا اپنا نام آ جائے کہ کوئی نئی سڑک کا افتتاح کر رہے ہیں ۔ اس کے علاوہ انھوں نے کچھ نہیں کیا۔ صوبہ میں کارپوریشنوں کی چھوٹی چھوٹی سڑکوں میں سے کوئی سڑک بھی چلنے کے قابل نہیں ہے ۔ چاہے کسی آبادی کی سڑک ہے چاہے کوئی مین روڈ ہے کوئی سڑک بھی ایسی نہیں جس پر کہ آسانی سے سفر کیا جا سکے ۔ کیونکہ ہر دم جان کا خطرہ رہتا ہے ۔ سڑکوں کی یہ حالت ہے ۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب ! آپ کا وقت ہو گیا ہے ۔

سید اکبر علی شاہ، میں جناب ایک منٹ میں وائنڈ اپ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، صرف ایک منٹ میں ۔

سید اکبر علی شاہ: میں بجٹ پر عرض کر رہا تھا کہ یہ جو بجٹ دیا گیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا جتنا بھی خرچ آئے گا اصل اور صحیح خرچ آئے گا ۔ کوئی تشہیری مہم نہیں چلے گی ۔ عوام کا پیسہ فالتو ضائع نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی "نواز شریف تیرا شکریہ" کے کروڑوں روپے کے اشتہارات دیے جائیں گے ۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر، سردار غلام احمد خان تشریف نہیں رکھتے ۔ جناب محمد رفیق ارائیں!

چودھری غلام احمد خان، جناب سپیکر میرا نام چودھری غلام احمد خان ہے ۔

جناب سپیکر ، چودھری غلام احمد خان ! سیکرٹری صاحب آپ بھی تصحیح کر لیں ۔ اب چودھری غلام احمد خان کو موقع دیا جاتا ہے ۔

ملک نواب شیر وسیر، پوائنٹ آف آرڈر ! جناب سپیکر کل کی میری تقریر کی جو رپورٹنگ اخبارات میں آئی ہے اس میں نمائندہ جنگ نے مجھے شیر وحید لکھا ہے حالانکہ میرا نام ملک نواب شیر وسیر ہے تو میں آپ کی وساطت سے اخباری نمائندوں سے بھی درخواست کروں گا کہ یہ اکثر ہمارے نام الٹے لکھ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، جناب نواب شیر وسیر "س" کے ساتھ

ملک نواب شیر وسیر، جی جناب "س" کے ساتھ لکھا جائے ۔

جناب سپیکر ، سب تصحیح کر لیں۔

ملک نواب شیر وسیر، بڑی مہربانی!

جناب سپیکر ، تشریف رکھیے ۔ چودھری غلام احمد خان !

چودھری غلام احمد خان ، جناب سپیکر ! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا تاکہ میں اپنی معروضات اس ایوان میں پیش کر سکوں ۔ اپنے مطالبات اور ضروریات سے ایوان کو آگاہ کر سکوں ۔

جناب والا ! اگر یہ سلسلہ جاری رہا کہ ایک بات پر جواب در جواب دو چلتا رہا تو میں آپ کو ماضی کی طرف لے جاؤں گا۔ میرے علاقہ میں ایک نالہ ہے جس کو ڈیک نالہ کہا جاتا ہے ۔ World Food

Programme کی انکوائری کی فائل نہ آج تک Anti Corruption کے پاس ہے اور نہ وہ دستیاب ہو رہی ہے ۔ تو بہتر یہ صورت ہو گی کہ ماضی سے ہم سبق حاصل کریں۔ اس کو کریدنے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔

جناب والا ! معاشرے میں جو برائیاں ہیں جو حقائق ہیں اگر ہم ان کو جھٹلاتے چلے جائیں گے تو اصلاح احوال نہیں ہو سکے گی ۔ آج ہم کہہ رہے ہیں کہ مزدور کا کوئی پرسان حال نہیں ' کاشتکار کا کوئی پرسان حال نہیں ہے ۔ طالب علم کا کوئی پرسان حال نہیں ۔ دیکھنا یہ ہے کہ کون سے عوامل اس کے ذمہ دار ہیں ۔ اس میں غیر یقینی حالت اور سیاسی افراتفری کا عمل دخل ہے ۔

جناب غلام عباس، پوائنٹ آف آرڈر! میرے خیال میں ہمارے حزب اختلاف کے ساتھ جو سولہ سال بر سر اقتدار رہے ہیں انھیں بھی کہہ دینا چاہیے کہ

میرے ماضی کو اندھیرے میں دبا رہنے دو
میرا ماضی میری ذلت کے سوا کچھ بھی نہیں

MR SPEAKER: It is not a point of order.

چودھری غلام احمد خان ، جناب والا ! تابش الوری صاحب اور بہت سے دوستوں نے نشاندہی کی ہے کہ بجٹ میں ڈویلپمنٹ سائیڈ پر غیر ضروری طور پر کٹوتی کر دی گئی ہے بلکہ یہ کہنا مناسب ہو گا کہ ایوان کو اعتماد میں لیے بغیر بجٹ میں تبدیلی کر دی گئی ہے ۔

جناب والا ! یہاں ہم اپنا حق ادا نہیں کر رہے ۔ جو معاشرے میں ہو رہا ہے جہاں تک رشوت ستانی کا تعلق ہے میں نے 1985ء کے بجٹ سیشن میں یہ کہا تھا کہ اگر رشوت کو ہم کم نہیں کر سکتے ، اس کو ختم نہیں کر سکتے تو اس کو قانونی تحفظ دے دینا چاہیے کیونکہ مظلوم جو رشوت دیتا ہے گناہ گار بھی وہی ہوتا ہے ۔

جناب والا ! لاء اینڈ آرڈر کے حالات جو ہیں وہ اخبارات کے ذریعہ اس ایوان میں پہنچ رہے ہیں اور ممبر صاحبان پڑھ رہے ہیں کہ دن بدن حالات خراب ہو رہے ہیں ۔ اس پولیس پر زیادہ پیسے خرچ کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔ جس مقصد کے لیے ہم ان کو یہ سہولتیں بہم پہنچاتے ہیں اگر وہ کما حقہ ان پر پورا نہیں اتر سکتی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ صوبے کے خزانے کا زیاں ہے ۔

جناب والا ! نظام تعلیم کے متعلق یہ ہے کہ ہم کلرکس تو پیدا کر رہے ہیں شاید ہم بہتر

سرکاری ملازم بھی پیدا کرتے ہوں لیکن ہمارا جو نظام ہے اور جس طریقے سے امتحانات میں نقل کا طریقہ چل رہا ہے اس سے یقیناً ہماری اہلیت متاثر ہو رہی ہے اور ہمارا تمام معاشرتی نظام متاثر ہو رہا ہے ۔ ہمیں تو یہ چاہیے کہ ہم ان برائیوں کو جڑ سے اکھیڑنے کے لیے کوئی کام کریں ۔ جناب والا ' یہاں ہمارے عہد کو مورد الزام ٹھہرایا جا رہا ہے ۔ پچھلے سال بھی چھاپے پڑے 'بڑے بڑے لوگوں کو پکڑا ' گروہوں کو پکڑا اور ہم نے امتحانات میں نقل کے رجحان کو کم کرنے کے لیے بھرپور انداز میں کوشش کی اور اس سے مثبت نتائج بھی برآمد ہوئے ۔

جناب والا ! میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ ہمارے علاقہ میں ایک ڈیک نالہ ہے اس بارے میں ریکارڈ شاہد ہے اور شاید وہ اعداد و شمار ہم نہ پہنچا سکیں اس کی حیثیت موقع پر یہ ہے کہ دریائے راوی اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا ۔ ہر سال زمین برد ہو رہی ہے اور لوگ بے گھر ہو رہے ہیں اور حکومت اس طرف کوئی توجہ نہیں دے رہی ۔ اس سلسلے میں میں یہ مطالبہ کروں گا کہ اس ایوان کی طرف سے بشمول technical experts کی ایک کمیٹی بنا دی جائے جو وہاں پر ملاحظہ کرے تا کہ اس زمین کی بردگی کے بارے میں قابل عمل تجاویز یا feasibility reports حکومت کو پہنچائی جا سکیں۔

جناب والا ' دیہات کی آبادی کچھ تو شہروں کی طرف منتقل ہو رہی ہے کیونکہ وہاں پر بے روزگاری بہت زیادہ ہے ۔ یہ سب سے بڑا مسئلہ ہے اور میں بلا خوف تردید یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر ہم نے بیروزگاری کو مکمل طور پر ختم کرنے کے لیے کوئی اقدام نہ کیے تو ہم تباہی کو دعوت دیں گے ۔اور اس میں ہماری بھرتی ہی بھی شامل ہے ۔ حکومت اس کے لیے ٹی وی اور دوسرے طریقوں سے تشہیر کر رہی ہے مگر اس بارے میں ابھی بہت کام کرنے کی ضرورت ہے ۔

جناب سپیکر : آپ وائنڈ اپ کریں۔

چودھری غلام احمد خان : جناب والا ! ہماری سڑکوں کی یہ حالت ہے کہ نئی سڑکیں بن رہی ہیں اور بجٹ میں سڑکوں کی تعمیر اور ان کی مرمت کے لیے کوئی فنڈز ہی نہیں ۔ جناب والا! اس کا کیا فائدہ ہے کہ اگر ایک سڑک بنا دی اور دوسری گڑھا بن گئی ۔ اس سے حادثات میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور اس سے لوگوں کی تکالیف بھی بڑھتی ہیں۔ جناب والا ! چاہیے تو یہ کہ جو وسائل میسر ہیں انھیں چوری ہونے سے محفوظ کیا جائے اور جو وسائل تعمیر کے لیے ہیں ان کو تعمیر کے ساتھ ساتھ مرمت کے لیے

بھی استعمال کریں۔ اور مرمت کے لیے فنڈز بھی مہیا کرنے چاہییں اور میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی ہمارے وزیر اعلیٰ اس کے لیے گنجائش نکالیں گے ۔ جناب والا میں آپ کا شکر گزار ہوں ۔

جناب سپیکر ، جناب محمد رفیق ارائیں!

جناب امان اللہ خان بابر ، پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر میں تین دن سے لگاتار درخواستیں دے رہا ہوں کہ مجھے وقت دیا جائے لیکن افسوس کہ تین دنوں سے ابھی تک میرا نمبر نہیں آرہا۔

جناب سپیکر ، ابھی تو اور صاحب بھی ہیں ۔ ابھی تو بہت موقع ہے اور تین بجے تک ہاؤس ہے آپ تشریف رکھیں۔۔۔۔ محمد رفیق ارائیں۔

جناب محمد رفیق ارائیں، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر ! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج آپ نے یہاں مجھے بجٹ پر تقریر کا وقت دیا۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے اپوزیشن کے دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم تو یہ امید لے کر آئے تھے کہ یہ لوگ financial problems کو اچھی طرح سے سمجھتے ہیں اور انھوں نے سولہ سال یہاں حکومت کی ہے اور یہاں پر ان اداروں کو بنایا ہو گا لیکن یہاں پر آ کر محسوس ہوا کہ انھوں نے جس طریقے سے قومی خزانے کو لوٹا اور قومی خزانہ برباد کیا۔ یہاں سالانہ ترقیاتی پروگرام کو دیکھتے وقت یہ احساس ہوتا ہے کہ ان غریب لوگوں کے ساتھ جو ہم وعدہ کر کے آئے ' ان کسانوں کے ساتھ اور ان مزدوروں کے ساتھ جو ہم وعدہ کر کے آئے کہ ہم آپ لوگوں کو تعلیم کے لیے سکول اور کالج دیں گے ' پینے کے لیے صاف پانی دیں گے اور سفر کے لیے آپ کو پختہ سڑکیں دیں گے لیکن یہاں پر آ کر محسوس ہوا کہ جس بے دردی سے پیلی ٹیکسیوں پر پیسہ برباد کیا گیا اور جس طریقے سے دوسرے اداروں کو انھوں نے تباہ کیا اس کو دیکھتے ہوئے اب یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہم لوگ جو اقتدار میں ہیں ہمیں سب سے پہلے ان مالی اداروں کو مستحکم کرنا پڑے گا تو دوستو ' بھائیو ! جو اس ایوان میں بیٹھے ہو ۔۔۔۔

جناب سپیکر ، آپ براہ راست مجھے خطاب کریں ۔ آپ جلسے میں نہیں اسمبلی میں بول رہے ہیں۔

جناب محمد رفیق ارائیں، جی ' میں بالکل اسمبلی میں بول رہا ہوں ۔ ۔۔۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میرے موصوف دوست اور فاضل رکن نے کہا ہے کہ ہم وعدے کر کے آئے ہیں تو ان سے پوچھیے کہ روٹی ' کپڑا اور مکان کا ان لوگوں نے وعدہ کیا تھا کیا وہ ان کی پارٹی نے پورا کیا تھا۔

جناب سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ۔

جناب محمد رفیق ارائیں، اگر ان لوگوں نے عوام کی کوئی خدمت کی ہوتی تو آج ان کو یہ دن نہ دیکھنا پڑتا ۔ جن لوگوں نے سولہ سال خدمت کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ آج پورے ایوانوں میں ان کے آدمی ہوتے لیکن انھوں نے اپنے علاقوں میں کوئی خدمت نہیں کی جس کی وجہ سے آج عوام نے ان کو مسترد کر دیا۔ جناب سپیکر ! میں چاہوں گا کہ آج ہر محکمے کا special audit کروائیں اور ان سے ایک ایک پائی وصول کریں۔ ان لوگوں نے ہر ادارے کو تباہ کیا ۔ بلدیاتی اداروں کو تباہ کیا ۔ محکمہ تعلیم کو تباہ کیا ۔ میں یہاں تک کی مثال دیتا ہوں ک کہ میرے حلقہ میں ایک ہائیر سیکنڈری سکول ہے جس میں------

جناب امان اللہ خان بابر ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! میرے فاضل دوست بچوں کی طرح اپنی تقریر پڑھ رہے ہیں ۔ یہ اپنی لکھی ہوئی تقریر نہ پڑھیں بلکہ وہ زبانی تقریر کریں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ نوٹس consult کیے جا سکتے ہیں۔

جناب محمد رفیق ارائیں، جناب والا ' فاضل ارکان میرا وقت ضائع کر رہے ہیں اور پھر آپ نے کہنا ہے کہ جی آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے ۔

جناب سپیکر ، آپ اپنی بات جاری رکھیے ۔

جناب محمد رفیق ارائیں، جناب والا ' یہاں پر تو لیڈر آف اپوزیشن نے بڑھا تھا ۔ اس لیے ان کو یہ برا نہیں ماننا چاہیے ۔

میاں عمران مسعود ، پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا ! میرے ایک فاضل دوست نے یہاں پر اس بات کا ذکر کیا ہے کہ سابقہ بلدیاتی اداروں کو تباہ و برباد کر دیا تو جناب والا ! میں اس کی تھوڑی سی وضاحت چاہوں گا کہ کن حضرات نے ان کو توڑا اور کیوں توڑا ۔

جناب سپیکر، آپ کو موقع ملے گا ۔ اس کا ذکر اپنی تقریر میں کیجیے ۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ آپ تشریف رکھیے ۔

جناب محمد رفیق ارائیں، جناب والا ! میں ان لوگوں کی بات کر رہا ہوں جنہوں نے بلدیاتی الیکشن کروائے اور اپنی مرضی کی حلقہ بندی کی یہاں تک کہ بی ڈی ممبران کے حلقوں میں بھی مداخلت نہ

چھوڑی گئی اور ایک چھوٹی سی آبادی کو اٹھا کر اسے ایسے حلقے میں پھینک دیا گیا۔ جہاں پر اپنے امیدوار کو کامیاب کروانے کے لیے کہ کوئی مقابلہ نہ کر سکے ۔ جناب والا! تعلیمی اداروں کا یہ حال تھا کہ ہمیں وہاں پر ایک ہائیر سیکنڈری سکول دیا گیا جہاں صرف 17 لڑکیاں پڑھتی ہیں اور 35 استانیاں کام کرتی ہیں۔

جناب سپیکر ! ہر سڑک میں سے کمشن لیا گیا ۔ ان سارے محکموں کا آڈٹ کرایا جائے ۔ اور ان سے ایک ایک پائی وصول کی جائے ۔ جتنی ضلع کونسلیں اور یونین کونسلیں ہیں وہاں پر سالے اور بہنوئی کی حکومت رہی ہے ۔ وہی چیئرمین اور وائس چیئرمین بنے

جناب سپیکر ، آپ اس طرح کی رشتہ داریاں مت گنوائیے ۔

جناب محمد رفیق ارائیں، جناب والا ! یہ حقیقت ہے آپ پورے پنجاب میں دیکھ لیں۔

جناب سپیکر ، بہت سی حقیقتیں ہیں جن کا بیان نہیں کیا جا سکتا ۔

جناب محمد رفیق ارائیں، اچھا جی ، شکریہ!

جناب والا ! زکوۃ عشر کی یہ حالت تھی کہ جو چیئرمین منتخب کیے گئے وہ اس طرح سے منتخب کیے گئے کہ جو ٹیمیں الیکشن کروانے کے لیے بنائی گئی انھوں نے بغیر الیکشن کے چیئرمین منتخب کیے اور زکوٰۃ اس طرح سے تقسیم کی گئی کہ اگر کسی کا والد فوت ہو گیا ہے تو اس چیئرمین نے اپنی والدہ کا نام بھی بیوہ میں لکھوا دیا اور وہ رقم وصول کرتی گئیں۔ جناب سپیکر ! میں چاہوں گا کہ زکوٰۃ عشر میں بھی سپیشل آڈٹ ہو ۔

جناب والا ! انھوں نے کاشتکاری کو تباہ کیا اور غریب کاشتکار کو اس طرح تباہ کیا کہ آج اس کی کپاس خریدنے والا کوئی نہیں ۔ جیننگ فیکٹریوں کو اجناس نہیں میسر ہو رہیں۔ ٹیکسٹائل مل والے اپنی جگہ پریشان ہیں اور کپاس کی فصل آ چکی ہے لیکن خریدار کے پاس خریدنے کے لیے پیسہ نہیں ۔ جننگ ختم ہو چکے ہیں ، دیوالیہ ہو چکے ہیں ۔ اب اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے ۔ میں وزیر خزانہ اور وزیر زراعت صاحبان سے گزارش کروں گا کہ اس معاملے کو فوری طور پر مرکزی حکومت کے سامنے لایا جائے اور غریب کاشتکاروں کا یہ مسئلہ حل کیا جائے ۔ اس نے اپنے چھ مہینے کی جو روزی کاشت کی ہے مثلاً کپاس ہے یا اب گندم کی کٹائی کے دن آ گئے ہیں ۔ اس کو اپنی فصل کی نقد قیمت وصول ہو سکے ۔ بنک والے زرعی قرضوں کے لیے بھی جواب دے رہے ہیں۔ تو جناب والا ! اس طرف توجہ کی

ضرورت ہے۔

جناب والا ! میرا ضلع لودھراں ہے اور ضلع لودھراں میں کوئی ڈگری کالج نہ ہے۔ تحصیل دنیا پور میں کوئی لڑکیوں کا کالج نہیں ہے۔ جناب سپیکر ! میں خصوصی طور پر آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ کئی ایسی تحصیلیں ہیں کہ جہاں ڈگری کالج ہیں اور نہ لڑکیوں کے کالج ہیں۔ اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر ! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اے ڈی پی بناتے وقت ضلع کی آمدنی کو مدنظر رکھا جائے اور ضلع کی آمدنی کے مطابق اس ضلع کا اے ڈی پی مرتب کیا جائے۔ کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ جو ضلع زیادہ ریونیو دیتا ہے اس ضلع کے اداروں کو اے ڈی پی میں پورا حصہ نہیں ملتا۔ اور جو کم آمدنی والے اضلاع ہیں ان میں زیادہ خرچ ہو رہا ہے۔ تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اے ڈی پی بناتے وقت ضلع کی آمدنی کو مدنظر رکھا جائے اور اس کے مطابق اے ڈی پی بنایا جائے۔ اس سے کم از کم کسی ضلع کو شکایت نہیں ہو گی اور کسی ممبر کو بھی شکایت نہیں ہو گی کہ میرے ضلع کو جو حصہ مل رہا ہے اس میں میرے ضلع کے ساتھ نا انصافی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر : آپ کا وقت مکمل ہو گیا ہے۔

جناب محمد رفیق ارائیں: شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر : جناب امان اللہ خان بابر۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

ہو رہی ہیں نوازشیں پسندیدہ انسانوں پر
برق گر رہی ہے آج بھی پنجاب کے کسانوں پر

جناب والا ! آج کل جتنی بھی حکومتی اراکین نے تقاریر کیں انھوں نے ایک بھی بات قوم کی نہ کی اور وہ نکات جو میاں محمد شہباز شریف صاحب نے بجٹ تقریر کرتے ہوئے اٹھائے تھے ان میں ایک کا بھی جواب نہیں دیا کہ زراعت کے بجٹ میں کمی کیوں کی گئی۔ ڈویلپمنٹ فنڈ میں کمی کیوں کی گئی اور غیر ترقیاتی اخراجات کیوں بڑھائے گئے۔ کسی نے ان کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھا بلکہ میں ایک دو دن سے یہ دیکھ رہا ہوں کہ جب بھی کوئی ممبر بات کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو ایک دو اراکین جن میں جناب غلام عباس اور محترم شاہنواز چیمہ صاحب بار بار ٹوکتے ہیں۔ ان کی خدمت میں گزارش کر دوں کہ :

اپوزیشن میں بیٹھے ہیں مگر یہ بھی نہ سمجھو
کہ دل میں کوئی طوفان قیامت نہیں ہے
ایک پل میں سب کو بے نقاب کر دوں
مگر مجھے دل شکنی کی عادت نہیں ہے

جناب سپیکر! یہاں ہم اپنے مطالبات پیش کرنے اور اپنے علاقے کی نمائندگی کرنے کے لیے آتے ہیں لیکن افسوس کہ کسی نے نمائندگی نہیں کی اور کسی نے وہ نکات نہیں اٹھائے کہ جو اٹھائے جانے ضروری ہیں۔ جناب والا! میں جس ضلع سے تعلق رکھتا ہوں اس ضلع کا نام نارووال ہے۔ جو ایک نہایت پس ماندہ ضلع ہے۔ نیا ضلع بنا ہے۔ ضلعی ہیڈکوارٹر ہسپتال میں صرف ایک ایمبولینس ہے۔ وہاں ڈاکٹر تعینات نہیں ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جو نئے اضلاع بنے پورا کیا جائے۔ ان کو تمام دوسری اضلاع کے برابر حقوق دیے جائیں۔ ہمارے ضلع نارروال کے کالج کے طلباء اللہ کے فضل سے بورڈ ہی میں نہیں پنجاب میں اول آتے ہیں۔ ان کی ڈیمانڈز پوری کی جائیں۔ اور یہ ضلع نارروال ہی ہے کہ جب کبھی جنگ ہوتی ہے تو پہلا گولہ نارووال میں گرتا ہے اور جب کبھی سیلاب آتا ہے تو پہلا ریلا نارووال میں داخل ہوتا ہے۔ وہاں ہماری زمینیں دریا برد ہو کر بیلا بنی ہوئی ہیں۔ مہربانی فرما کر وہ کسان کہ جن کی زمینیں دریا برد ہو چکی ہیں ان کو متبادل زمینیں فراہم کی جائیں یا پھر اس بیلے کو حکومت اپنے خرچ پر آباد کر کے ان زمینداروں کو واپس کرے۔

جناب عالی! یہاں تنقید برائے تنقید ہوتی رہی اکثر دوست یہ تنقید کرتے رہے کہ مسلم لیگ والے ضیاء الحق کو استاد مانتے ہیں۔ ہمیں فخر ہے کہ وہ ہمارے استاد تھے۔ ہم کیوں استاد مانتے ہیں اس لیے کہ وہ ہمارے محسن تھے۔ جب میں کالج میں طالب علم تھا تو وقت میری عمر ابھی سترہ سال تھی لیکن افسوس کہ پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں مجھ پر ایک چالیس سالہ خاتون کا پرچہ درج کروا دیا گیا۔ اور جب مارشل لاء لگا تو ہم جیل میں تھے۔ وہ ہمارے محسن تھے کہ انھوں نے ہمارے خلاف تمام پرچے ختم کروائے۔ ہم ان کو استاد تے ہیں۔ ان کی افغانستان پالیسی پر کہ انھوں نے ایک ایسی پالیسی بنائی کہ آج روس کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ ہم ان کو استاد مانتے ہیں۔ کشمیر پالیسی پر نہ کہ ان لوگوں کو جب راجیو گاندھی نے پاکستان کا دورہ کیا تھا تو اسلام آباد میں لگے ہوئے کشمیر ہاؤس کے بورڈ کو ہٹا دیا گیا تھا۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! انھوں نے فرمایا ہے کہ شاہنواز چیمہ

صاحب کھڑے ہو جاتے ہیں ۔ میں جناب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ہاؤس میں کھڑے ہو کر پوائنٹ آف آرڈر کرنا کوئی جرم ہے؟

جناب سپیکر: نہیں ، کوئی جرم ہے ۔ آپ کے بہت زیادہ کھڑے ہونے سے ان کو پریشانی ہوتی ہے ۔ جناب امان اللہ خان بابر!

جناب امان اللہ خان بابر: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جب میاں محمد نواز شریف صاحب کی حکومت ختم ہوئی تو سب لوگوں نے دیکھا کہ سندھ میں ڈاکوؤں نے کس قدر خوشی منائی تھی ۔ کس لیے منائی تھی وہ سبھی جانتے ہیں۔ آخر میں یہ عرض کر دوں بجائے اس کے کہ آپ کہیں کہ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے ۔ اس کے سننے سے پہلے میں اپنی اور اپنی پارٹی کی پالیسی واضح کر دوں اور سب حضرات نوٹ کر لیں کہ:

جے توں کھڈاویں میریاں نوں میں سینے لاواں تیریاں نوں
جے توں نہ چھکیں میریاں نوں میں چک چک ماراں تیریاں نوں

جناب غلام عباس: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے میری پارٹی کی افغان پالیسی پر بات کی ہے اگر اجازت ہو تو میں وضاحتی بیان دے دوں۔

جناب سپیکر: جی نہیں ، اس کی اجازت نہیں ہے ۔

سردار محمد حسین ڈوگر: جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ایوان کے سامنے بجٹ پر بحث کا موقع فراہم کیا ۔ جناب سپیکر! 94-1993 ء کا بجٹ میاں منظور احمد وٹو نے اس ایوان میں پیش کیا ۔ آپ کو علم ہے کہ یہ بجٹ چار پانچ ماہ کی تاخیر سے اس ایوان میں پیش کیا گیا۔ اور یہ بجٹ سابقہ حکومت یا سابقہ اسمبلی کی مدت پوری ہونے سے پہلے اسمبلی ختم ہونے کے بعد دوبارہ انتخابات ہونے اور یہ ایوان منتخب ہونے کے بعد پیش کیا گیا ہے اور اتنی عجلت میں اس سے زیادہ بہتر بجٹ میں سمجھتا ہوں کہ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا ۔ جہاں تک میرے معزز دوست تابش الوری صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ اس بجٹ میں کوئی چمک دار پہلو نہیں تو جناب سپیکر! یہ جو منتخب حکومت ہے اس نے چمک کے لفظ کی تشریح کر کے ہی عوام سے mandate لیا ہے ۔ جناب سپیکر! ہم عوام کو یا قوم کو چمک دار نعروں یا چمک کے ذریعہ مرغوب نہیں کرنا چاہتے ۔

جناب سپیکر! تابش الوری صاحب نے بجٹ پر تنقید کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ یہ بجٹ

جملوں اور لفظوں سے بھی خالی ہے تو جناب سپیکر سابقہ ادوار میں جتنے بجٹ بھی پیش کیے گئے ان میں خوبصورت جملوں اور لفظوں کا سہارا لیا گیا اور اس بجٹ میں جملوں اور لفظوں کا سہارا لیے بغیر عوامی فلاح و بہبود کے لیے پروگرام دیے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! لیڈر آف اپوزیشن نے اپنی تقریر کے دوران فرمایا کہ اس بجٹ میں بیواؤں کے لیے معذوروں کے لیے مزدوروں کے لیے اور مجبوروں کے لیے کچھ نہیں رکھا گیا ہے۔ جناب والا! اس میں ہمارا کیا گناہ ہے کیونکہ پچھلے سولہ دور میں وہ بر سر اقتدار رہے ہیں اور انھوں نے مجبوروں، معذوروں اور محتاجوں کے مخصوص زکوٰۃ فنڈز، جہیز فنڈز اور بیت المال کو جس بے دردی سے اور اپنے ووٹوں میں اضافہ کرنے کے لیے استعمال کیا اور ان فنڈز کو ان جائز حق داروں تک نہ پہنچایا گیا بلکہ اپنی پسند کے لوگوں کو یہ فنڈز مہیا کیے گئے حالانکہ ان فنڈز کا مطلب معذوروں کی بحالی تھا۔ بیواؤں کی سرپرستی تھا اور مجبورں کو سہارا دینے کے لیے یہ فنڈز تھے۔ جناب سپیکر! یہ ایک منتخب ایوان ہے اور یہ عوام کے ذریعے سے منتخب ہو کر آئے ہیں اپنے حلقوں میں دیکھا کہ جس بے دریغی سے زکوٰۃ فنڈز کو استعمال کیا گیا اس کی مثال میں یہ دوں گا کہ اس طرح سے بے دریغ استعمال کیا گیا کہ مسجدوں کے مائیکوں پر بھی زکوٰۃ فنڈز کی غلط تقسیم سے قبضہ کیا گیا۔ جناب سپیکر! بیواؤں کی بجائے اپنے من پسند لوگوں کو اپنے ساتھیوں کو زکوٰۃ فنڈز کی کمیٹیوں میں چیئر مین نامزد کر کے نوازا گیا۔ حمایتی بنانے کی کوشش کی گئی۔ بیت المال کو ایسے دریغی سے استعمال کیا گیا کہ جناب سپیکر! میں اپنے حلقے میں جگہ جگہ جا کر یہ پوچھتا رہا ہوں کہ کس کس کی زکوٰۃ فنڈز سے بحالی ہوئی ہے کس کو بیت المال کے ذریعہ سے سہارا دیا گیا کہ وہ اپنا قرض اتار سکے، کس کو جہیز فنڈز سے حصہ دیا گیا کہ وہ اپنی جواں بیٹی کے ہاتھ پیلے کر سکے؟ مجھے جلسوں میں کسی نے بھی ہاتھ کھڑا کر کے یہ نہیں بتایا کہ مجھے جہیز فنڈز سے حصہ ملا تھا، مجھے زکوٰۃ فنڈز سے حصہ ملا تھا یا مجھے بیت المال فنڈز سے حصہ ملا تھا۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے!

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب سپیکر! جہیز فنڈز اور زکوٰۃ فنڈز کے بارے میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ایسے طریقے سے دیے جائیں کہ ان کی سر عام بے عزتی نہ ہونے پائے۔ لہذا جلسوں میں یہ ان کو کون کہے گا کہ مجھے جہیز فنڈ ملا ہے یا زکوٰۃ فنڈ ملا ہے۔ اس کی ذرا تصحیح

فرمالیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

سردار محمد حسین ڈوگر، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر کے دوران بیروزگاری کا بھی ذکر کیا کہ موجودہ بجٹ میں بےروزگاروں کے لیے کچھ نہیں کیا گیا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ بے روزگاری ہمارے سامنے سے سب بڑا مسئلہ ہے ۔ جناب والا! ان کو اپنے سولہ سال بھول گئے ۔ میں ان کے پچھلے اڑھائی سال کا حوالہ دینا چاہتا ہوں کہ ان کے پچھلے اڑھائی سالہ دور میں مکمل طور پر ملازمتوں پر پابندی رہی ۔ کسی ایک بھی غریب بچے کو مالی کی نوکری کے لیے چوکیدار کی نوکری کے لیے بھی موقع فراہم نہیں کیا گیا۔ لیکن ان کے اپنے من پسند لوگوں کے بیٹوں کو تحصیل دار اور تھانے دار بنایا گیا۔

جناب سپیکر، آپ کسی کا نام نہ لیں اور نام بگاڑنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

سردار محمد حسین ڈوگر، میں معذرت چاہتا ہوں ۔ جناب والا' قائد حزب اختلاف نے اس ایوان کے سامنے نظم ونسق کے حوالے سے بات کی ہے اور انھوں نے کہا ہے کہ موجودہ حکومت نے نظم ونسق کو ٹھیک کرنے کے لیے کوئی پروگرام نہیں دیا۔ جناب سپیکر! اس میں ہمارا کیا گناہ ہے ؟ انھوں نے اس صوبہ پنجاب میں سولہ سال حکومت کی اور پوری قوم گواہ ہے کہ ٹیلی ویژن پر آنے کے لیے سابقہ حکم رانوں نے غریبوں کی بیٹیوں کی عزت کو تار تار کیا۔ موقع پر جا کر ایک معمولی واقعہ کو گینگ ریپ کا نام دے کر غریبوں کی جواں بیٹیوں کو ٹیلی ویژن پر لا کر پوری قوم کے سامنے بلکہ پوری دنیا میں ان کی عزت کو رسوا کیا گیا۔ ان کے دور کے نظم ونسق کا یہ حوالہ ہے کہ انھوں نے اپنی تشہیر کے لیے غریبوں کی عزت کا بھی خیال نہ رکھا اور پھر اگر یہ واقعات حقیقت پر مبنی تھے تو آج تک سابقہ وزیر اعظم صاحب جہاں جہاں بھی تشریف لے کر گئے وہاں پر انھوں نے اپنا ہیلی کاپٹر اتارا۔ اس میں سے کسی ایک مقدمے کا حوالہ دیں کہ کسی مقدمہ میں کسی کو سزا ہوئی ہو بلکہ اس وقت کے انسپکٹرز اور ایس ایچ اوز نے اپنی تشہیر کے لیے یہ بہانا بنایا اور ہر واقعے کو وہ گینگ ریپ کا نام دیتے رہے ۔ آج تو اخبارات میں گینگ ریپ کے واقعات نہیں آتے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔ مجبوری ہے ۔ کیا کروں ۔ آج پھر ایوان میں کورم پورا نہیں۔ لہٰذا یہ بات جناب کے نوٹس میں لانا ضروری ہے کہ لوگ بغیر کورم کے لگے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر بہت سے معزز اراکین لابی میں سے ایوان میں تشریف لے آئے اور کورم پورا ہو گیا)

ویسے دنیا کے بڑے بڑے ایوانوں میں جب بحث ہوتی ہے تو بعض اوقات کیفیت یہ ہوتی ہے کہ ایک کہنے والا اور ایک سننے والا موجود ہوتا ہے۔ لوگ لابیز میں بیٹھے ہوتے ہیں اور سن رہے ہوتے ہیں۔ اور اس طریقے سے کارروائی چلتی رہتی ہے اور بار بار اس طریقے سے جانتے ہوئے کہ سب دوست آس پاس ہیں تو اس بارے میں کورم پوائنٹ آؤٹ کرنا ٹھیک نہیں لہذا احتیاط کی جائے۔ یہ ایک پرانا جمہوری دستور ہے۔ بہر حال یہ آپ کا حق ہے اور آپ نے اسے استعمال کیا ہے۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! آپ نے بجا فرمایا ہے کہ یہ میرا حق ہے لیکن بات دراصل یہ ہے کہ اگر حزب اقتدار کے بنچوں کو یہ عادت نہ ڈالی جائے تو پھر ان کو یہ عادت پڑ جائے گی کہ ایک بیٹھا رہے گا اور ایک سنتا رہے گا اور اسی طرح یہ اپنا اجلاس چلاتے رہیں گے۔ اگر ان کی باتوں کو سنا نہیں جائے گا تو پھر ان کے جوابات کیسے دیے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔ کورم پورا ہے۔ جی' ڈوگر صاحب! آپ اپنی بات کو جاری رکھیں۔

سردار محمد حسین ڈوگر: جناب سپیکر! میں حوالہ دے رہا تھا کہ سابقہ 16 سالوں میں جو ہمارے دوست برسر اقتدار رہے اور اپنے اقتدار کے دور کی باتیں قائد حزب اختلاف نے اس ایوان میں کیں تو ان باتوں سے یہ احساس ہو رہا تھا کہ وہ اپنے منہ سے میاں مٹھو والی بات کر رہے ہیں۔ انھوں نے اس ایوان کے سامنے یہ فرمایا کہ سابقہ حکومت نے پرائیویٹائزیشن کے ذریعے ایسے بیمار اداروں کو نیلام کر کے قومی مالیات کو بہتر کیا ہے۔

جناب والا! پرائیویٹائزیشن ایک اچھی پالیسی تھی لیکن اس کا استعمال غلط ہوا۔ اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ منشاء گروپ ہماری من پسند کا گروپ تو نہیں تھا جسے مسلم کمرشل بنک اونے پونے داموں دے دیا گیا۔ منشاء گروپ سے جو قیمت وصول کی گئی ہے اگر اندازہ لگایا جائے تو صرف کراچی میں اس کے اثاثوں کی قیمت زیادہ بنتی ہے۔

جناب والا! پرائیویٹائزیشن کے ذریعے دوست نوازی اور کنبہ پروری کی گئی۔ اس کے بعد جناب قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ سابقہ دور حکومت میں زراعت پر خصوصی توجہ دی گئی۔ میرا تعلق

بھی ایک زمین دار گھرانے سے ہے۔ میں بھی زمین دار ہوں تو میں یہ بتانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ سابقہ دور میں میرے علاقے کے زمین داروں کو بھکاری بنا کر شوگر ملوں کے سامنے کشکول دے کر کھڑا کیا گیا۔ آج بھی زمین دار کی یہ حالت ہے کہ اس کی جیب میں پیسہ ہوتا ہے لیکن اسے کھاد اور اصلی دوائیاں نہیں ملتیں۔ میرے ایسے بھائی بھی ہیں جنھوں نے شوگر مل چونیاں کو جنوری میں گنا دیا لیکن آج تک پیسے نہیں ملے اور پورے پنجاب کی شوگر ملوں کا یہی حال تھا۔ آپ دیکھیں کہ زمین دار کی کیا خدمت کی گئی۔ آج مکئی کی فصل کا کاشت کار کتنا پریشان ہے۔ اس نے اپنے خون پسینہ سے مکئی کی فصل تیار کی لیکن آج اسے خریدنے والا کوئی نہیں اور اگر کوئی خریدار ہے تو وہ لینا چاہتا ہے اور کسان کو چھ ماہ کے لیے پھر چکر دینا چاہتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈوگر صاحب! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ ایک منٹ میں اپنی تقریر مکمل کر لیں۔

سردار محمد حسین ڈوگر، جناب والا! اس کے علاوہ قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا کہ سابقہ بجٹ کے مقابلے میں اس بجٹ میں ہر مد میں کم پیسہ رکھا گیا ہے۔ ہم نے اس ایوان میں ایک ایسا بجٹ پیش کیا ہے جس میں کوشش کی گئی ہے کہ پنجاب کے وسائل میں رہتے ہوئے اپنی ضروریات کو پورا کریں۔ پچھلے ادوار میں ہرسودے کی ڈبل قیمت ادا کی گئی لیکن ہم ہر چیز کی اصل قیمت ادا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم جمہوری اداروں میں چمک یا تجارت کو فروغ نہیں دینا چاہتے بلکہ ہم عوامی راج چاہتے ہیں۔ ہم عوام کی فلاح و ترقی چاہتے ہیں۔ ہم نے ایک ایسا بجٹ پیش کیا ہے کہ اپنے وسائل میں رہتے ہوئے ترقی کی منزلوں کو پانا ہے۔ ترقی کی راہوں کو تلاش کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ' ڈوگر صاحب! اب آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی' سیف اللہ چیمہ صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) سیف اللہ چیمہ: جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ میری کئی دنوں کی درخواست کے بعد آج آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں گزارش کروں گا کہ میرے وقت کو تھوڑا سا بڑھا دیا جائے۔

جناب والا! ایوان نے جو بجٹ پیش کیا اس موقع پر اتنے کم وقت میں اس سے بہتر بجٹ پیش نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ ٹیکس فری بجٹ ہے اور انھوں نے کل ترقیاتی فنڈز میں سے دیہی ترقی کے لیے 82 فی صد مختص کر کے اس محروم طبقے کے لئے جو کہ صدیوں سے محرومیوں کا شکار ہے ان کے

آنسو پونچھنے کی کوشش کی ہے۔

جناب والا! آپ کے توسط سے میں اس معزز ایوان کی توجہ کچھ تلخ حقیقتوں کی طرف مبذول کرانا چاہوں گا۔ میرے محترم قائد حزب اختلاف نے اور میرے دائیں ہاتھ کی طرف بیٹھے ہوئے دوستوں نے اپنی تقریروں میں اپنے دور حکومت میں زراعت اور صنعت میں کی گئی ترقی کے بارے میں بڑے واشگاف الفاظ میں ذکر کیا ہے لیکن حقیقت اس سے مختلف اور بڑی تلخ ہے۔ میں اپنی بات حوالے اور ریکارڈ سے کروں گا تاکہ یہ اپنا ریکارڈ درست کرسکیں اور تاریخ کا ریکارڈ بھی درست ہو سکے۔

جناب والا! ہمارا ملک زرعی ملک ہے اور اس کی 80 فی صد آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے۔ گزشتہ 16 سال سے جو لوگ اس ملک کی تقدیر کے مالک رہے، وارث رہے انھوں نے پیپلز پارٹی کے بنک ووٹ کو ختم کرنے کے لیے اور اپنے ذہنوں کی اختراع سے جاگیرداروں کو سزا دینے کے لیے اس ملک کی 80 فی صد آبادی کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ وہ یہ بھول گئے کہ دیہاتوں میں جاگیر دار ہی نہیں رہتے بلکہ وہاں رہنے والے تو صدیوں سے پسے ہوئے ہیں۔ ان کا تو کوئی پرسان حال بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ پوری دنیا کا داتا ہے اور کسان کو اس نے ان داتا بنایا ہے۔ داتا کے سامنے تو سب سربسجود ہوتے ہیں اور ان داتا کی اتنی تضحیک کہ بیسویں صدی کے آخر میں بھی وہ اتنا محروم ہے کہ اس کی سسکیاں کوئی نہیں سنتا۔

جناب والا! اگر میں یہ کہوں کہ اس ملک کا تمام زرمبادلہ کسان کا مرہون منت ہے، اس ملک میں صنعت کا بہت زور ہے لیکن کوئی صنعت ایسی نہیں جس سے آپ زرمبادلہ کماتے ہیں۔ اگر کوئی صنعت لگائی گئی ہے تو وہ بھی زرعی شعبے سے ہے اور خام مال اسی جگہ سے آتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ طبقہ جو دیہاتوں میں رہتا ہے اور جس سے میرا تعلق ہے اس ملک کا صحیح وارث وہی ہے۔ جس کے ساتھ سراسر زیادتیاں کی گئی ہیں۔ ان کو اپنا حق ملنا چاہیے۔ اگر ان کو حق نہ ملا تو ایک دن ایسا آنے گا کہ وہ اپنا حق چھین لیں گے۔

جناب والا! زرعی شعبے کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ سوتیلی ماں والا سلوک کیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے اہداف پورے نہیں ہوتے۔ زرعی شعبے میں بالکل کوشش ہی نہیں ہوئی بلکہ اس میں جو کرنا چاہیے تھا وہ بالکل ہی نہیں کیا گیا۔ مالی ادارے کسان کو جس شرح سود پر قرضے دیتے ہیں، کسان اسے کسی صورت میں بھی ادا کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ صنعتی شعبے کو 7 فی صد اور زرعی شعبے کو 16 فی صد کے حساب سے قرضے دیے جاتے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اسی وجہ سے

لوگ دیہاتوں سے اپنے گھربار چھوڑ کر شہروں کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ ہجرت ہمیشہ مجبوری سے کی جاتی ہے۔ اپنے بزرگوں کی قبریں کوئی جان بوجھ کر اور اپنی خوشی سے نہیں چھوڑتا۔

جناب والا! سمال کوآپریٹو سوسائٹیز جن سے زرعی شعبے کو بڑا آسرا تھا اور بڑی امداد ملا کرتی تھی وہ تمام کی تمام پچھلے دور میں بند کر دی گئی ہیں۔ ہمیں اس شعبے پر بہت توجہ دینا ہو گی ورنہ ہم جو صنعت کا زور شور سن رہے ہیں وہ تو کچھ بھی نہیں ۔ کوئی ملک جس کا انحصار زرعی معیشت پر ہو جب تک وہ اپنے زرعی شعبے کو ترقی نہیں دیتا تو صنعت میں ترقی کا خواب بھی نہیں دیکھا جا سکتا ۔ انھوں نے بڑے زور شور سے یہ باتیں کی ہیں کہ ہمارے دور میں زرعی شعبے میں بہت ترقی ہوئی ہے اور اس بجٹ میں زرعی شعبے میں جو تھوڑی بہت کمی نظر آئی ہے اس کا بڑے دلائل کے ساتھ اور بڑے رقت آمیز لہجے میں انھوں نے ذکر کیا ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ 93-1992ء کی زرعی شعبے کی جو اکنامک سروے رپورٹ ہے اور جو ان کی اپنی بنائی ہوئی ہے اس میں سے تھوڑے سے اشارے ان کی اپنی زبان میں گوش گزار کرتا ہوں۔

93-1992ء میں کپاس 27 فیصد کم پیدا ہوئی ہے ۔ 92-1991ء میں 12.8 ملین گانٹھیں پیداوار ہوئیں جبکہ 93-1992ء میں یہ کم ہو کر 9.3 ملین رہ گئیں۔ چاول کی پیداوار میں صرف ایک سال میں یعنی 93-1992 میں 7.8 فیصد کمی واقع ہوئی ۔ 92-1991ء میں 20 لاکھ 97 ہزار ہیکٹر رقبہ پر چاول کاشت ہوا۔ 93-1992ء کم ہو کر 19 لاکھ 34 ہزار ہیکٹر رہ گیا۔

گنے کے بارے میں عرض کروں گا ۔ سابقہ دور میں شوگر ملیں تو کافی لگیں لیکن گنے کی کاشت اور پیداوار میں بہت کمی واقع ہوئی ۔ 91-1990ء میں اس کی کاشت 8 لاکھ 84 ہزار ہیکٹر تھی جو کہ 93-1992ء میں 8 لاکھ 54 ہزار ہیکٹر رہ گئی ۔

گندم جو کہ اس ملک کی بنیادی ضرورت ہے اور ہماری بنیادی فصل بھی ہے اس کے متعلق عرض کروں گا کہ 92-1991ء میں 4 کروڑ 60 لاکھ ٹن کا پیداواری ٹارگٹ تھا جو کہ صرف 3 کروڑ 24 لاکھ ٹن رہا۔ بقایا گندم جو ہر سال تقریباً 30 لاکھ ٹن باہر سے درآمد کرنی پڑ رہی ہے' پچھلے سال بھی 20 لاکھ ٹن گندم باہر سے درآمد کرنا پڑی' جو کہ تقریباً 200 سو روپے من ہمیں کراچی میں پہنچتی ہے ۔ ہم درآمدی گندم تو 200 روپے فی من منگوا سکتے ہیں اور اپنے کسانوں کو ڈیڑھ سو روپیہ بھی دینا قبول نہیں کرتے ۔ گزشتہ سالوں میں اس کا ریٹ 112 روپے '120 روپے اور 130 روپے تک رہا جبکہ درآمدی گندم دو سو روپے فی من ہمیں کراچی میں پہنچی ۔ یہ اربوں روپے کا فرق اگر غریب کسانوں کو ادا کر دیا جاتا یا

ان کی گندم کی قیمت بڑھا دی جاتی تو ہمیں گندم باہر سے درآمد نہ کرنا پڑتی ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ پچھلے دور حکومت میں جو کچھ بھی ہوا یہ ان کے بجٹ میں لفظوں کا ہیر پھیر تھا ۔ حالانکہ زرعی شعبے کو بری طرح سے فراموش کر دیا گیا۔

جناب والا ! اب صنعت کی بھی تھوڑی سی بات ہو جائے ۔ ہمارے دوست یہ کہتے آئے ہیں کہ کوریا نے بہت ترقی کی ہے ' فلاں ملک نے بہت ترقی کی ہے ۔ وہ لوگ اپنے ملک سے مخلص تھے ۔ ان کی نظر بھی تاریخ پر تھی لیکن یہاں پر کیا ہوا ہے؟ صنعتیں تب ترقی کرتی ہیں جب ان کا پروگرام حقیقت پر مبنی ہو ۔ کمزور ٹہنیوں پر بنے ہوئے آشیانے ہمیشہ گر جایا کرتے ہیں۔ کک بیک کے عوض لگی ہوئی صنعتیں کبھی منافع بخش نہیں ہوتیں ۔ ایکویٹی کو نظر انداز کر کے بنکوں کے قرضوں پر صنعتیں لگا کر ہم کبھی صنعت کو ترقی نہیں دے سکتے ۔ ہاں ایک بات ایسی ضرور ہوئی ہے کہ اتفاق گروپ کو بہت ترقی ملی ہے ۔مقامی طور پر بنائی گئی مشینری تحت اربوں روپے باہر کے مالی اداروں نے پاکستان کو دیے لیکن اتفاق گروپ کے لیے مخصوص کر دیا گیا۔ شوگر ملوں کے لیے قرضے 7 فیصد کے حساب سے ملتے تھے اور اسی 20 ارب روپے کو ایل ایم ایم سکیم کے تحت یہ قرضہ نہیں دیا جا سکتا تھا لیکن پچھلے دور میں یہ آرڈر کے طور پر ہوا ۔ یہ کتنے ظلم کی بات ہے کہ مشینری صرف اتفاق گروپ بناتا ہے۔ وہ تمام مالی امداد جو ہمیں باہر کی دنیا سے آئی وہ ایک ہی گروپ کے کام آئی۔ باقی ملک اس سے محروم رہا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو رہا ہے ۔ ختم کیجیے ۔

میجر (ریٹائرڈ) سیف اللہ چیمہ، جناب والا ! میں ایک آدھ منٹ میں اپنی بات مکمل کرنے والا ہوں۔

جناب والا ! بہت رقت آمیز لفظوں میں ایوان کے اس طرف سے بھی اور اس طرف سے بھی لوگوں نے کہا ہے کہ تاج کمپنی اور کوآپریٹو سوسائٹی کے جو متاثرین ہیں ان کی داد رسی کی جائے ۔ ان غریبوں ' یتیموں ' بیواؤں' مسکینوں ' شہیدوں اور ریٹائرڈ ملازمین کی رقمیں واپس دلائی جائیں۔
یہ رقمیں واپس نہیں دی جا سکیں ۔ میں نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو سوسائٹی کی بات کرتا ہوں ۔ انھوں 1
نے جی ٹی روڈ اور بی آر بی نہر کے درمیان اسی لاہور شہر میں 200 ایکڑ رقبہ خریدا جس کی آج بھی قیمت 3 لاکھ روپے فی ایکڑ ہے لیکن اس کی اس وقت رجسٹری 36 لاکھ روپے فی ایکڑ کے حساب سے کروائی گئی۔ میں یہ گزارش ثبوت کے ساتھ کر رہا ہوں ۔ اس کا ریکارڈ آپ رجسٹرار سے دیکھ سکتے ہیں۔ لہذا

جو زمین 36 لاکھ روپے فی ایکڑ کے حساب سے رجسٹری کروائی گئی ہے اس کی قیمت آج بھی 3 لاکھ روپے فی ایکڑ ہے اور 50 سال بعد بھی شاید وہ اس قیمت پر نہ پہنچے۔ اربوں روپے جو یہ کھا گئے ہیں یہ کہاں سے واپس آئے گا۔ یہ انتہائی اہم اور نوٹ کرنے والی باتیں ہیں۔ اگر آپ نے ان سے رقمیں وصول کرنی ہیں تو ان کی اپنی جائیدادوں کو بھی حاصل کرنا ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ ڈاکٹر نور محمد غفاری! ---- اس کے بعد میں اطہر حسن صاحب کو دعوت خطاب دوں گا۔

ڈاکٹر نور محمد غفاری: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر کچھ عرض کرنے کا موقع عطا فرمایا ہے۔ در اصل نمبر تو میرا کل بولنے کا تھا لیکن آج صبح جب سپیکر صاحب نے نام پکارے تو اس میں میرا نام نہیں تھا۔ یہ جناب کا احسان ہے کہ آپ کو میرا نام یاد آ گیا۔ یہ غالباً اس لیے کہ میں آپ کے ضلع سے تعلق رکھتا ہوں اور ہمارا حلقہ بھی ساتھ ساتھ ہے اور ہمارے مسائل بھی ایک جیسے ہیں۔

جناب والا! ایک بات جو سب لوگوں نے کہی ہے اور میں بھی کہہ رہا ہوں کہ سابقہ بجٹ کے مقابلے میں اس بجٹ کے اندر 4 ارب اور 15 کروڑ روپے کی جو کمی کی گئی ہے اس کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی۔ سب لوگوں نے اس پر بحث کی ہے اور شکوہ کیا ہے۔ ہم شکوہ کرنا تو نہیں چاہتے تھے لیکن جب اخراجات بڑھ رہے ہیں، افراط زر میں بھی اضافہ ہو رہا ہے، قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں، تو آپ خود سوچیں کسی بھی گھر کا بجٹ اگر کم کر دیا جائے تو سارے گھر والے شور کرتے ہیں کہ اخراجات کہاں سے پورے ہوں گے۔ لیکن یہ تو پورے صوبہ پنجاب کا مسئلہ ہے جو کہ پاکستان کا 62 فیصد ہے۔ ایجوکیشن میں کمی کی گئی ہے جبکہ کہتے ہیں کہ علم روشنی ہے، نور ہے اور اس سے ہی ہدایت آتی ہے اور اس سے آدمی کی اصلاح ہوتی ہے اور آدمی ترقی کرتا ہے۔ اس مد میں سابقہ بجٹ میں 310 کروڑ روپے رکھے گئے تھے۔ جبکہ اب 151 کروڑ روپے ہیں۔ تقریباً آدھا بجٹ اس میں کم کر دیا گیا ہے۔ اس سے سکولوں کی عمارتیں کیسے تعمیر ہوں گی؟ جناب والا! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ میرا اور آپ کا ضلع ایک ہی ہے۔ وہاں پر ایک ایک کمرے کے سکول ہیں۔ سکول ایسے بھی ہیں کہ اس کے کمرے کی چھت بھی نہیں، سکول ایسے بھی ہیں جہاں پر سکول نام کی کوئی عمارت نہیں اور سکول ٹیچر بے چارہ تپش اور دھوپ میں لڑکوں کو بیٹھ کر پڑھا رہا ہوتا ہے یا سردی میں وہ ٹھٹھرتے ہوئے

لڑکوں کو پڑھا رہا ہوتا ہے۔ اس کے لیے کوئی اخراجات نہیں کہ جس سے سکول تعمیر ہوں گے۔ اس کے لیے کوئی عمارت نہیں بنائی جائے گی۔ سکولوں میں عملہ نہیں اور بعض سکول ایسے بھی ہیں کہ جن میں عملہ تو ہے لیکن انہیں تین تین ماہ تک تنخواہیں نہیں ملتیں۔ توان حالات میں ایجوکیشن میں بجٹ کا کم کرنا کسی طرح بھی عقل مندی کی بات معلوم نہیں ہوتی۔ اس طرح خوش آئند پہلو جو میرے ذہن میں آتے ہیں جن کی میں تعریف کروں گا کہ اگر ایسی بات ہے تو سادگی کو اپنانا ہے اور اخراجات کو کم کرنا ہے تو وہ آخر کہاں تک کم ہوں گے۔ سکول اتنے ہی ہیں' سٹاف اتنا ہی ہے اور تنخواہیں اس طرح سے دینا ہوں گی تو کہاں سے ان کو پورا کیا جائے گا؟

جناب والا! دوسری بات آپ زراعت کے بارے میں کہتے ہیں کہ پاکستان میں یہ 80 فیصد آبادی ہے جو کہ اب 70 فیصد ہو کر رہ گئی ہے۔ یہ آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے۔ دیہاتوں میں سارے لوگ زراعت پیشہ ہیں۔ زراعت پر جو سابقہ بجٹ تھا اس میں بھی 50 کروڑ روپے کی کمی کر دی گئی ہے۔ کسان بے چارے کی جو غربت ہے' مفلوک الحال ہے اور اس کی جو حالت زار ہے اس کو کیسے ٹھیک کیا جائے گا؟ کیا ہم چاہتے ہیں کہ وہ بے چارہ اسی طرح غریب رہے' وہ اسی طرح پستا رہے' یہی بات ہے کہ پاکستان کی سیاست اور اس کی بنیاد غریب کسان ہے اور اس بے چارے کو کوئی نہیں پوچھتا۔ اس سے ہم سارے لوگ ووٹ تو لے کر آگئے ہیں۔ ہم انہی کے ووٹوں سے تو اسمبلی میں پہنچتے ہیں مگر اس کے لیے کوئی آدمی بھی کچھ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ صرف نعرے ہوتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس وقت پنجاب کا جو بجٹ بنا ہے اس کے اندر کم از کم اس غریب طبقے کے لیے جو کہ پاکستان کو روٹی دیتا ہے کچھ نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس کے اخراجات کو' اس کو جو ہم نے سہولتیں دینی ہیں ان کو کم کر دیا گیا ہے۔

جناب والا! اس طرح سے صحت کا معاملہ ہے اس کے اندر بھی کمی کی گئی ہے۔ لیکن دکھ بھری بات یہ ہے کہ غالباً صحت کے لیے تو ہم نے سوچا ہی نہیں' جو لوگ امیر ہیں وہ تو امریکہ اور یورپ چلے جائیں گے اور وہاں سے علاج کروا کے واپس آ جائیں گے۔ لیکن جو غریب ہے وہ بے چارہ مرتا رہے' دکھتا رہے' اس بے چارے کو اپنے گھر سے شہر تک جانے کے لیے بھی کوئی رقم میسر نہیں۔ اس کے پاس کوئی دوائی نہیں۔ وہ تو پہنچنے سے پہلے ہی دم توڑ دیتا ہے۔ جناب والا! اسی طرح سے باقی جو سیکٹر ہیں ان سب کے اندر بھی یہی کچھ کیا گیا ہے اور سب کے اندر کمی کی گئی ہے۔ جب ہم کسان کی بات کرتے ہیں تو اس کی آبپاشی کی بات آتی ہے اس کے کھیتوں کو پانی ملے۔ لیکن یہاں

پر یہ حال ہے کہ ہمارے علاقے کے ایک سابق ایم پی اے تھے ۔ میرے حلقے سے ان کا تعلق تو نہیں تھا لیکن وہ میرے ضلع کے ضرور تھے ۔ مخالف ان کا پانی تک بند کر لیتے تھے کہ جہاں پر ان کے علاقے کو پانی جاتا ہے اس کا پانی تک روک لیتے تھے ۔ جب پنجاب اسمبلی کے معزز اراکین کا یہ حال ہو گا تو باقی لوگوں کے لیے ہم ان سے کیا توقع کریں گے کہ وہ ان کے لیے سوچیں گے اور ان کی خبرگیری کریں گے ۔ اس طرح آبپاشی کے ضمن میں یہ جو سکارپ کے ٹیوب ویل ہیں یہ بے کار پڑے ہیں اور جتنے بھی ہم نے دیکھے ہیں اس پر کوئی کام نہیں ہو رہا۔ لیکن اخراجات اٹھ رہے ہیں اور اس پر خرچ ہو رہا ہے اور سکارپ کا ٹیوب ویل ایک ایسا سفید ہاتھی ہے جس سے کسی بھی طرح کا کوئی فائدہ نہیں ہو رہا۔ یہ میری ذاتی فکر ہے کہ اس بجٹ کے اندر غریب کے لیے کوئی فنڈ نہیں رکھا گیا۔ بیوائیں اپنے بچوں کو کیسے پڑھائیں ۔ ان کے لیے کوئی حصہ نہیں ہے ۔ کیا یہ کچھ روائتی باتیں نہیں ہیں کہ جو بھی سپیکر آئے اس قسم کی باتیں کرتے رہیں۔ یہ نہایت دردمندی کی بات ہے کہ ایک غریب طبقہ جس کے ووٹوں سے ہم جیت کر آتے ہیں ان کا کوئی حصہ نہیں یا بجٹ میں ایسی کوئی provision نہیں کہ ان غریبوں کو بھی کچھ دیا جائے ۔ اس کا کوئی استعمال ہوتا یا اس کا کوئی حصہ ہوتا تو شاید مجھے یہ بار بار نہ کہنا پڑتا لیکن نہایت افسوس سے یہ بات کی جاتی ہے کہ وہ طبقہ جو کہ ہمیں عزت دیتا ہے جس کے ووٹ سے ہم اس ایوان میں پہنچتے ہیں ان کے لیے بجٹ میں کوئی حصہ نہیں ہے ۔یہ تھیں چند باتیں جو کہ میں عرض کرنی چاہتا تھا۔ اس کے اندر کچھ اچھی باتیں بھی ہیں ۔ میں اختلاف برائے اختلاف نہیں کر رہا۔ دو تین پوائنٹ ہیں جن کی میں تعریف کروں گا کہ بجٹ میں جو Self Employment Scheme دی گئی ہے یہ سکیم بہت اچھی ہے لیکن اس میں میرے لیے ایک چیز قابل اعتراض ہے کہ اس میں سات فیصد جو مارپ کا نام دے دیا گیا ہے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ یہ سود ہے جو غریبوں کو کچھ دینا نہیں ہے تو ان بے چاروں سے لینا کیا ہے ۔ اگر اس کو معاف کر دیا جائے تو میرا خیال ہے ان کے لیے اقتصادی طور پر اور دینی طور پر بھی بہت بڑی بات ہے ۔ اس لیے میں درخواست کروں گا کہ یہ جو سات فیصد مارک اپ کی شرح ہے اس کو ختم کر دیا جائے تو ان کے لیے زیادہ اچھی بات ہو گی ۔ دوسری بات یہ کہ لیبر کے لیے جو تین تین مرلے کے پلاٹ تیار کیے جا رہے ہیں یہ اچھی بات ہے لیکن اس کے ساتھ ایک دکھ بھری بات یہ ہے کہ وہ پنجاب جہاں پر زمیندار کی کوٹھی کے بارہ بارہ کمرے ہوں اور اس میں بھی وہ خوش نہیں رہتے لیکن پنجاب کے ریلوے شیڈ کے ایک چھوٹے سے کمرے میں جب بارہ بارہ مزدور سوئیں گے تو اس کو آپ کیسے اسلام کی بات کہیں گے ۔ یہ تو نہ اسلام ہے نہ social

justice ہے ۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس غریب طبقے کی فلاح کے لیے بھی زیادہ سے زیادہ کام کیا جائے ۔ آپ ان کو جو رقبہ دے رہے ہیں ان سے اس کی قیمت نہ لی جائے ۔ بلکہ ان کے لیے جو کوارٹرز تعمیر کیے جائیں بہتر ہے کہ ان کو مالکانہ حقوق بھی دیے جائیں۔ اس کے بعد مقامی ترقی کی بات اس بجٹ میں کی گئی ہے ۔ یہ اچھی بات ہے لیکن آیا یہ یقین کی بات ہے کہ ہمیں یعنی حزب اختلاف کے ممبران کو بھی پچاس پچاس لاکھ روپے خرچ کرنے کے لیے دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! wind up کیجیے ۔ وقت کم ہے ۔

ڈاکٹر نور محمد غفاری: جی میں wind up کر رہا ہوں ۔ آپ نے کچھ سکیمیں دی ہیں ۔ میں نے یہ جو بڑی کتاب پڑھی ہے ۔ یہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ایک عجیب بات آئی ہے کہ اس کے صفحہ نمبر 77 سیریل نمبر 497 پر لکھا ہے کہ ضلع بہاولنگر میں جو ایک عوامی نہر تعمیر ہو رہی ہے جس کے لیے 330 کروڑ روپیہ صرف کیا گیا ہے اس کے متعلق لکھا ہے کہ 92-1991ء میں اس پر 163 کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا ہے ۔ اور ساتھ ہی لکھا گیا ہے کہ وہ نہر 78 فیصد تیار بھی ہو چکی ہے ۔ جبکہ میں خود جانتا ہوں کہ وہاں پر کچھ بھی نہیں ہوا اور وہاں پر کوئی نہر تعمیر نہیں ہوئی ۔

جناب ارشد عمران سلہری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس ایوان کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہاؤس میں ریاض فتیانہ صاحب وزیر ہیں وہ بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ ممبران ان سے کام لے رہے ہیں ۔ تقریر یا بجٹ کی طرف ممبران کوئی توجہ نہیں دے رہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں یہ پوائنٹ آف آرڈر valid ہے وزراء صاحبان کو یہاں درخواستوں کی بجائے ممبران کو تقریر سننے کا موقع دیں ۔ جی ڈاکٹر صاحب !

جناب ریاض فتیانہ: Point of personal explanation جناب والا! میں درخواستوں کے ساتھ ساتھ اپنے فاضل ارکان سے بجٹ پر مشورہ بھی کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ذرا wind up کیجیے۔

ڈاکٹر نور محمد غفاری: نمبر 2 پر یہ جو آپ نے رورل واٹر سپلائی سکیم رکھی ہے۔ اس پر میرے حلقہ نیابت میں کوئی بیس فی صد کام ہو گیا ہے اور 1994ء میں سو فی صد کام ہو گا۔ حالانکہ وہاں پر کوئی کام بھی نہیں ہے ۔ وہ فنڈ کہاں چلے گئے ؟ روک تو نہیں لیے تھے ؟ یہ میرے حلقے کی چند باتیں ہیں ۔ ان پر سوچنا چاہیئے ۔

جناب سپیکر ! آپ جانتے ہیں کہ میرے علاقے میں ایک سڑک ہے جس پر سارے لوگ سفر کرتے ہیں اور آپ نے بھی اس پر سفر کیا ہو گا۔ اس بے چاری کی حالت یہ ہے کہ یہاں سے جو لوگ جاتے ہیں وہ سب ہمیں طعنے دیتے ہیں۔ اس سڑک کے لیے کوئی فنڈ مخصوص نہیں کیے گئے۔۔ آج تک اس کے لیے کوئی کوشش نہیں کی گئی ۔ میری عرض ہے کہ اس بجٹ میں اس سڑک کے لیے رقم رکھی جائے تو اس علاقے کے لوگوں کی بڑی خدمت ہو گی ۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ House must be in order میاں اظہر حسن ڈار ۔

جناب ارشد عمران سلہری،پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' جناب ارشد عمران سلہری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر ! آپ کی اجازت سے عرض ہے کہ یہاں پر ہمارے معزز اراکین نے گزشتہ دور کے بارے میں بات کی ہے۔ میں آپ کی توجہ آج کے نوائے وقت کی طرف دلانا چاہتا ہوں جس میں یہ لکھا ہے کہ آج مارشل لاء سے بد تر دور ہے ' پولیس افسروں نے جلوس کو مارا پیٹا ہے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری بات سنیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ کس رول کے تابع آپ یہ پوائنٹ آف آرڈر پیش کر رہے ہیں؟ مجھے رول کا حوالہ دیں۔ میری بات سنیں ۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوئے ہیں۔ ایسا کون سا موقع ہے کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر اخبار کا تذکرہ کر رہے ہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری، یہاں پر دوستوں نے سابقہ دور کا تذکرہ کیا۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری بات سنیں ۔ جب آپ تقریر کریں گے تو اس پر بات کرنا ۔ اب آپ تشریف رکھیں ۔ جناب اظہر حسن ڈار!

جناب اظہر حسن ڈار، جناب سپیکر ! میں آپ کا بڑا شکر گزار ہوا کہ آپ نے مجھے معزز ایوان میں بجٹ پر بولنے کا موقع دیا۔ اس وقت اس معزز ایوان میں میرا خیال ہے کہ تاریخ میں یہ پہلا بجٹ ہے کہ جو اس طریقے سے پیش ہوا ہے ۔ پہلے گورنر صاحب نے چار ماہ کے لیے نوٹیفکیشن کیا' پھر ہم نے ضمنی بجٹ پاس کیا' پھر سالانہ بجٹ پیش کیا گیا۔ یہ تاریخ میں اور اسمبلی کی تاریخ میں پہلا بجٹ ہے جس پر تیسری دفعہ ہم بحث کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں جتنی بھی کوتاہیاں ہوئی ہیں۔ یہ

سابقہ حکومت کی وجہ سے ہوئی ہیں۔ سابقہ حکومت ان کوتاہیوں کی موجب ہے ۔ کیونکہ وہ اگر جمہوریت پر اور سیاسی عمل پر اقدامات کرتے تو ہو سکتا ہے کہ یہ حکومت رہتی اور نگران گورنمنٹ نہ بنتی اور اس طرح ہمیں یہ پریشانیاں نہ اٹھانی پڑتیں۔ یہ بجٹ بھی سابقہ حکومت کے افسران نے ہی بنایا ہے ۔ کیونکہ اتنی جلدی یہ بجٹ نہیں بن سکتا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ بھی ان کا ہی دیا ہوا بجٹ ہے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ 1988ء میں بھی ہم اس اعزز ایوان کے ممبر تھے اور اسے سے یہ بجٹ کافی بہتر ہے ۔ کیونکہ اس میں کسی صوبائی رکن کے لیے ڈویلپمنٹ فنڈ نہیں تھا۔ اس میں پھر بھی 50 لاکھ روپے ہر ممبر کے لیے ڈویلپمنٹ بجٹ ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ظفر علی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، ہم ان کے بڑے شکر گزار ہیں کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ بجٹ بھی ہمارے دور کا اور ہمارے افسروں کا بنایا ہوا ہے ۔ انھوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ یہ بجٹ نہ انھوں نے بنایا ہے اور نہ وہ یہ پیش کر رہے ہیں۔ بہتر ہے کہ وہ اپنا بنایا ہوا بجٹ پیش کریں تا کہ ہم پھر اس پر بات کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب ! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ۔ اگر وہ ایک بات کر رہے ہیں تو انھیں حق حاصل ہے کہ وہ بات کریں۔ جب آپ کو موقع ملے گا تو آپ اپنی تقریر میں اس کی تردید کر سکتے ہیں۔ ایسی کوئی provision نہیں ۔ مجھے آپ وہ provision بتائیں۔ آپ پڑھیں، کس کے تابع آپ یہ پوائنٹ آف آرڈر پیش کر رہے ہیں؟

SYED ZAFAR ALI SHAH: (on point of order). Sir , today the business of the Assembly is Budget and my learned friend is not talking about the budget I quote the following rule:

> 184(1) A point of order shall relate to the interpretation or enforcement of these rules or such Articles of the Constitutionas regulate the business of the Assembly

MR DEPUTY SPEAKER: I rule it out

میاں اظہر حسن ڈار، جناب سپیکر ! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہ بجٹ ان کی انتظامیہ کے ذریعہ آیا ہے ۔ جب نئی حکومت آئی ہے تو اس کو موقع نہیں ملا کہ وہ اس بجٹ کو بیٹھ کر بناتے ۔ اگر نئی حکومت

بجٹ تیار کرتی تو یہ بجٹ اس ماہ پاس نہ ہو سکتا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ان بجٹوں سے اچھا بجٹ ہے کیونکہ اس میں کافی چیزیں ہیں جو پچھلے بجٹوں میں نہیں ہوتی تھیں۔ ڈویلپمنٹ فنڈ ہیں' ایجوکیشن ہے ' ہیلتھ ہے اور میں اس طرح وضاحت کرتا ہوں کہ انھوں نے مختلف طریقے سے تنقید کی ہے۔ انھوں نے جمہوریت کی بات کی ہے اور ساتھ ساتھ یہ کہتے ہیں کہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ہمارا محسن ہے۔ تو ان کا محسن چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ہو گا تو یہ مارشل لا کی پیداوار ہیں اور مارشل لاء کوئی قانون نہیں ہے۔ تو پھر یہ قانون کی کس طرح رکھوالی کرتے۔ ان کا تو جمہوریت پر کوئی یقین ہی نہیں ہے۔ یہ ایک زندہ ثبوت ہے کہ جب 1990ء میں الیکشن ہوئے تو کس طریقے سے نتیجے باہر نکلے اور کس طریقے سے انھوں نے جمہوریت کو پامال کیا اور اس کے بعد 1993ء میں آج یہ دیکھ لیں اور میں اس فلور پر افواج پاکستان کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنھوں نے ایک غیر جانبدار نگران حکومت کے ساتھ مل کر الیکشن کروایا اور اس کا یہ نتیجہ ہے کہ جو برسر اقتدار تھے وہ آج اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ساری قوم اور دنیا بھر نے دیکھا ہے کہ کس طریقے سے انھوں نے 1990ء میں جمہوریت کا قلع قمع کیا تھا اور کس طریقے سے انھوں نے الیکشن کو پامال کیا تھا۔ آج 1993ء میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سابقہ حکومت کا جمہوریت پر کوئی یقین نہیں تھا۔ جس طریقے سے انھوں نے حکومت کی ہے کہ وہاں قانون نہ تھا۔ انھوں نے پیدا کیا ہے تو مافیا کو پیدا کیا ہے۔ انھوں نے پیدا کیا ہے تو جبر پیدا کیا ہے۔ انھوں اپنے دور حکومت میں وہ ناسور پیدا کیے تھے اور آج یہ بات کرتے ہیں۔ 1977ء کے بعد آج پاکستان پیپلز پارٹی کا مسلم لیگ سے alliance ہو کہ آج ہم اس فلور پر آتے ہیں۔ اس لیے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ تمام کوتاہیاں سابقہ حکومت کی ہیں۔ ہماری شراکت اس میں رتی بھر بھی نہیں۔ انھوں نے جس طریقے سے باتیں کی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے اتنے اتنے گھناؤنے کام کیے ہیں۔ مجارو گاڑیاں تک جو تھیں کافی معزز ممبران جو بزنس میں پڑ گئے تھے بلوچستان سے یہاں آ کے چوری کی گاڑی بک رہی ہیں۔ اس کی انکوائری کروائی جائے تاکہ پتا چلے کہ کون سے آدمی تھے جو یہاں مجارو کا کام کرتے رہے ہیں۔ اس انکوائری میں اگر ہمیں بھی شامل کیا جائے تو ہم بتا سکیں گے کہ کون کون سے ممبران تھے۔ اتنا ظلم تھا کہ کوئی ان کی ہدایت کے بغیر ایم این اے ہو یا ایم پی اے سابقہ گورنمنٹ کی ہدایت کے بغیر اپنے حلقے میں نہیں جاسکتا تھا۔ یہ عوام کی بات کرتے ہیں۔ یہ مزدور کی بات کرتے ہیں۔ یہ کاشت کار کی بات کرتے ہیں۔ یہ تو اس طرح کی بات ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ انھوں نے 10 سال میں کون سے مزدوروں اور کسانوں کے لیے کام

کیا ہے؟ انھوں نے اپنے دور میں کون سے چھوٹے کاشتکاروں کی سہولتوں کے لیے ڈیزل میں رعایت کی ہے؟ بجلی کا ریٹ کم کیا ہے بلکہ انھوں نے ہر وقت اپنی بالا دستی اور اپنے سرمایے کو بڑھانے کے لیے ہمیشہ وہ کام کیے ہیں جس سے ان کو فائدہ پہنچتا ہو۔ پیلی ٹیکسی کا بڑا چرچا ہے۔ اگر دیانت داری کے ساتھ اس سکیم کو چلایا جاتا تو یہ بہت اچھی سکیم تھی۔ لیکن اس سے غرباء کو اور بے روزگاروں کو تو 10 فیصد فائدہ ہوا 90 فی صد سرمایہ داروں نے مختلف ناموں سے گاڑیاں لے کر اپنی فیکٹریوں میں ان کا 10 لاکھ 20 لاکھ کا خرچہ ڈال کے انکم ٹیکس کی بھی بچت کی۔ اس سکیم میں بھی اگر فائدہ ہوا ہے تو سرمایہ دار کو فائدہ ہوا ہے، کسی غریب آدمی کو فائدہ نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ،ریاض فتیانہ صاحب! آپ ذرا اس کام کو بند کر دیں تو مہربانی ہو گی۔ ہاں جی! جاری رکھیے۔

میاں اظہر حسن ڈار ، جس طرح انھوں نے پنجاب میں پولیس مقابلے کرانے اور انھوں نے اتنی قتل و غارت کروائی اس کا نتیجہ بھی یہ نکلا کہ انھوں نے ہی اپنا اتنا اچھا لیڈر قتل کروایا۔ انھوں نے ملو کہ قبیلے کے سردار کو پولیس مقابلے میں قتل کروایا تو انھوں نے الیکشن میں جناب وائیں صاحب کو بھی قتل کیا۔ ان کی اتنی غلط پالیسیاں تھیں جس کو یہ سمجھتے تھے کہ یہ ہماری انا کے خلاف جا رہا ہے تو انھوں نے اس کو پولیس مقابلہ میں قتل کروا دیا۔

جناب سپیکر ! میں چاہوں گا کہ جتنے بھی پولیس مقابلے ہوئے ہیں ان کی انکوائری کی جائے تاکہ پتا چلے کہ آدمیوں کو قتل کرانے کے ان کے عزائم کیا تھے؟ سوائے غنڈہ گردی کے، سوائے ایک تشدد کے ان کے پاس کوئی ایسا لائحہ عمل نہیں تھا کہ حکومت میں آ سکتے۔ انھوں نے پچھے جس طریقے سے بھی حکومت کی ہے اور آج یہ ہر طریقے سے کہتے ہیں کہ اس ملک میں غربت آ گئی ہے، اس ملک میں بے روزگاری آ گئی ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ انھوں نے کونسی سکیم دی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈار صاحب ! آپ اب wind up کیجیے۔

میاں اظہر حسن ڈار، جناب سپیکر ! ابھی تو میرا کافی ٹائم تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے ٹائم لکھا ہوتا ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر کا ٹائم میں بیچ میں سے منہا کر دیتا ہوں لیکن آپ اصل میں تقریر کی روانی میں ہیں۔ اس لیے آپ کو احساس نہیں ہو رہا۔

میاں اظہر حسن ڈار ، جناب سپیکر! میں تو یہی عرض کروں گا کہ سابقہ گورنمنٹ کے بارے میں موجودہ

اپوزیشن لیڈر نے جس طریقے سے تقریر کی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ صرف ایک سستی شہرت سیاسی طور پر حاصل کرنے کے لیے کی ہے۔ کیونکہ اگر وہ چاہتے تو وہ اپنے دور حکومت میں جو کہ بڑے مطلق العنان تھے اور اپنے وقت کے شہنشاہ تھے وہ کر سکتے تھے۔ لیکن انھوں نے وہ باتیں نہیں کیں۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے یہ باتیں صرف اپنی سیاسی اور جھوٹی شہرت کے لیے کی ہیں۔ ان پر سیاسی عمل کے دور میں دیکھ لیں کہ جب-----

شیخ محمد انور سعید، پوائنٹ آف انفارمیشن

جناب ڈپٹی سپیکر، کس بات پر؟

شیخ محمد انور سعید، جناب والا! میں نے پوائنٹ آف انفارمیشن کیا ہے

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف انفارمیشن آپ کس رول کے تابع کر رہے ہیں؛ رولز آف پروسیجر میں کوئی پوائنٹ آف انفارمیشن نہیں ہوتا۔

شیخ محمد انور سعید، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر سکتے ہیں۔

شیخ محمد انور سعید، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ معزز ممبر نے اپنی پوری تقریر میں بجٹ کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی بلکہ سابقہ حکومت کی پالیسیوں کے بارے میں فرمایا ہے۔ میں پوائنٹ آف انفارمیشن پر اس لحاظ سے بات کر رہا تھا کہ شاید میری معلومات کے مطابق آپ بھی اس سابقہ حکومت میں شامل تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں!

شیخ محمد انور سعید، جناب والا! یہ الزامات جو عائد کیے جا رہے ہیں اس سلسلے میں، میں جناب سپیکر سے پوچھ سکتا ہوں -----

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ تشریف رکھیے۔

شیخ محمد انور سعید، جناب والا! یہ پوائنٹ آف انفارمیشن تو بنتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں یہ کچھ بھی نہیں بنتا۔ تشریف رکھیں۔ جی

میاں اظہر حسن ڈار، جناب سپیکر! میں اپنی تقریر میں ہر لحاظ سے ہر issue پر بات کر سکتا ہوں

کیونکہ یہ بجٹ تقریر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈار صاحب! میری بات سنیں۔ آپ جواب نہ دیا کریں۔ اگر کوئی فاضل رکن بات کرتا ہے تو آپ کا حق نہیں کہ اس کا جواب دیں۔ میں نے فیصلہ کر دیا ہے۔ اب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

میاں اظہر حسن ڈار، ٹھیک ہے۔ ان کی دوسری بات یہ ہے کہ جو ان کی اپنی بات ہے اور ان کا سیاسی عمل ہے کہ جب مار پڑنے کا وقت آیا جب جدو جہد کا وقت آیا یا روپیہ خرچ کرنے کا وقت آیا تو ہمارے بھائی پرویز الٰہی کو انھوں نے لیڈر بنا لیا۔ جب کھانے کا وقت آیا تو دونوں بھائیوں نے آپس میں تقسیم کر لیا۔ تاکہ شہرت ملے اور اخبارات میں فوٹو آئیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی حکومت اس طریقے سے تھی کہ "انا ونڈے شیرینیاں بھوں چوں کہ اپنیاں نوں" اتے وی آپ تے تھلے وی آپ" شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بڑی مہربانی۔ شکریہ! عمران مسعود صاحب!

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں بجٹ پر کچھ بات کر سکوں۔ مجھ سے پہلے بے شمار لوگوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ میں کوشش کروں گا کہ میں repetition میں نہ جاؤں۔ صرف دو باتوں کا میں یہاں ضرور جواب دینا چاہوں گا۔ مجھ سے پہلے میرے فاضل دوست نے یہاں کوآپریٹو کی بات کی۔ ان کے سوال کے بارے میں میں یہ جواب دینا چاہوں گا کہ وہ Loan Commission کی رپورٹ پڑھیں۔ اس میں واضح طور پر ان کے سوالات کا جواب مل جائے گا۔ جہاں تک کوآپریٹو کی ادائیگی کی بات ہے۔ ہم نے ہمیشہ ہر بار یہی کہا ہے کہ Liquidation Board کو چاہیے کہ وہ لوگوں کے جتنے بھی arrears ہیں۔ جتنی بھی payments ہیں ان کو پوری کر دے دیں۔ اس کے بعد میں یہاں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ کئی دنوں سے میں white paper پڑھ رہا ہوں۔ بجٹ کی جو ڈیڈز ہیں وہ میں نے پڑھی ہیں۔ اور اے ڈی پی میں جو پیسوں کی allocation کی گئی ہے اسے بھی میں نے بار بار پڑھا۔ لیکن جب بھی پڑھا ہمیشہ یہی نظر آیا کہ یہ جو بجٹ ہے۔ یہ وٹو صاحب کی ظالمانہ پالیسی، ان کی victimization اور ان کی favouritism کا شکار یہ بجٹ ہے۔ اس میں ہمارے اپوزیشن ارکان کے حلقوں کو victimise کیا گیا ہے۔ اس کی میں آپ کو بے شمار مثالیں دے سکتا ہوں۔ جس میں farm to market roads کے

لیے جو 58 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے اس میں میرے حلقے کے لیے ایک بھی پیسہ نہیں رکھا گیا۔ اس طرح بے شمار ایسے محکمہ جات ہیں جن کے لیے پیسہ allocate کیا گیا ہے لیکن ہمارے کسی بھی ممبر کو اس ضمن میں پیسہ نہیں دیا گیا۔ میں آپ کی توجہ اس بات پر ضرور دلانا چاہوں گا کہ میرا تعلق گجرات ضلع سے ہے ۔ گجرات ضلع کا نام سیاست میں یا تجارت میں یا بزنس میں ہمیشہ صف اول میں رہا ہے ۔ گجرات ضلع میں ایشیا میں برتن سازی اور پنکھا سازی کا محکمہ ہے اور بے شمار ریونیو گجرات ضلع سے اکٹھا کیا جاتا ہے ۔ لیکن پچھلے دور میں "پچھلے دور سے میری مراد وٹو صاحب کے دور حکومت سے ہے تو جس انداز میں انھوں نے ہمارے ضلع کو victimise کیا اس کی مثال آپ کو تاریخ میں نہیں ملے گی ۔ یہ باتیں حقیقت ہیں ۔ ہم نے گجرات ضلع کو ڈویژن بنانے کا مطالبہ یہاں پیش کیا لیکن انھوں نے اس کے جواب میں منڈی بہاوء الدین کو ہمارے ضلع سے علیحدہ کر کے اس کو ایک independent ضلع قرار دے دیا۔ اسی طرح منڈی بہاؤالدین کے ضلع کی مثال کے ساتھ ساتھ بے شمار اضلاع کا انھوں نے اپنے دور حکومت میں نوٹیفکیشن کیا۔ لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک ضلع کا جب نوٹیفکیشن ہوتا ہے تو اس کے لیے 22 کروڑ روپے allocate کرنے پڑتے ہیں ۔ لہذا میری اطلاع کے مطابق ان کے دور میں بارہ یا تیرہ اضلاع notify ہوئے ہیں۔ ان اضلاع کو نوٹیفکیشن کے ذریعے پیسہ دیا گیا ہے ۔ اور آج اگر ہم یہاں deficit کو face کر رہے ہیں یا ہم اس بجٹ کی مشکلات کو face کر رہے ہیں تو وہ ان کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ہم یہ مشکلات face کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ہمارے ضلع میں تھانہ سرائے عالمگیر جو کہ ہمارے ہی ضلع کا ایک حصہ تھا اسے بھی ہمارے ضلع سے توڑ کر جہلم کے ساتھ لگا دیا گیا۔ جناب والا ! یہ پرانے دور کی ساری باتیں ہیں جو کہ آج ہمیں face کرنا پڑ رہی ہیں۔ پھالیہ جو ہمارے ضلع کا سب سے بڑا ریونیو ضلع کونسل کو دیتا تھا اسے علیحدہ کر کے منڈی بہاؤالدین کے ساتھ ملا دیا گیا ہے ۔ تھانہ سرائے عالمگیر کو جہلم کے ساتھ ملا دیا گیا ہے۔ اس کے بعد دوسرے حلقے یعنی جلال پور جٹاں کے حلقے کی ٹانڈہ یونین کونسل کو اٹھا کر انھوں نے سیالکوٹ کے ساتھ لگا دیا ۔ میرے حلقے کے بے شمار گاؤں کو میرے حلقے سے علیحدہ کر کے تحصیل وزیرآباد کے ساتھ لگا دیا ۔

جناب والا ! ہمیں ہمیشہ ہر دور میں victimise کیا گیا ہے ۔ جتنی بھی ہماری سکیمیں تھیں ان کو سبوتاژ کیا گیا اور ان کے سارے فنڈز رکوا دیے گئے تھے ۔ 1990ء میں جب میں منتخب ہو کر آیا تو میں نے اپنے شہر گجرات کے لیے بے شمار ایسی سکیمیں شروع کروائیں جو کہ ہیلتھ اور سی اینڈ ڈبلیو

کے ماتحت آتی تھیں لیکن ان کو روکا گیا۔ جتنے بھی فنڈز تھے وہ رکوا دیے گئے ۔ تاکہ وہاں پر کسی قسم کی کوئی تعمیر و ترقی نہ کی جا سکے ۔ میں یہاں وٹو صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ گجرات ضلع سے تعلق صرف چودھری شجاعت یا چودھری پرویز الٰہی کا نہیں بلکہ وہاں بے شمار لاکھوں افراد ایسے بستے ہیں جن کا یہ آئینی حق ہے ۔ کہ ان کو اپنے حلقے کی ترقی ، پانی ، بجلی اور سوئی گیس جیسی basic amenities فراہم کی جائیں۔ ہم نے اپنے علاقے میں ایئر پورٹ منظور کروایا تھا لیکن وٹو صاحب نے ہمارے ایئر پورٹ کے پیسے سنٹرل گورنمنٹ سے مل ملا کر divert کروا دیے ۔ تعمیر وطن کے جتنے ہمارے پیسے تھے ان کو جان بوجھ کر رکوا کر lapse کروا دیا گیا۔ تاکہ وہاں پر کوئی بھی کسی قسم کی تعمیرو ترقی کا کام پورا نہ کیا جا سکے ۔ جناب والا ! میری یہی گزارش ہے کہ ہمیں roads and bridges کی مد میں اور ہیلتھ کی مد میں اتنے فنڈز دیے جائیں تاکہ ہماری جتنی بھی on-going schemes ہیں ان کو پورا کیا جا سکے ۔ on - going schemes میں as a token میرے حلقے کے لیے پیسہ رکھا گیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ پیسے پورے نہیں کیے جا سکتے ۔ 1993-94 ء کے بجٹ کے لحاظ سے بھی وہ پیسے پورے نہیں کیے جا سکتے ۔ لہذا میری یہی استدعا ہے کہ میرے حلقے کو ہمیشہ نظر انداز کیا گیا ہے ۔ اس کی victimisation ہوئی ہے اور میں protest کروں گا اور request کروں گا ۔ فنانس منسٹر صاحب سے اور لاءمنسٹر صاحب سے کہ وہ میرے حلقے کے لیے فنڈز مہیا کریں تاکہ میرے حلقے کے لوگوں کا جو آئینی حق ہے وہ ان کو فراہم کیا جا سکے ۔ اس سیاسی victimisation کے بعد تھوڑا سا یہاں اس بات کا ضرور ذکر کروں گا کہ ہمارے ضلع کو جس طریقے سے توڑا گیا ہے وہ ساری دنیا جانتی ہے ۔ اس کے بعد جو سب سے بڑی humliation کی بات ہے کہ ہمارے حلقے سے وزیر مملکت برائے کامرس احمد مختار صاحب جو کہ وہاں سے منتخب ہوئے ہیں۔ جب ان کا جشن منایا گیا اور ہمارے گھروں کے سامنے فائرنگ کی گئی تو ہم نے یہاں ہاؤس میں آ کر آواز اٹھائی ۔ ہم نے اپنی تحریک استحقاق پیش کی لیکن اس کی بھی کوئی شنوائی نہیں ہوئی اس سے بڑا مذاق ہمارے حلقے والوں کے ساتھ یہ ہوا کہ PEFMA جو کہ Pakistan Electric Fan Manufecturing Association ہے جو کہ پورے پاکستان کو represent کرتی ہے ۔ اس کے صدر کا تعلق گجرات سے ہے ۔ ان کا ایک وفد وزیرمملکت جناب مختار صاحب کے پاس گیا۔ انھوں نے اپنے Ball Bearings کی ڈیوٹی کا مسئلہ ان کی خدمت میں پیش کیا لیکن انھوں نے بھی اپنے ہی ساتھیوں کو دوبارہ victimise کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک قومی مسئلہ تھا اس کو نہ سنا اور ان کو یہ کہہ کر باہر نکال دیا کہ چونکہ تمہارا تعلق مسلم لیگ سے ہے لہذا میں تمہارا یہ

کام نہیں کروں گا۔ جناب والا ! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ پنکھا بنانے والے لوگ ہمارے تاجر بھائی ذاتی کام نہیں لے کر گئے تھے۔ وہ ان کے پاس ایک قومی مفاد کا کام لے کر گئے تھے۔ وہ ان سے ایک قومی فرض discuss کرنے گئے تھے لیکن ان کو بھی نظر انداز کیا گیا۔

اس کے بعد جو سب سے بڑا مذاق میرے حلقے کے ساتھ کیا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ جو میرے opponents جو مجھ سے ہارے ہیں۔ یعنی مشتاق پگانوالہ صاحب ' وہ آج بھی وہاں دندناتے پھر رہے ہیں۔ انھوں نے اپنی ہار کو ابھی تک تسلیم نہیں کیا۔ ابھی مجھ سے پہلے ڈار صاحب نے فرمایا کہ یہاں بڑے شفاف الیکشن ہوئے ہیں۔ انھی کی پارٹی کے ہیں۔ انھیں وہ سمجھائیں کہ وہ اپنی ہار کو تسلیم کریں۔ وہاں کے وزیرمملکت کے کہنے پر ان کو وہاں ایڈمنسٹریٹر بنا دیا گیا ہے۔ میں لاءمنسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں اور جتنے بھی یہاں متعلقہ آدمی ہیں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کو کس رول کے تحت ' بذریعہ notification وہاں ایڈمنسٹریٹر بنایا گیا ہے کہ وہ سارے ڈیپارٹمنٹس میں جاتے ہیں۔ اسے ڈی ایل جی کے پاس ' ڈی ایچ او کے پاس ' ایم ایس کے پاس ' وہاں جا کر وہ سرکاری کاغذات کی ڈیمانڈ کرتے ہیں۔ جناب والا ! اس چیز کا آپ نوٹس لیں کہ یہ حق صرف سرکاری آدمیوں کو ہونا چاہیے چونکہ ہم نے نہیں چاہتے کہ کسی قسم کے ریکارڈ کی tampering کی جائے۔ لہذا آپ اس بات کا نوٹس فرمائیں۔

اس کے بعد میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا اور یہی گزارش کروں گا کہ جتنی بھی سکیمیں میں نے 1990ء میں دی تھیں۔ ان کے لیے میں ڈیمانڈ کروں گا کہ میرے حلقہ کو اتنا فنڈ دیا جائے تا کہ ان تمام کو احسن طریقہ سے پورا کیا جا سکے۔ بہت شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر : جانسن مائیکل صاحب!

جناب جانسن مائیکل : شکریہ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں حکومت پنجاب کو ایک متوازن اور ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ یہ بجٹ پنجاب کی ترقی کے لیے نئے مواقع پیدا کرے گا اور پنجاب ترقی کی نئی راہ پر گامزن ہو گا۔

جناب سپیکر! یوں تو بجٹ میں بہت سی چیزوں کا خیال رکھا گیا ہے۔ لیکن ایک اچھی چیز جو اس بجٹ میں پیش کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ممبران کے لیے پچھلے سال سے زیادہ اس بجٹ میں رقم رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر! ہمارا حلقہ چونکہ پورا پنجاب ہے۔ آپ تو ایک حلقے سے الیکشن لڑ کر آتے ہیں اور ہم 240 حلقوں سے الیکشن لڑ کر آتے ہیں اور ہمارا بجٹ ایک عام ممبر کے برابر رکھا گیا ہے۔ ہم قائد ایوان سے اس بات کی گزارش کرتے ہیں کہ ہمارے لیے بجٹ میں زیادہ رقم رکھی جائے تاکہ ہم اپنے حلقہ میں بہتر طور پر لوگوں کی خدمت کر سکیں اور ان کے لیے وسائل پیدا کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حکومت سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ پنجاب میں حلقہ بندی کرائے۔ کیونکہ پورے پنجاب میں الیکشن لڑنا آپ سمجھتے ہیں کہ کتنا مشکل ہے اور پورے پنجاب میں ہم کس طریق سے ان کے ساتھ رابطہ رکھ سکتے ہیں۔ اس لیے میں اس بات کا مطالبہ کرتا ہوں کہ حلقہ بندی کی جائے تاکہ ہم لوگوں کے ساتھ رابطہ رکھ سکیں اور ان کی بہتر خدمت کر سکیں۔

جناب سپیکر! آج میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے ایک اور مطالبہ کرنا چاہتا ہوں کہ صوبائی محکموں میں اقلیتوں کے لیے تمام محکموں میں ملازمتوں میں برابر کا کوٹہ رکھا جائے کیونکہ جہاں پر اکثریت بیروزگاری کا شکار ہے وہاں پر اقلیتوں کا اس سے بھی زیادہ برا حال ہے۔ پچھلے دور میں جب وائیں صاحب نے ایم پی ایز کو پی ٹی سی کی سیٹوں پہ ملازمتوں میں حصہ دیا تو اقلیتوں کے کسی بھی ایم پی اے کو اس میں حصہ نہیں دیا گیا۔ میں نے ضلع فیصل آباد میں اپنے اثرو رسوخ سے یا اپنی محنت سے سترہ سیٹیں حاصل کیں۔ لیکن پورے پنجاب میں کسی بھی محکمے میں اقلیت کو کوئی بھی حصہ آج تک نہیں دیا گیا۔ میرا آپ سے مطالبہ ہے کہ اقلیتوں کے لیے تمام صوبائی محکموں میں ملازمتوں کے زیادہ مواقع فراہم کیے جائیں

جناب سپیکر! قائد ایوان نے اپنی تقریر میں بے گھر لوگوں کے لیے یہ خوشخبری فرمائی تھی کہ ان کو مالکانہ حقوق دیے جائیں گے اور ان کے لیے رہائشی سکیمیں تیار کی جائیں گی۔ میری گزارش ہے کہ تمام رہائشی سکیموں میں اقلیتوں کے لیے برابر کا کوٹہ رکھا جائے تاکہ وہ بھی اسی سہولت سے فائدہ اٹھا سکیں۔

جناب سپیکر! آج کل میڈیکل کالج کی سیٹوں کے بارے میں ایک شور برپا ہے۔ میں اس ایوان میں اپنا ایک اور مطالبہ پیش کرنا چاہتا ہوں اور ان کی آواز میں اپنی آواز شامل کرنا چاہتا ہوں۔ میڈیکل کالجوں میں کوٹہ سسٹم کے تحت ترقی پذیر علاقوں کے لیے 78 سیٹیں ہیں۔ مسلح افواج کے لیے 14 سیٹیں ہیں۔ ڈاکٹروں کے بچوں کے لیے 21 سیٹیں ہیں۔ فاٹا کے لیے 7 سیٹیں ہیں۔ آزاد کشمیر اور شمالی علاقہ جات کے لیے سیٹیں ہیں۔ معذور افراد کے لیے 12 سیٹیں ہیں دیگر صوبوں کے لیے 14

سیٹیں ہیں۔ غیر ملکی طالبعلموں کے لیے 70 سیٹیں ہیں اوورسیز پاکستانیوں کے لیے 4 سیٹیں ہیں یہ کل ملا کر 248 سیٹیں بنتی ہیں۔ اور کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس میں اقلیتوں کے لیے ایک بھی سیٹ شامل نہیں ہے۔ غیر ملکی طالبعلموں کو تو 70 سیٹیں دے دی گئی ہیں لیکن اپنے ملک میں بسنے والی اقلیتوں کو ایک بھی سیٹ یہاں پر نہیں دی گئی۔ میرے اس مطالبے کو نظر انداز نہ کیا جائے اور اقلیتوں کے لیے کوٹہ رکھا جائے تاکہ ہمارے لوگ بھی ڈاکٹر بن کر ملک و قوم کی خدمت کر سکیں۔

جناب سپیکر! مسیحیوں نے تعلیم میں پاکستان میں جو خدمات سر انجام دی ہیں آپ اس سے بخوبی واقف ہیں۔ پاکستان کا ایک ایک شہری جانتا ہے کہ مسیحیوں نے تعلیم کے میدان میں کس طرح پاکستان کی خدمت کی ہے لیکن ان کے سکول نیشنلائز کر لیے گئے اور اب جو ان سکولوں کا حال ہے وہ آپ دیکھ سکتے ہیں۔ کہ ان کی حالت اتنی خراب ہے۔ بلڈنگیں گر رہی ہیں اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ میرا آپ سے مطالبہ ہے کہ مسیحی تعلیمی ادارے واپس کیے جائیں تاکہ تعلیمی معیار کو بہتر کیا جا سکے اور مسیحی ایک بار پھر تعلیمی خدمت سر انجام دے سکیں۔

جناب سپیکر! چونکہ پورے ملک میں دوبارہ مردم شماری کی ضرورت ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اقلیتوں کے لیے مردم شماری خاص طور پر کرائی جانی چاہیے کیونکہ اس وقت اقلیتوں کی جو تعداد بیان کی جاتی ہے اس سے بہت زیادہ اقلیتوں کی اس ملک میں بستی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مردم شماری کے ذریعے ان کی صحیح تعداد سامنے آئے گی اور پھر ان کے لیے بہتر مواقع، بہتر وسائل پیدا کیے جا سکیں گے۔

جناب سپیکر! قومی اسمبلی میں جب بھی بجٹ پیش کیا جاتا ہے تو اس میں اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لیے علیحدہ رقم رکھی جاتی ہے۔ وہاں پر ہر حلقے کے لیے علیحدہ علیحدہ رقم مختص کی جاتی ہے۔ لیکن بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ پنجاب کے بجٹ میں آج تک کبھی بھی اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لیے کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آئندہ جب بجٹ بنایا جائے تو اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لیے علیحدہ رقم رکھی جانی چاہیے۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور میں امید کرتا ہوں کہ میری ان چند گزارشات پر توجہ دی جائے گی۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر، غلام شبیر جوئیہ صاحب!

غلام شبیر جوئیہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے 94-1993ء کے بجٹ پر مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں میانوالی سے متعلق جناب کی خدمت میں گزارش کروں گا۔ وہاں پر 1968ء سے چشمہ بیراج بنا ہوا ہے۔ وہاں پر ہمارے رقبہ جات میں ایک جھیل بنائی اور چشمہ ہیڈ ورکس بنایا گیا۔ چشمہ ہیڈ ورکس کی وجہ سے ہمارے علاقے میں جو متواتر نقصان ہو رہا ہے اس بارے میں میں جناب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ موضع بکھڑا کی نو ہزار کنال زمین دریا برد ہو چکی ہے اس کے علاوہ وہاں کی آبادیاں بھی ختم ہو چکی ہیں اور کافی ٹیوب ویل بھی دریا برد ہو چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ملحقہ الو والی، پپلاں اور موسیٰ والی کے علاقے کا بھی سال بسال سے نقصان ہو رہا ہے اور یہ اسی چشمہ ہیڈ ورکس کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ کیونکہ پہلے دریائے سندھ کی چوڑائی نو میل کے ایریا میں تھی اور وہ دریا اتنا نقصان نہیں کرتا تھا۔ جب سے چشمہ ہیڈ ورکس بنا ہے ہمارے علاقے کا نقصان ہر سال متواتر ہو رہا ہے۔ محکمہ آبپاشی والے پچھلی دفعہ بلکہ ہر سال اس کا سروے کرتے ہیں۔ لیکن اس کی روک تھام کے لیے آج تک کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا اور ہمارے موجودہ وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی اپنی سربراہی میں سروے کرایا تھا اور 1992ء میں کروایا تھا بلکہ انہوں نے وہاں سے پوری رپورٹ منگوائی مگر 94-1993ء کے بجٹ میں اس کے لیے ایک پیسہ بھی نہیں رکھا گیا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری آبادیاں بھی ختم ہو جائیں گی اور لوگوں کی زمینیں بھی ختم ہو رہی ہیں اس سے لوگ بے کار ہو جائیں گے۔

اس کے علاوہ ہمارے علاقے میں اٹامک انرجی نے چھ ہزار ایکڑ کا رقبہ وصول کیا اور 1970ء سے لے کر آج تک ان کو ان کی زمینوں کا کوئی معاوضہ نہیں ملا اور جو ایگریمنٹ یا نوٹیفکیشن تھا اس کے مطابق بھی لوگوں کو کوئی متبادل رقبہ نہیں ملا۔ اس کے علاوہ ایک چشمہ جہلم کنال ہے جو پورے پنجاب کو پانی دے رہی ہے۔ چشمہ جہلم کی وجہ سے اتنی سیم پھیل چکی ہے۔ جس کی وجہ ہمارے علاقے میانوالی میں ہزاروں ایکڑ زمین جنگل بن گئی ہے۔ دوسرے بھکر کے علاقے تک اس سیم کا اثر دن بدن بڑھ رہا ہے۔

جناب والا! مرحوم غلام حید وائیں بھکر گئے تھے اور وہاں کے لوگوں نے چیخ و پکار کی تھی کہ ہمارے علاقے کی زمینیں سیم و تھور کی وجہ سے خراب ہو رہی ہیں۔ آپ مہربانی کر کے یہاں سے سیم کی نکاسی کا کوئی بندوبست کریں بلکہ اس علاقے کی ریونیو رپورٹیں بھی حکومت پنجاب کو کئی دفعہ پہنچ

چکی ہیں۔ اور یہ علاقہ دن بدن سیم کی وجہ سے خراب ہو رہا ہے۔ لہذا اس کے لیے سیم کی نکاسی کا کوئی بندوبست کیا جائے۔ اس کے لیے 94-1993ء کے بجٹ میں ایک پیسہ بھی نہیں رکھا گیا۔

تیسری بات جناب والا یہ ہے کہ تھل کینال میں سے چھ ہزار کیوسک کی نہر نکالی گئی تھی۔ جس نے سولہ لاکھ ایکڑ کو آباد کرنا تھا اور آبپاشی کرنا تھا لیکن پی آئی ڈی سی کے چیئرمین جنرل حق نواز صاحب نے ٹیوب ویل سکیم کا پانچ لاکھ کا رقبہ اس میں شامل کر دیا اور ہمارے دریائے سندھ میں کم از کم سات لاکھ کیوسک تک پانی گرمیوں میں پہنچ جاتا ہے۔ لیکن ہمارے علاقے میں وارہ بندی سارا سال جاری رہتی ہے۔ چاہے وہاں پر گرمی ہو یا سردی۔ کیونکہ نہر کا جو ڈیزائن تھا وہ صرف سولہ لاکھ ایکڑ کے لیے تھا مگر اس میں انھوں نے پانچ لاکھ ایکڑ کا اضافہ کر دیا جس کی وجہ ہمارے علاقہ خوشاب، ضلع بھکر اور لیہ کے ضلعوں میں پانی کی وارہ بندی سارا سال جاری رہتی ہے۔ اور میانوالی میں بھی اس طرح سے لوگوں کو زیادہ تکلیف ہے۔

جناب والا! ہمارے علاقے کا رقبہ ریتلا ہے اسی فیصد وہاں پر تھل ہیں اور وہاں پر آبپاشی کرنے کے لیے پانی کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ زمین کا وتر بہت کم ہوتا ہے اور لوگ اس میں کھاد ڈالتے ہیں۔ محنت کرتے ہیں لیکن ہماری فصلیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اور ہم زمینداروں کو زیادہ سے زیادہ نقصان ہو رہا ہے۔

جناب والا! پانی کے سلسلے میں ہمارے ساتھ ایک اور نا انصافی ہوئی ہے۔ ہمارے علاقے میں 3.18 فی ہزار ایکڑ پانی کا ڈیزائن دیا گیا ہے اور ہمارے ساتھ ملحقہ ضلع مظفر گڑھ میں 5 کسر فی ہزار ایکڑ دیا ہے۔ لہذا میری درخواست ہے کہ ہمارا پانی کا سائز بھی اسی طرح سے بنایا جائے کیونکہ ایک ہی دریا سے دونوں اضلاع آبپاشی ہوتے ہیں۔ ہمارے پانی کے سائز کو بھی پانچ کسر بنایا جائے کیونکہ زمینداروں کو پانی کی نہایت تکلیف ہوتی ہے۔

جناب والا! ہمارے علاقے میانوالی میں ایک Poly technic Institute منظور ہوا تھا اور اس کے باقاعدہ ٹینڈر بھی ہو چکے تھے جو ایک کروڑ اور کئی لاکھ روپے کے تھے لیکن اس بجٹ میں اس کے لیے ایک پیسہ بھی نہیں رکھا گیا۔ مہربانی کر کے اس علاقے میں جو Poly technic Institute منظور ہوا ہے اس کے لیے پیسے رکھے جائیں۔

جناب والا! تعلیم کے بارے میں عرض کرتا ہوں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا تھا کہ ہم پہلی جماعت سے شروع کریں گے تا کہ دیہاتوں میں لوگوں کی تعلیم بہتر ہو۔ جناب والا! اس کے متبادل

میں یہ تجویز دوں گا کہ اگر وزیر اعلیٰ صاحب لڑکیوں کے زیادہ سے زیادہ سکولوں کو up-grade کریں اور جو غریب لڑکیاں پڑھیں گی وہ ماؤں کے طور پر اپنے بچوں کو میرے خیال میں بہتر تعلیم دے سکتی ہیں ۔ کیونکہ ہمارے جو پی ٹی سی ماسٹر صاحبان ہیں۔ ان کو اتنی انگلش نہیں آتی کہ وہ بچوں کو اچھی تعلیم دے سکیں ۔

جناب والا ! اٹامک انرجی کے جو متاثرین ہیں وہ اپنی زرعی زمینیں دے کر بے کار ہو چکے ہیں۔ ان لوگوں کو ملازمتیں نہیں دی جاتیں بلکہ جو افسران باہر سے آتے ہیں وہ باہر سے ہی آدمی بلا کر ملازم رکھتے ہیں اور ہمارے علاقے کے غریب لوگوں کو کوٹہ نہیں ملتا بلکہ درجہ چہارم کی سیٹیں بھی وہ باہر کے لوگوں کو بلا کر دیتے ہیں۔

جناب والا ! میں نے اتنی ہی گزارش کرنی تھی ۔ اب میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ کی مہربانی۔ جی' سید غلام مرتضیٰ شیرازی!

الحاج سید غلام مرتضیٰ شیرازی : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر ! میں تہ دل سے آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے عرض کرنے کا موقع بخشا میں اس معزز ایوان کے تمام ممبران کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ حزب اختلاف اور حزب اقتدار میں پرسوں سے آپس میں جو باتیں ہو رہی ہیں وہ ہم سنتے رہے ۔ آخر حزب اختلاف کے ایک ممبر نے خود تسلیم کیا ہے کہ ملک دیوالیہ ہونے کے قریب ہے ۔ انھوں نے تو اس ملک کو یا دیوالیہ ہونے کے قریب پہنچا دیا۔ آپ مطمئن رہیں ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری حکومت اسے دیوالیہ نہیں ہونے دے گی ۔

جناب والا! میں موجودہ پیش کردہ بجٹ پر وزیر اعلیٰ پنجاب اور حکومت پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ کسی کو برا کہنے سے کام نہیں چلا کرتے۔ اپنے آپ کو اچھا جاننے کی ضرورت ہے ۔ اللہ کریم نے ہمیں عوام کی دعا بخشی ہے اور ہماری ذمہ داریاں بڑھی ہیں۔ جن سے عہدہ برآ ہونا ضروری ہی نہیں بلکہ فرض ہے ۔ خدمت کے بغیر کوئی مخدوم کہلوانے کا حق دار نہیں ہوتا بلکہ جو ملتا ہے وہ بھی کھو بیٹھتا ہے ۔ جیسے وہ سو سال میں سب کچھ کھو چکے ہیں۔

جناب سپیکر ! میرے علاقے کے غریب عوام نے اس ایوان میں اپنی تکالیف پیش کرنے کے لیے بھیجا ہے ۔ جو میرا فرض ہے ۔ میرا حلقہ انتخاب دیہاتی ہے ۔ جہاں کے غریب لوگ ذرائع آمدورفت اور علاج معالجہ کی سہولتوں سے محروم ہیں وہاں پر بچوں کی پرائمری تعلیم تک کا کوئی مناسب

بندوبست نہیں ہے ۔ اس کی میں دو مثالیں عرض کروں گا۔ ایک تو یہ ہے کہ میرے حلقے میں پانچ سال سے ایک گرلز سکول کی بلڈنگ بنی ہوئی ہے اور وہ مکمل ہے مگر وہاں پر محکمے کا کوئی آدمی یا کوئی ٹیچر موجود نہیں ہے ۔

کئی مرتبہ ڈی ای او صاحب کی خدمت میں گزارش کی تو انھوں نے بتایا کہ ایم پی اے صاحب سے پوچھ لیں کہ انھوں نے عملہ کہاں لگایا ہوا ہے ۔ ایک سکول جو آج سے چودہ سال قبل کا بنا ہوا ہے ۔ اس کے لیے آج تک بلڈنگ موجود نہیں۔

میرے حلقہ میں وائرس کی موذی مرض نے اس سال بھی تباہی مچا دی ہے ۔ کاشت کار فصل کاشت کرنے سے پریشان ہے ۔ انھیں بلا سود قرضے کی سہولت دی جائے جو سود ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے انھیں مناسب عرصہ کے لیے مہلت دی جائے ۔ محکمہ زراعت اربوں روپے قومی خزانے سے زراعت کے لیے خرچ کرتا ہے ۔ کاغذی کارروائی کرنا مناسب نہیں بلکہ عمل کی ضرورت ہے ۔ جناب سپیکر ، گزشتہ آٹھ دس سال سے مصنوعی کھاد کا بروقت نہ ملنے سے زرعی معیشت پر اچھا خاصا اثر انداز ہوا ہے ۔ اس کی واحد وجہ سرمایہ دار لوگ اور منصوبہ بندی کرنے والے لوگ تھے ۔ بلیک مارکیٹنگ بلکہ روایت بن چکی ہے ۔ اس کے لیے مناسب اقدامات فرمائے جائیں۔ میرے حلقہ میں دو سو سال قبل دریائے بیاس بہتا تھا جو ہری کے پتن پر دریائے ستلج سے مل گیا اور آئندہ کاغذات مال کے علاوہ لوگوں نے بھی اسے خشک بیاس کا نام دے دیا۔ دس پندرہ سال قبل تک خشک رہا۔ سیم اور تھور کے پانی کی چلنے کی وجہ سے اب وہ ایک نالے کی شکل اختیار کر گیا ہے ۔ اس کی گہرائی کم ہونے کی وجہ سے اور دیگر سیم نالوں کا پانی شامل ہونے کی وجہ سے سرسبز و شاداب اراضی سیم اور تھور نے لپیٹ میں لینا شروع کر دی ہے ۔

جناب سپیکر ! یہی دریا سانپ کی طرح چکر کاٹتا ہوا ضلع قصور ، پاکپتن ، ساہیوال ، خانیوال ، وہاڑی ملتان سے ہوتا ہوا تحصیل شجاع آباد کے علاقے میں دریائے ستلج سے جا ملتا ہے ۔ جناب سپیکر ، اگر اسے باقاعدہ گہرا اور سیدھا کر کے ایک بڑے سیم نالے کی شکل دی جائے تو علاقہ کی بہترین زمین سیم اور تھور کی موذی مرض سے بچنے کے علاوہ سینکڑوں ایکڑ اراضی برائے کاشت حاصل ہو گی ۔ جس سے ہزاروں من اجناس خوردنی کی توقع کی جا سکتی ہے۔ جناب سپیکر کاشتکار اور کاشتکاری سے منسلک مزدور ۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف نہیں دلانا چاہتا کہ وہ پڑھ کر تقریر کر رہے ہیں ۔ کوئی بات نہیں وہ اپنے حلقے کی بات کر رہے ہیں ۔ اس بات سے چشم پوشی کی جا سکتی ہے کہ ایوان میں کورم نہیں ہے لیکن نماز سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں ۔ ابھی پانچ منٹ رہتے ہیں۔ تقریر ختم ہو لینے دیں۔

سید غلام مرتضےٰ شیرازی: جناب سپیکر! کاشتکار اور کاشتکاری سے منسلک مزدور کو ملک کی معیشت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کہہ کر پکارا جاتا ہے ۔ لیکن اس کی کسی نے آبیاری نہیں کی ۔ لیکن نقصان ہی پہنچایا ۔ اسے مکمل ختم ہونے کے نتائج کا ہم سب کو علم ہے ۔ خدا را! اس کو توانا رکھنے کی کوشش کیجیے ۔ کاشتکار اتنا مظلوم طبقہ ہے کہ وہ اپنی مجبوری کی وجہ سے اپنی فصل فروخت کرنے جاتا ہے تو سرمایہ دار اپنی مرضی کا بھاؤ لگاتا ہے اور جب وہی کاشت کار اپنی ضرورت کے تحت خریدنے جاتا ہے تو پھر سرمایہ دار اپنا من مانا بھاؤ لگاتا ہے ۔ اور کاشت کار کو مجبوراً خریدنا ہوتا ہے ۔ کاشت کار کو تمام لوگ حقیر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک فیڈر ہے ۔ ہمیں کاشتکار کو معاشرے میں صحیح مقام دلانا ہو گا۔ اس کی مالی مشکلات کا ازالہ کرنا ہو گا ۔ کئی اشیاء پر کاشتکار کو subsidy عطا کی جاتی ہے جو راستہ ہی میں سرمایہ دار حضرات کا لقمہ بن جاتی ہے ۔ ایسی مراعات اگر کاشت کار کو فی ایکڑ کاشت فصل پر عطا کر دی جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر! پاکستان کے کاشت کار سے بڑھ کر کسی خطے کا کاشت کار محنتی ' جفاکش ' صابر اور رضائے ایزدی سمجھ کر چپ رہنے والا نہیں ۔ اگر یہی حالت رہی تو نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شاہ صاحب! اس سے پہلے کہ کوئی فاضل رکن اعتراض کرے آپ کم از کم تھوڑا سا دیکھ لیا کریں پھر اپنی تقریر کیا کریں۔

سید غلام مرتضےٰ شاہ شیرازی: ٹھیک ہے ۔ جناب والا ' قدرت کاملہ نے ہمیں ایسی زرعی اور نہری نظام سے بخشا ہے جس کی دنیا میں نظیر نہیں ملتی ۔ لیکن اس کے باوجود ہم دوسروں کے سامنے دست دراز ہیں اور مقروض ہیں۔ یہ مجبوریوں کا نتیجہ ہے ۔ ہم شوریدہ ہونے کے باوجود گفتار کے غازی ہیں کردار کا تو خدا حافظ ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ! اب چونکہ نماز کی بات ہوئی تھی ۔ نماز پڑھنا سب کا فرض ہے ۔ کافی دوست تقریر کرنا بھی چاہتے ہیں جس ترتیب سے میرے پاس نام ہیں میں گزارش کر دیتا ہوں کہ شاہ صاحب کے بعد میرے پاس مندرجہ ذیل نام تھے ۔ سلطان احمد حیات صاحب ' شاہد ریاض ستی صاحب '

چودھری صداقت علی ' ڈاکٹر محمد شفیق ' جناب محمود ایاز ' رانا سہیل احمد نون ' بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد اور پیر گل صاحب۔ یہ نام میرے پاس ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ میں نماز کے وقفہ کے لیے ایوان کو ملتوی کر دوں تو میرے خیال میں دوبارہ آنا ناممکن ہو گا۔ میں چاہتا ہوں کہ جن دوستوں نے نماز پڑھنی ہے وہ اس حساب سے نماز بھی پڑھتے جائیں اور ہماری تقاریر بھی جاری رہیں۔

میاں عبدالحمید ، کل تین تاریخ کے لیے میں نے بھی نام دیا تھا لیکن میری باری نہیں آئی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں نے بھی کل تین تاریخ کے لیے ہی لکھا تھا ۔ آج کے لیے صرف ایک چٹ آئی ہے اس کے سمیت یہ سات نام ہیں جن کو تقریر کا وقت دیا جائے گا۔

میاں عبدالحمید ، براہ کرم میرا نام بھی اس میں شامل کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کا نام بھی شامل کر دیتے ہیں۔ اب سلطان احمد حیات صاحب کی باری ہے (وہ ایوان میں حاضر نہیں تھے) شاہد ریاض ستی صاحب!

جناب سلطان احمد حیات ، جناب سپیکر ! عرض یہ ہے کہ میرا نام اگلے کارروائی کے دن پر رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تو پھر سات تاریخ آئے گی ۔

جناب شاہد ریاض ستی ، سب سے پہلے میں ایوان میں یہ بات باور کرانا چاہتا ہوں کہ نواز شریف صاحب کی انقلابی پالیسیوں کو یہاں تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔

جناب محمود ایاز ، جناب سپیکر ! میں بھی نماز پڑھنے جا رہا ہوں ۔ میرا نام بھی اگلے کارروائی کے دن پر رکھ لیں۔

جناب شاہد ریاض ستی ، جناب سپیکر! اس ملک کا سب سے بڑا مسئلہ بیروزگاری کا مسئلہ تھا ۔ اس کو حل کرنے کے لیے نواز شریف صاحب نے ایسے عملی اقدامات اٹھائے جس کی بدولت نہ صرف یہ مسئلہ حل ہوا بلکہ ان انتخابات میں یہ ثابت ہوا کہ مسلم لیگ نواز شریف گروپ سب سے بڑی جماعت بن کر ابھرا ہے ۔ییلو کیب سکیم پر اکثر یہ تبصرہ ہوا کہ اس سکیم سے نا صرف بہت سے بیروزگار نوجوانوں کو روزگار میسر آیا اور جس کے لیے یہاں پر یہ بھی تنقید کی گئی کہ ییلو کیب سکیم کے تحت دی جانے والی گاڑیوں کا قرض واپس موصول نہیں ہو رہا ۔ میں ان حضرات کی خدمت میں التماس کروں گا کہ وہ جا کر بنکوں کے ریکارڈ سے اندازہ لگائیں کہ کس طرح لوگ واپس قسطیں جمع کروا رہے ہیں اور کتنے

لوگ اس سے مستفید ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں پر موٹر ویز کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ آج جب یہاں ایوان میں کوئی بات ہوتی ہے تو ہر آدمی اپنی سڑک کا مطالبہ کرتا ہے ۔ وہ محض اس لیے مطالبہ کرتا ہے کہ جہاں سڑک جاتی ہے وہاں ترقی کی شاہراہ کھلتی ہے ۔ میں اس موٹر ویز کو ملک کے لیے ترقی کی شاہراہ قرار دوں گا ۔ وہ اس لیے کہ جو روس کی مسلمان سلطنتیں آزاد ہوئیں ہیں۔ ان کے ساتھ ہمارے کاروباری روابط بڑھ جائیں اور اس کے علاوہ یہاں پر ایک Industrial Estate بنائی جاتی جس سے ہمارے ملک کی بے روزگاری کا مسئلہ حل ہوتا ۔ اس کے علاوہ نواز شریف صاحب کے حوالے سے یہاں پر غریبوں کی بات ہوتی رہی ' زمینوں کی تقسیم کے بارے میں ہمیشہ بات ہوئی ۔ لیکن عملاً آپ نے دیکھا ہو گا کہ نواز شریف صاحب نے کچے کے ہاریوں میں ہزاروں ایکڑ زمین تقسیم کی اور پھر الیکشن میں یہ ثابت ہوا کہ کس قدر غریبوں نے ان کی پذیرائی کی ہے ۔

جناب غلام عباس ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! محترم سابق وزیر اعظم کے موٹر وے کی یہاں پر تعریف کی جا رہی اور اس کے ساتھ وسط ایشیا کی ریاستوں کے ساتھ تجارت کی بات بھی ہوئی -----

جناب ڈپٹی سپیکر ، غلام عباس صاحب پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ اپنی سیٹ پر نہیں بیٹھے ہوئے اور اس لیے آپ بول نہیں سکتے ------جی ستی صاحب !

جناب شاہد ریاض ستی، جناب سپیکر ! میں یہ باتیں نہیں چھونا چاہتا تھا لیکن چونکہ ایوان میں ان کے اوپر بہت تنقید ہوئی ہے اس لیے میں یہ جواب دینا چاہتا تھا ۔ جناب سپیکر ! آپ جانتے ہیں کہ بیروزگاری کا مسئلہ ہمارے ملک میں بہت بڑا مسئلہ ہے ۔ اور اس کو حل کرنے کے لیے کوئی عملی اقدامات اٹھانا پڑے تھے جو صرف نواز شریف کو ہی شرف حاصل ہے کہ اس نے یہ اقدامات اٹھائے ۔ آج لوگ بات کرتے ہیں کہ ہم نوکریاں دیں گے ۔ کیا چار پانچ ہزار یا دس ہزار نوکریاں create کر کے یہ بے روزگاری کا مسئلہ ہو سکتا ہے یہاں تو لاکھوں بے روزگار بیٹھے ہیں۔

جناب غلام عباس ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، غلام عباس صاحب ! میں آپ کی بات کو سمجھ گیا تھا ۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنے گا ۔ کیونکہ وہ اپنی تقریر کر رہے ہیں اور وہ اپنا موقف بیان کر رہے ہیں ۔ لہذا ان کو آپ موقف بیان کرنے دیں ۔ آپ نے بھی اپنا موقف بیان کیا تھا ۔ لہذا آپ تشریف رکھیں۔

جناب زاہد محمود مزاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ محترم ممبر صاحب نے فرمایا ہے کہ پچھلی حکومت نے یہ جو موٹر وے اسلام آباد سے لاہور تک کے لیے شروع کیا ہے اس سے ملک ترقی کی طرف جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ یہ اگر پشاور سے کراچی جاتا تو تو ملک ترقی کی طرف جاتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مزاری صاحب! آپ کی یہ بات درست ہے۔ لیکن ان کو حق حاصل ہے کہ وہ بات کریں اور اس میں اگر ہم اس طرح مداخلت شروع کر دیں گے تو پھر یہ بات چل نہیں سکے گی۔ لہذا آپ مہربانی کریں اور ان کو بات کرنے دیں۔

جناب غلام عباس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ سابقہ حکومت کی خارجہ پالیسی کی ناکامی کی وجہ سے وسط ایشیا کی جو ریاستیں ہیں انھوں نے اسرائیل اور ہندوستان سے اپنے تجارتی روابط قائم کیے ہیں۔ پاکستان کے ساتھ ان کی تجارت نہیں ہو رہی۔ یہ ان کی خارجہ پالیسی کی ناکامی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ شاہد ریاض ستی صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب شاہد ریاض ستی: جناب سپیکر! میں اگرچہ اختلافی معاملات پر بات نہ کرتا لیکن ان لوگوں نے اس قدر ان معاملات کو اچھالا ہے کہ مجھے بات کرنا پڑی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں آپ کی وساطت سے ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ جو چوری کی گاڑیاں ہیں وہ یہاں پر جعلی رجسٹریشن کروا کر بیچی جا رہی ہیں۔ یہ مسئلہ بھی cooperative کی طرز کا ہے۔ جس سے ہمارے لوگوں کو لوٹا جا رہا ہے۔ ایک تو گاڑیاں چوری کر کے بیچی جاتی ہیں اور دوسرا شریف لوگوں کو لوٹا جا رہا ہے۔ اور جعلی رجسٹریشن کروا کر مارکیٹ میں بیچی جاتی ہیں۔ ہوتا یوں ہے کہ جب خریدار گاڑی خریدنے جاتا ہے تو رجسٹریشن بک چیک کرتا ہے۔ اس کے ٹوکن چیک کرتا ہے۔ اس کی ملکیت چیک کرتا ہے۔ اس کا ٹرانسفر لیٹر چیک کرتا ہے۔ یہ سب چیزیں مکمل ہوتی ہیں۔ اس کا نمبر بھی ہوتا ہے۔ انجن نمبر بھی ٹھیک ہوتا ہے اور چیسی نمبر بھی ٹھیک ہوتا ہے۔ لہذا میری آپ سے استدعا ہے کہ ایسے Computerised Cells ڈویژن کی سطح پر قائم کیے جائیں جو کہ اس بات کی verification کریں کہ کیا یہ گاڑیاں چوری کی ہیں یا نہیں۔ لہذا یہ معاملہ جس سے ہمارے کئی سو لوگ متاثر ہو چکے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اس معاملے کو جو لوگ حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں وہ بھی اٹھائیں کیونکہ یہ بھی cooperative طرز کا معاملہ

ہے اور اس سے کئی سو لوگ لٹ چکے ہیں۔ لہذا میری عرض ہے کہ ہر ڈویژن کی سطح پر Computer Cell قائم کیے جائیں جو اس خریدار کو تصدیق نامہ جاری کرے جو گاڑی لینا چاہتا ہے اور وہ وہاں سے تصدیق کروا سکے کہ آیا یہ گاڑی چوری کی ہے؟ اور وہ باقاعدہ اس کا سرٹیفکیٹ جاری کریں۔ کیونکہ جب ایک خریدار گاڑی خرید کر گھر لے جاتا ہے' اس کی رجسٹریشن بھی مکمل ہوتی ہے۔ اس کے کاغذات بھی مکمل ہوتے ہیں۔ لیکن دو ماہ یا چار ماہ بعد پولیس آجاتی ہے کہ یہ گاڑی چوری کی ہے۔ لہذا میری آپ سے استدعا ہے کہ ہر ڈویژن کی سطح پر پولیس ایسا انتظام کرے اور computer نصب کرے جن پر چوری کی گاڑیوں کا ریکارڈ فیڈ ہے۔ اور جو خریدار گاڑی لینا چاہے وہ کم از کم وہاں سے چیک کروالے کہ جو گاڑی میں خرید رہا ہوں وہ کہیں چوری کی تو نہیں۔ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر! کواپریٹو کا مسئلہ جو اس ملک میں ہوا۔ آپ نے دیکھا کہ یہاں کے غریب لوگوں کو' بیواؤں کو اور پینشنرز کو کس طرح سے لوٹا گیا اور نواز شریف صاحب نے عملی اقدامات اٹھائے اور اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے Liqudation Board بنایا جس کے ذریعے سے 25 سے 50 ہزار روپے تک کی رقم لوگوں کو واپس کروائی۔ اور بے نظیر صاحبہ نے جو بیان دیے۔ میں ان سے توقع رکھتا ہوں کیونکہ اس وقت یہ لوگ حکومت میں ہیں اور کوآپریٹو والوں کی نظریں بھی اب ان لوگوں پر لگی ہوئی ہیں۔ کیونکہ انھوں نے الیکشن میں بھی ان سے وعدہ کیا تھا۔ لہذا یہ بھی اب اس کا کوئی ایسا حل نکالیں اور کوئی ایسا طریقہ کار وضع کریں جس سے جلد از جلد لوگوں کی لوٹی ہوئی رقوم واپس ہو سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اب میں اپنے حلقے کی طرف آتا ہوں۔ میرا حلقہ انتہائی پسماندہ حلقہ ہے اور پنجاب کا کافی بڑا حلقہ ہے اس لیے کہ وہ ایک پہاڑی خطہ ہے۔ راولپنڈی پی پی۔9 اور وہاں کی آبادی بہت منتشر ہے۔ لہذا میری آپ سے استدعا ہے کہ وہاں پر بارشوں کے موسم میں land-slides ہوتی ہیں جس سے نہ صرف کئی سو لوگوں کا نقصان ہوتا ہے بلکہ کئی بستیاں تباہ ہو چکی ہیں۔ جس کی مثال میں اپنی ایک یونین کونسل کی دیتا ہوں۔ یونین کونسل کوٹلی ستیاں کا ایک پورا گاؤں تباہ ہوا ہے۔ یونین کونسل دیور کا ایک پورا گاؤں تباہ ہوا ہے اس کے علاوہ بہت سے اور ایسے گاؤں ہیں جو کہ بارشوں میں تباہ ہوئے ہیں۔ اسی طرح یونین کونسل بھٹیاں کا ایک پورا گاؤں تباہ ہوا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ میرے حلقے کے لیے اور پی پی۔ 1 جو مری کا حلقہ ہے اس کے لیے سپیشل فنڈز دیے جائیں یا وہاں کے ایم پی اے کو کوئی سپیشل گرانٹ دی جائے تا کہ جن لوگوں کی

وہاں پر زمین land-slides کی نذر ہو جاتی ہیں یا جن کے مکان land-slides کی وجہ سے دب جاتے ہیں ان لوگوں کا مسئلہ حل ہو سکے ۔ اس کے علاوہ دو سال قبل ہماری تحصیل کوٹلی ستیاں کا اجراء ہوا تھا لیکن آج تک ـــــ

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ایک منٹ میں اپنی تقریر کو ختم کریں۔

جناب شاہد ریاض ستی ، لیکن آج تک نہ تو ہماری پوری تحصیل میں بجلی ہے اور نہ ہی وہاں پر ابھی ہیڈکوارٹر بنا ہے نہ وہاں پر بلڈنگز ہیں ۔ لہذا میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ استدعا کروں گا کہ وہاں جلد از جلد بلڈنگ کا اجراء کروایا جائے اور تحصیل ہیڈ کوارٹر کا اجراء کروایا جائے ۔

اس کے علاوہ جناب سپیکر ! پورے ملک میں ایک مسئلہ air polution کا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ درخت لگائے جائیں پوری دنیا میں ہر طرف آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ انسان کی صحت کے لیے درخت بہت ضروری چیز ہے ۔ ہمارے تمام علاقے میں جنگلات ہیں ۔ ان جنگلات کے علاوہ ہمارا ایک ایسا علاقہ ہے جس کو ہم شاملات کہتے ہیں ۔ انگریزوں نے غیر قانونی طور پر آج تک ہمیں اس کے حقوق نہیں دلائے اور ہمارے علاقے میں گزارہ جات ڈویژن کام کر رہا ہے ۔ جس کے پاس ایک لاکھ ایکڑ سے زیادہ اراضی ہے لیکن آج تک ہمیں حکومت کی طرف سے ایک روپے کی گرانٹ نہیں ملی کہ ہم وہاں پر plantation کرائیں یا وہاں پر کچھ اور کام کر سکیں۔ لہذا میں آپ کی وساطت سے استدعا کروں گا کہ اس قسم کے فنڈز گزارہ جات ڈویژن کو دیے جائیں تاکہ وہاں پر plantation ہو سکے ۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کے شکریہ کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی ۔ اب جناب ڈاکٹر محمد شفیق چودھری صاحب !

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، جناب سپیکر ! گزشتہ کئی روز سے اس ایوان کے اندر جو تقاریر کا سلسلہ ہے اس میں مخالفت برائے مخالفت زیادہ نمایاں ہے ۔ میری اپنے تمام بھائیوں سے یہ استدعا ہے کہ ہمیں اپنے اکابرین کو فرشتے کے طور پر پیش نہیں کرنا چاہیے ۔ خواہ وہ حزب اقتدار سے ہوں یا حزب اختلاف سے ۔ وہ انسان ہیں اور انسان خطا کا پتلا ہے ۔ اور اگر ہم اپنی کوتاہیوں اور اپنے اکابرین کی کوتاہیوں پر نظر رکھیں گے تو پھر ہماری نگاہ میں کوئی برا نہیں رہے گا ۔

جناب والا یہاں پر جن اکابرین کا خاص طور پر ذکر ہوا میں اپنے ذاتی اختلاف رائے کے باوجود جب جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کا نام لوں گا ۔ تو مجھے واضح طور پر 1973ء کے آئین اور ختم نبوت

کے منکرین کو کافر قرار دینا جمعہ کی چھٹی ' جوئے اور شراب پر پابندی جیسے اقدامات کی تعریف کرنا ہو گی ۔ جب ہمارے مخالفین ضیاء الحق کا نام لیں گے تو انھیں جہاد افغانستان میں ان کی حکمت عملی کو فراموش نہیں کرنا چاہیے ۔ کہ انھوں نے ایٹمی پروگرام کو آگے بڑھایا ۔ انھوں نے ہماری آرمی کو جدید اسلحہ سے لیس کیا اور انھوں نے نہایت خوبصورتی سے کرکٹ ڈپلومیسی سے Brass Tack جیسی ایکسرسائز کو ناکام بنایا اور سب سے بڑی بات جو ضیاء الحق کے کریڈٹ میں جاتی ہے ——

چودھری شاہنواز چیمہ ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ معزز ممبر صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم اپنے لیڈروں کی بہت تعریف کرتے ہیں اور یہ نہیں ہونی چاہیے اور اسی کے متضاد چل پڑے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔ انھوں نے ایسا نہیں کہا ۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، جناب سپیکر ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمیں اپنے اکابرین کی اچھائیوں اور برائیوں پر یکساں نظر رکھنی چاہیے ۔ ان میں خوبیاں بھی ہیں اور خرابیاں بھی ہیں۔ ضیاء الحق کی موت ایک سپہ سالار کی موت ہے ۔ انھوں نے یونیفارم میں دنیا فانی سے کوچ کیا اور یہ بہت بڑے اعزاز کی بات ہے ۔ وہ کسی شادی سے واپس نہیں آرہے تھے ۔ وہ کوئی دنیاوی function سے واپس نہیں آرہے تھے بلکہ آرمی ایکسرسائز سے واپس آرہے تھے ۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف انفرمیشن !

جناب ڈپٹی سپیکر ، پوائنٹ آف انفرمیشن کا کوئی رول نہیں ہے ۔

جناب غلام عباس ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔ضیاء الحق صاحب امریکی سفیر کو امریکی اڈوں کا معائنہ کرا کے واپس آرہے تھے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، غلام عباس صاحب ! ان کا اپنا تصور ہے ۔ وہ اپنے لیڈر کی تعریف کر سکتے ہیں ۔ ہم اپنے لیڈر کی تعریف کر سکتے ہیں۔ لہذا یہ اچھی بات نہیں ہے ۔ آپ جیسے بڑے اچھے پارلیمنٹیرین جن کا اپنا مقام ہے تو میرے خیال میں اس طرح کی گفتگو نہیں ہونی چاہیے ۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، جناب سپیکر ! میں جن ہستیوں کا نام لے رہا ہوں وہ پاکستان کے اکابرین ہیں۔ وہ پاکستان کی تاریخ کا حصہ ہیں۔ وہ میرے ذاتی اکابرین نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بات جاری رکھیں۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری: جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ گزشتہ حکومت میں جس طرح سے جناب میاں نواز شریف صاحب نے پانی کا معاہدہ کیا، نیشنل فنانس کمشن ایوارڈ جاری کیا اور نیشنل موٹر وے کی تعمیر شروع کی اور اپریل 1980ء میں ہماری تمام بیرونی امداد بند تھی، آگے انہوں نے trade not aid کا نعرہ لگایا۔ یہ صرف ایک نعرہ نہیں تھا بلکہ اس کو عملی جامہ بھی پہنایا۔ اور ملک کے اندر افراط زر کو ایک digit سے آگے نہیں جانے دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ صنعتی انقلاب کی راہ ہموار کی۔ اور جب میں ان چیزوں کا نام لے چکا ہوں تو میں یہ چاہتا ہوں کہ آج ۔۔۔

سردار سکندر حیات خاں، آج بحث خصوصاً بجٹ پر ہو رہی ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ فاضل ممبر چاہے اس طرف سے ہو یا اس طرف سے انھیں تاکید کی جائے کہ وہ موضوع سے متعلقہ بات کریں۔ وہ مکمل طور پر بجٹ پر بحث کریں۔ بجٹ کی بڑی موٹی موٹی کتابیں ہیں۔ ان سے hints لیں۔ اگر بجٹ کے اوپر ہی وقت دیں تو ان کے حلقے کی بات ہو گی اور ان کے منشور کی بات ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیا ہے۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ دونوں طرف کے اراکین کو سمجھنا چاہیے۔ ویسے کوئی قدغن بھی نہیں۔ لیکن چونکہ بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اس لیے زیادہ بات بجٹ کی ہونی چاہیے تھوڑی سی بات اگر دوسری ہو جائے تو اچھی بات ہے لیکن میرے خیال میں ممبر حضرات سب باتوں کو سمجھتے ہیں۔ اس لیے آپ اپنی بات کو جاری رکھیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! مجھے اس معاہدے کا بڑا ہی احترام ہے۔ جو اپوزیشن اور سرکاری بنچز کا ان کے چیمبر میں ہوا ہے کہ کسی طرف سے بھی یہ پوائنٹ نہیں اٹھایا جائے گا۔ لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ اس سے پہلے سپیکر صاحب بھی کہیں۔ ہماری پوری دنیا کی روایات کا بھی پتا ہے لیکن اگر حزب اختلاف نے تقریریں دیواروں اور اخباروں کے لیے کرنی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان کے وقت کے ضیاع کے مترادف ہے۔ آپ exchequer پہ بات کر رہے ہیں۔ اور کورم پورا نہیں ہے۔ جناب والا! کوئی حد ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب کی بات ٹھیک ہے۔ ہمیں اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا چاہیے۔

سید ظفر علی شاہ، کسی چیز کی کوئی حد ہوتی ہے۔ ہم نے خزانے پہ بات کرنی ہے۔ ہم اخباروں میں

بوانے کے لیے تقریریں نہیں کر رہے ۔ آپ کو بتانا ہے کہ آپ کیا کر رہے ہیں اور آپ کو کیا
ہلیے ۔ یہ حزب اختلاف کی ڈیوٹی ہے ۔

ڈپٹی سپیکر، ایوان میں کورم نہیں ہے ۔پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں)

ڈپٹی سپیکر، اب ایوان کی کیا رائے ہے کہ پندرہ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں-----
را خیال ہے کہ کورم تو پورا نہیں ہو گا ۔ ڈاکٹر شفیق صاحب تقریر کر رہے تھے ۔ میں ایوان کی
ں اتوار چار بجے شام تک کے لیے ملتوی کرتے ہوں ۔

عد پر ایوان کی کارروائی اتوار 7 نومبر 1993ء شام 4-00 بجے تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

Index

A	Page No.
ADDRESS TO ASSEMBLY by-	
- Chief Minister (Manzoor Ahmed Wattoo)	29
- Leader of the House (Manzoor Ahmed Wattoo)	69
- Leader of the Opposition (Muhammad Shahbaz Sharif)	73
- New elected Speaker (Muhammad Hanif Ramey)	30
- Speaker (Saeed Ahmad Khan Manais)	13
ADIL SHAREEF GILL	
- Leave of Absence	2
AGENDA FOR THE SESSIONS HELD ON-	
- 18th October, 1993	1
- 19th October, 1993	21
- 20th October, 1993	50
- 21st October, 1993	1
- 27th October, 1993	1
- 30th October, 1993	1
- 31st October, 1993	1
- 1st November, 1993	1
- 2nd November, 1993	1
- 3rd November, 1993	1
- 4th November, 1993	1
AMJAD HAMEED KHAN DASTI	
- Leave of absence	4
ANOUNCEMENTS regarding-	
- Arrangements for election of Deputy Speaker	32
- Arrangements for election of Speaker	27
- Assembly members not yet notified	18
- Assembly members not participated in oath ceremony	19
- Election of Speaker & Deputy Speaker	19
- Member who has confidence of majority members	51
- Panel of Chairmen for 3rd session of 12th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 21st October, 1993	3
- Panel of Chairmen for 4th session of 12th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 27th October, 1993	3
- Result of Election of Deputy Speaker	33
- Result of Election of Speaker	30
-	
B	
BADSHAH MIR KHAN AFRIDI	
- Leave of absence	3
BUDGET	
- Presentation of budget for the year 1993-94 and supplementary budget for the year 1992-93 by Chief Minister (Manzoor Ahmed Wattoo)	8

D

DEMAND FOR GRANTS-
- Excise 11
- Forest 11
- Land Revenue 11
- Opium 11
- Registration 11

DISCUSSION on-
- Budget of the financial year 1993-94 2, 7, 18, 20

F

Fateha khwani (CONDOLENCE)-
- ON SAD DEMISE OF GHULAM HAIDER WYNE AND GHULAM NAZEER AHMED 16
- ON SAD DEMISE OF CHAUDHRY BASHIR AHMED 2

G

GHULAM HAIDER ABBAS, SARDAR
- Leave of absence 2

L

LEAVE OF ABSENCE-
- Adil Shareef Gill 2
- Amjad Hameed Khan Dasti 4
- Badshah Mir Khan Afridi 3
- Ghulam Hussain Abbas, Sardar 2
- Mazhar Ali Khan 3
- Muhammad Aslam, Chaudhry 4
- S A Hameed 4
- Shaukat Dawood, Chaudhry 4
- Sultan Azmat Hayat Khan, Raja 2
- Taj Muhammad Khanzada 3

M

MANZOOR AHMED WATTOO
- Address to assembly as Chief Minister 29
- Address to assembly as Leader of the House 69
- Address to assembly after expression of confidence 29
- Presentation of budget for the year 1993-94 and supplementary budget for the year 1992-93 8-23

MAZHAR ALI KHAN
- Leave of absence 3

MOTIONS Regarding-
- Accused killed in torture cell in Lower Mall Police Station 4
- Suspension of rules and other requirements of the grant of the powers for the purpose of conducting the referendum 9
- Suspension of rules and use of Assembly Chambers for election of President of Pakistan 5

MUHAMMAD AFZAL SANDHU

Resolution regarding-

- Expression of confidence on Chief minister Mian Manzoor Ahmed Wattoo 3

MUHAMMAD ASLAM, CHAUDHRY
- Leave of Absence 4

MUHAMMAD FAROOQ, CHAUDHRY
Privilege Motion
- Discussion regarding firing in front of the house of member provincial assembly by participants of procession led by Federal Minister in Gujrat. 5

MUHAMMAD HANIF RAMAY
- Address to assembly as newly elected Speaker 30

MUHAMMAD IQBAL, RANA
Privilege Motion-
- Inadequate reporting of Punjab Assembly proceedings by PTV 5

MUHAMMAD SHAHBAZ SHARIF, MIAN
- Address to assembly as Leader of Opposition
point of order REGARDING-
- Session to begin on time 2

N

NOTIFICATIONS of-
- Assembly members name notifications not issued 19
- Prorogation of 2nd session of 12th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 20th October, 1993 79
- Prorogation of 3rd session of 12th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 21st October, 1993 46
- Summoning of 1st session of 12th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 18th October, 1993 -
- Summoning of 2nd session of 12th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 20th October, 1993 -
- Summoning of 3rd session of 12th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 21st October, 1993 -

O

OATH OF OFFICE by-
- Newly elected Deputy Speaker 33
- Newly elected Members of the Punjab Assembly 3-13, 22-23, 25-26
- Newly elected Speaker 30

P

Panel of Chairmen-
- Announcement of Panel of Chairmen for 3rd session of 12th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 21st October, 1993 3
- Announcement of Panel of Chairmen for 4th session of 12th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 27th October, 1993 3

PARVEZ ELAHI, CH
PRIVILEGE MOTION regarding-

- Aerial firing and use of foul language in an illegal procession led by Minister of State 2

point of order regarding-
- Session to begin on time 2
- Legality of issuance of Corrigendum to Budget documents 9

PRIVILEGE MOTION regarding-
- Air firing and use of foul language in an illegal procession led by Minister of State 2
- Inadequate coverage to Punjab Assembly proceedings in PTV news 3
- Not mentioning the unanimous resolution of Punjab Assembly regarding Occupied Kashmir in television news. 10

PROROGATION
- Notification of 2nd session of 12th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 20th October, 1993 79
- Notification of 3rd session of 12th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 21st October, 1993 46

R

RECITATION FROM THE HOLY QURAN AND ITS TRANSLATION PRESENTED IN THE HOUSE IN SESSIONS HELD ON –
- 18th October, 1993 1
- 19th October, 1993 21
- 20th October, 1993 50
- 21st October, 1993 1
- 27th October, 1993 1-1A
- 30th October, 1993 1
- 31st October, 1993 1
- 1st November, 1993 1
- 2nd November, 1993 1
- 3rd November, 1993 1
- 4th November, 1993 1

Resolution regarding-
- Expression of confidence on Chief minister Mian Manzoor Ahmed Wattoo 3
- Condemnation of siege of Dargah Hazrat Bil and the oppression and tyranny of Muslims in Occupied Kashmir (Joint) 4

S

S A HAMEED
- Leave of Absence 4

SAEED AHMED KHAN MANAIS
- Address to assembly 13

SHAUKAT DAWOOD, CHAUDHRY
- Leave of Absence 4

SUMMONING
- Notification of 1st session of 12th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 18th October, 1993 -

- Notification of 2nd session of 12th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 20th October, 1993 -
- Notification of 3rd session of 12th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 21st October, 1993 -

SULTAN AZMAT HAYAT KHAN, RAJA
- Leave of Absence 2

SUSPENSION OF RULES-
- Motion for suspension of rules and other requirements of the grant of the powers for the purpose of conducting the referendum. 9
- Motion for suspension of rules and use of Assembly Chambers for election of President of Pakistan 5

T

TABISH ALWARI, SYED
MOTIONS Regarding-
- Accused killed in torture cell in Lower Mall Police Station 4

PRIVILEGE Motion-
- Inadequate coverage to Punjab Assembly proceedings in PTV news 3
- Not mentioning the unanimous resolution of Punjab Assembly regarding Occupied Kashmir in television news. 10

TAJ MUHAMMAD KHANZADA
- Leave of Absence 3

Z

ZAFAR ALI SHAH, SYED
Point of Order-
- Legality of issuance of Corrigendum to Budget documents 9